 Date 29-12-03

Title - CHAMAN BENAZEER.

Creator - Mohd. Ibraheem.

Publisher - Nawal Kishore (Lucknow).

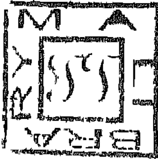
Date - 1927.

Pages - 358.

Subjects - Urdu Shayari - Intikhab; Ghazal Qaseedah; Qataat.

بعون صناع ملکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

مجموعہ خیالات شاعران وسخنوران جادو تقریر موسوم بہ



چمن بےنظیر

مولفہ صاحب ذہن سلیم جناب منشی محمد ابراہیم صاحب

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع ہوا

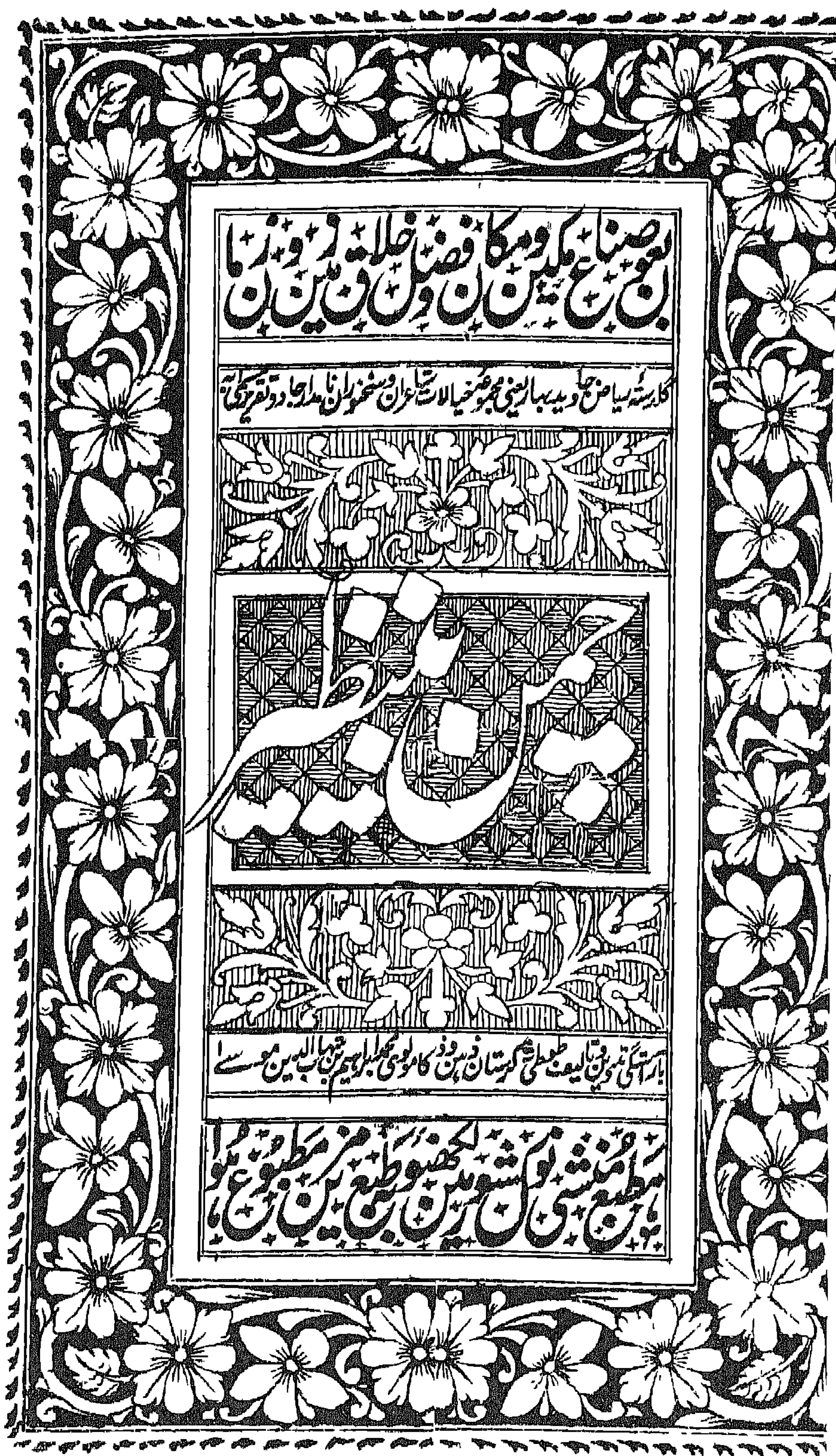
سنہ ۱۹۲۷ء

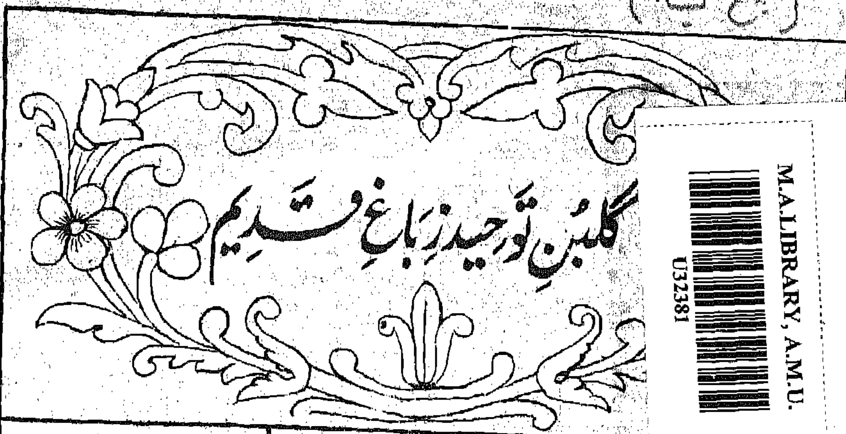
بار سوم

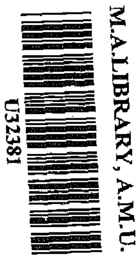
اطلاع

مطبع ہذا مین ہر علم و فن کی کتابون کا ذخیرہ ہر وقت موجود رہتا ہے جسکی فہرست ہر شایق کو ایک فرنانشی کارڈ بھیجنے پر روانہ ہو سکتی ہے۔ یہانپر چند اُسی فن کی کتابونکی ایک مختصر فہرست اس غرض سے لکھی جاتی ہے کہ شائقین کو اس فن کی دیگر کتابون سے بھی آگاہی کا ذریعہ ہو۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
دیوان میرحسن۔ مصنف بدرمنیر و بینظیر	۶ر	بہارستان اشعار۔ دیوان رائے کشن	
دیوان مردان علی۔ در تصوف	۵ر	کمار صاحب	۴ر
اکسیر سخن۔ ترجمہ رتو سنگہار ہندی	۵ر	کلیات صفدر۔ نواب صفدر علیخان کا کلام	عہر
کلیات ظفر۔ ہر چہار جلد دہلی کے آخری تاجدار		کلیات وہبی۔ کاغذ دو قسم سفید چکنا	۱۲ر
بہادر شاہ ظفر کا کلام۔	۱۲ر	ایضاً کاغذ سفید رسمی	۱۰ر
انتخاب کلیات ظفر۔	۸ر	دیوان غافل۔ منور خانصاحب غافل	۵ر
کلیات مومن۔ معہ مثنویات	عہر	دیوان داغ۔ غیر مطبع	۱۲ر
دیوان ناسخ۔ از شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی	۱۲ر	دیوان رند۔ از سید محمد خان رند	۹ر
کلیات آتش۔ لکھنؤ کے مشہور استاد آتش کا کلام	زیر طبع	دیوان غالب۔ باضافہ جدید	۴ر
کلیات میر تقی میر۔ اردو کے شعرا کے		دیوان ذوق۔ باضافہ جدید	۱۱ر
پیشوا اور رہبر مانے گئے ہین اُنکے کلام کی		کلیات اسمٰعیل۔ میرٹھی بلا جلد	عگ
تعریف فضول ہے سب واقف ہین	عہر	ایضاً مجلد	عگر
کلیات سودا۔ ہجوگوئی کے بادشاہ اور		دیوان امیر۔ موسوم بمرآۃ الغیب	عہر
قصیدے کے مسلم الثبوت استاد ہین۔	عہر	کلیات رعب۔ از حکیم حنیف علی صاحب	
کلیات صنعت صنایع بدایع کا ذخیرہ ہے	۱۲ر	رعب۔ اسمین مصنف کا فوٹو بھی شامل ہے	عگر
کلیات نظیر اکبرآبادی شکسپیر ہند نظیر کا کلام		دیوان بہار عرب۔ نعتیہ دیوان ہے	۲ر
بلاغت نظام۔ عجیب طرز کلام ہے۔	عہر	بہارستان سخن۔ ناسخ اور آتش	
دیوان وقار۔ مصنفہ رائے کشن کمار صاحب		وآباد کی غزلین ہمطرح	۹ر
رئیس بلاری	۱۰ر	دیوان نیاز۔ حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی	۲ر


بصنع صناع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان
گلدستۂ ریاض جاوید بہار یعنی مجموعہ خیالات شاعران و سخنوران نامدار جادو تقریر ہے
چمن بے نظیر
بار اسکی تصحیح و تالیف طوطی شکرستان فن سخن وری کا مولوی محمد ابراہیم تہذیب الدین موسے
بمطبع منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع زیب مطبوع ہوا





بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سپاس و شکر ایزد آفتاب مطلع دیوان ہی
برنگ مشرق نور جلوہ خوبی سی اسکے اوج عنوان ہے

عجب ہی بے نظیر و بیمثال و بیچگون بے کیف ذات اسکی
وہ مالک ہی وہ خالق ہی وہ رازق ہی وہ ہادی اور رحمٰن ہے

جدا اگانہ ہین اسماے مطہر مظہر اشیاے کل یعنی
تجلی اسکی ہر اک جز و موجودات مین بے کیف پنہان ہے

کبھو حسن ازل ہی محمل آرا در سواد قامت لیلیٰ
کبھو عشق ابد پیوند برق خرمن قیس بیابان ہے

بھرا جا حسن و عشق اسکا خم صہباے بزم مے پرستان ہے
بیک آہنگ آواز الست و قلقل میناے مستان ہے

وہی مونس وہی یاد رحمت خانہ شام غریبان ہے
دوائے درد اہل عشق و تیمار قلوب دردمندان ہے

نہو جبتک نم سرچشمۂ انعام سے سیراب تر اسکے
صدف تشنہ گہر بے آب دریا خشک لب بیرنگ مرجان ہے

تنور آتشین اسکی بہار لطف و جوش قہرمانی سے
چمن ہی مہد طفل بے زبان ہی مخرج دریاے طوفان ہے

تجلی گاہ مین اسکی کرے کیا حوصلہ ہی کام موسیٰ کا
ہر اک ذرہ برنگ طور اسکے لمعۂ قدرت سے تابان ہے

منزہ ذات پاک اسکی ہی سب سے اور سب مین ہی نمود اسکا
یہان ہر خضر غرق بحر حیوان در سراغ آب حیوان ہے

سوا اسکے شناسا ہووے کون اسکی ذات کبریائی سے
تعالیٰ اللہ وہی اپنا شناسا اور وہی اپنا ثناخوان ہے

ثنا در ہو زبان خامہ کس صورت سے اسکے بحر عظمت مین
دو عالم خشک لب حیرت سے مثل ساحل دریا عمان ہے

مڑی ہی باگ میدان ثنا سے اسکے اس شاہ رسالت سے
کہ مرکب لامکان تک جسکے جاہ و قرب کا سرگرم جولان ہے

نعت رسول الکونین و سید الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد نور ایزد سرور لولاک دو تاج اکوان ہے
معلی تارک عرش بریں نقش قدم سے اسکے تابان ہے
جمال عالم آرا اسکا ہے لامع چراغ خلوت اسرے
ہنگام ولادت طاق کسریٰ صدمۂ اجلال سے اسکے
ہین انگشت مبارک اسکی بیاض رگ سرچشمۂ تسنیم
مجسم نور سے بے سایہ جسم مصطفےٰ اور اسکی خلعت کا
بیان کس سے ہو کیا عظمت و رفعت اسکے ایوان رسالت کی
ادا مدح و ثنا ہووے ہے اسکی غیر ذات کبریا کس سے
تحیت اور صلوٰۃ اسپر اور اسکی روح پر اور جسم و مرقد پر
غلام کمترین ہون اسکی اہل بیت و اصحاب مکرم کا

فروغ قلزم زخار اعطیناک و مہر برج ایمان ہے
لعمرک تاج اوج تخت ادنیٰ قاب قوسین اسکا ایوان ہے
منور لمعۂ انوار سے جسکے قصور کشور جان ہے
بسان شمع ریزان رنگ تخجلت بر بساط خاک یزدان ہے
بھری تخجلت سے جسکے خون بچشم تیرہ ناک آب حیوان ہے
ازل چاک گریبان رخشان و رابد تحریر دامان ہے
ہے ورکا جسکے اک جاروب کش رضوان و جبرئیل دربان ہے
کہ لامع نام سے جسکے بیاض لوح محفوظ اور قرآن ہے
کہ جس سے عالم ارواح و اجسام اور برزخ نور افشان ہے
جناب کبریا سے جن پہ نازل رحمت و انواع رضوان ہے

بعد حمد و صلوٰۃ کے طوطیان شکرستان سخن و عندلیبان بہارستان علم و فن کے ضمائر قدسی نظائر پر مبرہن اور روشن ہووے کہ یہ خاکسار ہیچمدان خوشہ چین خرمن دانش و ارباب ذکا **محمد ابراہیم** بن شہاب الدین موسیٰ ایک وقت بتقریب ملاقات اس قدردان خجستہ سیرت و گوہر شناس عالی طبیعت کے محفل عشرت منازل مین وارد ہوا الحق اسکی ذکاوت فہم و مضامین اشعار و نکات چیدہ سے مبین ہے اور حسن خلق اسکا بیاض منظومات و مثنویات پسندیدہ سے رنگین ہے

بیت

گوہر بحر عطا منبع فیض عمیم یعنے محمد حسین ابن محمد سلیم سلمہ اللہ تعالےٰ از اتفاق حسنہ ایک نسخہ مجمع الاشعار قدیم کا مدت سے بہ اہتمام فدوی مشقت اساس چھپکر صاحبان قدر شناس کی نظرون سے گذرا ہے اس مجمع الاشفاق و منبع الاخلاق کی پیش نظر بالاے طاق دھرا ہوا تھا

تب آپ نے اُنگلی سے طرف اُسکے اشارہ فرماکر کہا کہ کوئی نیا نسخہ اِس قدیم نسخے سے مجوب اور مرغوب چند دیوان و بیاض جدید و قدیم سے بجامۂ محبت و مشقت تحریر ہو اور بقالب ندرت و حکمت انطباع پذیر ہو حقیقت مین ایک بیاض عجیب و غریب منتخب پسند خاطر ارباب علم و ادب ہو گی غرض اُنکی رغبت و استعانت و حسن رفاقت سے یہ نسخہ خاطر خواہ مرتب ہوا فی الحقیقت مملو بانواع لطائف و ظرائف اشعار آبدار ہے و مقرون باصناف صنائع و بدائع منظومات تابدار ہے

رباعی

اِس چمن کے ہے آگے گلدستہ	ہر رگِ گل بریسمان لبستہ
نام اُسکا ہے اور ہے تاریخ	چمن بے نظیر برجستہ

۱۲۹۶ھ

بہر کیف اگرچہ یہ نسخہ مسمّی بہ **چمن بے نظیر** از روے حسن معنی بلندی صفات ہے بلکہ بدیدۂ انصاف ساغر دعوی خود فروشی لبریز بادہ کنایہ و نکات ہے یعنے بعضے اشعار آبدار فصحاے امصار و بلغاے اعصار غیرت سواد چمن و رشک گلدستۂ یاسمن رونق افزاے صفحۂ کتاب و زینت بخش بیاض انتخاب ہین

مصرع

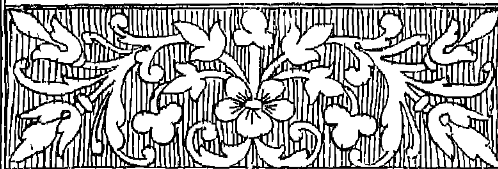
صحبت نکتہ کرم فراموشش ؛ بہر کیف یہ بیت مناسب حال و شاہد مقال ہے۔

بیت

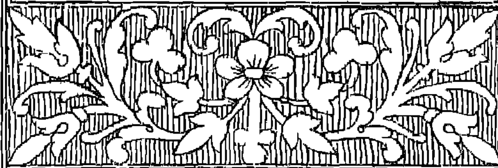
نہ گلگشت چمن کسنے کبھی بیجا ر دیکھا ہے	نہ گلدستہ تھی از برگ ہر اشجار دیکھا ہے

نکتہ نوازان بیاض معنی و معنی طرازان گلدستۂ سخندانی سے التماس یہ ہے کہ ہر گاہ و بیگاہ بقدوم بصارت و نظارت جلوہ افروز بیاض عشرت قرین و سواد چمن رنگین ہون دراثناے سیر و تفرج نظر بہشت گیاہ سہو و خطا نفرمادین بلکہ ہر گل و برگ اشعار سے کہ شبنم آلودہ معنے تازہ ہین حظ و طراوت اوٹھا دین

بعض صنائع مکملین و مکافضل خلاقین ورزمان



مرآۃ العاشقین



مطبع منشی نولکشور لکھنؤ میں [illegible] مطبوع ہوا



بسم الله الرحمن الرحيم

قصيدة في حمد الباري عز اسمه

الحمد لمن قدّر خيراً وخبالا … والشكر لمن صوّر حسناً وجمالا

فرد صمد عن صفة الخلق بريّ … ربّ أزليّ خلق الخلق كما لا

ذو المجد وبالجود وبالجد تجالا … ما مال عن العدل ولا نال ملالا

ذو القوة ذو الفضل وذو الطول مليك … ما روّح للأرض جنوباً وشمالا

لا شبه ولا مثل ولا كفو لمولى … لا ولد ولا والد لا عمّ وخالا

لا ضد ولا ند ولا حد لربي … الآن كما كان ولم يلق زوالا

لا مثل لمن صوّر مثلاً ونظيرا … من قال سوى ذالك نقد قال محالا

لا قبل ولا بعد ولا وقت زماناً … لا مانع لا حاجة لله تعالى

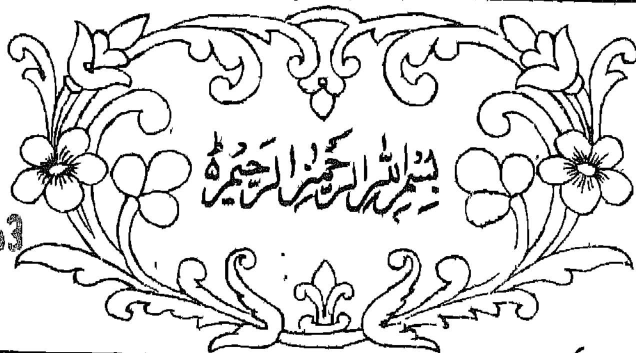
أرسلت إلينا لنبيّاً عربيّا … للخلق هداةً وللشرك أزالا

يا ربّ أنلنا وأنلهم برضائي … ما دام سقيماً وبها حلّ حلالا

إياك طلبنا ولنعماك سألنا

تالله وبالله لمن خاب سؤالا





قصيدة في نعت النبي الكريم عليه ألف صلوٰة وتسليم

وُلِدَ الحَبِيبُ وَمِثْلُهُ لَا يُولَدُ — وُلِدَ الحَبِيبُ وَخَدُّهُ يَتَوَرَّدُ

وُلِدَ الَّذِي لَوْلَاهُ مَا ذُكِرَ النُّقَا — كَلَّا وَلَوْ كَانَ المُحَصَّبُ يُقْصَدُ

جِبْرِيلُ نَادَى فِي مَنَصَّةِ حُسْنِهِ — هٰذَا مَلِيحُ الكَوْنِ هٰذَا أَحْمَدُ

هٰذَا الجَمِيلُ الوَجْهِ هٰذَا المُرْتَضَى — هٰذَا الكَرِيمُ النَّعْتِ هٰذَا الأَوْحَدُ

هٰذَا الَّذِي خُلِقَتْ عَلَيْهِ مَلَابِسٌ — وَنَفَائِسٌ فَنَظِيرُهُ لَا يُوجَدُ

هٰذَا الَّذِي جَاءَتْ إِلَيْهِ غَزَالَةٌ — وَالضَّبُّ حَقًّا قَالَ أَنْتَ مُحَمَّدُ

هٰذَا الَّذِي جَاءَ البَعِيرُ مُسَلِّمًا — وَالظَّبْيُ جَاءَ لِنَحْوِهِ يَسْتَنْجِدُ

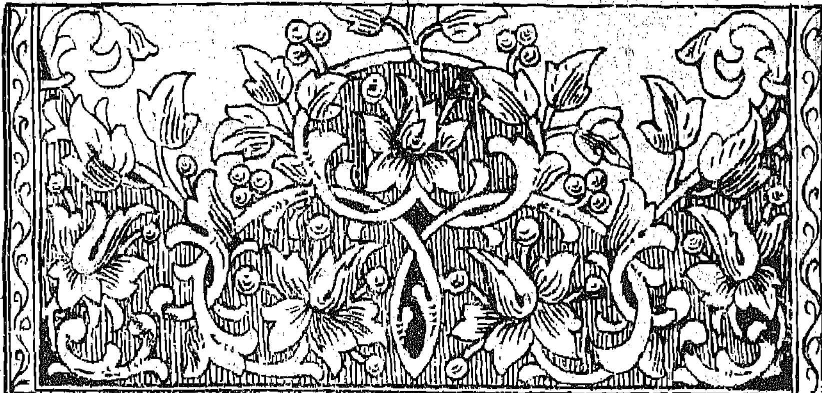
هٰذَا إِمَامُ المُرْسَلِينَ حَقِيقَةً — لَا شَكَّ فِي هٰذَا الحَدِيثِ مُوَحَّدُ

هٰذَا الَّذِي نَبَعَ الزُّلَالُ بِكَفِّهِ — وَالجِذْعُ جَاءَ لِأَجْلِهِ يَتَرَدَّدُ

وُلِدَ الَّذِي سُمِّيَ أَحْمَدُ — وَالنُّورُ مِنْ وَجَنَاتِهِ يَتَوَقَّدُ

لَمْ يَأْتِ فِي أَوْلَادِ آدَمَ مِثْلُهُ — فِيمَنْ مَضَى هٰذَا الحَدِيثُ مُسْنَدُ

قَالَتْ مَلٰئِكَةُ السَّمَاءِ بِأَسْرِهَا
وُلِدَ الحَبِيبُ وَمِثْلُهُ لَا يُولَدُ



رب یسر و تمم بالخیر

نورس بستان کلام قدیم	بسم الله الرحمن الرحیم

حمد خدائے تعالیٰ عز اسمہ جل ذکرہ

خداوند اکبریا بادشاها — همه شاهان عالم را پناها

بحمد الله همه حمدے بگوییم — بصد زاری ترا خوانم الها

شده وصف جلالت قل هو الله — بپیش والضحیٰ یٰس و طٰه

الم نشرح و گر انا فتحنا — بخوانم روز و شب اندر دعاها

پریشانی قوی استغفر الله — پشیمانی چگویم ماجراها

ز نادانی ندانستم همه عمر — به نادانی بسی کردم خطاها

تو سلطانی ترا بس گشت حجت — تو سلطانی ترا گویم شهاها

مسلم مر ترا شد بادشاهی
گدا را کے شود چندین عطاها

غزل

محمد کہ آمد سراجاً منیرا — بمومن و کافر بشیراً نذیرا
از و مومنان را دہد در قیامت — خداوند جنت و ملکاً کبیرا
ز انکار او کافران را رساند — خداوند دوزخ و ساءت مصیرا
محمد بر احوال امت نمودہ — خدایش ہمیشہ سمیعاً بصیرا
محمد کہ دادہ خدایش بزرگی — نمودہ ہمیشہ سرا باطہیرا
محمد محمد بگو اے برادر — کہ ذکرش خدا کردہ ذکراً کثیرا
کرامات احمد نبی کس نداند — دلو کان بعضہم لبعض ظہیرا
ہر آنکس کہ بر مصطفی البغض ورزد — فسوف یدعوا ثبوراً و یصلی سعیرا
بہ فضل نبی امت او نہ بیند — پس از مرگ شمساً و لا زمہریرا
محمد زبان شفاعت کشاید — چو مرسل نماید بانگ نفیرا

غزل خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ

الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا — کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا
بہ بوے نافہ کاخر صبا زان طرہ بکشاید — ز تاب جعد مشکینش چہ خون افتاد در دلہا
بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید — کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا
مرا در منزل جانان چہ امن و عیش چون ہر دم — جرس فریاد می دارد کہ بربندید محملہا
شب تاریک بیم موج و گردابے چنین ہائل — کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا
ہمہ کارم ز خود کامی بہ بدنامی کشید آخر — نہان کے ماند آن رازی کزان سازند محفلہا
حضوری گر ہمی خواہی ازو غائب مشو حافظ — متے ما تلق من تہوی دع الدنیا و اہملہا

غزل رافت علیہ الرحمۃ

کان عرفان جان احسان درج اصطفا — تخت رفعت بخت دولت مہر برج اجتبا

شاہِ عالم ماہ اعظم نورا نوار قدم
سراجِ ابراسنی شمع جمع انبیا

بدر ایمان صدر احسان صاحب فضل و کرم
روح رحمت روح راحت نوح ملک ابتدا

آیۂ حق فیض مطلق پیشوائے انس و جان
خلق پرور خلق گستر شافع روز جزا

شاہ اسریٰ ماہ اقصیٰ آفتاب چرخ قرب
عیش منزل عیش حاصل محفل آرائے دنا

نور رحمان سورِ یزدان راحت فرح جہان
شان شوکت آن رفعت منبع جود و عطا

شمس رافت مہر رحمت نیّر برج شرف
نجم عرفان رجم شیطان دافع شرک بلا

غزل سلیم

ششدرم در حال خود حیران منم یا مصطفےٰ
بہر خود ہم آل خود فریادرس یا مصطفےٰ

از بہر صدق صادقی وز بہر عدل عادلی
وز بہر ذی النورین خود از سوے حیدر مرتضےٰ

ہم بہر پیر پیر من کان پیر پیران جہان است
جملہ زو شد مقتدی و ہست از تو مقتدا

آوردہ ام پشت شفیع نام بزرگان از یقین
از نام شان اسمل لنا و اشفع لنا یا مصطفےٰ

آمد سلیم بر درت دریوزہ خواہان چون گدا
یعطے لنا من وصلک ای مالک ملکِ ہدا

غزل جامی علیہ الرحمۃ

سیمین ذقنا سنگد لالہ عذارا
نوشش کن بنگاہی دل غمدیدۂ مارا

این قالب فرسودہ کہ از کوئے تو در دست
القلب علی بابک لیلا و نہارا

آزردہ مبادا کہ شود این تن نازک
از بہر خدا چیست مکن بند قبارا

من چون گذرم از سر کوے تو کہ آنجا
یارا ے گذشتن بنود باد صبا را

خوش آنکہ زمی مست سوے من بخرامی
پنہان ز تو من بوسہ زنم آن کف پارا

گر ہست چو مجمر نفسم گرم عجب نیست
عن حبک قد اوقد فی قلبی نار

جامی نکند جز ہوس بزم تو لیکن
در حضرت سلطان کہ دہد بار گدارا

غزل نظامی علیہ الرحمۃ

شدم بر صورتے عاشق کہ بر مہ میکند غوغا
چہ صورت صورتِ دلبر چہ دلبر دلبر زیبا

اگر رویش نمی بینم دو چشمم چشمہ گردد
چہ چشمہ چشمۂ لُولُو چہ لُولُو لولوے لالا

اگر در باغ بجز اید دو صد غلغل برانگیزد
چہ غلغل غلغل بلبل چہ بلبل بلبل شیدا

خیلے را کہ میدارم غمم را ہمدمی باشد
چہ ہمدم ہمدم محرم چہ محرم محرم دلہا

نگار من بصد خوبی دو زلفش نکہتے دارد
چہ نکہت نکہتِ عنبر چہ عنبر عنبر سارا

مرا از ہجر جانانی نظامی شربتی باید
چہ شربت شربت قابل چہ قابل قابل جانا

غزل سعدی علیہ الرحمۃ

تا جدا گشتہ ز ما صنما
لبت العین فی ہواک دما

آن مکن گر غمِ تو کشتہ شوم
لیس لے القلب ینفع الندما

گر تو لیلے الحسن در عربی
انا مجنون فی الہوا عجما

اجلم گر بدست تو باشد
قد رضینا بما جرے القلما

انچہ کردی بما ز نیک و زبد
خالق الخلق بیننا حکما

خوش بگفتی توا این غزل سعدی
بارک اللہ ایہا العلما

غزل حافظ علیہ الرحمۃ

دل می رود ز دستم صاحبدلان خدا را
دردا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا

دہ روزہ مہر گردون افسانہ الیست افسون
نیکے بجاے یاران فرصت شمار یارا

کشتی شکستگانیم اے باد شرط برخیز
باشد کہ باز بینم دیدار آشنارا

در حلقۂ گل و مل خوش خواند دوش بلبل
ہات الصبوح ہبوا یا ایہا السکارا

اے صاحب کرامت شکرانہ سلامت
روزے تفقدی کن درویش بینوا را

آسائش دو گیتی تفسیر این دو حرف است
با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

در کوے نیکنامی ما را گذر ندادند
گر تو نمے پسندی تغییر کن قضا را

آئینهٔ سکندر جام جمست بنگر
تا بر تو عرضه دارد احوال ملک دارا

سرکش مشو که چون شمع از غیرتت بسوزد
دلبر که در کف او موم است سنگ خارا

گر مطرب حریفان این پارسی بخواند
در رقص و حالت آرد پیران پارسا را

آن تلخ وش که صوفی ام الخبائثش خواند
اشهی لنا و احلی من قبلة العذارا

هنگام تنگدستی در عیش کوش و مستی
کین کیمیاے هستی قارون کند گدا را

خوبان پارسی گو بخشندگان عمراند
ساقی بده بشارت پیران پارسا را

حافظ بخود نپوشید این خرقهٔ می آلود
اے شیخ پاکدامن معذور دار ما را

غزل مولانا جامی علیه الرحمة

اجبن شوقاً الی دیارٍ لقیت فیها جمال سلما
که میرساند ازان نواحی نوید وصلت بجانب ما

بوادی غم منم فتاده زمام فکرت ز دست داده
نه بخت یاور نه عقل رهبر نه تن توانا نه دل شکیبا

زهی جمال تو قبلهٔ جان حریم کوی تو کعبهٔ دل
فان سجدنا الیک نسجد و ان سعینا الیک نسعی

نیاز گفتی که ای کجائی چه بود حالت درین جدائی
مرضت شوقاً و مت هجراً فکیف اشکو الیک شکوا

ز سر عشقت که بود ساکن بنام ارباب شوق لیکن
نه بی زبانی نه غم نهانی چنانکه دانی شد آشکارا

بر آستانت که بینه جامی مجال بودن ندید زان رو
بکنج فرقت نشسته محزون بگوی محنت گزیده ما را

غزل صائب

گر نبودی به بسم الله تاج فرق عنوانها
نگشتی تا قیامت نو خطِ شیرازه دیوانها

سر شوریده آورده ام از وادی مجنون
تهی سازند از سنگ ملامت جیب دامانها

بفکر نیستی هرگز نمی افتند معذوران
اگرچه صورت مقراض لا دارد گریبانها

نمیدانی ز استغنا بزیر پا نمی بینی
که آخر می شود خار سر دیوار مژگانها

گلستانِ سخن را تازه رو دارد لب خشکم
که جز من میرساند در سفال خشک ریحانها

حیاتِ جاودان خواهی بصحرای قناعت رو
که دارد ناز هر موری ور آن وادی سلیمانها

چنان از فکر صائب تنگ افتادست در عالم | که مرغان این سخن دارند باهم در گلستانها

غزل غنی

جنونی کو که از قید خرد بیرون کشم پا را | کنم زنجیر پاے خویشتن دامان صحرا را
به بزم می پرستان محتسب خوش عزتی دارد | که چون آید بمجلس شیشه خالی می کند جا را
اگر شهرت طلب داری اسیر دام عزلت شو | که در پرواز دارد گوشه گیری نام عنقا را
شکست از هر در و دیوار می بارد مگر گردون | برنگ چهرهٔ ما ریخت رنگ خانهٔ ما را
به بزم می پرستان سرکشی بر طاق نه زاهد | که می ریزند مستان بے محابا خون مینا را
ندارد ره بگردون روح تا باشد نفس در تن | رسائی نیست در پرواز مرغ رشته بر پا را
غنی روز سیاه پیر کنعان را تماشا کن | که روشن کرد نور دیده اش چشم زلیخا را

نصیحت به نسازد در دلم زخم جدائی را | بنا شد در شکست شیشه دستی مومیائی را

غزل امید

بخاک و خون نشاندی همچو گل ما را درین گلشن | شعار خویش کردی تا چو شبنم بے وفائی را
حیات خویش را چون شمع صرف دیگران کردم | کسی چو من ندارد پاس رسم آشنائی را
بهر صورت برویت چهره همچون عکس می گردد | بلے ناکس نمی داند طریق آشنائی را
امید از دست مردم چارهٔ دل بر نمی آید | ز مرهم به نمی سازد کسی داغ جدائی را

برای سوختن یک شعله کافی نیست داغم را | صد آتش خانه باید تا کند روشن چراغم را
نیم سرگشتهٔ شوق چراغ آرزوے گل | چرا از بلبل و پروانه می جوئی سراغم را
ز چشم چند چو شد خون دل چون بادهٔ ساقی | بر غم دیدهٔ پرخون بیا پر کن ایاغم را
پریشان شد دماغم اے نسیم صبحدم برخیز | ز بوے سنبل زلفش معطر کن دماغم را
دلم را طاقت محرومی غم کے بود قدسی | فراق صحبت پروانه می سوزد چراغم را

غزل اشرف

بر فروزان دگر در بزم جانان شمع را | آتش حسرت مزن در رشتهٔ جان شمع را

چون نسیمی آید از کوی‌ش دل از جا می رود | یاد می سازد بلے خاطر پریشان شمع را
داغ دل را وصل ره دیت مرهم کافور یست | به شود در صبحدم زخم نمایان شمع را
عشق او در سینه پر شور می گیرد قرار | در نمک باشد مکان وقت چراغان شمع را
نالهٔ دل می فزاید گریه کردن بیشتر | آری اشرف آب می رو با فغان شمع را

غزل حافظ

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را | بخال هندوش بخشم سمرقند و بخارا را
بده ساقی مے باقی که در جنت نخواهی یافت | کنار آب رکنا باد و گلگشت مصلّا را
فغان کین لولیان شوخ شیرین کار و شهر آشوب | چنان بردند صبر از دل که ترکان خوان یغما را
ز عشق نا تمام ما جمال یار مستغنی ست | بآب و رنگ و خال و خط چه حاجت روے زیبا را
من از آن حسن روز افزون که یوسف داشت دانستم | که عشق از پردهٔ عصمت برون آرد زلیخا را
حدیث از مطرب و می گو و راز دهر کمتر جو | که کس نکشود و نکشاید به حکمت این معما را
نصیحت گوش کن جانان که از جان دوست تر دارند | جوانان سعادت مند پند پیر دانا را
بدم گفتی و خرسندم عفاک الله نکو گفتی | جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خا را
غزل گفتی و در سفتی بیا و خوش بخوان حافظ | که بر نظم تو افشاند فلک عقد ثریا را

غزل

بے حجابانه در آ از در کاشانهٔ ما | که کسے نیست بجز درد تو در خانهٔ ما
فتنه انگیز مشو کاکل مشکین مکشاے | تاب زنجیر ندارد دل دیوانهٔ ما
مهربانی ز خیال سه رویت آموز | که بیاید ز در گوشهٔ ویرانهٔ ما
آنکه از درد دلان باشد و رحمی ننمود | جان ما سوخت ز بیرحمی جانانهٔ ما
گر بیاید بسر تربت و بیرانهٔ من | بنید از خون جگر پر شده پیمانهٔ ما

غزل حافظ

لطف باشد گر بنوشی از گدا هاروت را
تا بکام دل به بیند دیده ماروت را

همچو هاروتیم دائم در بلاے عشق زار
کاشکے هرگز ندیدی دیده ماروت را

کے شدی هاروت در چاه زنخدانت اسیر
تا نه گفتی رشمهٔ از حسن او ماروت را

بوے گل بر خاست گوئی در چمن هاروت بود
بلبلان مستند گوئی دیده چون ماروت را

می کشم جور و جفاهایت ز هجران اے صنم
رُوے بنما تا به بیند حافظ ماروت را

غزل جامی علیه الرحمة

روحی فداک اے صنمے لطفی لقب
آشوب ترک شور عجم فتنهٔ عرب

کس نیست در جهان که ز حسنت عجب نماند
اے در کمال حسن عجب تر ز هر عجب

هر کس نیافت جرعهٔ از جام وصل تو
زین بزم گاه تشنه جگر رفت و خشک لب

تا زلف تو شب ست و رخت آفتاب حسن
واللیل و الضحیٰ است بر آور در روز و شب

کامی ز لب به بخش که عشاق خسته را
صد خار خار در جگر افتاد و ز ان طلب

رفتن بسر طریق ادب نیست در رهت
ما عاشقیم و مست نیاید ز ما ادب

دل یاد منزلے غم و سر خاک مقدمت
کین موجب شرف بود آن مایهٔ طرب

مطلوب جامی از طلبم گفته که چیست
مطلوب او همین که دهد جان درین طلب

غزل حافظ

تعالی الله چه دولت دارم امشب
که آمد ناگهان دلدارم امشب

چو دیدم روے خویش سجده کردم
بحمد الله نکو کردارم امشب

نهال عیش از وصلش بر آورد
ز بخت خویش برخوردارم امشب

بران عزمم اگر خود می برد سر
که سرپوش از طبق بردارم امشب

کشند نقش انا الحق بر زمین خون
چو منصور از کشی بر دارم امشب

برات لیلة القدرے بدستم
رسید از طالع بیدارم امشب

تو صاحب نعمتے من مستحقم	زکوٰۃ حسن دہ حق دارم امشب
ہمی ترسم کہ حافظ محو گردد	ازین شوری کہ در سر دارم امشب

غزل ہلالی

سر نمی تابم ز شمشیر حبیب	ہر چہ آید بر سر من یا نصیب
ایکہ گوئی چون نہ وحال تو چیست	من غریبم حال ما باشد غریب
تا رقیبے ہست ما را نیست قدر	نیستم پیش تو مقدار رقیب
زار مے نالد ہلالی بے رخت	ہمچنان کز فرقت گل عندلیب

غزل علی حزین

عاشق مہجور وصل دلستان بیند بخواب	دیدہ محتاج گنج شایگان بیند بخواب
بعد از نیم چشم آن سرو روان بیند بخواب	دیدہ عاشق مگر بخت جوان بیند بخواب
دل کجا و طرہ نازک نہالان از کجا	مرغ بے بال و پر من آشیان بیند بخواب
دولت بیدار در دیدہ بر بزم خاک اشک	گر جبینم سجدہ آن آستان بیند بخواب
مرگ ہر کس در حقیقت نقش حال زندگیست	ہر چہ کس بیند بہ بیداری ہمان بیند بخواب
صبح محشر سر گران برخیز از خواب لحد	گر شبے زاہد خرابات مغان بیند بخواب
وصل از کف رفتہ را دیگر کجا یابی حزین	در خزان بلبل بہار بیخزان بیند بخواب

ہر رگ گل رشتہ باشد بپائے عندلیب	دام دیگر نیست حاجت از برائے عندلیب
ہست بر شاخ گل عشرت سرائے عندلیب	بر زمین کی می رسد در باغ پائے عندلیب
تا وزید از گلشن روے تو یادی در چمن	ہست ہر گل آتشی در زیر پائے عندلیب
نو عروسان چمن مشتاق دیدار تو اند	ہست در گلزار روئیت گل بجائے عندلیب
ہیچ تخمی نیست ضائع در زمین پاک عشق	خندہ ہائے گل دمید از گریہ ہائے عندلیب
شد زمین شعر از گلہائے مضمون گلشنے	ہست ہر بیت غنی عشرت سرائے عندلیب

ردیف بائے فارسی

(middle column, vertical: [illegible])

بگردد هر ساقی پیاله گاه راس وگاه چپ — از شراب دیر ساله گاه راس وگاه چپ

پند ناصح می کند از باده ام امّا چه سود — می کند ساقی حواله گاه راس وگاه چپ

پیش دگر لاف خوبی گل زند یا دا فگند — از خجالت این رساله گاه راس وگاه چپ

پاکبازان راست چپ استاده اندر عشق تو — رونمائی همچو لاله گاه راس وگاه چپ

پرتو حسن تو مارا مزرع امید هست — لیک هجرت همچو ژاله گاه راس وگاه چپ

پیر برنا بر سر روے تو عاشق شد بجان — صف زده گردت چو هاله گاه راس وگاه چپ

پارسائی تا کجے محمود رامی چون دهد — ساقی مسکین کلاله گاه راس وگاه چپ

غزل صائب

درون گنبد گردون فتنه باز مخسپ — بزیر سایهٔ گل موسم بهار مخسپ

صفائی چهرهٔ شبنم گل سحر خیز است — ز یکدگر بگشا چشم اعتبار مخسپ

ز چشم دام بذوق شکار خوابی رفت — اگر تو یافتهٔ لذت شکار مخسپ

باین امید که سر رشته بدست افتد — شو دچو سوزن اگر پیکر هزار مخسپ

ز حرف تلخ در یغا زبان خویش نگر — بخواب گاه لحد در دهان مار مخسپ

جواب این غزل مولویست ای صائب — ز عمر یک شبه کم گیر و زنده دار مخسپ

غزل بهلول

الف اندر غم عشق تو قد لام شده است — ب بردی تو ز روزم ز غمت شام شده است

ت ترا دیدم و از هر دو جهان بگذشتم — ث ثنا خوان تو گر خاص گر عام شده است

ج در جمله جهان کرده جمال تو ظهور — ح حیرت جمله جهان از تو انعام شده است

خ بجال من دل سوخته انداز نظر — خ خیالم بوصالت طمع خام شده است

دال درویست دلم را که دوائش نه بود — ذال ذوق وقت لذت هر گام شده است

ر ربود ست دل و صبر و قرار و هوشم — ز ز زلف تو دلم بسته اندام شده است

[illegible margin note]

سٓ سعادت بود آنذم که نهم پاے تو سر — شٓ شرابم ز غم ساقی انجام شده است
صٓ صبرم بدهی تا بغمت صبر کنم — ضٓ صنایع نکنی چون کرمت عام شده است
طا طلبگار وصال تو دل من همه وقت — ظا ظهور تو بهر ذرهٔ اعلام شده است
عٓ عقل دو جهان در صفتت حیران است — غٓ غمخواری واز غم دلم ابرام شده است
فٓ فراق ست که جز وصل تو درمانش نیست — قٓ قبله تو رخ کعبهٔ اسلام شده است
کٓ کفر ست همه قهر جلالیت از دست — لٓ لبیک ابد جانب اسلام شده است
مٓ ملک همه عالم ز ملک تا ملکوت — پیش انسان نکمل بکی گام شده است
نٓ نهایت بنود حسن جهانگیر ترا — ماه و خورشید ز حسن تو برین بام شده است
وٓ واویل کنان خلق جهان در عرصات — هٓ همه هیبت و حیران که چه الهام شده است
لام الف دار به بهلول به پیچید ست عشق — یٓ یکی بین و یکی دان چو الف لام شده است

غزل شمس الدین

دلم کز بادهٔ جبار سرشد مست — تنم از صحبت دلدار سرشد مست
نه من تنها درین میخانه مستم — ازین می همچو من بسیار شد مست
به میخانه گذر کردم چه دیدم — خطیب و قاضی و خمار شد مست
ازین می جرعهٔ پاکان چشیدند — جنید و شبلی و عطار شد مست
تو با حسن و جمال خویش مستی — علی با تیغ ذو الفقار شد مست
گلستان ارم را سیر کردم — چو دیدم سر بسر گلزار شد مست
ازین می جرعهٔ دادند به منصور — انا الحق می زد و بر دار شد مست
بروح پاک شمس الدین تبریز — که ملا بر سر بازار شد مست

غزل جامی

باز هواے چمنم آرزو ست — جلوه سرو و سمنم آرزو ست

نکهتِ گل را چکنم اے نسیم — بوے ازان پیرہنم آرزوست

از دُرِ دندان تو اے نازنین — ہمچو عقیق یمنم آرزوست

گرمی ہندم دل و جانم بسوخت — جنت کابل وطنم آرزوست

شیشۂ بر دست شب ماہتاب — در بغلم گلبدنم آرزوست

توبہ زمے کردم و آمد بہار — ساقی توبہ شکنم آرزوست

باز نگر جامی ازان لبِ سخن — کین سخن از ان دہنم آرزوست

غزل خاقانی

رُخ تو رونق قمر بشکست — لب تو قیمت شکر بشکست

من زا دل شکستہ پا بودم — عشقت آمد مرا بسر بشکست

ترک حشمت مرا بہ نیزہ بزد — نوک آن نیزہ در جگر بشکست

بر در دل رسید و حلقہ بزد — پاسبان خفتہ بود در بشکست

غزلے این نوشت خاقانی — قلم اینجا رسید و سر بشکست

دستر

غزل سعدی علیہ الرحمۃ

اے کہ میگوئی بخوبان آشنائی مشکلست — آشنائی میتوان کردن جدائی مشکلست

پیش بیدردان گریبان پارہ کردن مشکلست — دل کہ شد بیچارہ او را چارہ کردن مشکلست

دل کہ رنجد از کسی خرسند کردن مشکلست — شیشۂ بشکستہ را پیوند کردن مشکلست

زندگانی در جہان بے یار کردن مشکلست — راز دل با ہر کسی اظہار کردن مشکلست

سعدیا سہل ست با ہر کس گرفتن دوستی — لیک چون پیوند کردی پارہ کردن مشکلست

غزل خسرو

کافر عشقم مسلمانی مرا در کار نیست — ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست

از سرِ بالین من برخیز اے نادان طبیب — دردمندِ عشق را دارو بجز دیدار نیست

شاد باش اے دل کہ فردا بر سر بازار عشق — وعدۂ قتل است گرچہ وعدہ دیدار نیست

باغریبان را تماشائے چمن در کار نیست — داغہائے سینۂ ما کمتر از گلزار نیست

ناخدائے کشتی ما گر نباشد گو مباش — ما خدا داریم ما را ناخدا در کار نیست

خلق می گوید کہ خسرو بت پرستی میکند — آرے آرے می کنم با خلق و عالم کار نیست

غزل سعدی علیہ الرحمۃ

خوش بدیدم صوفیان را صحبت خمار مست — عاشقان با صدق ماندہ وعدۂ دیدار مست

مست عاشق مست معشوق ہم باذرراز خود — پیر مست و میر مست و شیخ در اسرار مست

محتسب را مست دیدم در میان میکدہ — صحن مست و خلق مست و جملگی بازار مست

ہر کرا در باغ دیدم مست بود و بے خبر — زاغ مست و باغ مست و غنچۂ و گلزار مست

بادشاہان مال مست و ما غریبان حال مست — خوبرویان ناز مست و طرۂ طرار مست

یار من بد مست آمد خون زلیخا می چکید — زلف مست و خال مست و عاشقان دیدار مست

سعدیا باقی نماندہ از شراب عشق فصل — سال مست و ماہ مست و روز و شب ہموار مست

غزل نعمت خان عالی

آن بیوفا کہ آمدہ یکدم نشست و رفت — پرسید دل کجاست بگفتم شکست و رفت

تا چشم او فتاد بمن کرد رو بغیر — گویا غزال بود کہ فی الحال جست و رفت

ہر ذی حیات موجۂ دریائے نیستی ست — نقش وجود خویش برین آب بست و رفت

ہمیان پر فلوس درین عہد بے ثبات — مانند ماہی است کہ آمد بدست و رفت

خونش حلال شد عوض بادۂ حرام — یعنی کہ محتسب خم مے را شکست و رفت

شوخی چنانکہ یاد تو ام در دلم نماند — از خاطرم خیال کہ چون برق جست و رفت

دل بستگی حلقۂ زنجیر زندگی — عالی خوش آن کسیکہ ازین قید جست و رفت

غزل والہ

دوست را گر دل ز تنگی وست ما دانیم دوست | در برنگ شیشۂ نازک خوست ما دانیم دوست
نیست ناصح عاشقان را از جفاے دوست باک | اللہ اللہ این چہ گفت و گوست ما دانیم دوست
خون ما اگر بہ تیغِ ناز ریزد و ہر نفس | اختیار ما بدست اوست ما دانیم دوست
منصب ما عاشقان بنود بجز پروانگی | شمع سان گرد دوست آتش اروست ما دانیم دوست
زاہدان و الہ اگر عشاق را گو سید بد | دہ چہ غم ار گفتہ بد گوست ما دانیم دوست

غزل بیدل

باز سرگرمی نظارہ بسامان شدہ است | شعلۂ آتش دیدار گل افشان شدہ است
زین چراغے کہ طرب جوشیے انجمن دارد | آفتابِ دگر از آب نمایان شدہ است
صلح گل نذر حریفان کہ درین عشرت گاہ | آتش و آب ہم دست و گریبان شدہ است
آب را این ہمہ کیفیت رعنائی نیست | اگر از پیر توفیض قدم جان شدہ است
بیدل آن شعلہ کہ در بزم چراغان گرم است | یک حقیقت بہزار آئینہ تابان شدہ است

غزل حافظ

ساقیا آمدن عید مبارک بادت | وان مواعید کہ کردی نرود از یادت
در شگفتم کہ درین مدت ایام فراق | برگرفتی ز حریفان دل و دل میدادت
برسان بندگی دختر رز گو بدر آے | کہ دم ہمتِ ما کرد ز بند آزادت
شکر ایزد کہ ازین باد خزان رخنہ نیافت | بوستانِ سمن و سرو گل و شمشادت
شادی مجلسیان در قدم و مقدم تست | جاے غم باد ہر آن دل کہ نخواہد شادت
چشم بد دور کزین تفرقہ خوش باز آورد | طالعِ نامور و دولت مادر زادت
حافظ از دست مدہ صحبت آن کشتی نوح | ورنہ طوفان حوادث ببرد بنیادت

غزل حافظ

درد ما را نیست درمان الغیاث | ہجر ما را نیست پایان الغیاث

دین و دل بردند قصد جان کنند	الغیاث از جور خوبان الغیاث
در بهای بوسه جانی طلب	می کنند این دلستانان الغیاث
داد مسکینان بده ای روز وصل	از شب یلدای هجران الغیاث
خون ما خوردند این کافر دلان	ای مسلمانان چه درمان الغیاث
هر زمانم درد دیگر می رسد	زین حریفان بر دل و جان الغیاث
همچو حافظ روز و شب بی خویشتن	گشته ام سوزان و گریان الغیاث

غزل محمود

ثابت نشد بوعدهٔ خود یار الغیاث	زین گشت رنج جان و دلم زار الغیاث
تو رست و شیر جان من و محنت فراق	با شیر و گاو در شده پیکار الغیاث
ثالث میان ما و تو پیدا شده رقیب	این از کجا رسید و گر بار الغیاث
ثمن می ستانه و هم نقد جان اگر	مردم بدور چشم تو بیمار الغیاث
ثالث پیاله ساقی اگر بخشدم تمام	گردم ز بار درد سبکسار الغیاث
ثوب از تن ایاز چو بگرفت کام دل	محمود شد بغصه گرفتار الغیاث

غزل حافظ

سر و زر فرق همه دلبران ستانی باج	چرا که بر سر خوبان عالمی چون تاج
دو چشم مست تو برهم زده ختا و ختن	بچین زلف تو ماچین و هند داده خراج
بیاض روی تو روشن چو عارض خورشید	سواد زلف تو تاریک‌تر ز ظلمت داج
لب تو خضر و دهان تو آب حیوان ست	قد تو سرو و میان تو موی و گردن عاج
ازین مرض بحقیقت کجا شفا یابم	که از تو درد دل من نمی رسد بعلاج
دهان تنگ تو داده بآب خضر بقا	لب چو قند تو برد از نبات مصر رواج
چرا همی شکنی جان من بسنگ دلی	دل ضعیف که هست او بنازکی چو زجاج

فتادہ در سر حافظ ہواے چون تو شہی کمینہ بندۂ خاک در تو بودی کاج

غزل محمود

جمالت را ہزاران صاحب تاج بیک دیدن بجان ہستند محتاج
چنان ہجر تو مارا کرد گستاخ کہ در ماند بچنگ باز دراج
چو جا بر بام وصلت یافت عاشق شدا و را گوئیا بر چرخ معراج
جہان شد تیرہ بر من چون شب تو زمن آن ساعد صافی تراز عاج
جگر خون کرد زلف مشک چین را گرفت از قند مصری شکرت باج
جدا از آفتاب عارض تو سیہ شد روز بر من چون شب داج
جمال خود ایاز ازوی نہان داشت باہی جیندش محمود ای کاج

ایضاً

چو می بینم ترا اے مہ دہان ہیچ ز وصفت می بیارم بر زبان ہیچ
چہ گویم وصف آن موے میان را کہ عقل آگہ نگشتہ زا نمیان ہیچ
چرا یارب ندارد مہربانی بعاشق آن مہ نامہربان ہیچ
چگونہ گل بود چون روے آن ماہ کہ بو و گل چو او در بوستان ہیچ
چنان مائل شدم در حسن جانان کہ جز ذکرش ندارم بر زبان ہیچ
چہ دانستی ازان دلبر تو چندان فشان شوخی دیگر ازان ہیچ
چمن گل گل شدہ محمود اما دلم بشگفت بے رویش ازان ہیچ

غزل آصفی

بگذر آن غیرے و میکدہ در خاطر ہیچ سالہا منظر و جا ساختہ در خاطر ہیچ
آنکہ ہمان می مست شدی ہیچو شراب خاطرے می طلبی نیست مرا خاطر ہیچ
گفتگوے در میخانہ بسے ہست ولے مصلحتہا ست درین باب بکس ظاہر ہیچ

پیش من از ہمہ حرفی سخن جام بہ است — سحر پرورخته باشد سخن ساحر ہیچ

مے خور امروز بفردا غم فردا بگذار — غم فردائے قیامت نخورد کافر ہیچ

غزل نظیری

اے کعبہ کہ گردد رنشیند بہ صفا ہیچ — جائیکہ عطائے تو بود کفر خطا ہیچ

با مہر تو علت نہ و با قہر بہانہ — آنرا کہ مراد تو بلا خواست دعا ہیچ

کونین چہ کار آیدم ار با تو نباشم — بیدولت وصل تو نعیم دو سرا ہیچ

کم حوصلگی از طرف ماست وگرنہ — از بحر تو علت نشود کم بعطا ہیچ

از نسبت کہ این زمزمہ با طبع نظیری — بانگے کہ نباشد نکند کوہ صدا ہیچ

غزل حافظ

اگر بمذہب تو خون عاشق ست مباح — صلاح ما ہمہ آنست کان تراست صلاح

سواد زلف تو تفسیر جاعل الظلمات — بیاض روئے تو بتیان فالق الاصباح

ز دیدہ ام شدہ صد چشمہ در کنار روان — کہ خود شنا نکند در میان آن ملاح

لب چو آبحیات تو ہست قوت روح — وجود خاکی ما راز دست قوت رواح

ز چنگ زلف کمندت کسی نیافت خلاص — نہ از کمانچہ ابرو و تیر غمزہ نجاح

بیا کہ خون دل خویشتن بحیل کردم — اگر بمذہب تو خون عاشق ست مباح

نداد لعل لبش بوسہ بصد تلبیس — نیافت کام دل من ازو بصد الحاح

صلاح و توبہ و تقوے ز ما مجو د اعظ — ز رند و عاشق و مجنون کسے نیافت صلاح

پیالہ چیست کہ بر یاد تو کشیم مدام — و نحن نشرب شربا کذالک از اقداح

دعائے جان تو درد زبان حافظ باد — مدام تا کہ بود گردش مسا و صباح

غزل محمود

حرام باد بجز یار گلعذار قدح — فدائے بادۂ لعلش کنم ہزار قدح

حبیب من چه شود ساقی و قدح گیرد / روان بچرخ در آید هزار بار قدح

حسود را چه خون دل بجوش آید / چو پر ز باده بدستم دهد نگار قدح

حلال نیست مے لعل بے لب ساقی / بود حرام چه نوشند خوشگوار قدح

حکایت از جم و جام گذشته دارو یاد / میان خلق ازان دارد اعتبار قدح

حریف باده کشانست آنکه از ره شوق / بنقد جان بستاند ز دست یار قدح

حدیث توبهٔ و تقوی مپرس از محمود / دهد ایاز چو او را دمی دو چار قدح

غزل حافظ

ردیف خای معجمه

دل من در هوای روی فرخ / شده آشفته همچون موی فرخ

بجز هندوی زلفش هیچکس نیست / که برخوردار شد از روی فرخ

همانا نیکبخت ست آنکه دائم / بود همراز و همزانوی فرخ

شود چون بید لرزان سرو آزاد / اگر بیند قد دلجوی فرخ

بده ساقی شراب ارغوانی / بیاد نرگس جادوی فرخ

دو تا شد قامتم همچون کمانے / ز غم پیوسته چون ابروی فرخ

نسیم مشک تاتاری خجل کرد / شمیم زلف عنبربوی فرخ

اگر میل دل هرکس بجائیست / بود میل دل من سوی فرخ

غلام خاطر آنم که باشد / چو حافظ چاکر هندوی فرخ

غزل محمود

خبر از حال ما نگرفت آن شوخ / چو او دیگر ندیدم دلستان شوخ

خروش از دست او دارند پیران / کسے کم دید مثل آن جوان شوخ

خرابی کرد در هر گوشه چشمش / نباشد کس سیه دل تر ازان شوخ

خدا پاینده دار خوبی او / اگرچه نیست چون او در جهان شوخ

خدارا چند خواہی کرد شوخی — نہ باید بود ز نیسان جادوان شوخ

خرد حیران کان شوخ ست کامد — بعاشق آشکارا و نہان شوخ

خراب عشق او محمود شد زانکہ — ایاز اوست لیس نامہربان شوخ

غزل ولی

سر سلسلۂ اہل جنون سوے محمد — محراب عبادت خم ابروے محمد

خورشید سپہر احدی روے محمد — سرچشمۂ صفاے صمدی روے محمد

خورشید بزیر زمین از شرم رود زود — چون جلوہ دہد روشنی روے محمد

ہرگز نہ ہراسیم ز خورشید قیامت — چون سایۂ داریم زگیسوے محمد

والشمس کنایہ بود از روے محمد — واللیل اشارت کند از موے محمد

بر باد دہد خرمن صد طبلۂ عنبر — یک نفحہ رسد گر ز دو گیسوے محمد

تا گل بچکید از عرق روے محمد — شد بلبل جان شیفتۂ روے محمد

صد شوکت جمشید و سلیمانی و داؤد — آنکس کہ بجان گشتہ سگ کوے محمد

در عالم لاہوت تماشاے جمالش — در کشور ناسوت ہیاہوے محمد

بیچارہ ولی کیست کہ مدح تو گوید — چون ہست خدا مدح و ثنا گوے محمد

غزل حسن

اے طالب فردوس برو سوے محمد — چون خلد برین آمدہ در کوے محمد

اے کعبہ طلب چند کنی قطع بیابان — چون کعبۂ عشاق بود در روے محمد

طرز صفتش آمدہ از حضرت باری — یٰسین بخدا گشتہ کند سوے محمد

والشمس چہ باشد صفت وجہ شریفش — واللیل چہ باشد صفت موے محمد

نون و القلم از فضل خداوند تعالیٰ — معلوم نمودہ ہمہ خوے محمد

طٰس و حٰم معماے قرآنی — رمزیست عیان بر دل حق جوے محمد

اے کعبۂ عشاق خداوند تعالےٰ — می باش بہر حال ثنا گوے محمد
پند حسن انیست اگر گوش بداری — اے طالب فردوس بر و سوے محمد

غزل حافظ

غلام نرگس مست تو تاجدارانند — خراب بادۂ لعل تو ہوشیارانند
ترا صبا و مرا آب دیدہ شد غماز — وگرنہ عاشق و معشوق رازدارانند
بزیر زلف دوتا چون گذر کنی بنگر — کہ از یمین و یسارت چہ بیقرارانند
گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار و ببین — کہ از تطاول زلفت چہ سوگوارانند
رقیب درگذر و بیش ازین مکن نخوت — کہ ساکنان در دوست خاکسارانند
نصیب ماست بہشت ای خدا شناس برو — کہ مستحق کرامت گناہ گارانند
نہ من بران گل عارض غزل سرایم و بس — کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزارانند
تو دستگیر شو اے خضر پے خجستہ کہ من — پیادہ میروم و ہمرہان سوارانند
برو بمیکدہ و چہرہ ارغوانی کن — مرو بصومعہ کانجا سیاہ کارانند
خلاص حافظ ازان زلف تابدار مباد — کہ بستگان کمند تو رستگارانند

غزل عشرتی

از پنجۂ من چاک گریبان گلہ دارد — از گریۂ من گوشۂ دامان گلہ دارد
گر بت شکنم گاہ بسجده زنم آتش — از مذہب من گبر و مسلمان گلہ دارد
از بسکہ بزندان غمت دیر بماندم — زنجیر بہ تنگ آمدہ زندان گلہ دارد
دامان نگہ تنگ گل حسن تو بسیار — گلچین بہار تو ز دامان گلہ دارد
در بزم وصال تو بہنگام تماشا — نظارہ ز جنبیدن مژگان گلہ دارد
اگر [illegible] آہ جگر سوز — اے عشرتی از دست تو جانان گلہ دارد

غزل حافظ

حسب حال نہ نوشتیم و شد ایامے چند — قاصدے کو کہ فرستم بتو پیغامے چند
ما بدان مقصدِ عالی نتوانیم رسید — ہان مگر لطف شما پیش نہد گامے چند
چون مے از خم بسبو رفت و گل افگند نقاب — فرصت عیش نگہدار و بزن جامے چند
قند آمیختہ با گل نہ علاج دلِ ماست — بوسہ چند بیامیز بدشنامے چند
اے گدایان خرابات خدا یار شماست — چشم انعام مدارید ز انعامے چند
زاہد از کوچۂ رندان بسلامت بگذر — تا خرابت نکند صحبت بدنامے چند
عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو — نفے حکمت مکن از بہر دل عامے چند
پیر میخانہ چہ خوش گفت بدردی کش خویش — کہ مگو حال دلِ سوختہ با خامے چند
حافظ از تاب رخ مہر فروغ تو بسوخت — کامگارا نظرے کن سوی ناکامے چند

غزل محمود

امروز دیگرم بفراقِ تو شام شد — در آرزوے وصل تو عمرم تمام شد
آمد نماز شام و نیامد نگار من — اے دیدہ پاس دار کہ خوابم حرام شد
بستم بسے خیال کہ بینم جمال دوست — آنہم نشد میسر و سوداے خام شد
خال تو دانہ دانہ و زلفِ تو دام دام — مرغے کہ دانہ دید گرفتار دام شد
محمود غزنوی کہ ہزاران غلام داشت — عشقش چنان گرفت غلامان غلام شد

غزل حافظ

دوش دیدم کہ ملائک در میخانہ زدند — گل آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند
ساکنانِ حرمِ سترِ عفافِ ملکوت — با منِ راہ نشین بادۂ مستانہ زدند
شکر ایزد کہ میان من و او صلح فتاد — حوریان رقص کنان ساغر شکرانہ زدند
جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ — چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند
آسمان بار امانت نتوانست کشید — قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

نقطہ عشق دل گوشہ نشینان خون کرد
ہمچو آن خال کہ بر عارض جانانہ زدند

ما بصد خرمن پندار زرہ چون نزدیم
چون رہ آدم پندار بیک دانہ زدند

آتش آن نیست کہ بر شعلۂ او خندد شمع
آتش آنست کہ در خرمن پروانہ زدند

کس چو حافظ نکشید از رخ اندیشہ نقاب
تا سر زلف عروسان سخن شانہ زدند

غزل مغربی

زوریا موج گوناگون برآمد
ز بیچونی برنگ چون برآمد

چو نیل از بہر قومی آب گردید
برائے دیگران چون خون برآمد

چو این دریائے بیچون موج زن شد
حباب آسمان بیرون برآمد

گہے در کسوتِ لیلے فرو شد
گہے از صورت مجنون برآمد

چو باز آمد ز خلوت گاہ بیرون
ہمان نقش درون بیرون برآمد

ازین دریائے بے امواج ہر دم
ہزاران گوہر مکنون برآمد

اگر انسان نگردے آشکارا
کلام کنت کنزا چون برآمد

چو شعر مغربی در ہر لباسے
بغایت دلبر و موزون برآمد

غزل حافظ

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

دردم نہفتہ بہ ز طبیبان مدعی
باشد کہ از خزانۂ غیبم دوا کنند

معشوق چون نقاب ز رخ بر نمی کشد
ہر کس حکایتے بتصور چرا کنند

چون حسن عاقبت نہ برندی و زاہدیست
آن بہ کہ کار خود بعنایت رہا کنند

حالی درون پردہ بسی فتنہ می رود
تا آن زمان کہ پردہ برافتد چہا کنند

پنہان ز حاسدان بخودم خوان کہ منعمان
خیر نہان ز بہر رضائے خدا کنند

بے معرفت مباش کہ ہل من مزید عشق
اہل نظر معاملہ با آشنا کنند

اگر سنگ زین حدیث بنالد عجب مدار ‌ ‌ صاحبدلان حکایت دلخوش ادا کنند
پیراهنے که آید ازو بوے یوسفم ‌ ‌ ترسم برادران غیورش قبا کنند
مے خور که صد گناه ز اغیار در حجاب ‌ ‌ بهتر ز طاعتے که بروی و ریا کنند
بگذر بکوے میکده تا زمرهٔ حضور ‌ ‌ اوقات خود ز بهر تصرف دعا کنند
حافظ مدام وصل میسر نمی شود ‌ ‌ شاهان کم التفات بحال گدا کنند

غزل عرفی

در چمن حور وشان انجمنی ساخته اند ‌ ‌ چشم بد دور بهشتی چمنے ساخته اند
نه نشینند دل این طائفه در قصر بهشت ‌ ‌ که بمعموری دلها وطنی ساخته اند
تیر آن غمزه حلالست دلی جمعے را ‌ ‌ که دلی جامهٔ از جان بدنی ساخته اند
لذت شعر تو عرفی بهمه عالم رفت ‌ ‌ که ترا بلبل شیرین دهنی ساخته اند

غزل قاسم

این همه از عکس روے یار آن گلنار شد ‌ ‌ بوستان شد باغ شد فردوس شد گلزار شد
آن خط مشکین که آمد بر رخ آن آفتاب ‌ ‌ فتنهٔ آشوب دل شد مکر شد عیار شد
تار زلف عنبرینش بهر صید جان و دل ‌ ‌ طوق شد زنجیر شد هم حلقه شد زنار شد
هر کسے در دور لعل میکش شیرین او ‌ ‌ بے خبر شد پر نشه شد مست شد سرشار شد
شاد شو قاسم که آن سرکش صنم هر دم بتو ‌ ‌ آشنا شد دوست شد محبوب شد دلدار شد

غزل ناصر علی

شمع رخسار تو تا روشن درین کاشانه بود ‌ ‌ چشم ما پروانه و مژگان پر پروانه بود
امتیاز شهر و صحرا داشت از فیض جنون ‌ ‌ ورنه مجنون را خرابیهاے دل ویرانه بود
جوهر زاهد بیک پیمانه می یافتم ‌ ‌ دیدهٔ جوهر شناس ما همین پیمانه بود
از نصیحتهاے ناصح بے خبر افتاده ام ‌ ‌ این حدیث بے اثر در گوش ما افسانه بود

از سخن ہرگز علی در مدح کس نگریختم	اختیار ما بدست ہمت مردانہ بود

غزل سخا

در شب ہجر تو شرمندۂ احسانم کرد	دیدہ از بس گہر اشک بدامانم کرد
شمۂ از گل روے تو بہ بلبل گفتم	آن تنک حوصلہ رسواے گلستانم کرد
سرگذشت از شب ہجران تو گفتم با شمع	آن قدر سوخت کہ از گفتہ پشیمانم کرد
زلف او بود سخا حاصل سرمایۂ عمر	شانہ آخر ز کفتم برد و پریشانم کرد

غزل مردانہ

مسند شوکت شاہانہ مبارک باشد	شادی جشن درین خانہ مبارک باشد
گل گلزار زری پوش طرب ساز ہمین	می سرائید کہ جانانہ مبارک باشد
شیشۂ ہندی چہ خوش آویز گل آرائش	خوشنما ہیچو پری خانہ مبارک باشد
پاندان چوگھڑہ وار گجرے و عطر و گلاب	رونق بزم امیرانہ مبارک باشد
غزل طرفہ و تازہ بتلاش آوردی	طلب ہمت مردانہ مبارک باشد

غزل حافظ

بنویس دلا بیار کاغذ	بفرست بآن نگار کاغذ
اے باد صبا ببر بآن شوخ	از عاشق دلفگار کاغذ
ہرگز نہ نویسد او جوابم	بنویسم اگر ہزار کاغذ
تا نام تو نقش شد برو ماند	بر صفحۂ روزگار کاغذ
بنویس ز روے مہربانی	بر حافظ دلفگار کاغذ

غزل

حسن تو دارد از حیا تعویذ	عشق را ہم بود وفا تعویذ
آفت و حسن مشق چون ہوش	ہر دو را باید از حیا تعویذ

دم عیسے بمن نبود مگر	زلف آموخت بر صبا تعویذ
خاکساری پناه باشده است	داده عشقت بسباد پا تعویذ
بهر دل به ز داغ چیزے نیست	مکن از جان خود جدا تعویذ
خیر خواهی فسون یار بلاست	این بود بهر هر بلا تعویذ
بادعا یار کن تصدق را	تا شود چهره با قضا تعویذ
بهتر از راستی پناهی نیست	این بود این بود خدا تعویذ

غزل عطائی

بتاب زلف آن خورشید رخسار	گرفتارم گرفتارم گرفتار
چو مجنون در طریق عشق لیلے	خبردارم خبردارم خبردار
زلیخا وار بهر عشق یوسف	خریدارم خریدارم خریدار
لبش گوئے که با ما در تبسم	پرستارم پرستارم پرستار
تمتع گویم از کویت نگر دید	وفادارم وفادارم وفادار
ز دوست و دست چون چشم عطائی	گهربارم گهربارم گهربار

غزل امیر خسرو

نگارا مرا ده بوقت سحر	شرابے که باشم از ان بیخبر
تو خوش خفته بودی و من کرده ام	دعاؤ ثناها بوقت سحر
ترا مے کنم هم زنت را کنم	چنان خدمت مادران را پسر
مرا داده دیگران را بده	کلاه و قبا و کمر بند زر
میان دوران تو خواهم نهاد	یکے اسپ تازی دگر زین زر
چنان می زنم تا بخلقت رسد	صد وسے ترا تیر اندر جگر
چرا می رنانی تو از بندگان	چنین شاعر خسرو راز در

غزل مسعود

دل خون نشدی چشم تو خنجر نشدے گر — ره گر نشدی زلف تو ابتر نشدے گر
پرکار قضا دائرہ بر مہ نہ کشیدی — خط بر رخت از مشک مدور نشدے گر
ہندوی بچہ ملک خراسان نہ گرفتی — یاری وہ وی غمزۂ کافر نشدے گر
در جنت فردوس کسے پا ننہادی — کان چاہ زنخدان تو کوثر نشدے گر
مسعود بک از بادہ چنان مست نگشتی — کان جام دلآویز تو ساغر نشدے گر

غزل

اے برادر جہد کن تا تو نباشی بے نماز — روز و شب پرہیز کن از صحبت آن بے نماز
بے نمازان بت پرستان ہر دو را دوزخ برند — در شریعت واجب آید کشتن آن بے نماز
زن مخواہ از بے نمازان نیز دی را زن مدہ — تا نگردی دور خی از شومت آن بے نماز
می شود لعنت شب و روز از خدا و از رسول — ہم ملائک ہم زمین ہم آسمان آن بے نماز
بے نمازی خفتہ باشد تو مرو پرسش مکن — گر بمیرد بے نمازی تو مکن بر آن نماز

غزل حافظ

روز عیش طرب عید و صیام ست امروز — کام دل حاصل و ایام بکام است امروز
اے عروس فلکی رخ بنما از مشرق — کہ مراد دیدن آن ماہ تمام است امروز
محتسب بیہدہ گو پند مدہ رندان را — کان کہ با شاہد وی نیست کدام است امروز
شیخ و واعظ کہ مرا منع ز زلفش کردند — دیدمش باز کہ چون مرغ بدام است امروز
گر بگویند خلائق کہ کنون حافظ را — چشم بر روی نگار و لب جام است امروز

غزل نجات

خط شب رنگ بر ویش نہ دمید است ہنوز — دام نظارہ ز سنبل نکشید است ہنوز
نشنید ست اذانی ز بلال خط سبز — بانگ اسلام بگوشش نرسید است ہنوز

تا م خضر ش نشده گوش زد آب حیات — شکر ش قصهٔ طوطی نشنید ست هنوز
روی دست ز خط سبز نخورد ست لبش — پس دستی ز نداست نگزید ست هنوز
نشنید ست نوا خوانی بلبل ز نجابت — همچو گل رنگ ز رویش نه پرید ست هنوز

غزل امیر خسرو علیه الرحمة

جان ز تن بروی و در جانی هنوز — درد ها دادی و درمانی هنوز
آشکارا سینه را بشگافتی — همچنان در سینه پنهانی هنوز
ملک دل کردی خراب از تیغ ناز — کاندرین ویرانه سلطانی هنوز
باز گریه چون نمک بگداختیم — تو بخنده شکر افشانی هنوز
جور کردی سالها کافرانه — بهر رحمت با مسلمانی هنوز
هر دو عالم قیمت خود گفتهٔ — نرخ بالا کن که ارزانی هنوز
پیروی شاهد پرستی هم خوش است — خسروا تا کی پریشانی هنوز

غزل سعید

نفس نفس مکن ای بو الهوس هوس بهوس — مرو چو مرغ اسیر قفس قفس بقفس
بغیر یاد خدا هر نفس که می گذرد — نه راحت ست در ان یک نفس نفس بنفس
گذشت قیس حزین و هنوز می گرید — حدیث او ز زبان جرس جرس بجرس
ز دست بزم نشینان برش نکو داند — کند سخن بزبان مگس مگس به مگس
بم بشیخ سعیدا سخن که می نازند — بآزمودن گام فرس فرس به فرس

غزل ناصر علی

ناگهان رفتی که با من آه حسرت ماند و بس — هر نگه گردید هر آئینه چشم در نفس
حسرتم با قیمت از شوق گرفتاری مپرس — آن قدر بر خویش بالیدم که خاکی شد قفس
ره بپای رهنما رفتن محال آمد مثال — قیصها دیدند گرایان ز فریاد جرس

ردیف شین معجمه

حزین

آمد شبی بخوابم آن ماه پرنیان پوش — چون صبح پیرهن چاک چون شمع طره بردوش
ازتاب باده چون گل شبنم فشان ز عارض — وز لعل ساده چون مل سیلاب طاقت هوش
از تیر غمزهٔ او بسمل جگر پرآزار — وز یاد جلوهٔ او بلبل چمن فراموش
گیسوی مشک فامش پیوند جان نازک — شمشاد خوش خرامش باشور حشر همدوش
طغرای خط سبزش کان مصحف ست ناطق — پیدا چو عکس طوطی ز آئینه بناگوش
ازتاب جعد پرفن دام بت برهمن — خون وفا بگردن ز نار زلف بر دوش
پروای دل نداری خون شد ز بیقراری — دستی نمی گذاری بر شیشهای میجوش
گفتند حزین ندانی آئین جان نشانی — در کوی بے نشانی بنشین و هرزه مخروش

غزل

اے دل مسکین من بخت چو شد آن مباش — در پے دنیا مرو طالب چندان مباش
راه سلامت برد کوے ملامت مرو — کبر ز سر دور کن محرم رندان مباش
گرچه کند گردهٔ بهره حند اتوبه کن — باز گناهی مکن دشمن ایمان مباش
انچه بود رزق تو بیش نه یابی نه کم — خاطر خود جمع دار هیچ پریشان مباش

غزل ناصر علی

خوشا رندی جدا گردیدن از خود بند ناموسش — دو عالم گر شود برهم نجنبد دوست افسوسش
عرق شد پرتو حسنش خجالتها چه حسن است این — بهر محفل که باشد خوشهٔ تاک ست فانوسش
پریرو آمد دل از بیدردی این خلوت آرایان — من دیری که باشد از لب بت بانگ ناقوسش
سپهر از خوبی رعنا گلستانی کرے دارم — حنابندست بر رخسار خوبان پای طاؤسش
نفس نذر وفا کردم غبار کوے او رستم — علی قالب تهی کردم ز بس گردم زمین بوسش

ردیف صاد مهمله

حافظ

از رقیبت دلم نه یافت خلاص — زانکه القاص لایحب القاص
محتسب خم شکست و بنده سرش — سن بالسن و الجروح قصاص

همچو عیسیٰ ست جام می که مدام — مرده را زنده می کند بخواص

مطرب ما زہی بزد که بچرخ — مشتری همچو زهره شد رقاص

مطلب از عشق جو نه از عقل — تا که خالص شوی چو زر خلاص

گوهر از بحر کے برون آرد — ترک سر تا نمی کند غواص

حافظا دل ز مصحف رخ دوست — خواند الحمد سورهٔ اخلاص

غزل حزین

هجران رسیدگی بر داز روزگار فیض — شاخ بریده را نبود از بهار فیض

مستان اگر برند ز ابر بهار فیض — ما میبریم از مژهٔ اشکبار فیض

بے زخم ناوکی چه کشی صید عشق را — دل می برد ز غمزهٔ عاشق شکار فیض

ہے پرورد نگاه تو هر ذره را چو مهر — عام ست دور چشم تو در روزگار فیض

دورم به تیره بختی خود عشق در نهان — تا برده ام ز ساقی مشکین عذار فیض

اقلیم بیخودی همه فصل ست خوش بهار — دیوانه می برد ز خزان و بهار فیض

نبود حزین ز روزنه از صبح چشم ما — ایجاد می کند دل شب زنده دار فیض

غزل واله

هیچ دانی چه ازین جلوه گری بود غرض — خودنمائی که بلباس بشری بود غرض

از خرام قد و رفتار بلا انگیزش — رشک سرو چمن و کبک دری بود غرض

از چه می کرد چنین تیغ ستم را عریان — گر نه ابروے ترا فتنه گری بود غرض

رفته ام تازه ورت در بدرم پنداری — رفتن از کوے توام در بدری بود غرض

از ره آمد واله چو نظر هر سو کرد — که ز آوردن ما جلوه گری بود غرض

غزل حزین

اے تاب سنبلت زده بر مشکناب خط — حسنت کشیده بر ورق آفتاب خط

چشم آن عذار ساده بنازت زچشم دید — شاید برآورد گل رویش حجاب خط
محرومیم زروے تو بسیار دردبود — جاے کہ شد ز لعل لبت کامیاب خط
رسم است موی را رسد از شعلہ پیچ وتاب — زان روبمی شود نخورد پیچ وتاب خط
شب پردہ پوش شمع کجامی شود حزین — آن حسن شوخ را نکند در نقاب خط

غزل حافظ

زچشم بد رخ خوب ترا خدا حافظ — اگر د جملہ نکوئی بجاے ما حافظ
بیاکہ نوبت صلح ست و دوستی و وفا — کہ نیست با تو مراجنگ و ماجرا حافظ
اگرچہ خون دلت خورد لعل ردبستان — بجان و دل ز لبم بوسۂ خون بہا حافظ
چہ ذوق یافت دل من کہ گفتۂ از لطف — مراست تحفۂ جان بخش غمزدا حافظ
تو از کجا و امید وصال تو بہ کجا — بدامنش نرسد دست ہر گدا حافظ
بزلف و قد بتان دل مبند دیگر بار — اگر بجستی ازان بند وآن بلا حافظ
بیا بخوان غزل خوب تازۂ شیرین — کہ شعر تست فرح بخش جانفزا حافظ

غزل حزین

رخ برفروختی زدی آتش بجان شمع — گل کردہ در حضور تو سوز نہان شمع
یک التفات گرم نمودی و سوختیم — پروانہ بیش ازین نبود میہمان شمع
عاشق زبیم قتل ہراسان نمی شود — ہرگز کسے نکرد بہ تیغ امتحان شمع
تا صبح مجلس از سخن پروانہ گرم بود — می سوخت از حکایت ہجران زبان شمع
کی روشناس مجلس روشندلان شود — تا چشم تیرہ را نہ گداز د زجان شمع

غزل حافظ

سحر بہ بوے گلستان دمی شدم در باغ — کہ تاچو بلبل بیدل کنم علاج دماغ
بچہرہ گل سوری نگاہ مے کردم — کہ بود در شب تاری بروشنی چو چراغ

گشاده نرگس رعنا بحسرت آب ز چشم — نهاده لاله ز حمرا بجان و دل صد داغ
زبان کشیده چو تیغ به سرزنش سوسن — دهان گشاده شقائق چو مردمان بناغ
یکے چو باده پرستان صراحی اندر دست — یکے چو ساقی مستان بکف گرفته ایاغ
چنان بحسن و جوانی خویشتن مغرور — که داشت از دل بلبل هزار گونه فراغ
نشاط و عیش و جوانی چو گل غنیمت دان — که حافظا نبود بر رسول غیر بلاغ

غزل حزین

ردیف فا

زندگی در جمع سامان رفت حیف — صبح در خواب پریشان رفت حیف
دانه اشکے نفشاندیم ما — عمر چون سیل بهاران رفت حیف
نور جان در ظلمت آباد بدن — چون چراغ زیر دامان رفت حیف
از بیابان رفت تا مجنون ما — شوخی از چشم غزالان رفت حیف
دل بامید درین وحشت سرا — از پے آهو نگاهان رفت حیف
بوی عشق از جیب مجنون برنخواست — این سفال کهنه ریحان رفت حیف
شیشهاے از مے روشن تهی — نور چشم می پرستان رفت حیف
نالهٔ عاشق نمی آید بگوش — از چمن مرغ خوش الحان رفت حیف
اول شب دل گداز و دل حزین — شمع بزم ما بپایان رفت حیف

غزل حافظ علیه الرحمة

ردیف قاف

مباد کس چو من خسته مبتلاے فراق — که عمر ما همه بگذشت در بلاے فراق
غریب و عاشق و مسکین فقیر و سرگردان — کشیده محنت اندوه و دردهاے فراق
کجا روم چه کنم حال دل کرا گویم — که داد من بستاند ز هجر اے فراق
اگر بچنگ من افتد فراق را بکشم — ز آب دیده دهم باز خونبهاے فراق
فراق را بفراق تو مبتلا سازم — چنانکه خون بچکانم ز دیدهاے فراق

من ازکجا و فراق ازکجا و غمزه کجا
اگر که زاد مرا مادر از برای فراق

مرا بکشت فراق وصال او حافظ
شکسته باد به سنگ فراق پای فراق

غزل حزین

ای نمک حسن تو شور نمکدان عشق
زلف خم اندر خمت سلسله جنبان عشق

تار زگیسو فگند پرده اسرار را
می چکد از دامنت خون شهیدان عشق

شورش محشر دمید از دل دیوانه ام
صبح قیامت بود چاک گریبان عشق

در دل تفتیده ام آئینه باشد خیال
گرم تر از اخگر ست ریگ بیابان عشق

رنگ پر افشان من هر هر شهر سبا است
آه فلک سیر من تخت سلیمان عشق

هر نفس از گلبنی ست شور صفیر بلند
نغمه پریشان زند مرغ گلستان عشق

بلبل طبع مرا ابنیده گویا کمن
این من دوستان من کیست زباندان عشق

شکر چه گویم حزین دولت دیدار را
دیده گهر سنج حسن لب شکر افشان عشق

غزل طالب

کرشمه نازک و لب نازک و سخن نازک
ز فرق تا بقدم همچو طبع من نازک

کسی که دید بنا گوش او شبی در خواب
نیامدش به نظر برگ یاسمن نازک

بعهد نازکی لاله زار عارض او
گمان مبر که گلی روید از چمن نازک

هزار سوزن اشکم فرو دو بر مژگان
کسیکه بر تن او دوخت پیرهن نازک

نگر و غمزهٔ شیرین به تیشه داد الماس
که لوح فتنه تراشیده کوه کن نازک

چنان گداخته جوش جمال طالب را
که مو بمو شده چون طبع خویشتن نازک

غزل قوچی

صحن چمن مست ز بوی گل صد برگ
نرگس قدحی خورده بروی گل صد برگ

داغ جگرم تازه ز جام می حمرا ست
این لاله خورد آب ز جوی گل صد برگ

آگاه نباشد ز شکست قدح من	بر رنگ نخورد دست سبوے گل صدبرگ
رنگ از رخ خورشید پرید ست همانا	پنهان نظری کرده بسوے گل صدبرگ
قوجی دم صبح ست تماشاے چمن کن	بگشا چو قدح دیده بروے گل صدبرگ

غزل قدسی

ردیف لام

دارم دلی اما چه دل صد گونه حرمان در بغل	چشمی چو خون در آستین اشکی و طوفان در بغل
یارب مرا ثابت قدم از کوی قاتل بگذران	من سر بجیب انداخته او تیغ عریان در بغل
گو قاصدے از کوے تو بهر نثار مقدمش	صد طفل اشک از دیده ام آمد برون جان در بغل
بوے ترا یک صبحدم گر باد آرد در چمن	گل غنچه گردد تا کند بوے تو پنهان در بغل
نازم خدنگ غمزه را کز لذت دیدار او	هر دم ز راحتهاے دل در دیده پیکان در بغل
روز قیامت هر کسی در دست گیرد نامه را	من نیز حاضر می شوم تصویر جانان در بغل
برقع ز عارض برفگن یک صبحدم تا از صبا	گردد فراموش از صبح خورشید تابان در بغل
قدسی ندانم چون شود سوداے بازار جزا	او نقد آمرزش بکف من جنس عصیان در بغل

غزل ناصر علی

ردیف لام

از حیرت جمال تو ای آرزوے گل	هر شبنمی ست چشم پر آبی بروے گل
چون کاروان ناله بلبل روان شود	شبنم فغان کند چو جرس بر گلوے گل
بلبل بتو بهار کند ترک آشیان	آتش فروز خانه خرابیست خوے گل
از رشته سرشک دل چاک دوختیم	گردم بتار پنبه شبنم رفوے گل
از تاب آفتاب رخش در چمن علی	هر شبنمی ست چشم پر آبی بروے گل

غزل اسیر

تمناے لبت پیمانه دل	نگاه گرمست آتش خانه دل
بیاد تندی ردم صبحے به گلزار	که بلبل را کنم پروانه دل

شب از سودای زلفت می گریم — جنون در نالهٔ مستانهٔ دل
اگر بر دیدهٔ الفت نشنید — نگردد آشنا بیگانهٔ دل
ز زخم و داغ اسیر بزم حیرت — کشد تصویرها در خانهٔ دل

غزل قدسی

من لذت درد تو بدرمان نفروشم — کفر سر زلف تو بایمان نفروشم
در دل نه خیال گل روی تو خلید — خاری که بصد گلشن رضوان نفروشم
صد جان بستانم که دهم دامنت از دست — دشوار بدست آمده آسان نفروشم
صد خار خلد در جگر و لب نگشایم — در باغ چو بلبل گل افغان نفروشم
کام دو جهان در عوض غم نستانم — این جنس گرامی بکس ارزان نفروشم
قدسی من و تر دامنی عشق چو زاهد — هرگز بکسی پاکی دامان نفروشم

غزل کلیم

آتش دیگ هوس از دل سوزان گیرم — آب لب تشنگی از آهن و پیکان گیرم
خوابم اینست که از دیدنت از هوش روم — خوردنم اینکه سر انگشت بدندان گیرم
عرق خجلت من سیل وجودم گیرد — فقر را گر دهدم ملک سلیمان گیرم
روش سوختن از داغ زدام آموزم — دل بخالی دم و زلف پریشان گیرم
داده خویش ز ایام چه سے گیرد باز — حیف باشد که بخیر پند ز دوران گیرم
نتوان بود کلیم این همه در بند لباس — بهر اطفال سرشکی که بدامان گیرم

غزل مخلص

ما چون قلم سخن بزبان دگر کنیم — چون کار ما بحرف رسد گریه سر کنیم
این خواری که بر سر کوی تو می کشیم — هرگز نشد که نقل بجای دگر کنیم
از خاکیان بغیر سر افگندگی خطاست — باید باصل خویش چو نرگس نظر کنیم

ردیف میم

پیش کسے بخاک نریزیم آب رو	ما نان خشک خویش بدین آب ترکنیم
دیدیم بس خلاف تو قع ز دوستان	از صندل ار سخن گذرد درد سر کنیم
مخلص بارعیت بیداد مشکل ست	گر درد مدعا بنود ترک سر کنیم

غزل شفائی

امشب که در حضور تو مردانه سوختیم	صد داغ رشک بر دل پروانه سوختیم
از بادهٔ نگار تو بیرون ز بزم وصل	رفتیم سرخوش و در میخانه سوختیم
آن لب گذشت در سرمستی بخاطرم	ماهی زدیم و ساغر پیمانه سوختیم
غمهای او که بر در دل حلقه می زند	اکنون کجا روند که ما خانه سوختیم
در عاشقی جنون شفائی زیاده شد	چندانکه داغ بر سر دیوانه سوختیم

غزل حافظ

این چه شوریست که در دور قمر می بینم	همه آفاق پر از فتنه و شر می بینم
هیچ شفقت نه برادر به برادر دارد	هیچ مهری نه پدر را به پسر می بینم
مردمان روزی همی طلبند از ایام	مشکل اینست که هر روز بتر می بینم
دختران را همه جنگ ست و جدل با مادر	پسران را همه بد خواه پدر می بینم
ابلهان را همه شربت ز گلاب و قند ست	قوت دانا همه از خون جگر می بینم
اسپ تازی شده مجروح بزیر پالان	طوق زرین همه در گردن خر می بینم
پند حافظ شنو ای خواجه برو نیکی کن	که من این پند به از گنج و گهر می بینم

غزل شمس الدین تبریزی رح

چه تدبیر ای مسلمانان که من خود را نمیدانم	نه ترسا و یهودیم نه گبرم نه مسلمانم
نه شرقیم نه غربیم نه بحریم نه بریم	نه از ملک عراقیم نه از خاک خراسانم
نه از خاکم نه از آبم نه از بادم نه از آتش	نه از آدم نه از حوا نه از فردوس رضوانم

مکانم لامکان باشد نشانم بے نشان باشد ‌ ‌ نه تن باشد نه جان باشد بنا شد عشق جانانم

هو الاول هو الآخر هو الظاهر هو الباطن ‌ ‌ بجز یا هو و یا من هو دگر چیزے نمیدانم

دوئی را چون بدر کردم یکی دیدم دو عالم را ‌ ‌ یکے بینم یکے جویم یکے خوانم یکے دانم

الا یا شمس تبریزی چرا مستی درین عالم ‌ ‌ بجز مستی و مدهوشی دگر چیزے نمیدانم

غزل لخری

گفت جانان سوی ما بگذر بسر گفتم بچشم ‌ ‌ گفت ترک جان کن و دور ما نگر گفتم بچشم

گفت بنا چیست چشمت گفت ابر نوبهار ‌ ‌ گفت آبی زن بخاکم ره گذر گفتم بچشم

گفت بر میدارم از رخ برده گفتم لطف تست ‌ ‌ گفت چشم خویش را گو این خبر گفتم بچشم

گفت جاے من کجا لائق بود گفتم بدل ‌ ‌ گفت خواهم غیر ازین جاے دگر گفتم بچشم

غزل شمس الدین تبریزی رح

مادر جهان غیر خدا یار نداریم ‌ ‌ جز یاد خدا هیچ دگر کار نداریم

درویش و فقیریم درین گوشهٔ دنیا ‌ ‌ با نیک و بد خلق جهان کار نداریم

ما مست صبوحیم ز میخانهٔ توحید ‌ ‌ حاجت بمی و بادهٔ خمار نداریم

با جامهٔ صد پاره و با خرقهٔ پشمین ‌ ‌ بر خاک نشینیم و ازین عار نداریم

گر یار و فا دار نداریم عجب نیست ‌ ‌ ما یار بجز حضرت جبار نداریم

ما شاخ درختیم پر از میوهٔ توحید ‌ ‌ هر رهگذر سنگ زند عار نداریم

ماتم زدگانیم درین گوشهٔ دنیا ‌ ‌ چون زاغ گذر بر سر مردار نداریم

بنگر تو دل خستهٔ شمس الحق تبریز ‌ ‌ ما جز هوس دیدهٔ دیدار نداریم

غزل شرف بو علی قلندر رح

غیرت از چشمم برم روے تو دیدن ندهم ‌ ‌ گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندهم

هدیهٔ زلف تو گر ملک دو عالم بدهند ‌ ‌ یعلم الله که سر موے تو دیدن ندهم

گر شبے دست دہد وصل تو از جانب شوق ۔ تا قیامت نشود صبح دمیدن ندہم
شرف گر باد وزد بوے ز زلفش بہر و ۔ یا درانیز درین دیر وز یدن ندہم

غزل مولانا روم علیہ الرحمۃ

بسم اللہ ابتدا اے کلام من الیقین ۔ رحمن والرحیم ترحم لخاطبین
الحمد مستلا لہٗ باد جہلک الکریم ۔ للّٰہ لیس غیرک یارب العالمین
دارند ہر کسے بتو چشم ترحمے ۔ رحمن والرحیم بہ بخشش وخطابین
ایاک بعبد از سر صدق وصفا بخوان ۔ فی اللیل والنہار وایاک نستعین
در دار ملک حسن توئی مالک الرقاب ۔ در معرض خطاب توئی شاہ یوم دین
داریم رہ نجاک وزرت اہدنا الصراط ۔ المستقیم من ہو یہدی الی الیقین
راہی کہ رہروان طریق تو رفتہ اند ۔ مارا دران صراط بدہ راہ الذین
انعمت منک مالک فضل علیہمون ۔ غیر غضب کہ ہست ز مغضوب والحزین
آہ از عتاب گر تو نباشی شفیع را ۔ تا جملہ گشت در صدد و سلک ضالین
یارب بحق احمد واولاد پاک او ۔ یارب بحق حیدر کرار تابعین
گر حاضران دریغ ندارند لطف خویش ۔ یاران مستمع ہمہ گویند آمین
مولانا روم گفت ز مدح کلام حق ۔ شعرے کہ شد ز جملہ اشعار ہا گزین
توئی در ملک جان خسرو چہ خسرو خسرو خوبان ۔ بود نخل قدرت فتنہ چہ فتنہ فتنہ دوران
بحالت مجمع باشد چہ مجمع مجمع خوبے ۔ چہ خوبی خوبی یوسف چہ یوسف یوسف کنعان
دہانت غنچہ باشد چہ غنچہ غنچہ دلکش ۔ چہ دلکش دلکش خرم چہ خرم خرم خندان
بسر زلفت یکے ہند و چہ ہندو ہندو کافر ۔ چہ کافر کافر رہزن چہ رہزن رہزن ایمان
چہ خسرو بندہ باشد چہ بندہ بندۂ عاشق ۔ چہ عاشق عاشق بیدل چہ بیدل بیدل حیران

غزل جامی علیہ الرحمۃ

عارض ست این یا قمر یا لاله حمراست این — یا شعاع شمس یا آئینهٔ دلهاست این
قامت ست این یا الف یا سرو یا نخل مراد — یا مگر گلدستهٔ باغ جنان آراست این
چشم تو جادوست یا آهوست یا صیاد خلق — یا دو بادام سیه یا نرگس شهلاست این
زلف تو زنجیر یا قلاب یا مشک ختن — سنبل تر یا سمن یا عنبر ساراست این
یا رب این طاق ست یا محراب یا قوس قزح — یا هلال عید یا ابروے یار ماست این
یا رب این خورشید تابان ست یا ماه تمام — یا فرشته یا پری یا شوخ بی پرواست این
حقهٔ لعل ست یا سرچشمهٔ آب حیات — یا دهن یا میم یا طوطی شکرخاست این
کوی تو کعبه ست یا خلد برین یا بوستان — یا گلستان ارم یا جنت الماواست این
قمری باغ جنان یا بلبل بے خانمان — طوطی شکرزبان یا جامی شیداست این

غزل مسیح رحمة الله علیه

طاق محراب دعا یا خود خم ابروست این — قبلهٔ حاجات عالم یا رخ نیکوست این
یا قیامت یا بلا یا فتنهٔ آشوب شهر — یا نهال باغ جان یا قامت دلجوست این
پرتو نور تجلی یا شعاع اقدس است — خندهٔ صبح قیامت یا فروغ روست این
کافر و مومن گذار و ظالم و مظلوم کش — ساحر سحر آفرین یا نرگس جادوست این
حلقهٔ فتراک چشمش دام چین دلفریب — یا کمند عنبرین یا پیچش جادوست این
نسخهٔ خواب پریشان رشتهٔ عمر مسیح — چتر یا طول امل یا کاکل خوشبوست این

غزل حزین

کوتاه ماند دست تمنا در آستین — داریم گریه بے تو چو مینا در آستین
تا صبح حشر پرده نشین ست همچنان — از شرم ساعد ید بیضا در آستین
روشن چراغ مسجد و میخانه از من ست — در دست سبحه دارم و مینا در آستین
دارند عالمی چو حزین نیاز مند — در راه تیغ ناز تو جانها در آستین

بهار آمد نظیر بر سبزه و گل می توان کردن | بگلشن آشیان مانند بلبل می توان کردن
دو روزی داد عیش و کامرانی می توان دادن | ز فکر دوربین روزی تغافل می توان کردن
همین حسن عمل را در طریق سالکان باشد | فراغت با اسباب توکل می توان کردن
نظر بر اصل هر چیزے بباید مرد عارف را | ز هر جزوی نظر بر رشته گل می توان کردن
ز ناهمواری دنیا گذر کردن بود اولے | برهمن هر چه پیش آید تحمل می توان کردن

غزل کلیم

هردم مشو سوار بقصد شکار من | آتش مزن بخانه ازین شهسوار من
کوتاه گشته از همه جا رشتهٔ امید | از بسکه روزگار گره زد بکار من
شد سینه چاک و سوزن مژگان تو دے | چون رشتهٔ سرشک نیاید بکار من
زنگار گیر آینه گر در بغل نهم | از بس مقدر است دل پر غبار من
گر مست بسکه بر تنم از سوز دل کلیم | شمع از دو سو گداختهٔ بر مزار من

غزل شمس الدین تبریزی رح

مالک الملک لاشریک له | وحده لا اله الا هو
عاشقان جان و دل نثار کنند | بر در لا اله الا هو
مصطفی یافت در شب معراج | خلعت لا اله الا هو
صوفیان گر بهشت می طلبند | ذکر شان لا اله الا هو
باغبان قدیم لم یزلی | صفتش لا اله الا هو
طوق لعنت فگند بر ابلیس | حیرتش لا اله الا هو
مومنان را نعیم شد روزی | برکتش لا اله الا هو
خوش درختیست در میان جنان | میوه اش لا اله الا هو
شمس تبریز گر خدا طلبی | خوش بخوان لا اله الا هو

غزل جامی علیہ الرحمۃ

اے دل من صید دام زلف تو ۔۔۔ دام دلہا گشت دام زلف تو
زلف تو بالاے سر دارد مقام ۔۔۔ بس بلند آمد مقام زلف تو
بند شب در زلف تو دلہا تمام ۔۔۔ دام بند آمد تمام زلف تو
داد تشریف غلامی بندہ را ۔۔۔ زلف تو اے من غلام زلف تو
لائق رخسار گلرنگ تو نیست ۔۔۔ جز نقاب مشک فام زلف تو
رم کنند از دام مرغان وین عجب ۔۔۔ جانب آرام رام زلف تو
صبح اقبال ست طالع ہر نفس ۔۔۔ بندہ جامی را از شام زلف تو

غزل حافظ رح

مطرب خوش نوا بگو تازہ بتازہ نو بنو ۔۔۔ بادۂ دلکشا بجو تازہ بتازہ نو بنو
با صنمے چو لعبتے خوش بنشین بخلوتے ۔۔۔ بوسہ ستان بکام از و تازہ بتازہ نو بنو
بر ز حیات کی خوری ار نہ مدام می خوری ۔۔۔ بادہ بخور بیاد او تازہ بتازہ نو بنو
شاہد دلربای من می کند از برائے من ۔۔۔ نقش و نگار رنگ و بو تازہ بتازہ نو بنو
ساقی سیم ساق من مست منم بیار پیش ۔۔۔ زود کہ پر کنم سبو تازہ بتازہ نو بنو
باد صبا چو بگذری بر سر کوے آن پری ۔۔۔ قصہ حافظش بگو تازہ بتازہ نو بنو

غزل حافظ علیہ الرحمۃ

این نہ ابروست نوشتہ ست خدا بسم اللہ ۔۔۔ کہ سر نامہ نویسد ہمہ جا بسم اللہ
بس ہلاک ست دلم بجز تجلی رخت ۔۔۔ یکدم از بہر خدا روی نما بسم اللہ
ہر کہ دیدست رخت را چہ ملائک چہ بشر ۔۔۔ ہمہ خوانند بروی تو دعا بسم اللہ
ہر کہ بے عشق بمیرد بہ یقین مردار ست ۔۔۔ نیست بر مردۂ مردار روا بسم اللہ
گشتہ مسدود بہ پیری ہمہ ابواب نشاط ۔۔۔ شد قیامت بہ در تو بہ بیا بسم اللہ

چند از چشم کنی با من و نخسته ستیز ... گر چو ابرو سر صلحست بیا بسم اللہ
صحبت یار با غیار چو دیدم خواندم ... لفظ لاحول با غیار روا بسم اللہ
عاقبت ہست محمد چو شفیعم یارب ... حافظم ساز بدینا ہمہ جا بسم اللہ

غزل پیر انصار تبریزی

اے ز درد ت بید لا نرا بوے درمان آمدہ ... یاد تو مر عاشقان را مونس جان آمدہ
صد ہزاران ہچو موسی ہست در ہر گوشہ ... رب ارنی گو شدہ دیدار جویان آمدہ
سینہا بینم ز سوز ہجر تو بریان شدہ ... دیدہا بینم ز دردِ عشق گریان آمدہ
عاشقانت نعرہ الفقر فخری می زنند ... بر سر کوے ملامت پای کوبان آمدہ
صد ہزاران عاشق سرگشتہ بینم از امید ... در بیان نعمت اللہ گویان آمدہ
پیر انصار از شراب شوق خوردہ جرعہ ... ہچو مجنون گرد عالم مست و حیران آمدہ

غزل سعدی علیہ الرحمتہ

اے ماہ عالم سوز من از من چرا رنجیدۂ ... دی شمع شب افروز من از من چرا رنجیدۂ
یک شب ترا مہمان کنم تا جان و دل قربان کنم ... جای تو دل در چشمان کنم از من چرا رنجیدۂ
اے جان من مہمان من بر من نگر سلطان من ... یک شب بیا مہمان من از من چرا رنجیدۂ
من عاشق زار توام از جان وفادار توام ... تا زندہ ام یار توام از من چرا رنجیدۂ
من عاشق دیوانہ ام اندر جہان افسانہ ام ... تو شمع و من پروانہ ام از من چرا رنجیدۂ
رنجیدہ رنجیدۂ از من گناہ چہ دیدۂ ... دانم گناہ بخشیدۂ از من چرا رنجیدۂ
بنگر ز عشقت چون شدم سرگشتہ و مجنون شدم ... چون لالہ دل پر خون شدم از من چرا رنجیدۂ
گر من بمیرم در غمت خونم فتد در گردنت ... فردا بگیرم دامنت از من چرا رنجیدۂ
ای سرو خوش بالای من دی دلبر رعنای من ... لعل لبت حلوای من از من چرا رنجیدۂ
من سعدی دلخواہ تو ابروے تو چون ماہ نو ... من یار نیکو خواہ تو از من چرا رنجیدۂ

غزل حزین

صبوحی از من مستانه پیراهن قبا کرده
چو بوی گل گذشتی تکیه بر باد صبا کرده

بجز تو بهار از عطر گیسو عطر افگنده
دماغ غنچه را از بوی سنبل مشک سا کرده

غزالان حرم را سر بصحرا داده از وحشت
نگاه سرمه سا را آهوی دشت خطا کرده

ز می موج تبسم در لبت رشک شفق گشته
صبوحی زن برنگ صبح پیراهن قبا کرده

ز خط عنبرین خورشید را در مشک تر بسته
ز زلف پر شکن صد عقده در کار صبا کرده

گریبان چاک و سرخوش همچو نرگس جام می بر کف
چو گل بر پیرهن بند قبای ناز وا کرده

کباب دل ز شور گفتگویت در نمک خفته
تبسم را چو موج نکهت می نشه را کرده

بکف تیغ تغافل طرفه دامن بر میان بسته
ز خون بیگناهان کوی خود را کربلا کرده

دهن را در لطافت موج گرداب بقا گفته
نگر معنی به بار یکی دیوان ادا کرده

ز ابرو زخمها بر تارک تیغ قدر رانده
بمژگان رخنها در سینهٔ تیر قضا کرده

کمند ناز در گردن ز کاکل مست رعنائی
بتقریب نگه چشم سیه را نکته زا کرده

حرامم باد بی لعل تو ذوق می گساریها
بجای باده خون در ساغرم ساقی بجا کرده

حزین از هر سر موی روان دارد مشط خونی
نمیدانی که مژگان تو با جانش چها کرده

غزل شهرت

خدایا دیده ام را آبروی ابر نیسان ده
سرشکم را گهر کن گریه ام را موج عمان ده

گهر ما را ز چشم ابر نیسان آبرو دادی
باطفال سرشکم طالع اشک یتیمان ده

سواد دیده را آئینهٔ گیتی نما کردی
سویدای دلم را روشنی از نور عرفان ده

مرا کز بی وجودی یک جهان گم گشتگی دارم
اگر خواهی که پیدا ای دهی از لطف پنهان ده

چو شهرت کی دماغ سایهٔ بال هما دارم
سر شوریده ام را از هوای خویش سامان ده

غزل حافظ علیه الرحمة

از خون دل نوشتم نزدیک یار نامہ	انی رائیت دہراً من ہجرک القیامہ
ہر چند کازمودم از وی نبود ہ سودم	من جرّب المجرّب حلّت بہ الندامہ
دارم من از فراقت در دیدہ صد علامت	لیس الدموع عینی ہذا لنا العلامہ
پرسیدم از طبیبی احوال دوست گفتا	فی قربہا عذابہا من بعدہا سلامہ
گفتم ملامت آید گر گرد دوست گردم	واللہ ما رأینا حبا بلا ملامہ
باد صبا ز عالم ناگہ نقاب برداشت	کالشمس فی ضحہا تطلع من الغمامہ
حافظ چو طالب آمد جامی بجان شیرین	حتے یذوق منہ کاساً من الکرامہ

غزل عرفی رح

کردم ز شراب ناب توبہ	وز کردۂ نا صواب توبہ
می ساختمش بیادہ ممزوج	بے خستگی از گلاب توبہ
در لفظ شراب چون بود آب	با تشنہ لبے ز آب توبہ
در نفس بادہ چون شریک است	صد بار ز شہد ناب توبہ
مستانہ اگر رود بہ سندم	پایم کند از رکاب توبہ
گر عرض کنم زبان مستی	از تشنہ کند شراب توبہ
گر در وزند استم ببخشد	ز آسیب کند عذاب توبہ
می دیدم و پیچ و تاب خوردم	از خوردن پیچ و تاب توبہ
تا بادہ بخواب ہم نہ بینم	شاید کہ کند ز خواب توبہ
ہر دم ز نتائج گناہم	صد بر کند کباب توبہ
صد فوج گنہ کشد بہ یکدم	چون تیغ کشد تراب توبہ
دل توبہ کنان و نفس گوید	از توبہ نا صواب توبہ
در عہد شباب توبہ کردم	ایمن بود از شباب توبہ

Margin notes: غزل اعلیٰ / با احساں ز نفس پیدا کردہ / عاشقان را ست در نظر کردہ / [illegible]

در کشور هند عشرت انگیز　　کے دیده کسے بخواب توبه
میلم بفغان و شیون اولیست　　زاهنگ نے و رباب توبه
لب زهر ترا نه چند ریزد　　از ریزش این لعاب توبه
حسن تنگ بتان چو بینم　　از دیدن آفتاب توبه
از ورطهٔ مرگ باز گشتم　　تا گفت عنان بتاب توبه
در حالت بیم موت کردم　　ق　بیدار شود ز خواب توبه
ز اندیشهٔ مرگ توبه کردم　　وان را نکنم حساب توبه
چون صحت یافتم ز تشویش　　از صحبت بے صواب توبه
نو توبه شدم که خانهٔ فسق　　بے شبهه کند خراب توبه
زین پس من و عزلت عبادت　　وز صحبت شیخ و شاب توبه
از هر که اهل شهر پرهیز　　وز هر چه نه در کتاب توبه
گردت همه گوش ولب به بندد　　با هر که کند خطاب توبه
گو حور و ملک سوال مے کن　　من کرده ام از جواب توبه
عرفی چه کنی بتوبه نازش　　هشدار که شد خراب توبه
مخروش که تائب از شرابیم　　تا گر نشود سراب توبه
از توبه منال تا نگردد　　بے مغز ترا ز حباب توبه
منت به که مے نهی که کردی　　از آب دهن گلاب توبه
سی سال به نفس معصیت زاد　　اکنون دهدش ثواب توبه
بر توبه مده ز کیسه اجر　　تا نگسلد از عتاب توبه
این لیسکه با آستین رحمت　　راند ز درخت آب توبه
ما توبه بهر دو دست کردیم　　از ما کند اجتناب توبه

این بلکہ و بال ما نگردد — در کشش کمش حساب تو

غزل حافظ رح

احداً اسا یع المناجات — صمداً کافی المہمات
زیر و بالائے تو انم گفت — خالق الارض والسموات
حاجت خویش از تو می خواہم — زانکہ قاضی جملہ حاجات
ہیچ پوشیدہ از تو پنہان نیست — عالم السر والخفیات
شکر فضل تو کی توانم گفت — حافظا فی جمیع حالات

غزل شمس الدین علیہ الرحمۃ

یا رسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی — برگزیدہ ذوالجلال پاک بی ہمتا توئی
نازنین حضرت حق صدر بدر کائنات — نور چشم انبیا چشم چراغ ما توئی
در شب معراج بودی جبرئیل اندر رکاب — پا نہادہ بر سریر گنبد خضرا توئی
یا رسول اللہ تو دانی امتانت عاجز اند — عاجزان را رہنمائے جملہ را ماوا توئی
شمس تبریزی چہ داند نعت گوئیہائے تو — مصطفیٰ و مجتبیٰ و سید اعلا توئی

غزل مولوی جامی رحمۃ اللہ علیہ

یا رسول عربی شاہ سوار مدنی — بلبل مکہ و بطحا و سہیل یمنی
در حریم حرم خاص تو جبریل مدام — کمترین بندہ درگاہ اویس قرنی
تو کہ در باغ رسالت چو قدرت سرو ترا است — سرو باغ ملکوتی و گل یاسمنی

مرغ بران روضہ کن و خاک درش شو جامی
زانکہ تو بلبل آن باغ وفائی چمنی

غزل قدسی

مرحبا سید مکی مدنی العربی — دل جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

من بیدل بجمال تو عجب حیرانم
الله الله چه جمالست بدین بوالعجبی

نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را
بهتر از عالم و آدم تو چه عالی نسبی

نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم
زانکه نسبت بسگ کوے تو شد بے ادبی

ذات پاک تو درین ملک عرب کرد ظهور
زان سبب آمده قرآن بزبان عربی

چشم رحمت بکشا سوی من انداز نظر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

نخل بستان مدینه ز تو سرسبز مدام
زان شده شهرهٔ آفاق بشیرین رطبی

ما همه تشنه لبانیم و توئی آب حیات
لطف فرما که ز حد می گذرد تشنه لبی

شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت
بمقامیکه رسیدی نرسد ہیچ نبی

سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی
آمده سوے تو قدسی پی درمان طلبی

غزل سعدی

لاله رخا سمن برا سرو روان کیستی
سنگدلا ستمگرا آفت جان کیستی

هر چمنے که رسته نرگس دسته بسته
قد رشکر شکسته غنچه دہان کیستی

دام نهاده میروی مست ز باده میروے
شست کشاده میروی سخت کمان کیستی

ابروی تو چو ماه نو برده ز ماه نو گرو
آفت جان من مشو فتنه جان کیستی

سعدی شد غلام تو مست شده ز جام تو
جام می بده باده روح روان کیستی

غزل حضرت امیر خسرو رح

اے چهرهٔ زیبای تو رشک بتان آزری
هر چند وصفت می کنم در حسن زان زیباتری

آفاق را گردیده ام مهر بتان ورزیده ام
بسیار خوبان دیده ام اما تو چیزے دیگری

تا نقش می بندد فلک کس را نداد این نمک
حوری ندانم یا ملک فرزند آدم یا پری

هرگز نیاید در نظر صورت ز رویت خوبتر
شمسے ندانم یا قمر یا زهرهٔ یا مشتری

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی / تاکس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

تو از پری چابکتری وز برگ گل نازک‌تری / وز هر چه گویم بهتری حقا عجائب دلبری

عزم تماشا کردهٔ آهنگ صحرا کردهٔ / این جان و دل تو بردهٔ این نیست رسم دلبری

عالم همه یغمای تو خلق جهان شیدای تو / آن نرگس شهلای تو آورده رسم کافری

خسرو غریب ست و گدا افتاده در شهر شما / باشد که از بهر خدا سوی غریبان بنگری

غزل

شاه یکی سپه یکی یار یکی سخن یکے / مهر یکی و مه یکی یار یکی سخن یکے

دلبر جاودان یکی جلوه گر زمان یکے / مخفی و هم عیان یکی یار یکی سخن یکے

فائض جمله تن یکی حاصل هر دوان یکے / انهمه پیش من یکی یار یکی سخن یکے

منعم بینوا یکی بادشه و گدا یکے / بیدل و دلربا یکے یار یکی سخن یکے

ملت و مذهب یکی با همه مشربم یکے / ناله زار هم یکے یار یکی سخن یکے

سرور اولیا یکے خاتم انبیا یکے / در همه جا خدا یکے یار یکی سخن یکے

نغمهٔ سازها یکی با همه رازها یکے / راز یکے نیاز یکی یار یکی سخن یکے

فخر همه جهان یکے روز و شب مکان یکے / همدم و دلستان یکی یار یکی سخن یکے

خواجهٔ دو سرا یکے مقصد اصفیا یکی / حضرت مصطفےٰ یکے یار یکی سخن یکے

صدر شریعتم یکے قطب طریقتم یکے / سر حقیقتم یکے یار یکی سخن یکے

غزل رنجوری

نو بهار ست جنون چاک گریبان مددے / آتش افتاد بجان جنبش دامان مددے

گرمی عشق تپی در جگر آتش افروخت / تشنگی سوخت مرا ای لب جانان مددے

راه گم گشته بپا آبله و منزل دور / خار صحرا مددے خضر بیابان مددے

جام می تاب بدست تو تغافل تا چند / گشته مخموری می ساقی مستان مددے

بهر تفریح دل و ضعف جگر می تا بد — پسته لب مددی سیب ز نخدان مددی
مطرب بی ساخته بیداد ترا رنجوری — فخر دین فخر جهان مرشد پاکان مددی

مستزاد رومی

هر لحظه بشکل آن بت عیار برآمد دل برد و نهان شد — هر دم بلباس دگر آن یار برآمد - گه پیر و جوان شد
آن یار همون بود که میکرد شتابی - اندر ید بیضا — در چوب شده بر صفت مار برآمد - زان سحر کنان شد
گه نوح شد و کرد جهان را بدعا غرق - خود رفت بکشتی — گه گشت خلیل و ز در نار برآمد - آتش گل از آن شد
یوسف شده از مصر فرستاد قمیصی - آن جلوه گر عالم — در دیده یعقوب چو انوار برآمد - با دیده عیان شد
یونس شده در بطن سمک رفت بدریا - از بهر طهارت — موسیٰ شده جوینده انوار برآمد - بر طور روان شد
خود کوزه و خود کوزه گر و خود گل کوزه - خود رند سبوکش — خود بر سر آن کوزه خریدار برآمد - بشکست و روان شد
خود گشت صراحی و می و ساغر و ساقی - خود بزم نشین شد — خود بود آن می که سرمست به بازار برآمد شور دل جان شد
فی فی که همین بود که میگفت انا الحق - در صورت الٰهی — منصور نبود آنکه بر آن دار برآمد - نادان بگمان شد
این جمله همین بود که می آمد و می رفت هر قرن که دیدی — تا عاقبت آن شکل عرب وار برآمد - دارای جهان شد
رومی سخن کفر نگفته ست نه گوید - منکر مشوید ش — منکر شده آنکس که با نکار برآمد - مردود جهان شد

مستزاد

خود نقد شد از مخزن اسرار برآمد - خود گنج عیان شد — خود بود که خود بر سر بازار برآمد - خود بر خود نگران شد
در کسوت ابریشم و پشم آمد و پنبه - تا خلق بپوشد — خود بر صفت جبه و دستار برآمد - لبس همگان شد
در عین بتان خواست که خود را بپرستد - خود را بپرستید — خود گشت بت و گاه پرستار برآمد - خود عین عیان شد
در موسم نیسان ز سما شد سوی دریا - در هیئت قطره — از بحر بشکل در شهوار برآمد - در گوش نهان شد
خود بزم شد و میخور و خود ساغر و ساقی - خود پیر خرابات — خود مے شد و خود از خم خمار برآمد - خود کوزه کشان شد
خود بر تن خود تیغ جفا زد ز سر قهر - خود مرهم انگشت — خود بر صفت مردم بیمار برآمد - خود فاتحه خوان شد

مستزاد قاسم

چون خسرو خوبان سوے بازار برآمد انوار دکان شد
بر هر سر صراف خریدار برآمد نقد نگران شد

با ناز و غمزه اکنت بجهان کرد نگاهی از دیده جادو
تسخیر جهان کرد بانگار برآمد با ناز روان شد

خود خواست که هر باغ پر از شور نماید از بهر تماشا
خود گل شد و بلبل شد و گلزار برآمد خود باد بهاران شد

خود کرد بنا مسجد و از بهر عبادت خود گشت موذن
خود صورت بتخانه و خمار برآمد خود جام کشان شد

از بهر نفع خواست سفر کردن دریا کشتی حطب ساخت
خود راکب کشتی شد و نجار برآمد خود باد طوفان شد

خود بود که می آمد و می رفت بهر باب در پردهٔ مخفی
گاهی بجهان محرم اسرار برآمد بنگر که عیان شد

خود خواست که از دار شفا خلق ببایذ خود گشت طبیبی
خود گشت سقیم و تن بیمار برآمد خود لابه کنان شد

خود روح شد و جان به تن خاک شده خود قابض آن گشت
خود مادر و دختر شد و دل زار برآمد خود گورکنان شد

گه روی خود آراست و شد یوسف کنعان محبوب دو عالم
خود گشت زلیخا و طلبگار برآمد خود طعنه زنان شد

خود می شد و خود ساغر و خود قاضی و مفتی خود پیر خرابات
خود مست شد از ساغر سرشار برآمد خود ورد زبان شد

واند نه سخن گفتن قاسم نه مجاز است از دیده جان بین
منصور چسان بر سر آن دار برآمد سالار جهان شد

مستزاد حسام

آن کیست که تقریر کند حال گدا را در حضرت شاهی
از غلغل بلبل چه خبر باد صبا را جز ناله و آهی

هرچند نیم لایق درگاه سلاطین نومید نیم نیز
شاهان چه عجب گر بنوازند گدا را گاهی به نگاهی

بر خرمن گل مار سیه خفته کدام است یعنی که دو زلفش
حیف است که همخواه بود ترک خطا را هندوی سپاهی

تا چاه زنخدان تو شد مسکن دلها ای یوسف ثانی
صد یوسف گم گشته فزونست شمارا در هر سر چاهی

اندام تو در بند قبا شرط بنا شد الا که بدوزند
از لاله سیراب لقد تو قبا را در غنچه کلاهی

بر شعر من حسن تو گر سینه بخوانند از ابن حسام است
بر معجز عیسی نبود دست قضا را حاجت بگواهی

بحر طویل

دوش رفتم سوے بازار تبتے دیدم و خونخوار دو گیسو چو سیه مار زده حلقه برخسار رخش چون رخ مهتاب بدن صاف چو سیماب دو ابروے چو محراب پے بردے عطر بوے کمر

موسے نگو گوی دلم بر دیجادوسے من بے سرو یارا ٭ ناگہان سوسے من آن دید بخندید در خشید مرا
گفت کجائی وچرائی تو جگر ریش نکو دار دل خویش نہم مرہم بر ریش کنم چارہ شمارا ٭ گفتم اے دلبر جانی
بخدا جان جہانی تا ابد با وجوانی سرخوش باش زمانی گویمت راز نہانی ٭ کہ کنی گوش ز سر ہوش بکن
بزم چو فردوس مرا گیر در آغوش شوم از خودی بیہوش شو و عقل شمارا ٭ آن پری چہرہ بصد مہر
مرا برد بخانہ بزم آراست شہانہ بہمہ چنگ چغانہ شیشہ را ر دی کشادہ بمن دل شدہ دادہ
دست بر دست نہادہ چون شدہ چاک و ماغم زمیان رفت بجانم از دو پا جام کشیدم بر سر گنج
رسیدم قفل داشد بکلیدم تازگی یافتہ جانم بیش ازین قصہ چہ خوانم لذّت یار و فا را

مخمس خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ

در عشق تو اے صنم چنانم
کز ہستی خویش در گمانم
ہر چند کہ زار و ناتوانم
گر دست دہد ہزار جانم
در پاے مبارکت فشانم

کو بخت کہ از سر نیازی
در حضرت چو تو دلنوازی
معروض کنم نہفتہ رازی
ہیہات کہ چو تو شاہبازی
تشریف دہد در آشیانم

اے بستہ کمر ز دور و نزدیک
بر خون تمام ترک و تاجیک
در مسکن اخلاص لمالیک
گر خانہ محقر ست و تاریک
در دیدۂ روشنت نشانم

ہر چند ستمگری ترا خوست
الم کن تو جفا کہ این نکوست
گیرم کہ دلت ز آہن در دست
آخر بسرم گذر کن اے دوست
انگار کہ خاک آستانم

گفتم کہ چو کشتیم بزاری
این بس رہ مرحمت سپاری
بر دل رقم وفا نگاری
تو خود سر وصل ما نداری
من عادت بخت خویش دانم

من از تو بجز وفا نجویم
بیرون ز گل وفا نبویم
الا رہ بندگی نہ پویم
اسرار تو پیش کس نگویم
اوصاف تو پیش کس نخوانم

گر غمزۂ تو زند بہ تیرم
گر ترک فلک کند اسیرم
بکدم نبود ز تو گزیرم
من ترک وصال تو نگیرم
الا بفراق جسم و جانم

گیرم نہ رہ وفا کشودیم
تا مہر بمہر بر فزودیم
نبود ہر انچہ می نمودیم
آخر ز من تو دست شستیم
عہد تو شکست من ہمانم

گر سر ببری به تیغ تیزم | از کوی وفات بر نخیزم
ور زانکه کنی به نیزه ریزم | از مهر مهر تو نه ریزم
الا که بریز داستخوانم

گر گذر دم به پیش خیلے | هر یک بصفا نه از سہیلے
جز تو نکنم بغیر میلے | مجنون نیم از برائے لیلے
ملک عرب و عجم ستانم

ای وصل تو وصل شادمانی | دائم بمراد دل بمانی
با حافظ خود بگو عیانی | هر حکم که بر سرم برانی

سهل است ز خویشتن برانم

آنانکه نشان عهد جویند | جز راه مزار من نپویند
خاک من زار چون ببویند | گر نام تو بر سرم بگویند
فریاد برآید از روانم

گشتم صنما در آرزویت | آشفته و تیره دل چو مویت
هر چند نمی رسم بکویت | شب نیست که از فراق رویت
زاری بفلک نمی رسانم

قطعات

باب زم زم و کوثر سفید نیز ...
بگلشن بخت کسی را که یافته ...
بروح القدس ...
ز فیض ...
بگفت سحر ...
... دولت حشمت ...
... مسند ...
... مظفر

اسے کریمے که از خزانه غیب
دوستان را کجا کنی محروم
مجاری قلمش را چو پیش لب بردم
پیے بردنهادم ز غایت تعظیم
چشم عبرت برگشاده حال شاهنشاه نگر
پرده داری میکند بر طاق کسری عنکبوت
اے که از روزگار می طلبے
فکر مال و منال و حشمت و جاه
سال و فال و مال و حال و اصل و نسل و تخت و بخت
سال خرم فال نیکو مال وافر حال خوش
ز گوش هوش بشنو منهی ندا در داد
کرا یفر برکسے را که خدا لیست نصیب

اگر و تر ساوظیفه خور داری
تو که با دشمنان نظر داری
برائے بوسه ز ترک ادیب پرسیدم
برابرش بنهادم ز زمین بوسیدم
تا چسان از گردش گردون گردانش خراب
چند نوبت میزند بر گنبد افراسیاب
فرح و عیش و خرمی طرب
همه بگذار و ساغری بطلب
یار بادا در دهر و گیتی برقرار و برد وام
اصل ثابت نسل باقی تخت عالی بخت رام
ز حضرت احدی لا اکه الا الله
یقین بدانکه نیابد ز منصب جاه

بلبل اندر ناله و گل خنده خوش میزند — چون بسوزد دل که دلبر در روی آتش میزند

ما خوشیها دیده ام زان اهر شمینه پوش — من غلام مطربم کابریشم خوش میزند

زاهدا از تیر مژگانش حذر کردن چه سود — زخم پنهان چون برابروی کمانش میزند

اے باد صبا اگر توانے — از روے وفا و مهربانے

از من خبرے به بر بیارم — کو سوخت دل تو در نهانے

می مروز اشتیاق میگفت — اے بے تو حرام زندگانے

رباعیات

اے آنکه بملک خویش پاینده توئی — در ظلمت شب صبح نماینده توئی

کار من بیچاره قوی بسته شده است — بکشاے خدایا که کشاینده توئی

یارب برسالت رسول الثقلین — یارب بغزا کننده بدر و حنین

عصیان مراد و حصه کن در عرصات — نیمی بحسن به بخش و نیمی به حسین

گل گفت که من مذهب دینی دارم — یار و رح رسول همنشینی دارم

رنگم ز محمد ست بویم ز علی — خلق حسن و خوے حسینی دارم

یارب بکمالات شه جیلانی — کاندر کرم و فضل ندارد ثانی

کن باطن ما پاک بصد جلوهٔ او — آلوده مکن بغرض نفسانی

یارب تو چنان کن که پریشان نشوم — محتاج برادران و خویشان نشوم

بے منت مخلوق مرا روزی ده — تا از در تو بر در ایشان نروم

اے خالق هر بلند و پستی — ستش چنیر عطا بکن ز هستی

ایمان دامان و تنند رستی — علم و عمل و فراخ دستی

شاها ز کرم بر من درویش نگر — بر حال من خسته و دلریش نگر

هر چند نیم لائق بخشایش تو — بر من منگر بر کرم خویش نگر

گفتم که گهر باتفاق اصحاب
در موسم گل ز دست گیر باده ناب
بلبل ز چمن نعره زنان داد جواب
گاهی بخزان فصل گل و گه شراب
ترا بجام عزت از نظر بخشند
از آن بهشت که صدقه بزم گر بخشند
ز ابر رحمت دریا هم شود صاحب
که قطره بمن از تنش جا بخشند
با دوست نشین و باده ها طلب
بوس از لب آن سرو گل اندام طلب
مجروح چو [illegible] راحت [illegible] راحت طلب
ز ازمر ز خم تیش حجام طلب

رباعیات

گل رو گل پیش گل گلو گل کرد
آن گل بیان گل بو گل دو سه گل
گلان وگر گل گل گلان ... شنید
سیل بیان آمده آن سنگل ...
شاه رسید از علم ار چمن
دو جهان آواز ها هستند چند
گفت شاه در جهان آواز ها
یک ما از ین چهار آید پسند
قلقل بانگ مراجی ...
... بوس وکنار ودر سر ...
قصه شاه جهان که ...
شطرنج ... می باشد تحت این
... بازی ... اتفاق

تاحکم قضاے آسمانی باشد — کار تو همیشه شادمانی باشد
گر جامی از دست تو نوش کنم — سرمایهٔ عمر جاودانی باشد
در مسلخ عشق جز نکو را نه کشند — لاغر صفتان زشت خو را نه کشند
گر عاشق صادقی زکشتن مگریز — مردار بود هر آنکه او را نه کشند
زان نامهٔ نازنین بسی دلشادم — کز محنت روزگار گرد آزادم
از هر نقطے جلوه دیگر دیدم — وز هر حرفی بوسه دیگر دادم
لاله را گفت که این رنگ چرا بر تو بست — گفت با آل نبی بودم دخونی کفن بست
گفت این خال عجب جگرت می بینم — گفت این خال بر آل داغ حسین و حسن است
مستم ز غم عشق تو مستم مستم — دل در طلب وصل تو بستم بستم
گویند مرا عاشق بدنام توئی — منکر نتوان بود که هستم هستم
به بستان سیر و دلبر ولی باناز قهقهه — لبش قهقهه رخش مه مه قدش چون سرو للا
خرامان اکبک کبک زروے نیم شب شب شب — دوویدم در طلب لب لب شکر لب گفت ده ده

سوال شاہجہان بچہار وزیران که زاغ از دہان پرید ہر چہار وزیر جواب دادند

نیلوفری بروش دہن کرد آدرید — ز نبور مست بود که آمد دران خلید
چون آفتاب دید دہن خنده بر کشاد — در عین خنده بود که زاغ از دہن پرید
گربه گرسنه بود بصحرا اسپے دوید — زاغی نشسته بر سنگه بیخبر بدید
چون زاغ را گرفت نظر موشکی فتاد — خواهد که موش گیرد زاغ از دہن پرید
خالیکه بود برلب آن شهد می چکید — هنگام بوسه دادن آن خال را گزید
صورت چو دید آئینه آن خال را ندید — حیرت چنان بماند که زاغ از دہن پرید
شاهین گرفت زاغ به چنگال می پرید — بحری چو دید صید بدنبال آن دوید
ناگه رسید باز قضاے خدا مگر — این هر سه در تحیر و زاغ از دہن پرید

شاہجہان آمد مغلوب تر و ہر چہار بیگمات جواب دادند اورا

تو بادشاہ جہانی جہان دوست مدار
اگر حیات نباشد جہان چہ کار آید

شاہا دو رخ بدہ و دلآرام را بدہ
از دوست یک اشارہ و ز ما بسر دویدن

اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست
باور دکسی رسد کہ دردی دارد

بر رسولان بلاغ باشد و بس
چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار

راستی موجب رضائے خداست
شنیدہ کے بود مانند دیدہ

ابیات مفردات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زینت قرآن بخدا اے عظیم
برگ درختان سبز در نظر ہوشیار

قسیم جسیم نسیم وسیم
عاشق شدہ ام برخ زیبائے محمدؐ

شد زان سر من خاک کف پائے محمدؐ
اندر دو جہان قبلہ ما کوئے محمدؐ

مارا بنود کعبہ بجز کوئے محمدؐ
ہر کس بآرزوئے خیال محمدؐ است

گر بادشاہ جہان را جہان بکار آید
جہان و حیات و ہمہ بیوفا است

پیل و پیادہ پیش کن اسپ کشت مات
اگر ساقی تو باشی ہیستوان خورد

برات عاشقان بر شلخ آہو
بود ہمیشہ باہم پیشہ دشمن

تصنیف را مصنف نیکو کند بیان
چہ نسبت خاک را با عالم پاک

رموز عاشقان عاشق بداند
عاقلان در پے نقط نشوند

بسم اللہ الرحمن الرحیم
اعظم اسم ست علیم و حکیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار

مہ شق بما گشت ز ایمائے محمدؐ
سودا ز دہ ام در غم سودائے محمدؐ

برگزیدہ اعزاز کون و مکان روئے محمدؐ
محراب دل و جان خم ابروئے محمدؐ

باغ بہشت وصف جمال محمدؐ است
مقصود ما محمدؐ و آل محمدؐ است

جہان خوش ست و لیکن حیات می باید
فنا را طلب کن کہ آخر فنا ست

مصرعہائے ضرب المثل

آن قدح بشکست و آن ساقی نماند
بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد

باور و کشان ہر کہ در افتاد ور افتاد
جواب جاہلان باشد خموشی

ذوق چمن ز خاطر بلبل نمی رود
روز بر کالۂ و نالۂ بر گردون

تمت بالخیر

ہست صلائے سر خوان کریم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہست کلید در گنج حکیم
شفیع مطاع نبی کریم

خورشید خجل گشت ز سیمائے محمدؐ
از روز ازل داشت چو سودائے محمدؐ

مجنون جہان گشتہ ام از بوئے محمدؐ
مارا بنود قبلہ بجز روئے محمدؐ

ختم رسل صفات کمال محمدؐ است
در سر مرا ہمیشہ خیال محمدؐ است

امید از خدائے صال محمد است
علی امام من است و منم غلام علی
قبله دین مددے کعبه ایمان مددے
ز آب چشم من گل شد براه عشق منزلها
تا ز دل بیرون کنم غیر خیال یار را
اے پری از رخ برافگن طره طرار را
اینچنین آشفته و درهم نبودی کار ما
کوه گنا اگرچه بود سد راه ما
از میان خانه زین سر برآرد آفتاب
در صحن باغ اینهمه سرخی از گل است
صراحی می ناب و سفینه غزل است
غرض ز عشق توام چاشنی درد و غم است
هست ماتمکده گر همه باغ ارم است

چراغ مسجد و محراب و منبر
هزار جان گرامی فدای نام علی
شب غم آمد ایساقی اور کاسا و ناولها
نزانم تا چه گلها بشگفد آخر ازین گلها
دادیم بدست تو عنان دل جان را
تا به کے بر روی مصحف می نهی زنار را
اے باد پریشان مکن آن زلف دوتا را
کاهست پیش لطف تو کوه گناه ما
آن کجی روش دیگر پادشاه کشور است
آتش فتاده در چمن از آه بلبل است
دریا دلیم دیده ما معدن در است
ورنه زیر فلک اسباب تنعم چه کم است
کذب و ریا و غیبت و مال یتیم و وقف

ابوبکر و عمر عثمان و حیدر
غوث الاعظم بمن بے سروسامان مددے
بنور باده روشن کن چراغ خانه دلها
هر دم از ناخن خراشم سینه افگار را
اے ترک پریچهره نگهدار عنان را
گر گشاد کار ما بودی ز زلف یار ما
آشفته مکن حال من بے سروپا را
ماه من هنگام جولان چون نهد پا در رکاب
وقت مردن هر دو را خشت لحد زیر سر است
درین زمانه رفیقی که خالی از خلل است
گر دست ما تهی ست ولی چشم ما پر است
بوستانی که درو زمزمه عشق کم است
این جمله شد حلال مگر می حرام شد

غزلها در صنائع عجیب و لطائف غریب

ز من بردند صبر و دل از مونس ۲ دلبر
چه ق ق رعنا چه ع ع الوزر
دهان و چشم آن مه وا غنچه ۲ جادو
چه س س مشکین چه ن ن عنبر
تراهر سه انداز جان اچاکر ۲ بنده
چه آ آسے حد چه ف ف بے مد
غزل سعدی علیه الرحمة

چه م م جانها چه د د شکر
بود چشم و دهان او از نرگس ۲ چشمه
چه غ غ گویا چه ج ج کافر
ز درد هجر او دارم احالت ۲ خاطر
چه پ پ دیرین چه ب ب کبتر
ز حق لطفی همی خواهد ساقی ۲ باده
ای مبالا چون صنوبر و رخت چو لام و

دلم بردند جانم هم اقامت ۲ عارض
چه ن ن شهلا چه پ پ کوثر
خط و خال نگارینش اسنبل ۲ نقطه
چه ح ح غمگین چه خ خ اختر
ز زلفانت شده پیدا آفت ۲ فتنه
چه س س گلرخ چه ب ب احمر
زلف داری همچو عنبر لب چو شکر

آفتابِ عاشقانی ماهتابِ دلبران
ورومندم مستوجم تن گرفته ت و پ
ل و ب برلب بنهاده باشد تا سحر
نقل خواهم از لبانت ب و س و ه

غزل سعدی علیه الرحمة

ز زلف و خال و خطت گویم اسم خوبان
بدور خال و خطت
قبا دور کو یت
هم از تو میخواهند
بده تو سعدی را

قبله آزاوگانی ای صنم یار و رخ
ت وپ آمیزگار من مرا در عشق تو
م دی و رنجش باشد بسته باشد دور
شاعران بسیار گفته شعرهای پرنگ

۱ بنفشه ۲ سنبل و ۳ ریحان
اشکسته ۲ بسته ۳ حیران
اقبا و ۲ قیصر و ۳ نعمان
انواله ۲ ناله و ۳ افغان
بحق سید کونین جمله اصحابان

درمیان روی رخ اندر کشیدی خط
دارد دردم تو داری میان لب
ای نگار اگر تو مارا یک شبی مهمان کنی
کس نگفته شعر همچون س و ح و د و ی

مبالغهٔ شاعر

کلام من همه وحی است و اعجاز | سخنم رسول یعنی پیغمبر شعرا

خواب خواجهٔ حافظ

ای معنی جا لا فضولی چه میزنی | پروردگار تازه سخن بر بهانه‌ام
دعوی پیمبری بولی چه میکنی | سخن نگفته ایم نعره شاد ایم ترا
خنده در بار پیش آسمان | سند شد و ماه گره از گریبان

اشعار متفرقات در صنائع و معمات ولطائف وچیستانها وغیره

فذالیمین من میم و لا انقط علی امری
از دو حرفِ علی عالی جاه
نام بت من ز غایت لطف
جای تو این نیست بالا تر نشین
معمشاشکلنقشچینی
دارم آرام ز دل در دورا
تا و شنه غمزه راند در دل
بر به دسی چواد لم بود بسیار
محمد سرور سر دار عالم
در عدم گرد و سرا سر درد با

قادر جهان لکن اسماکن کان بفخری
صنعت ببینه اگر دانی
آبی ست میان گل چکیده
نام یارم سه حرف دان و سه پنج
سہیلمنشہیمنہی
پیش شفقت ز بیب جنت
زخمش در خون نشاند در دل
لا آله الا الله محمد رسول الله
لا د د ا د ا د لم د ر د د ا لم
حاصل ار گر د د د حاصل او مرا

از دو سیم محمد عربی
نام قاسم بر آر خوش ناگاه
از میان برخیزای سرور ان
هر یکی در حساب پنجه و پنج
داغ در درد آور د دل را
نیطن نقیص زیب جنت
بدر کعبه سیم بود بسیار
محمد احمد و محمود عالم
گر در م سود و سر در آرام هم
بمشکل رقعه از امیر خسرو دهلوی

سیدا سیدا لملکہ ملکہ محبوبان محبوبان رسید رسید بی بی حیران از عسرت عسرت بدل بدل شدہ شدہ بینو بیند بینو بیندہ سخ سخ جامہ گرامی رفتار فقا الست الست ای حکیم مدرم مدرم میکند وعجم عجم منحو رو دیگر بر جام جام درر ہی گر ترا گذار شد من لج سر راہ تو سرشار شدہ بہت من دمیدم قرب بدہ بلب من لب پیالہ بنہ دہ بند مغلوب ۂ شکر تبراز دی زارت بر کش ۂ شوہرہ بلبل بلب ہر مہوش

ندیم	بہ از تو	نگار	لطیف		بہ از تو	بنا شد	بعالم	ظریف
نگاری	بعالم	ندیم	ظریف		لطیف	ظریف	حریف	شریف
از فرقت	آن دلبر	من انم	بیارم		آن دلبر	کز عشقش	بیارم	بیم آرم
من انم	بیارم	جمجونس	بی یارم		بیدارم	بیارم	بے یارم	غمخوارم
نام جوئی	معاف گذار	حق گذار	رافع العدم	۱۱۵۶	محامد مظاہر	پسندیدہ ہنجار	جم مقدار	
دالاگہر	ممالک کبیر	سکندر جاہ	محامد انجام	۱۱۵۶	آزمودہ کار	سپہ سالار	دارا وقار	۱۱۵۶
فیروزہ حال	عدل کیش	مجد اندوز	موید اسلام	۱۱۵۶	نادر دلاور	کامل الاختیار	دال الاطوار	۱۱۵۶
کواکب جام ۱۱۵۶	ہمایون ایام ۱۱۵۶	سلیمان مقام ۱۱۵۶	محمود الانام ۱۱۵۶	۱۱۵۶	۱۱۵۶	۱۱۵۶	۱۱۵۶	۱۱۵۶



گواس گلبدن کے تھا گلے سے بیچ مین تھا وصل

درکمہ حسن دن

زن و

زمین

عرسا ریہ

رسان

عرصہ کسی آوردم در گور

احمد
یوسف

چیستان

بے زبان گنگ دیدم نے جو خورد نہ گندم	قلم	آبی خورد ز دریا فیضش بسد بجرم	چشم	چیست آن گل کہ در چمن نبود
یاسمین شکل یاسمن نبود		بشگفد روز و شب شود غنچہ		قائل این بغیر من نبود
رود تا آسمان در پیش دیدہ	نگاہ	ولیکن ہیچکس او را ندیدہ	ترازو	یکے اسپے عجب دیدم کہ شش پا و دو سم دارد
عجائب جانورے دیدم میان پشت دم دارد		تر دماغی خوش مذاقی سبز پوش	تربز	ہر کہ او را نیش زد او داد نوشش
چہ چیز ست آنکہ باشد گرد غلطان	خربزہ	دو نام از زندہ دارد لیک بیجان		خر آن باشد کہ این معنی نفہمد
زبر مکتر بود آن مرد نادان		آن چیست کہ از برگ پناہی دارد		جامہ سیہ و سبز کلاہے دارد
سرش ببرند پہلویش چاک کنند		من در عجبم این چہ گناہی دارد	بادنجان	عجب دیدم دو شوہر یکے نسائی
میان ہر دو شوہر خوش وفائی	[illegible]	ولیکن ہر دو شوہر زاد و زن		روا باشد بہر مذہب نکاحی
آن چیست کہ مانند پری ناز کند	پتنگ	بے پر بپرد بے دہن آواز کند	کمبل	صوفی صوف پوش پرمایہ
یک گرد دارد و دو صد خانہ		صاحب من بگو چہ چیز ست آن	کرم	مادرش در شکم پسر بدکان
چیست آن یک درخت شاخ چہار	چوسر	میوہ بر شاخ رنگ رنگ بہار		گاہ باشد کہ آن شود پختہ
پختہ را خام می کند ہشیار		چیست آن جانور صد انگشتان	ہزارپا	پاے دہ دارد و ہشت روان
پنج سر دارد و چہار تن جان		این عجائب کہ دیدہ ام بجہان		چیست آن گنبد کہ دارد دو منار
در میان ہر منارش خفتہ مار		قوت آن مار ز ان گنبد بود	ذکر	وقت خفتیدن ور آرد انتشار
نہنگی ہست اندر قعر دریا	چراغ	گرفتہ در دہان یک دانہ گوہر		عجب آنست کو را خود شکم نیست
ولیکن میخورد دریا سراسر		گلی دیدم کہ او بیخار باشد	قل	نہ از بوے نہ از گلزار باشد
نہ او را کس خرید و نی کس فروشد		نہ بر تختہ بازار باشد		زاغ و قاز و تذرو و طوطی را
دوش دیدم بمجلس احباب	پان	در گرفتیم و در قفس کردیم		کشت این چار مرغ یک سرخاب
حوضی کہ دران موی نگنجد بمیان		نوشند از ان آب ہمہ جانوران	پستان	نے جانوران کہ بر ہوا می پرند
اسپ شتر و پیل و گر آدمیان		چیست آن لعبتی کہ جانش نیست	ابر	خندہ میکند دہانش نیست

گریه ها میکنند ار دو چشم
نه از شکم مادر نه پشت پدر
فکر

لگ لگ کہوت تو نا لگے
پیاسی ہو کر تیھر جاٹے
لب

پالا تھا تو سبکو بھایا
ارتھ کہویا چھوڑ دگاؤں
دریا

ہر کہ بکشود این معما را
رنگ آن پر خون شود بنود رنگ
انار

سخنها میکند زبانش نیست
نه بر آسمان و نه زیر زمین
اور بن کہے لگ جاے
مہندی

دھیری تیری کن بھرلے رسیں چلی ہوے
بڑا ہوا تو کام نہ آیا
مور

چیست آن اژدہا دو سر دارد
دائم از عاشقی خبر دارد
پان

رنگش چو رنگ زعفران
پاپڑ

یکے مرغ دیدم نه پاد نه پر
ہمیشه خورد گوشت آدمی
ہاتھ لیے وش دش کو کاٹے
سوناری جب ہاتھ میں آئے بچھڑے ہی ہوے
مین کہدیا اس کا ناؤں
گزدو سوراخ سر بدر آرد
چار کس باچار کس کرند جنگ
بریان چو جان عاشقان

یادار د دبر ہسم بدان جانان من گو چیست آن

قطعات تاریخ از منشی اچی بلگرامی

احمد مختار چون ای دوستان
احمد پاک آه دنیا را گذاشت
گفتند جهانیان که گردید
جاه عدل رفت از عالم
التفهم سال رحلتش از غیب
ملایکه از خلائق سوے خالق
چون بحکم خدا امام حسنؑ
رحلتش کرد ملک را بے سر
گفت سال شهادتش ہر یک
آه بیرون آمده از اسم ذات
هشتاد گفت تاریخ شاه مسکینی

عازم عقبی شد و دنیا گذاشت
شد عازم خلد چون به تصدیق
صدیق جهان ز سوی عالم
گردید چون روح حضرت عثمانؓ
گفت بے آب شد و جود حیا
رقم کردند سال انتقالش
زین سرا سے سہ پنج کرد سفر
بر سر حضرت امام حسینؑ
که شد از فوت او ملک بیدل
آندم که بر حسینا تیغ جفا کشیدند
سرورین را برید بے دینی

گفت سال رحلتش ہاتف ز غیب
صدیق ازین جهان پر غم
بر زبانم گذشت تاریخش
عزم دار البقا ز دار فنا
رسانیدند چون روح علیؑ را
ز فوتش بے سر و پا شد خلائق
سال فوتش بچشم تر گفتم
چون روان گشت خنجر قاتل
من چه گویم کربلا را واقعات
روح الامین بگفتا قلب نبی بریدند
سال ہفتاد بو حنیفه بزاد

ور جهان دا د علم فقه بداد
امام فاضل و عالم محمد ادریس
وفات یافت ز هجرت دویست بود و چار
وفات مولانا جامی کاشف اسرار
ز خاصان بود ازان تاریخ شد خاص
وفات ٹیپو سلطان شمشیر گم شد
ز خم اهل بدعت شد جگر شق
یکے ز اهل ارادت این گهر سفت
گذشت از دار دنیا مظهر کل
طبع من چون الم کشید کمال
بر گوشه بود در همه هندوستان علو
تاریخ رحلتش بدر آورد مصحفی
که او بهار سخن بود حاسد بش
آن مخزن علم دین که تا مسند
شد عازم خلد روح اطهر
چون باشعر اسن وفاتش
دریای شریعت پیمبر
ازین دار الفنا تشریف فرما
ریاض شرع بے رونق شدی آه
روح قدسش بعرش گفته آه
که نظم وزارت بر او ختم بود

سال عمرش رسید تا هشتاد
که در فنون شریعت کسی نبودش یار
سفینش کامل و عاشق تو لد
وفات خواجه ره خاک مصلا
وفات خواجه بنده نواز مخدوم دین ورز
وفات فردوسی میوهٔ فردوس
محرم بود کز دار المشقت
که فائق سال تاریخش توان گفت
از وفاتش دلم بسوخت چو شمع
گفت تاریخ سوز سوخت دلم
ناگه چو در نوشت بساط حیات را
سودا کجا و آن سخن دلفریب او
چو کردم سال وفاتش ز دل طلب منت
عبد العلیش به هفت کشور
شد ماتم او چنان که گردید
پرسید کسی بدیدهٔ تر
در دریای علمیت مبین کو
سوی دار البقا گردید هرگاه
ٹیپو سلطان بملک برتر شد
نسل حیدر شهید اکبر شد
زمانیکه رفت از تنش جان پاک

در صد و پنجه اش وفات افتاد
ولادتش صد و پنجاه عمر پنجه و چار
وصالش دان و معشوق الٰهی
وفات امیر خسرو دهلوی طوطی شیرین مقال
وفات مخدوم صاحب جنة الفردوس
چو مرزا جان و جانان مظهر حق
شهادت برد و را سوی جنت
با نزک فکر گفتم بے تامل
سوز الفتش بود چون با آب و گلم
مرزا رفیع آنکه ز اشعار هندیش
سودا گر دید بدفنش ز قضا خاک لکهنو
رفیع مرتبت ملک شاعری سودا
بگفت گوهر معنی یتیم شه سه سهی
هرگاه که از تنش سنه گاه
برپا همه جا فغان محشر
گفتند تهی شده زیک در
شه ملک شریعت بود و الله
خرد گفتا که از سال وفاتش
حاضر مجلس پیمبر شد
سعادت علیخان دا الا گهر
مرا فکر تاریخ او درد نمود

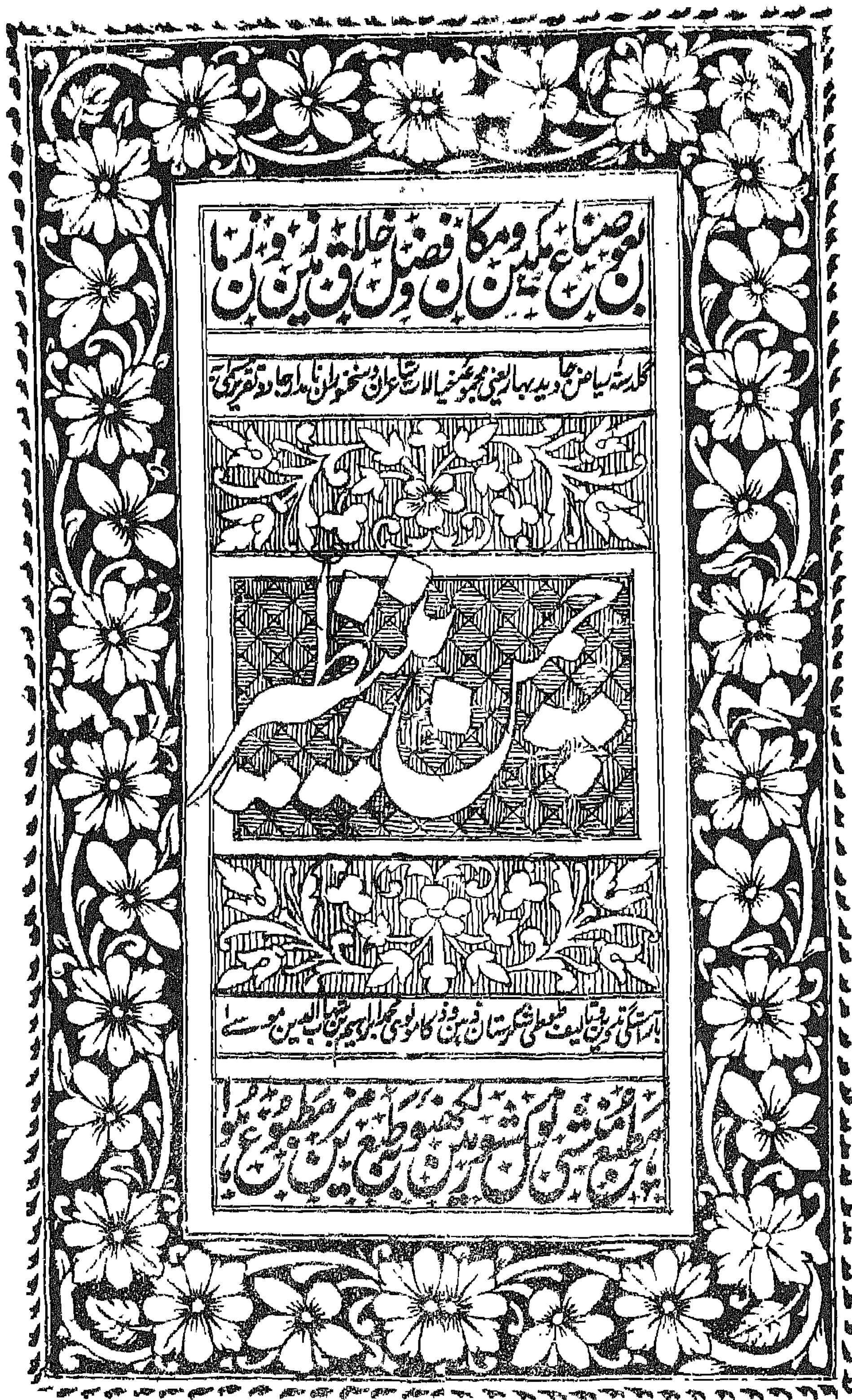
دل اندریای چون رفت برلب گذشت
افگنده بخلق آه وزاری
چون بوقت کسوف ناصر جنگ
قرص خورشید در سیاهی شد
شد بسیر و باز فوت نواب وزیر
برایوانش انا فتحنا نوشتت
چه محرابی سجود خاص وعام ست
خوانند با وضو همه اشخاص فاتحه
شد فدا در مسجد الله اکبر یار جنگ
شد زین عابدین وگذشته لکائنات
فائت دوگانه کرد بمحراب ادا
پس از والد برسم حق پرستان
سپس تاریخ آن بیت المقدس
کر تاریخ بنای دست تاریخ
مسجد قبرستان بمبئی رحمة الله

که گوی سعادت زگیتی ربود
یکبار رشد ز بے سر و پا
از جهان سوے خلد راهی شد
تاریخ وفات آصف عالیشان
عیش و اکرام بخشش و امن و امان
کرد تعمیر سبط پیغمبر
فلک گفتا که این بیت الحرام است
زین مصرعه عجائب تاریخ را بخوان
مسجد جامع بمبئی جهاز آخر شد
تعمیر کرد بر لب دریا چو در پتور
تاریخ گفت خضر که قد قامت الصلوٰة
بنا این مسجد عالی نمودند
نشستم چون بمحراب مقرنس
سر آبی درین تاریخ بنگر
بارک الله حوض به پاکیزه زیبا بنا

روزی که وفات ناصر جنگ
فیاضی و خیر و برد باری
بر زبانم گذشت بے سازش
جستیم چو از خرد چنین کرد بیان
بنا کرد مسجد بجاے کنشت
چاه زمزم ز چشمهٔ کوثر
بر روح پاک میر نظام علی مدام
مستوجب بهشت باخلاص فاتحه
آن سید زمانه که نام شریف او
گردون شکوه مسجد عالی بے بجاست
چو فرزندان زین العابدین خان
در رحمت بروے خود کشودند
شنیدم فائق از خورشید و مریخ
بود جاوید فیض عام اکبر

تمت بالخیر




بعون صانع مکین و مکان و بفضل خالق زمین و زمان
چمن بے نظیر

حصّہ دوم چمن بے نظیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خازن گنجینۂ گنج عظیم

توحید باری تعالیٰ عزاسمہ

غزل خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ

مقدور ہمین کب تیرے وصفون کے رقم کا
حقّا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

اس مسندِ عزت پہ کہ تو جلوہ نما ہے
کیا تاب گذر ہووے تعقّل کے قدم کا

بستے ہین ترے سایہ مین سب شیخ و برہمن
آباد ہے تجھسے ہی تو گھر دیر و حرم کا

ہے خوف اگر جی مین تو ہے تیرے غضب سے
ہر دل مین بھروسا ہے تو ہے تیرے کرم کا

مانند حباب آنکھ تو اے درد کھلی تھی
کھینچا نہ پر اس بحر مین عرصہ کوئی دم کا

غزل شاہ ظفر خلد اللہ ملکہ

مقدور کسکو حمد خدائے جلیل کا
اس جا پہ بے زبان ہے دہن قال و قیل کا

پانی مین اُسنے راہبری کی کلیم کی
آتش مین وہ ہوا چمن آرا خلیل کا

اُس کی مدد سے فوج ابابیل نے کیا
لشکر تباہ کعبہ پہ اصحاب فیل کا

پھرتا ہے اُسکے حکم سے گردون یہ رات دن
چلتا ہے یان عمل کوئی جز ثقیل کا

پیدا کیا وہ اُسنے بشر عوج بن عنق
پل جسکی ساق پا سے بنا رود نیل کا

بلوایا اپنے دوست کو اُسنے وہان جہان
مقدور پر زدن نہوا جبرئیل کا

کیا پائے کنہ ذات کی اُسکے کوئی ظفر
وان عقل کا ہے دخل نہ ہرگز دلیل کا

غزل یقین علیہ الرحمۃ

کون کر سکتا ہے اس خلاق اکبر کی ثنا
نارسا ہے شان مین جسکی پیمبر کی ثنا

سربراہ اس منہ سے ہو سکتی ہی کب نعت رسول
یا ابوبکر و عمر رض عثمان و حیدر کی ثنا

یہ زبان قابل ہے کب اسبات کی جو کیجیے
حضرت زہرا کی اور شبیر و شبر کی ثنا

نام احمد کا مجھے انصاف سے لیتا نہین
کی ہے ساری عمر ترکان ستمگر کی ثنا

جون نماز اپنے پہ شام و صبح لازم کر یقین
حضرت اُستاد یعنے شاہ مظہر کی ثنا

غزل میر تقی

کیا مستعار حسن سے اُس کے جو نور تھا
خورشید مین بھی اس ہی کا ذرا ظہور تھا

ہنگام گرم کن جو دل ناصبور تھا
پیدا ہر ایک نالے سے شور نشور تھا

پہونچا جو آپکو تو مین پہونچا خدا کے تئین
معلوم اب ہوا کہ بہت مین بھی دور تھا

آتش بلند دل کی نہ تھی ورنہ اے کلیم
یک شعلہ برق خرمن صد کوہ طور تھا

مجلس مین رات ایک ترے پرتوے بغیر
کیا شمع کیا پتنگ ہر اک بے حضور تھا

منعم کے پاس قاقم و سنجاب تھا تو کیا
اس رند کی بھی رات گذر گئی جو عور تھا

ہم خاک مین ملے تو ملے لیکن اے سپہر
اُس شوخ کو بھی راہ پہ لانا ضرور تھا

غزل میرزا رفیع السودا

مقدور نہین اُسکی تجلی کے بیان کا
چون شمع سراپا ہو اگر حرف زبان کا

پردے کو تعین کے در دل سے اُٹھا دو
کھلتا ہے ابھی پل مین طلسمات جہان کا

ٹک دیکھ صنم خانۂ عشق آن کے اے شیخ
جون شمع سحر رنگ جھمکتا ہے بتان کا

اس گلشن ہستی مین عجب دید ہے لیکن
جب چشم کھلی گل کی تو موسم ہے خزان کا

دکھلائیے لیجا کے تجھے مصر کا بازار
لیکن نہین خواہان کوئی وان جنس گران کا

سودا جو کبھو گوش سے ہمت کی سنے تو
مضمون یہی ہے جرس دل کی فغان کا

ہستی سے عدم تک نفس چند کی ہے راہ
دنیا سے گذرنا سفر ایسا ہے کہان کا

غزل سوز

جز شکر قلم صفحہ پہ خلاق جہان کا
چاہے جو کرے وصف تو منھ کیا ہی زبان کا

پہونچے ہی خیال اُسکے کوئی وصف تلک اپنا
وان دخل فرشتے کے نہین وہم و گمان کا

یک نسخہ نویس اُسکے مطب کا ہے مسیحا
ہے علم مداد کے اسے سود و زیان کا

اے شخص کسی کا ذہن ایسا نہین جس سے
چھٹ اسکے ادا شکر ہو بخشندۂ جان کا

ہر مو بہ تن خلقت خاکی جو زبان ہو
مقدور کسے ہے ترے احسان کے بیان کا

غزل جرأت

نالۂ موزون سے مصرع آہ کا چسپان ہوا
زور یہ پر درد اپنا مطلع دیوان ہوا

جسنے دیکھا آکے یہ آئینہ خانہ دہر کا
فی الحقیقت بس وہ اپنا آپ ہی حیران ہوا

کاش دل بھی چشم تک آنے نپایا طفل اشک
رفتہ رفتہ اب تو یہ لڑکا کوئی طوفان ہوا

آسکے جو مرقد پہ میرے سو گذر ہو گئے
خاک ہو کر بھی غبار خاطر یاران ہوا

اشک رنگین نے جو اپنے کر دیا یان فرش گل
رشک صد گلشن ہمارا گوشۂ زندان ہوا

گرچہ ہر قالب مین جرأت صورتین ڈھلتی رہین
پر بنا جو درد کا انسان وہی انسان ہوا

غزل انشا

صنما برب کریم یان ترے ہین ہر ایک یہ مبتلا
کہ اگر الست بربکم تو ابھی کہے تو کہین بلےٰ

ہوس جمال حبیب ہو تجھے کچھ دلا تو کلیم وش
نہ وہ لن ترانی ادھر کی سن ارنی ہی کہنے پہ جی چلا

وہ جو محو دشت نظارہ ہین یہی آہ بھر کے کہین ہین وہ
کہ اسی تجلی نور نے ہمین مثل طور جلا دیا

بجز عربی تو دے دو سہ جام بادہ اور بھی
کہ نہ سوجھے سکر مین ساقیا مجھے کچھ جہان کا برا بھلا

یہ روان ساقی کوثر اسر خم کو پیر مغان بلا
سبھی اہل حیدر کو دے پلا کہ تو شیخ و شاب کو دے صلا

یہ جو کہتے کعبہ مین ہے فقط سو غلط ہے محض اسی نمط
جدھر آنکھ اٹھا کے نظر کرون نظر آوے مجکو وہ برملا

تجھے انشا اور تو کیا کہون جو جہان مین کوئی بھی فرق ہی
جو خدا کے نور سے پر نہو کہ محال دہر مین ہے خلا

غزل ناسخ

مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجران کا
طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا

کوئی مضمون اگر لکھتا ہین اس حال پریشان کا
کبھی بندھتا نہ شیرازہ مرے اوراق دیوان کا

چمکنا برق کا لازم پڑا ہے آب باران مین
تصور چاہیے رونے مین اسکے روے خندان کا

کفن کی جب سفیدی دیکھتا ہون کنج مرقد مین
تو عالم یاد آتا ہے شب مہتاب ہجران کا

تصور مین حضور آنکھون کے جو اک ماہ رہتا ہی
مرے زندان مین عالم ہو گیا یوسف کے زندان کا

کسی خورشید رو کے جذب دل نے آج کھینچا ہے
کہ نور صبح صادق ہی غبار اپنے بیابان کا

یہ عشق ایسی بلا سے بد ہے جسکے نام کی دولت
درختون کو سکھاتا ہے لپٹنا عشق پیچان کا

دیا میرے جنازے کو جو کاندھا اس پریرو نے
گمان ہے تختۂ تابوت پر تخت سلیمان کا

وہ شوخ فتنہ انگیز اپنی خاطر مین سمایا ہے
کہ اک گوشہ ہے صحراے قیامت جسکے دامان کا

اثر بعد از فنا میرے سیہ قلبی کا باقی ہے
ہوا ابر خاک انداز اپنی ہے دود پریشان کا

تہ شمشیر قاتل کس قدر بشاش تھا ناسخ | کہ عالم ہر دہان زخم پر ہے روئے خندان کا

غزل جوان

دیکھ داغ عشق دل مین فکر نے حیران کیا | ہمنے وہ خورشید تابان مطلع دیوان کیا
سوز ہے سینہ مین اسکا مین نے ابراہیم پر | آتش نمرود لالہ دود نافرمان کیا
کشتہ مین اس تیغ کا ہون جسپر اسماعیل نے | جانکر عید آپ کو کس شوق سے قربان کیا
گرمی بازار حسن اسکی سہ کنعان نے دیکھ | سود سودا جانکر بیدانہ نقد جان کیا
کوئی بیخود کوئی دیوانہ کوئی مجذوب ہے | عشق نے اسکے برنگ عالم امکان کیا
ہے عیان ہر شے مین توہی حیرت اے برق نگار | متصل جلوہ دکھا کیون آپ کو پنہان کیا
خون بہا دل کا مری اس چشم گوہر بار نے | پنجہ مژگان کو رشک پنجہ مرجان کیا
وجہ حیرانی کہون تجھسے کہ کیا ہے عکس یار | میرے اس آئینہ دل نے مجھے حیران کیا
شیخ اپنی پاکدامانی کو تہ کر رکھ مجھے | ساقی دوران نے مست بادہ عرفان کیا
جا خدا کو مان ہر دم بحث کر لو ہو نہ ہوی | مشرب اپنا بادہ خواری کا تو مینے ہان کیا
اے جوان تو عندلیب گلشن توحید ہے | کیون برنگ گل گریبان چاک تا دامان کیا

غزل ولی موجد شعر ہندی

کہتا ہون ترے نام کو مین ورد زبان کا | کہتا ہون ترے شکر کو عنوان بیان کا
حبس گرد او پر پانون رکھین تیرے رسولان | اس گرد کو مین کحل کرون دیدہ جان کا
مجھ صدق طرف عدل سے اے اہل حیا دیکھ | تجھ علم کے چہرے پہ نہین رنگ گمان کا
ہر ذرہ عالم مین ہے خورشید حقیقی | یون بوجھ کے بلبل ہے ہراک غنچہ دہان کا
کیا بیم ہے آفات قیامت سے سیتی اسکو | کھایا جو کوئی تیر تجھ ابروے کمان کا
کیاری الجھے آنکھون سے مرے سبزہ خط دیکھ | اے خضر قدم سیر کر اس آب روان کا
کہتا ہے ولی دل سے سیتی یہ مصرعہ رنگین | ہے یاد تری مجکو سبب راحت جان کا

غزل سراج

نام تیرا اے خدا فہرست ہے دیوان کا / ہے زبان کا ورد خاصہ اور وظیفہ جان کا

جیو سے یبقیٰ وجہ ربک کی سدا اسمرن کو پھیر / ورد کر من سے خیال من علیہا فان کا

یا محمد تجھ کرم سون ہون سدا امیدوار / کچھ دکھا ایمان کا اور بھید کہہ انسان کا

کر شراب شوق سے بیہوش مجکو یا حبیب / دے سجھے بھر کر پیالہ نشۂ عرفان کا

تو احد ہے نام تیرا احمد بے میم ہے / زیب پایا تجھ صفت سے ہر ورق قرآن کا

جان جاسے بن نہین ہے جان جانان کا خیال / سرگروہ پایا جو سرشاری ہے اس میدان کا

اے سراج اپنی خودی کو بیخودی مین محو کر / شغل جاری رکھ ہر اک دم مین ہو الرحمان کا

غزل عاشقی

اللہ ری قدرت تری اور اسکا تماشا / کیا چین ہے کیا لطف ہے کیا عیش اہا ہا

اے گلشن دنیا ترے قربان گیا مین / تونے تو عجب طرح کا ہے رنگ دکھایا

ہے آئینۂ مظہر حق تو ہی تو ہی اللہ / برعکس سمجھتے ہین جو ہین کہتے بری جا

آباد کیا خانۂ دل عیش و طرب نے / اور غم کے تئین ہمسے بہت دور بھگایا

عاشق ہون تیرے نام کا مین دل سے کہ تو نے / ہر رنگ مین ہے جلوۂ معشوق دکھایا

غزل شادان

چہرہ اسکا کیا کہون مین ہے وہ شعلہ طور کا / مین تو عاشق ہون اسی معشوق رشک حور کا

نور تھا یا شعلہ تھا یا برق یا خورشید تھا / کچھ تو اے موسیٰ کہو کیا تھا وہ جلوہ طور کا

نحن اقرب کہہ گئے قرآن کی آیت جبرئیل / ہے ترے نزدیک اندیشہ نکر نا دور کا

جسکے پیتے ہی خمار آنکھون مین اپنی آگیا
چڑھ دیتا ہے نشان خوشترا س انگور کا

خوش نہین آتا ہے مجکو راگ سننا غیر کا
کان مین نغمہ بھرا ہے بس اسی طنبور کا

پابگل ہے سرو جسکی خوش خرامی دیکھکر
مین ہون دیوانہ اسی کی نرگس مخمور کا

اُسکے آنیکی خبر سن کیون نہ شادان شاد ہو
آج ہے کچھ اور ہی عالم دل مسرور کا

غزل کنور

تقریر کرے وصف جو خلاق جہان کا
مقدور کہان نطق کو منھ کیا ہے زبان کا

خارج ہے تخیل سے توہم سے گمان سے
ذات اُسکی جو واقف ہے سب اسرار نہان کا

حامد ہے سبھی ذرسے خورشید تلک اُسکے
حقا کہ خداوند ہے وہ کون و مکان کا

ادراک کو درگاہ تلک اُس کی نہین بار
قاصر ہے یہان عذر کہ ہر خرد و کلان کا

ممکن نہین ٹک اُسکی تجلی کا بیان ہو
اس جا ہے تعقل کا گذارا نہ گمان کا

ہر رنگ مین ہے جلوہ کنان رنگ اسی کا
ناحق ہے تناقض حرم و دیر مغان کا

رہتا نہین دائم کنور اک طرز پہ عالم
گذری جو بہاران وہی موسم ہے خزان کا

غزل میر تقی در نعت حضرت سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

جلوہ نہین ہے نظم مین حسن قبول کا
دیوان مین شعر گر نہین نعت رسول کا

حق کی طلب ہے کچھ تو محمد پرست ہو
ایسا وسیلہ ہے یہ خدا کے وصول کا

مطلوب ہے زمان و مکان و جہان سے
محبوب ہے خدا کا فلک کا عقول کا

احمد کو جنے جان رکھا ہے وہی احد
مذہب کچھ اور ہو گا کسی بوالفضول کا

جن مردمان کو آنکھین دی ہان ہین خدانے دے
سرمہ کرین ہین رہ کی تری خاک و دھول کا

مقصود ہے علی کا ولی کا سبھی کا تو
ہے قصد سبکو تیری رضا کے حصول کا

غزل سودا

ہر سنگ مین شرار ہے تیرے ظہور کا
موسیٰ نہین جو سیر کرون کوہ طور کا

پڑھیے درود حسن صبیح و ملیح دیکھ
جلوہ ہر ایک پر ہے محمد کے نور کا

بیکس یہ آئینہ کہ ہم آغوش عکس ہے
ہووے نہ مجکو پاس جو تیرے حضور کا

توڑون کوئی مرے تو چلے اسپہ دل مرا
گویا یہ ہے چراغ غریبان کے گور کا

ہمتو قفس مین آنکے خاموش ہورہے
اے ہمصفیر فائدہ ناحق کے شور کا

ساقی سے کہہ کہ ہے شب مہتاب جلوہ گر
وے بسمہ پوش ہو کے تو ساغر بلور کا

سودا کبھی نہ مانیو واعظ کی گفتگو
آوازۂ دہل ہے خوش آئندہ دور کا

غزل انشا

اے عشق مجھے شاہد اصلی کو دکھالا
قم خذ بیدی وفقک اللہ تعالیٰ

ہے تجھکو جنون کی قسم اسے جذب محبت
اُس نور تجلی کی جھلک مجھکو دکھالا

اتنا تو پھرا وادی وحشت مین ترے مین
ہر پاے نظر مین ہی پڑا اشک کا چھالا

سوجھی ہے مجھے عالم اطلاق کی منزل
الفت نے جو تقلید کے جھگڑے سے نکالا

ہر چند کہ عاصی ہون پہ امت مین ہون اُسکی
جسکا ہے قدم عرش معلی سے بھی بالا

مولاے جہان رہبر عشاق محمد
صد عقدۂ مشکل کا مرے کھولنے والا

امید مجھے ساقی کوثر سے ہے جس کے
ہے جام تولا سے مرا نشہ دوبالا

قنبر کو کرے حکم کہ جلدی سے خبر لے
انشا ہے غلامون مین مرے اُسکو چھڑا لا

زنہار نہ پہونچے کہین آسیب جہنم
اولاد علی کے اُسے سایہ مین پلا لا

سب اُسکے تصدق سے حسین ابن علی کے — بخشا کے عفو اپنے سے تو جرم و خطا لا

غزل جرأت

محمدؐ ہے بنی ممدوح ذات کبریائی کا — کرے بندہ گر اُسکی مدح دعویٰ ہے خدائی کا
اگر وہ انبیا مین وہی حق کا برگزیدہ ہے — سوا اُسکے لقب کسکو ملا ہے مصطفائی کا
دلیل اُسکی ہے یکتائی کی یہ لاریب اے جرأت — کہ تھا سایہ نہ اُس محبوب ذات کبریائی کا

قطعہ قاسم

جہان مین آن کر یار و زمین و آسمان دیکھا — وہی آیا نظر ہمکو غرض ہمنے جہان دیکھا
تمنا ہے یہی قاسم کہے یون خلق بعد اپنے — جہان سے کس مزے سے یہ محمدؐ کو اُٹھا دیکھا

غزل رافت

ہر نام پاک یہ ہے تعویذ میرے جی کا — صدیقؓ کا عمرؓ کا عثمانؓ کا علیؓ کا
یہ نقش ہو مربع جسکے نگین دل پر — چارون طرف نہ سکے کیونکر ہو پھر اسی کا
سایہ ہو جن پہ اُنکا اُنکو نہین خطر ہے — کچھ انس کا نہ جن کا نہ دیو کا نہ پری کا
رافت بچار یار اب وابستہ رکھ دل اپنا — گر تجھپہ کھل گیا ہے عقدہ ردا ردی کا

غزل مومن

قابو مین نہین ہے دل کم حوصلہ اپنا — اس جور پہ جب کرتے ہین تجھسے گلہ اپنا
لبیک حرم ہم ہین نہ ناقوس کلیسا — پھر شیخ و برہمن مین ہے کیون غلغلہ اپنا
لیجاتے ہین اغیار نکل آتے ہین باہر — زنجیر در یار ہے یا سلسلہ اپنا
تجھے دشت مین ہمراہ مرے آبلہ چند — سو آپ ہی پامال کیا قافلہ اپنا
اس حال کو پہونچے ترے نقصے کو کہ اب ہم — راضی ہین کہ اعدا ابھی کرین فیصلہ اپنا

زندہ نہ ہوا ہائے دل مردہ اگرچہ
تھا شور قیامت سے فزون ولولہ اپنا

صورت وہی عظمت وہی گردش وہی گیتی
حیران ہے کہ یہ خرچ ہے یا آبلہ اپنا

انصاف کے خواہان ہین نہین طالب زر ہم
تحسین سخن فہم ہے مومن صلا اپنا

غزل ذوق

شوق نظارہ ہے جیسے اس رخ پر نور کا
ہے مرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا

گر لکھون مضمون اپنے نالۂ پر شور کا
لون صریر خامہ سے مین کام بانگ صور کا

نزع مین بھی دھیان تھا اس نرگس مخمور کا
مجکو شربت مین مزہ آیا مے انگور کا

تیرے کوچہ مین تن لاغر ترے رنجور کا
اک غبار ناتوان ہے کاروان مور کا

باندھون مین مضمون جو اپنی شور بختی کا کوئی
ہو زمین شعر مین عالم زمین شور کا

تیرے قامت سے جو ہو برپا قیامت سرو پر
کام لے منقار سے فریاد قمری صور کا

تفتہ دل وہ ہون کہ میرے داغ سوزان کیلیے
گر ہی مرہم سے اڑجاوے اثر کافور کا

حق تو یون ہے یہ انانیت عجب غماز ہے
قصہ پہونچا یا زبان دار پر منصور کا

عشق کے مکتب مین ہو فرہاد سب سے تیز ذہن
تین دن چاٹے اگر تعویذ میری گور کا

جھانکتے تھے وہ ہمین جس روزن دیوار سے
واے قسمت ہو اسی روزن مین گھر زنبور کا

دفن ہے جس جا پہ کشتہ سرد مہری کا تری
بیشتر ہوتا ہے پیدا اون شجر کافور کا

دل بے وحشت ابتلک بھی شاخ آہو کیطرح
پیچ رکھتا ہے دھوان میرے چراغ گور کا

دیکھنا زہراب پیکان محبت کا اثر
چشم افعی بنگیا روزن مرے ناسور کا

ذوق راہ عشق وہ کوچہ ہے جسکی خاک مین
ہے ور تاج سلیمان بیضہ بیضہ مور کا

غزل معروف

جبتک کہ مین جیتا ہون طلبگار رہون تیرا
تو بیچ بھی ڈالے تو خریدار ہون تیرا

ظاہر مین حضوری سے تری گرچہ ہون غائب ‌ ‌ ‌ پوشیدہ و لے محرم اسرار ہون تیرا
سو بار مین اس روز کے قربان ہون ہر بار ‌ ‌ ‌ جس روز کہ قربان مین یکبار ہون تیرا
چون نقش قدم وا رہے ہے کیونکہ مری چشم ‌ ‌ ‌ حیرت زدۂ جلوۂ رفتار ہون تیرا
سایہ کی طرح جا لے اپنے مجھے ہمراہ ‌ ‌ ‌ تو یار مرا ہو نہ ہو مین یار ہون تیرا
اظہار محبت تو ہوا اتنی مجھ سے ‌ ‌ ‌ جو چاہے سو کر مجکو گنہگار ہون تیرا
کس شکل سے عالم کو نہو میرا تماشا ‌ ‌ ‌ مین محو تماشا سر بازار ہون تیرا
مرہم کا وہ خواہان ہو جو ہو تیغ کا گھائل ‌ ‌ ‌ اے ابروے جانان مین دل افگار ہون تیرا
جوئندۂ یابندہ ہے معروف جہا نمین ‌ ‌ ‌ جبتک کہ مین جیتا ہون طلبگار ہون تیرا

غزل اثیم

جو کہ دریا سے محبت کا شناور ہوگا ‌ ‌ ‌ بے بہا خلق کی آنکھون مین وہ گوہر ہوگا
وصل مہر و ہمین کب دیکھین میسر ہوگا ‌ ‌ ‌ کب مرا خانۂ تاریک منور ہوگا
چشم نرگس سے تو رخسارہ گل تر ہوگا ‌ ‌ ‌ رشک سنبل ترا گیسوے معنبر ہوگا
دم خنجر مین اگر اس کے دم عیسیٰ ہے ‌ ‌ ‌ خضر کیونکر نہ بھلا کشتۂ خنجر ہوگا
یاد مین ماہ رخون کے دل سوزان سے مے ‌ ‌ ‌ جو شرر آہ کا نکلے گا سو اختر ہوگا
پاے بت سے نہ اٹھا سر تو ہوا مجکو یقین ‌ ‌ ‌ کسی محبوب کی چوکھٹ کا یہ پتھر ہوگا
دیکھ اس دست حنائی کو منجم نے کہا ‌ ‌ ‌ خون عشاق کا ان ہاتھون سے اکثر ہوگا
دیکھ لے اسکو رگ جان مین لگا کر فصاد ‌ ‌ ‌ خون سے میرے کبھی تر ترا نشتر ہوگا
یار کے پاس جو نامہ مرا پہونچا دے گا ‌ ‌ ‌ مجھپہ احسان بہت تیرا کبوتر ہوگا
تیغ ابرو سے کیا ہے مجھے کافر نے شہید ‌ ‌ ‌ یہی کہتا ہوا اٹھون گا جو محشر ہوگا
طالع بد نے چھڑایا ہے اثیم اب اس سے ‌ ‌ ‌ پھر بھی مل لین گے اگر وصل مقدر ہوگا

وہ صنم جب کہ بہ بادیدۂ حیران مین آ
آتش عشق پڑی عقل کے سامان مین آ

یار دیتا نہین گر رخصت گلگشت چمن
اے چمن زار حیا دل کے گلستان مین آ

دیکھ اے اہل نظر سبزۂ خط مین لب لعل
رنگ یاقوت چھپا ہے خط ریحان مین آ

حسن تھا پردۂ تجرید مین سب سے آزاد
طالب عشق ہوا صورت انسان مین آ

حاکم وقت ہے تجھ گھر مین رقیب بد خو
دیو مختار ہوا ملک سلیمان مین آ

بسکہ مجھ حال سے ہمرہ ہے پریشانی مین
درد کہتی ہے مرا زلف ترے کان مین آ

غم سے تیرے ہے ترحم کا محل حال ولی
ظلم کو چھوڑ سجن شیوۂ احسان مین آ

غزل نصیر

دل کو اے شاہد معنی جو مصفا کرتا
تو اس آئینہ مین صورت تری دیکھا کرتا

دست پر نور جو تیرا یہ ارادہ کرتا
پنجۂ مہر کا کیا منھ ہے جو پنجا کرتا

نہ بہاتا جو سرشک آنکھ سے تو کیا کرتا
بند کوزے مین بھلا کیونکہ نہ دریا کرتا

مے پرستی جو وہ مہ پارا ہمارا کرتا
جام خورشید کو اور چرخ کو مینا کرتا

مژۂ تر سے مرے اسنے نہ کی ہمچشمی
ورنہ پانی سے رگ ابر کو پتلا کرتا

دیکھتا تاب فلک گر ترے رخسارے کی
تو شب و روز مہ و مہر کو وارا کرتا

جام مے ساقی کمظرف نے بھر کر نہ دیا
ورنہ پاے خم میخانہ نہ ٹوٹا کرتا

چشم حیران سے تجھے آتش دل یار نہ خاک
ابر تصویر سے پانی نہین برسا کرتا

آتش عشق کے شعلے کو یہ بھڑکاتا ہے
پر پروانہ نہین شمع کو پنکھا کرتا

گر نہ ہوتی طلب بوسہ تو زلفون سے ترے
جنس دل کا نہ گلے پڑکے مین سودا کرتا

ساتھ اشکون کے نہ خون ہو کے بہا دل ورنہ
صورت ایک اور ہی پیدا یہ پھپھولا کرتا

کشتۂ ناز کو کرتی ہے تری چشم حیا
یہ فرنگی تو ہے اعجاز مسیحا کرتا

غزل ظفر شاہ دہلی

کشتہ ہون کسکے طرۂ عنبر شمیم کا
خوشبو ہے میری خاک سے دامن نسیم کا

گلشن ہو خلد کا کہ چمن ہو نعیم کا
کیا دل لگے ہے تیری گلی کے مقیم کا

دولت سے عشق کے مرا ہر قطرہ سرشک
تکمہ ہے میری جیب مین در یتیم کا

دکھلا مین سوزش دل بیتاب ہم اگر
کانپ اٹھے شعلہ خوف سے نار جحیم کا

آتی ہین یاد ہجر کی ہمکو اذیتین
واعظ سے ذکر سنکے عذاب الیم کا

آنکھون مین اپنے نور اسی سے ہے اے ظفر
یہ مردمک ہے سایہ محمد کے میم کا

غزل رمز

دل مرے سینے مین یہ کوئی ستم پیدا ہوا
جب سے دل پیدا ہوا ساتھ اسکے غم پیدا ہوا

دل مین آتی ہے نظر اپنے مجھے تصویر یار
کیا تماشہ ہے کہ کعبہ مین صنم پیدا ہوا

مجھسے کی بیداد نے پہلو تہی جس روز سے
درد پہلو مین ہمارے دمبدم پیدا ہوا

دیکھتے ہین سارے عالم کا تماشہ دل مین ہم
ساغر دل اپنا رشک جام جم پیدا ہوا

اپنی صورت آئینہ مین دیکھکر کہتا ہے وہ
کوئی دنیا مین حسین مجسا بھی کم پیدا ہوا

ہے مرا سینہ کہ یارب کوئی دار الضرب عشق
داغ جو پیدا ہوا شکل درم پیدا ہوا

ہین وہ مجنون ہم کہ جنکے باغ جنت مین بھی رمز
خار صحرا سے جنون زیر قدم پیدا ہوا

غزل خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا
پر ترے عہد کے آگے تو یہ دستور نہ تھا

رات مجلس مین ترے حسن کے شعلے کے حضور
شمع کے منہ پہ جو دیکھا تو کہین نور نہ تھا

ذکر میرا ہی وہ کرتا تھا صریحاً لیکن
مین نے پوچھا تو کہا خیر یہ مذکور نہ تھا

باوجودیکہ پر و بال نہ تھے آدم کے
وہان پہونچا کہ فرشتے کا بھی مقدور نہ تھا

پرورش غم کی ترے ہاے صنم کر دیکھا
کوئی بھی داغ تھا سینے پہ کہ ناسور نہ تھا

محتسب آج ترے ہاتھون سے میخانے مین
دل نہ تھا کوئی کہ شیشے کی طرح چور نہ تھا

ورد کے ملنے سے اے یار برا کیون مانا
اسکو کچھ اور سوا دید کے منظور نہ تھا

غزل احسان

سنگ بیقدری سے دل میرا جو یکسر توڑا
مول اس لعل کا تونے بہت کافر توڑا

تیری دیوار سے سر اپنا سراسر توڑا
نخل الفت سے ثمر ہجر یہ دلبر توڑا

دل صد چاک کی پوچھی خبر اس سے تو آہ
گل صد برگ مرے سامنے لاکر توڑا

نالہ و آہ بھی اب تو نہ نکلنے سے رہے
خانۂ دل پہ لگا تیر ستمگر توڑا

غزل ممنون

گمان نہ تجھپہ کرون کیونکہ دل چرانے کا
جھکا کے آنکھ سبب کیا ہے مسکرانے کا

یہ سینہ ہے یہ جگر ہے یہ دل ہے بسم اللہ
اگر خیال ہے تلوار آزمانے کا

کسیکے ہونٹھ کے ملتے ہی یہ تمام ہوے
مزا ملا نہ ہمین گالیان بھی کھانے کا

مجھے یہ ڈر ہے معلوم حکم بلبل دے
نہ میری خاک پہ کر قصد پھول لانے کا

کیا فریفتہ کہکے یہ حال دل کو مرے
اثر فسون سے نہین کچھ کم اس فسانے کا

غمون کی گرہی بالیدگی ہے تو آخر
دل گرفتہ نہین سینے مین سمانے کا

ایضاً

جھکی نگہ مین ہے ڈھب پرسش نہانی کا
حیا مین زور دیا رنگ مہربانی کا

ابھی مین گرم نفس سوز سے کہ ہر چراغ
کرے ہے شعلہ کا کام آب زندگانی کا

کہان سے روز دل و سینۂ جگر لاؤن
تمہین لگانا ہے یہ ہاتھ تیغ رانی کا

الہی جیب کے دامن سے آستین دھولون
مژہ نے سیکھ لیا شغل خونفشانی کا

نہین بچا مرض عشق سے کوئی ممنون
ہمین دریغ بہت ہے تری جوانی کا

غزل مومن خان

لگے خدنگ جب اس نالۂ سحر کا سا
فلک کا حال نہو کیا مرے جگر کا سا

نہ جاؤن گا کبھو جنت کو مین نہ جاؤن گا
اگر نہوئے گا نقشہ تمہارے گھر کا سا

کرے نہ خانہ خرابی تری ندامت جور
کہ آب چشم مین ہے جوش چشم تر کا سا

یہ جوش یاس تو دیکھو تو اپنے قتل کیوقت
دعاے وصل نہ کی وقت تھا عصر کا سا

لگی ان آنکھون سے پھرتے لے دل صد چاک
ترا نہ رتبہ ہوا کیون شگاف در کا سا

ذرا ہو گرمی صحبت تو خاک کر دے چرخ
مرا سرور ہے گل خندہ شرر کا سا

یہ ناتوان ہون کہ ہون اور نظر نہین آتا
مرا بھی حال ہوا تیری ہی کمر کا سا

جنون کے جوش سے بیگانہ وار ہین احباب
ہمارا حال وطن مین ہوا سفر کا سا

خبر نہین کہ اسے کیا ہوا پر اس در پر
نشان پا نظر آتا ہے نامہ بر کا سا

دل ایسے شوخ کو مومن نے دیدیا کہ وہ ہے
محب حسین کا اور دل رکھے شمر کا سا

غزل ذوق

پہونچا آب تیغ قاتل تا کمر اچھا ہوا
لے دل مجروح لے تو غسل کر اچھا ہوا

ایک دن بالکل نہین لے چارہ گر اچھا ہوا
داغ ادھر تازہ ہوا گر زخم ادھر اچھا ہوا

آب خنجر کی ترے گر ہو زیادہ آبرو
آج مدت مین ہمارا حلق تر اچھا ہوا

آرہیگا دشت مین لیلے ترے ناقہ کے کام
ہو گیا مجنون جو کانٹا سوکھکر اچھا ہوا

روز کہتا تھا مزا مجکو چکھا دے عشق کا
پھر دیا یون اسنے دل کو چیر کر اچھا ہوا

سنکے مجنون نے مرے سوز جنون کو یہ کہا
واقعی مجھسے بھی یہ شوریدہ سر اچھا ہوا

بند ہو گیا اس موکمر کا جبکہ مضمون کمر
ہو گئی معنی مین وقت شعر پر اچھا ہوا

مجھکو صدقہ کر اگر ہے بد مزہ تیرا مزاج
یہ ادھر صدقہ دیا تو نے ادھر اچھا ہوا

ہاتھ تو لٹکا پڑا تھا یار کی شمشیر کا
زخم پر قسمت سے میرے کارگر اچھا ہوا

کھنچ گیا میری طرف سے اور اب دلبر کا دل
واہ وا جذب محبت کا اثر اچھا ہوا

قتل کرتا ہے ترا بسمل سے یہ کہنا کہ لو
اب تو دامن بھی ہوا لوہو سے تر اچھا ہوا

نامہ بر جاتا ہے جلدی تو بھی چل جان حزین
دیر مت کر ساتھ تیرے ہمسفر اچھا ہوا

آئینہ خانہ مین عالم کے سمجھے یہ مثال
تا مجھے جانین کہ یہ صاحب نظر اچھا ہوا

ہے برا تو بھی اگر آیا نظر تجھکو برا
تو بھی اچھا ہے تجھے معلوم گر اچھا ہوا

ذوق کے مرنیکی سنکر پہلے وہ کچھ رک گئے
پھر کہا تو یہ کہا منہ پھیر کر اچھا ہوا

غزل میر تقی میر

چمن مین گل نے جو کل دعوی جمال کیا
جمال یار نے منہ اُسکا خوب لال کیا

بہار رفتہ پھر آئی ترے تماشے کو
چمن کو ہین قدم نے ترے نہال کیا

فلک نے عشق کی اب رہ مین ہمکو پیدا کر
بسان سبزۂ نو رستہ پامال کیا

رہی تھی دم کی کشاکش گلے مین کچھ باقی
سو اُسکی تیغ نے جھگڑا ہی انفصال کیا

لگانا دل کو کہین کیا سنا نہین تو نے
جو کچھ کہ میر کا اس عاشقی نے حال کیا

غزل حیدری

برابری کا ترے گل نے جب خیال کیا
صبا نے مار طمانچہ منہ اُسکا لال کیا

وہین ہو چین بجبین غصہ سے کہا مت بک
کبھی جو بوسے کا اس سے مین ٹک سوال کیا

نہ آئی کچھ بھی مسیحائی تیری کام مرے
بدن سے روح نے آخر کو انتقال کیا

گرا تھا کٹ کے زمین پر کبھی ترا ناخن
فلک نے اُسکو اُٹھا کر وہین ہلال کیا

ادا اسا اُسکی نہ دیکھا مین حیدری محبوب
خدا نے اُسکو زمانے مین بے مثال کیا

غزل فدوی

تماشا ہے اگر آئینہ بے زنگار ہو پیدا
تحیر کے مکان سے عکس روے یار ہو پیدا

تڑپتی کیون ارے بلبل کمال اتنا تو پیدا کر
گرے جس جا پہ اشک اپنا گل گلزار ہو پیدا

ترے زیب قبا سے گر کھلے یاقوت کا تکمہ
گریبان سحر سے مطلع انوار ہو پیدا

اگر اس مصحف رو پر کناری کا کھلے آنچل
طلائی رنگ کی تحریر مس تلوار ہو پیدا

کھلے بالون مین یون چمکے ترے یہ عارض تابان
کہ جون ابر سیہ مین برق سو سو بار ہو پیدا

مرے اس دل کی وحشت سے کئی منصور ہو جاوین	اگر مین دعوی انا الحق کا کہ سوسو دار ہو پیدا
کسی کے نکتۂ تحقیق کی ہووے خبر فدوی	کسی کے عشق مین ہے حیدر کرار ہو پیدا

غزل انشا

جگر کی آگ نے مجھے جب سے جلد وہ شے لا	لگا کے برف مین ساقی صراحی سے لا
قدم کو ہاتھ لگاتا ہون اٹھ کہین گھر چل	خدا کے واسطے اتنے تو پاؤن مت پھیلا
نکل کے وادی وحشت سے دیکھ اے مجنون	کہ زور وھوم سے آتا ہے ناقۂ لیلا
گرا جو ہاتھ سے فرہاد کے کہین تیشہ	درون کوہ سے نکلی صدا اے واویلا
نزاکت اسکے مین کھڑی کی کیا کہون انشا	نسیم صبح جو چھو جاے رنگ ہو میلا

غزل سودا

سودا غزل چمن مین تو ایسی ہی کہکے لا	گل سنکے پھاڑین جیب کو وبن بلبلین چلا
حکاک کا پسر بھی مسیحا سے کم نہین	فیروزہ بخت مردہ تو دیتا ہے وہ جلا
نے چھوڑتا ہے اشک مرا دامن وکنار	یہ طفل بدسرشت نہ گہوارے سے ہلا
شاکی نہین خدا سے بنی گر یہ شکل زشت	ممکن نہین کمہار کا ماٹی کرے گلا
غم سے خزان کے خون جگر چھٹ اب اے نسیم	غنچے گلون کے کچھ نہین کھاتے انھین کھلا
دبلے ہے اسقدر تو مجھے دیکھکر رقیب	چو سے کے بھانت جاے ہی نظرون سے وہ بلا
اسلوب شعر کہنے کا میرے نہین سہے یہ	مضمون آبرو کا ہے سودا یہ سلسلا

غزل نظیر

ہلا آج مجکو وہ چنچل چھبیلا	ہوا رنگ سنکر رقیبون کا نیلا
کیا جسنے مجھسے عداوت کا پنجہ	سنلقی علیہم عذابا ثقیلا
نکل اسکے زلفون کے کوچے سے اے دل	تو پڑھتا قم اللیل الا قلیلا
کہستان مین مارے ان اگر آہ کا دم	فکانت جبالا کثیبا مہیلا

نظیر اسکے فضل و کرم پہ نظر رکھ | فقل حسبی اللہ نعم الوکیلا

غزل خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ

مدرسہ یا دیر تھا یا کعبہ یا بتخانہ تھا | ہم سبھی مہمان تھے واں تو ہی صاحب خانہ تھا
وائے نادانی کہ وقت مرگ یہ ثابت ہوا | خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا
حیف کہتے ہیں ہوا تاراج گلزار جہان | آشنا اپنا بھی واں اک سبزہ بیگانہ تھا
ہو گیا مہمان سرائے کثرت موہوم آہ | وہ دل خالی کہ تیرا خاص خلوتخانہ تھا
بھول جا خوش رہ عبث وہ سابقے مت یاد کر | درد یہ مذکور کیا ہے آشنا تھا یا نہ تھا

غزل ناسخ

مرغ دل کوچۂ سفاک کو گلشن سمجھا | تیغ کو طائر جان شاخ نشیمن سمجھا
چھوڑنا اسکا گوارا جو نہیں ہے شاید | دامن دشت کو میں یار کا دامن سمجھا
بعد مرگ آیا جو دھیان اپنی ستمگاری کا | لحد تیرہ کو میں اپنے بھی روسن سمجھا
خوب دھوکا مجھے مستی کی ادا ہٹ نے دیا | دہن یار کو میں غنچۂ سوسن سمجھا
بیگمان مور چہ خط کا اسی سے ہے دفور | میں ترا چاہ ذقن مور کا ر وزن سمجھا
کسنے انگلی یہ رکھی خاتم کو فندق بند | شمع معکوس لحد پر جو میں روشن سمجھا
بنگیا جوش تصور سے بتوں کا مسکن | معبدہ کو نہ مرے کوئی برہمن سمجھا
کاٹے کھاتی ہے مجھے فکر سخن اے ناسخ | دو زبان سے قلم اپنے کو میں ناگن سمجھا

غزل نظیر

مرا دل ہے مشتاق اس گلبدن کا | کہ یہ باغ اک گل ہے جس کے چمن کا
وہی زلف ہے جسکی نکہت سے اب تک | پڑا خون سوکھے ہے مشک ختن کا
وہی لعل لب ہے کہ حسرت سے جسکے | جگر آجتک خون ہے لعل یمن کا
عجب سیر دیکھی نظیر اس چمن کی | ابھی وصل تھا نرگس و نسترن کا

ابھی یکدگر جمع تھے سنبل و گل — ابھی تھا ہم جوش سرو و سمن کا
ابھی چہچہے بلبلون کے عیان تھے — ابھی شور تھا قمری نعرہ زن کا
گھڑی بھر کے جو بعد دیکھا یہ عالم — کہ نام و نشان بھی نہ وان تھا چمن کا

غزل امید

ہزار شکر کہ خط صبح یار کا پہونچا — اسی کے ہاتھ ہی دل داغدار کا پہونچا
دل شگفتہ کو پیغام یار کا پہونچا — گل فسردہ کو مژدہ بہار کا پہونچا
اُگے یقین ہے وہان سے ہزار لالہ و گل — قدم جہان پہ مرے گلعذار کا پہونچا
تم اُسکو رنگ حنا خاص مت شمار کرو — ہی قتل عام سے رنگین نگار کا پہونچا
ہمارے دیکھکے اس مرغ دلکو اے صیاد — خیال کیا ترے جی مین شکار کا پہونچا
جہانکو مست کیا اک نگاہ نے تیری — ادھر بھی دیکھ کہ عالم بہار کا پہونچا
امید اپنی طبیعت تو باغ باغ ہوئی — پیام جبکہ بت گلعذار کا پہونچا

غزل فدوی

دل تڑپتا ہے صبح و شام پڑا — یاالٰہی یہ کس سے کام پڑا
گو نہ لیوے تو نام عاشق کا — اب تو منھ مین یہ سبکے نام پڑا
جان سے ہو گیا بدن خالی — جسم رہجاوے گا تمام پڑا
قابل بندگی نہین تو نہین — کب گلے آکے یہ غلام پڑا
یار ایسا نہ پاوے گا فدوی — دیکھ لینا گر اُسکو کام پڑا

غزل منصور

دل گرفتار کیا کسنے کیا یار کیا — اب مجھے پیار کیا کسنے کیا یار کیا
ہم جو بیٹھے تھے سدا گوشۂ تنہائی مین — سر بازار کیا کسنے کیا یار کیا
آپ کثرت مین گیا گوشۂ وحدت سے نکل — عشق اظہار کیا کسنے کیا یار کیا

غزل عبدالقادر متخلص بہ وفا

یعنی اب دل زلف جانان ہو گیا
دام مین پھنس کے پریشان ہو گیا
فرقت رشک چمن سے اب یہ دل
مثل گل چاک گریبان ہو گیا
ہو وہ شکے سے اسکے گلشن مین گل
نعرہ زن ہر گل گلستان ہو گیا
دشت وحشت سے دلا ہر دم ہرا
پر بسنے اشک جیب و دامان ہو گیا
اک جھلک اپنی دکھا کر بام سے
پھر نہان وہ ماہ تابان ہو گیا
آئینہ رخسار دکھایا تھا وہ ماہ
دیکھکر مین جسکو حیران ہو گیا
عمر بھر اس سے وفا کرتے رہے
بیوفا آخر وہ نادان ہو گیا

کسنے لے آگ مین ڈالا تھا خلیل اللہ کو　　نار گلزار کیا کسنے کیا یار کیا
کون منصور تھا وہ جسنے انا الحق بولا　　بر سر دار کیا کسنے کیا یار کیا

غزل شاہزادہ جہانگیر

گر یار نہو ساقی پیما نہ ہوا تو کیا　　معمور شرابون سے میخانہ ہوا تو کیا
ہم عشق کے بندے ہین مذہب سے نہین واقف　　گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا
جب درد نہو دلمین کیا عشق مزہ دیوے　　کہنے کو بھلا کوئی دیوانہ ہوا تو کیا
اس عشق کی آتش سے جلتے ہین سبھی کوئی　　گر شمع ہوئی تو کیا پروانہ ہوا تو کیا
معشوق کے کانون تک ابتک نہین پہونچا ہین　　یہ اشک مرا یار و دردانہ ہوا تو کیا
جہانگیر سا شہزادہ تھا عشق سے وہ غافل　　آباد ہوا تو کیا ویرانہ ہوا تو کیا

غزل میر تقی

غم رہا جبتک کہ دم مین دم رہا　　دم کے جانے کا نہایت غم رہا
حسن تھا تیرا بہت عالم فریب　　خط کے آنے پر بھی اک عالم رہا
دل نہ پہونچا گوشۂ داماں تلک　　قطرہ خون تھا مژہ پر جم رہا
سنتے ہین لیلے کے خیمہ کو سیاہ　　اُسمین مجنون کا مگر ماتم رہا
زلفین کھولین تو تو ٹک آیا نظر　　عمر بھر یان کام دل برہم رہا
اُسکے لب سے تلخ ہم سنتے رہے　　اپنے حق مین آب حیوان سم رہا
جامۂ احرام زاہد پر نہ جا　　تھا حرم مین لیک نا محرم رہا
میرے رونے کی حقیقت جسمین تھی　　ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا
دیکھ میرا رونا اُسنے ہنس دیا　　برق چمکی ابر باران تھم رہا
صبح پیری شام ہونے آئی میر　　تو نہ چیتا یان بہت دن کم رہا

غزل رمضان علی

پھر دوبارہ عشق کا دل پر اثر پیدا ہوا
باغ مین تیری محبت کا شجر پیدا ہوا

اشک جاری رات دن ہین چشم گریان سے مری
اس قدر رویا کہ اشکون سے گہر پیدا ہوا

دیکھکر گلشن مین کہتین بلبلین اس ماہ سے
کیا چمن مین دوسرا رشک قمر پیدا ہوا

اب مجھے تیرے بجز آتا نہین آرام چین
پھر تجھے کیونکر جدائی سے صبر پیدا ہوا

زخم آلے ہو گئے چھل چھل کے سارے جسم کے
درد دل رمضان علی شام و سحر پیدا ہوا

غزل کنور

آتش دل کا جو آنکھون سے شرارہ چمکا
لوگ سمجھے کہ فلک پر سے ستارا چمکا

درد فرقت مین جو شب دل کو ہوئی بیتابی
رات روتے ہین کٹی صبح کا تارا چمکا

چہرہ از بسکہ بھبھوکا سا نظر آتا ہے
ان دنون نام خدا رنگ تمہارا چمکا

صحن خانہ مین جو دلدار ہوا خوش رفتار
آسمان نور سے اُس ماہ کے سارا چمکا

زرد رو عشق کی دولت سے ہوئے ہم ہمدم
زعفران زار یہ چہرہ بھی ہمارا چمکا

برق چمکی ہے ہوا عاشق بیدل کو سجھ
حق کے اندر سے جو آنچل کا کنارا چمکا

دل مین آتش جو کنور غم کی تو بھڑکا تلملا
خوب چمکا نہین پھر آسکو دوبارا چمکا

غزل رند

جا کے گلزار سے صیاد پھر آیا اُلٹا
کیا نصیبا ہے ترا بلبل شیدا اُلٹا

تن کی عریانی سے بہتر نہین دنیا مین لباس
یہ وہ جامہ ہے کہ جسکا نہین سیدھا اُلٹا

گالیان دیتے ہین اُنسے تو خفا ہوتے ہین
میرے یار و نئے جو کرتے ہین وہ شکوہ اُلٹا

نام اُسنے جو سنا عشق کی بیماری کا
میرے در پر سے پھرا آکے مسیحا اُلٹا

یاد آیا جو مجھے کوچہ صنم حشر کے دن
در فردوس تلک جا کے پھر آیا اُلٹا

قیس کی طرح سے ہوجاتے ہزارون مجنون
پردہ محمل کا جو رکھتی کبھو لیلا اُلٹا

نالہ کرنے سے مرا یار خفا ہوتا ہے
رحم کی جا اُسے آجاتا ہے غصہ اُلٹا

غزل آتش

خدا نے برق تجلے تجھے جمال دیا
ہماری آنکھوں کو دیدار کا خیال دیا

کسی کو ملک دیا ہے کسی کو مال دیا
فقیر ہوں مجھے اللہ نے یہ حال دیا

چلا تو بتکدے کی سیر کو مؤذن ہے
ہلا دیا جو بتوں کو پہاڑ ٹال دیا

شراب ابر میں کیونکر پیئیں نہ اے ساقی
ترے کرم سا ہے ہمکو شفیق حال دیا

شرف سے دستخط یار کے پھر احمر دم
جواب صاف ملا لکھ کے جب سوال دیا

سرور یار سے حاصل ہوا سرور مجھے
ملال دوست نے دل کو مرے ملال دیا

شب وصال میں اس چہرۂ منور سے
ہٹا کے زلف کو آتش بلا کو ٹال دیا

غزل فرخ

صبح آتا ہے چلا عید میں سرشار جھکا
نظر آتا ہے مجھے مطلع انوار جھکا

دل جھکا دید جھکا ہاتھ جھکا پیر دن پہ
کچھ ذرا میں بھی جھکا پھر تو مرا یار جھکا

کوئی تھا پیچ گلے میں کوئی تھا سر کے اوپر
یک بیک آن کے وہ لٹ پٹی دستار جھکا

مچگئی دھوم چمن میں جو پکاریں بلبل
آج گلشن کی طرف وہ گل گلزار جھکا

جب چلا جھکتا ہوا حسن کے بازار کے بیچ
ایک یوسف کے لئے لاکھ خریدار جھکا

تیغ ابرو کے لیے شوخ اکڑتا ہے کھڑا
دیکھیے کس کو کرے قتل ستمگار جھکا

حسن تو دیکھیے بس نبے یہ کہیں پی لِن لگا
دیکھ صورت کو تری فرخ ناچار جھکا

غزل نفیس

شوخ کے پان سے جب لال میں دندان دیکھا
اس طرح کا نہیں میں لعل بدخشان دیکھا

قوس ابرو سے جو گردن پہ گیا تیر مژہ
اے میاں گاو فلک کو وہیں قربان دیکھا

ہر روزی کے تو دنیا میں نہ مضطر ہو کبھی
میں نے دانہ گہر آب میں غلطان دیکھا

کیا کروں یار کے میں رنگ حنا کی تعریف
ہمنے ایسا نہ کہیں تحفۂ مرجان دیکھا

اے فقیہ باغ مین جانیکی نہین کچھ حاجت ۔ ہمنے لڑکون کی بغل مین ہے گلستان دیکھا

غزل میر تقی

صحرا مین سیل اشک مرا جابجا پھرا ۔ مجنون بھی اُس کی موج مین مدت بہا پھرا

طالع جو خوب تھے نہوا جاہ کچھ نصیب ۔ سر پر مرے کرور برس تک ہما پھرا

آنکھین برنگ نقش قدم ہوگیئن سفید ۔ نامہ کے انتظار مین قاصد بھلا پھرا

ٹک بھی نہ مڑکے میری طرف تونے کی نگاہ ۔ اک عمر تیرے پیچھے مین ظالم لگا پھرا

دیر و حرم مین کیونکہ قدم رکھے گا میر ۔ ایدھر تو اُس سے بت پھرے اُودھر خدا پھرا

غزل صادق

دعا شوق اُس بت کے کوچے دل لگا لیجائیگا ۔ کعبۂ مقصود تک مجھکو خدا لے جائیگا

بازو میرا توڑکر صیاد بے قابو نہ چھوڑ ۔ ناتوان ہون باد کا جھوکا اُڑا لے جائیگا

بعد مرنے کے مرے کچھ خاک بھی بچتی نہین ۔ پھر چبانے کو مری ہڈی ہما لے جائیگا

اِس سحر کو دیکھتے ہی دل مرا اُلجھا گیا ۔ چھوڑ دے دنیا کو بھی میرا خدا لے جائیگا

اے مرے مشکلکشا مشکلکشائی کیجیے ۔ تم بغیر از کون میری التجا لے جائیگا

وعدۂ صادق ہے عزرائیل سے اب دیکھ لو ۔ اِس سرا سے اُس سرا تک کب خدا لے جائیگا

غزل مستان

آہ وہ گل جب تلک میرے گلے کا ہار تھا ۔ راہبرن چشمون مین غیرون کے کھٹکتا خار تھا

کب خوش آتا تھا نگہ مین اُسکی ہر اک گلبدن ۔ نرگسی آنکھون کا تیرے جو کوئی بیمار تھا

آج گلکاری کا جامہ دیکھکر اُس شوخ کا ۔ ہر چمن مین گل پہ گل کھانے کو گل تیار تھا

یاد کر کل شب کو پروانے کا رونا بزم مین ۔ شمع نے تا صبح تک رونیکا باندھا تار تھا

منتظر قوس قزح تھی آسمان پر دیر تک ۔ کسنے کل اُس کو دکھایا ابرو خمدار تھا

آ لگی بات تو نہین لیتے تھے سبھی پیر و جوان ۔ گل جو دیوانہ ترا سودا سر بازار تھا

کب اُسے پڑتی تھی کل جون مرغ بسمل روز وشب	تیر مژگان جس کے سینے مین مع سوفار تھا
زلف کے چھٹتے ہی غل چارون طرف تھا مار مار	رخ نمک پرسے کی خاطر پہونچنا دشوار تھا
گل کسو نے جا کہا اُس سے کہ مستان مرگیا	رو دیا سن کر کہا افسوس کیا آزار تھا

غزل واحد علی

کر کے تنہا مجھے لے دوستو گلفام گیا	غم الم سونپ گیا طاقت و آرام گیا
کیا اُسے خط مین لکھون کیا مین زبانی بولون	قاصد ابتک نہ پھرا لیکے وہ پیغام گیا
وعدہ کر کر جو گیا شب کو نہ آیا ہرگز	انتظاری مین تری مجھکو صبح و شام گیا
کب خوش آتا ہے مجھے باغ و بہار گلشن	گل تو سب خار ہوے جسکا گل اندام گیا
جسم لاغر کو مرے دیکھ کے کہتے ہین طبیب	زندگی اُس کی کہان جسکا دل آرام گیا
مین نے دیکھا جو وہین رشک قمر کوٹھے پر	مین دوبارہ وہین فی الفور لب بام گیا
لذہ کھینچون ہون تصور مین شب و روز مدام	روتا ان چشمون کا ہرگز نہ صبح و شام گیا
ذکر واحد علی کر رب سے کہ لاٹے گا وہی	دام مین لیکے مجھے جو بت خود کام گیا

غزل متبسم

جھپک بتا کے مجھے دلربا نے لوٹ لیا	بچا نگہ سے تو شرم و حیا نے لوٹ لیا
ہزارون ہین صف مژگان تیر کے گھائل	مجھے تو ابرو کمان کی ادا نے لوٹ لیا
خدا کے واسطے کر رحم اسے بت سنگدل	ترے تو روز کے جور و جفا نے لوٹ لیا
نگاہ شوخ نے کئی خانمان کیے برباد	مجھے بھی کافر زلف دوتا نے لوٹ لیا
جہان مین جتنے ہین معشوق بے وفائی سے	یہ عاشقون کو تو یار و وفا نے لوٹ لیا
نہین ہے شکوہ رقیبون سے کچھ مجھے ہمدم	کہ دل لگاتے ہی اُس آشنا نے لوٹ لیا
روان تھا قافلہ اشکون کا جو مرے یارو	سو اس متبسم غارت ربا نے لوٹ لیا

غزل آصف

آہ جبتک مرے پہلو مین وہ دلدار نہ تھا | آہ کا بھونا مرا خالی از اسرار نہ تھا
رات کیا بات تھی بتلا تو مجھے اے ظالم | ایسا اقرار بھی کرنا تجھے درکار نہ تھا
کرکے وہ تیغ زنی مجھسے ہوا چین بجبین | یعنے مین قتل بھی کرنے کے سزاوار نہ تھا
کل جو دیکھا ترے بستر پہ وہ بیمار پڑا | آج بستر ہے فقط اور وہ بیمار نہ تھا
اس کے جانے سے تجھے موت نہ آئی آصف | ایسی رسوائی سے جینا تجھے درکار نہ تھا

غزل علی گوہر

کہو بلبل کو لیجائے چمن سے آشیان اپنا | پڑھے گر صد ہزار افسون نہو گا باغبان اپنا
اٹھا کر لے چلی بلبل چمن سے آشیان اپنا | کہا گل سے کہ لے اے بیوفا ہے یہ مکان اپنا
ہوئی جب باغ سے رخصت کہا رو رو کے قیمت | لکھا تھا یون کہ فصل گل مین چھوڑون آشیان اپنا
مرا جلا دیون چاہے تو جی اور جان سے حاضر ہون | ولیکن طوق قمری کی طرح کرکے نشان اپنا
مرا جلتا ہے جی اس بلبل بیکس کی غربت پر | کہ گل کے آسرے پر یون لٹا یا خانمان اپنا
چلی جب باغ سے بلبل لٹا کر خانمان اپنا | رہنا نچھوڑا ہائے بلبل نے چمن مین کچھ نشان اپنا
نہ تونے گل کیا اپنا نہ بلبل باغبان اپنا | چمن مین کس بھروسے پر بنایا آشیان اپنا
یہ حسرت رہگئی کس کس مزے سے زندگی کٹتی | اگر ہوتا چمن اپنا گل اپنا باغبان اپنا
الم کر اس طرح روئی کہ رسوا ہوگئی بلبل | ڈبایا ہائے آنکھون نے تمامی خانمان اپنا
اگر دل سے بتا رکھتا علی گوہر سے پیارے کو | وہ حکم شاہ رکھتا تھا تھا مہربان اپنا

غزل انشا

کیا خدا سے عشق کی مین رو نمائی مانگتا | مانگتا جو اس سے تو ساری خدائی مانگتا
برچھی لیکر آہ کی کہتا ہے یون دل چرخ سے | تم سے دل بد کر نہ کیون صاحب لڑائی مانگتا
اس سے خلوت کی ٹھہر جاتی تو مین اللہ سے | واسطے دو دن کے عرش کبریائی مانگتا

یون کہا رندون نے جھٹ پٹ شیخ کی پگڑی اتار | دو ٹرا ئی ہے یہ سر اُسکا بڑا ئی مانگتا
داورس کوئی جو ملجاتا تو افشا عشق سے | الاان مین بادشاہ سے دے دوہائی مانگتا

غزل قیس

علاج درد کا اپنے بہت کیا نہ گیا | طبیب نے مجھے کیا کیا نہ کچھ دیا نہ گیا
کیا جنون نے یہ کچھ میری طبع پر غلبہ | اگرچہ خون بھی فصاد سے لیا نہ گیا
بہاے پھوٹ کے خونناب چشم سے آخر | تری جدائی مین خون جگر پیا نہ گیا
ہماے چاک گریبان کا ناصحا تجھ سے | ہزار شکر کہ اک تار بھی سیا نہ گیا
وہ ذائقہ لب لیلا کے بوسے کا ہے قیس | مثال شیرین کی لذت کو تو چکھا نہ گیا

غزل سراج

قد ترا سرو روان تھا مجھے معلوم نہ تھا | گلشن دل مین عیان تھا مجھے معلوم نہ تھا
دھوپ مین غم کے عبث جی کو جلایا افسوس | پیو کے سائے مین امان تھا مجھے معلوم نہ تھا
خاک تیرے قدم پاک کی اے نور نین | سرمۂ دیدۂ جان تھا مجھے معلوم نہ تھا
شب ہجران کے اندھیرے سے تپنگ آیا تھا | رخ ترا نور فشان تھا مجھے معلوم نہ تھا
یار نے ابرو مژگان سے مجھے صید کیا | اُس کنے تیر و کمان تھا مجھے معلوم نہ تھا
سب جگت ڈھونڈھ پھرا پیو کو نپایا ہرگز | دل کے گوشے مین مکان تھا مجھے معلوم نہ تھا
روزہ داران جدائی کو خم ابروے یار | ماہ عید رمضان تھا مجھے معلوم نہ تھا
مین نے سمجھا تھا کہ اُس یار کو ہے نام و نشان | یار بے نام و نشان تھا مجھے معلوم نہ تھا
دل بیدل نے کہا تھا سو ہوا آج سراج | کیا بلا سیف زبان تھا مجھے معلوم نہ تھا

غزل تراب شیدا

ڈوب کر دل مین مرے تیر کا پیکان رہا | اوٹھانا ناز ار ترا مجھپہ یہ احسان رہا
نہ کسی دوست نے پوچھا نہ کسی دشمن نے | مدتون شہر مین اپنا ہی سرا اجے رہا

اے جنون ہاتھ سے تیرے تمہے صدقے جاؤن ۔ کوئی باقی نہ مرا تار گریبان رہا
بستر خاک ہے اور پیرہن عریانی ۔ بے رفو برسون مرا چاک گریبان رہا
آفرین ہے تری ہمت کو ترا اب شیدا ۔ عشق کافر کا کیا آپ مسلمان رہا

غزل نثار

اُسکے قدمون سے لگی رہتی ہے دن رات حنا ۔ خوب دنیا مین بسر کرتی ہے اوقات حنا
دسترس ہمکو نہین چلئے قدم تک پہونچے ۔ اُسکے ہاتھون سے لگے تو تری کیا بات حنا
غرض کچھ تو ہماری بھی قدمبوسی تک ۔ اُسکے قدمون سے لگے اب جو کسی رات حنا
تو بھی اسطرح سے لگے گا مری چھاتی سے کبھو ۔ شوخ جس طرح سے لگتی ہے ترے ہات حنا
ہم تو مایوس رہے اُسکی قدمبوسی سے ۔ جا کے قدمون سے لگی یار کے ہیہات حنا
فندقین یار کی مشاطہ لگا لے ہین نثار ۔ گل مہندی پہ نہ لاوے کبھی آفات حنا

غزل نظیر

نظر پڑا اک بت پریوش نرالی سج دھج نئی ادا کا ۔ جو عمر دیکھو تو دس برس کی پہ قہر آفت غضب بلا کا
جو شکل دیکھو تو بھولی بھولی جو باتین سنئے تو میٹھی میٹھی ۔ پہ دل وہ پتھر کہ سر پٹک دے جو نام لیجے کبھی وفا کا
جو گھر سے نکلے تو یہ قیامت کہ چلتے چلتے قدم قدم پر ۔ کسیکو ٹھوکر کسیکو جھڑکی کسیکو گالی نپٹ لڑاکا
یہ راہ چلنے مین چلبلاہٹ کہ دل کہین ہے نظر کہین ہے ۔ کہان کا اونچا کہان کا نیچا خیال کسکو قدم کی جا کا
[illegible] آنکھین وہ چنچلاہی کہ پھر پلک سے پلک نہ مارے ۔ نزل جو نچی کرے تو گویا کھلا سراپا چمن حیا کا
یہ چلبلاہٹ یہ چلبلاہٹ خبر نہ سر کی نہ تن کی سُدھ بُدھ ۔ جو چیرا کبھرا ابلا سے بکھرا نہ بند باندھا کبھو قبا کا
گلے لپٹنے مین یہ شتابی کہ شل بجلی کے اضطرابی ۔ کہین جو چمکا چمک چمک کر کہین جو لپکا تو جا چھپا کا
نہ وہ سنبھالا کسیکے سنبھلے نہ وہ منائے منے کسیکے ۔ جو قتل عاشق پہ کر کے مچلے تو غیر کا پھر نہ آشنا کا
نظیر بیچارہ سرک جا بدلے صورت چھپا کے منہ کو ۔ جو دیکھ لیویگا وہ ستمگر تو یار ہوگا ابھی جھڑاکا

غزل نیاز

یار کو ہمنے جا بجا دیکھا کہین ظاہر کہین چھپا دیکھا
کہین ہو باشاہ تخت نشین کہین کاسہ لیے گدا دیکھا
کہین بولا بلی وہ کہکے الست کہین وہ بندۂ خدا دیکھا
کہین واجب بنا کہین ممکن کہین فانی کہین بقا دیکھا
کہین زاہد بنا کہین عابد کہین رندون کا پیشوا دیکھا
کہین عاشق نیاز کی صورت سینہ بریان و دل جلا دیکھا

غزل سوز

محبت کو دام بلا جانتا تھا پھنسا مین تو اے دل یہ کیا جانتا تھا
چلا مجسے تو بھی جتا کر بھلا دل تجھے مین بڑا آشنا جانتا تھا
بڑی گرم جوشی سے تھا ہی مجھے ڈر کہ آخر کرے گا دغا جانتا تھا
دغا کھائی آخر دغا کھائی آخر مین کیا جانتا تھا مین کیا جانتا تھا
دلاسا تو دے سوز کو چلتے چلتے نگر تو جگر ہی جلا جانتا تھا

غزل ولی

تجھ لب کی صفت لعل بدخشان سے کہونگا جادو ہین تری نین غزالان سے کہونگا
دی حق نے تجھے بادشہی حسن نگر کی جا کشور ایران مین سلیمان سے کہونگا
مین جب سے دیکھا خواب ہے اے مایۂ خوبی اس خواب کو مین یوسف کنعان سے کہونگا
تعریف ترے قد کی الف دار اے ساجن جا سرو گلستان کو خوش الحان سے کہونگا
مجھپر نکر و ظلم تو اے لیلیٔ آفاق مجنون ہون تیرے غم کا بیابان سے کہونگا
بیتاب نہو شور سے تو اے ولی ہرگز اس درد کی دارو کبھی درمان سے کہونگا

غزل ملنگ شاہ

اسرار دو دل تجھپہ اظہار ہوگا ادھر سنز ل عشق بسیار ہوگا

ادھر ادھر تو جگر میرا ہے پارہ پارہ / ادھر مرہم وصل تیار ہوگا
وہ پن ہے تو چھوٹا جو رستہ ہے پار یک / یہ بندہ گنہگار کیا پار ہوگا
ملنگ شاہ سائین تو ہین جگ مین روشن / ادھر لعل و گوہر کا بازار ہوگا

غزل سودا

جب وہ گلشن کی طرف یار طرحدار جھکا / محو سب ہو کے چمن غنچہ و گلزار جھکا
نرگس مست تری آئین جو نکل در گلشن / گل مخمور جھکا بلبل بیمار جھکا
تل
کان کے نیچے جو نکلی ہے ترے سنبل زلف / جیسا پانی سے نکل مار طرحدار جھکا
شب مہتاب مین بیٹھا تھا جو وہ سیمین تن / قرص الماس پہ وہ چہرۂ بلدار جھکا
عرق آلودہ وہ بلور جبین اس کی دیکھ / لے ستارون کو زمین پر مہ انوار جھکا
بس شرابی کو ترے دیکھ کے میخانے مین / شیشہ پیالے پہ جھکا پیالے پہ وہ یار جھکا
شوخ اس سے مین تری کیا ہے بلا کی آتش / پیتے ہی مے کے ہوا مست وہ سرشار جھکا
تیر ناوک ترے مژگان کے لے ابرو کمان / ہدف دل پہ مرے جبکہ وہ سوفار جھکا
حسن کی تیرے جو دکان عجب ہے سودا / جو اسی جنس گران پر ہو خریدار جھکا

غزل اکرم

دم کو سمجھ غنیمت واقف ہو دم کی دم کا / یہ کون ہے دمیدہ دم مارتا ہے دم کا
قرآن مین لکھا ہے کل من علیہا فان / سیقے سو چیز کیا ہے جسکو ڈر عدم کا
جسکو پیا جو چاہے کہلاوے وہ سہاگن / پھر جستجو مین کیونکر دھرنا کھوج قدم کا
کہتے ہین لوگ سارے کچھ نین اٹھا سو کیا تھا / اوڑ فاختہ گیا ہے فہمیدہ فہم کا
کن سے ہوا ہے فیکون اس کن کا کون کن ہے / لکھنے کا تاب نہ لایا سینہ پھٹا قلم کا
ہے فاعل حقیقی ہر چیز کا وہی سب / کیونکر ہوا ہے جگ مین دوزخ بہشت وہم کا
اکرم تو عبد الحق کی رہ بندگی مین دائم / ہو دیگا دور تجھ سے پردہ جو ہے وہم کا

غزل اشفاق

دل مرا نور تجلی سے جو معمور ہوا — شعلہ جو آہ کا نکلا سو شرر طور ہوا
کیا خوشی رہتا تھا گلزار عدم مین آدم — آکے ہستی مین غم و درد سے رنجور ہوا
کبریا حق کے ہین ازبسکہ جہان مین معمور — جو کہ پیدا ہوا عالم مین سو مغرور ہوا
نحن اقرب جو کہا حق نے بیان کیا کیجئے — آپ کو بھول کے مین اس سے بہت دور ہوا
دم دیا حق نے نفخت کا تن آدم کو — جس سے یہ پارۂ گل جوہر پُر نور ہوا
چونکے جس وقت کہ ہم خواب عدم سے اشفاق — وہی موسٰی تھا وہی نور وہی طور ہوا

غزل شیدا

اجل کے کوچے مین تیرا گذار ہوویگا — ترا قرار بدار القرار ہوویگا
دھرینگے تجھکو جنازے مین تخت شاہی سے — اگر خزانہ و لشکر ہزار ہوویگا
لحد کے گوشے مین تجھکو زمین پہ سونا ہے — بدن ترا خورش مور و مار ہوویگا
نہ کر تو فخر یہان اپنی شہسواری کا — عمل سے پیادہ وہان شہسوار ہوویگا
اگرچہ باغ جہان مین تو مثل گل ہوگا — یہ تیری خاک پہ آخر کو خار ہوویگا
نڈر خدا سے تو ہوکر گناہ کرتا ہے — نجانون کیا ترا انجام کار ہوویگا
طمع کسی سے نہ کر اس جہان فانی مین — سوا عمل کے ترا کون یار ہوویگا
نہ کر کسی پہ ستم سوچ یہ کہ آخر مین — خدا ہی سے ترا دار و مدار ہوویگا
اگر چھپائے کسی طرح سے تو اپنا کیا — پر ایک دن کو وہ سب آشکار ہوویگا
ہراک حلال سے تیرے حساب لوینگے — ہراک حرام کا تیرے شمار ہوویگا
تو اپنے کوچ کی کچھ فکر کر یہان شیدا — کلام سعدی ترا یادگار ہوویگا

غزل معروف

آہ وہ کون تھا خدا مارا — جسنے اس سے مجھے لگا مارا

ایک سے ہے تو بھی بد بلا اے چشم — دل کو پھر زلف مین پھنسا مارا
کیا غضب تھی وہ جنبش ابرو — صاف جینے کہ نیچا مارا
مین جو بولا کہ سنگدل ہے تو — اُسنے پتھر سے مجھے ادھٹا مارا
بعد مدت ملے تھے کل اُسنے — آج لوگون نے پھیر لگا مارا
وصل کی شب بھی مین نہ سویا آہ — روز ہجران کے خوف کا مارا
پاکے مرضی کھلا جو باتون مین — یہ ہنسا یا کہ بس لٹا مارا
جنس صبر و خرد لیے معروف — ملک دل فوج غم لٹا مارا

غزل سلیمان

غم سے ہو کر برق وش کڑکا کڑک کر رہگیا — بس مرا سینے مین دل دھڑکا دھڑک کر رہگیا
بھنے جانا آپ آئے ہو جو کچھ کھڑکا ہوا — باد سے دیکھا تو در کھڑکا کھڑک کر رہگیا
توڑ کرنا گر تجھے منظور تھا تو کس لیے — تیغ کو میان سے سرکا سرک کر رہگیا
طائر دل کو ہوا کیا اس قفس کی قید سے — چھوڑ کر طفل چمن پھڑکا پھڑک کر رہگیا
اے سلیمان عشق کی آتش ہے مجھ دل مین پڑی — آگ کا شعلہ سا کچھ بھڑکا بھڑک کر رہگیا

غزل طور

کبھو وہ سرو قد آیا تو ہوتا — کوئی دم گور پر سایا تو ہوتا
ید بیضا کو ہوتا داغ حسرت — حنا کا چور دکھلایا تو ہوتا
رخ مصحف پہ قربان مین ہوا ہون — کوئی قرآن پڑھوایا تو ہوتا
گیا تنہا ترے کشتہ کا لاشہ — لحد تک اُس کو پہونچایا تو ہوتا
کھڑا ہون کب سے تیرے زیر دیوار — تو اپنے بام پر آیا تو ہوتا
غرور عاشقی ہے نعرہ بلبل — ہماری طرح گل کھایا تو ہوتا
غش آتا طور کو موسیٰ کے مانند — رخ پر نور دکھلایا تو ہوتا

غزل سکندر

کیا کمان ابرو نے اک تیر نظارا مارا
جھٹکے لگتے ہی جگر ہو گیا پارا پارا

کیا تجھے اور نہ تھا ستی کے جنگل مین شکار
مرغ دل تو نے جو صیاد ہمارا مارا

رات تنہائی مین آیا تھا تصور تیرا
ذکر تیرا ہی کیا آہ کا نعرہ مارا

ہمنے پھینکی تھی کلی اس کی طرف لالہ کی
اسنے شوخی سے ہمین پھول ہزارا مارا

غیر کیا چیز ہے محفل سے اٹھا دون پل مین
کیا کہون کہہ نہین سکتا مین تمھارا مارا

عشق بازی کیلئے ہمنے بچھائی چوسر
پانسا گرتے ہی گیا رنگ ہمارا مارا

ہیچ دنیا کے لئے کچھ نہ سکندر نے کیا
آپ کے روز جیا کس لیے دارا مارا

غزل نظیر

ہوئی صبح جب گھر سے وہ یار نکلا
کہا خلق نے رشک گلزار نکلا

کئی آگئے پیچ مین زلف کے وان
مری چشم سے جو گہربار نکلا

عجب پھیر قسمت کا ہے میری یارو
جسے یار سمجھا وہ اغیار نکلا

قضا تیری کا ذرا ادھر آگئی جو
بھلی لٹ پٹی باندھ دستار نکلا

نفا ہمسے شب کو صنم ہو سنے شین
مرہٹا کو لیکر وہ بازار نکلا

بہت چاہا دل بیچ دیجئے صنم کو
مرے دل کا وہ نا خریدار نکلا

صراحی سے ساقی نے مے جو پلائی
نظیر اسقدر ہو کے سرشار نکلا

غزل نسیم دہلوی

گر ہم نے دل صنم کو دیا پھر کسی کو کیا
اسلام چھوڑ کفر لیا پھر کسی کو کیا

ہمنے تو اپنا آپ گریبان کیا ہے چاک
آپ ہی سیا سیا نہ سیا پھر کسی کو کیا

اپنی تو زندگی یہان مثل حباب ہے
گو خضر لاکھ برس جیا پھر کسی کو کیا

آنکھیں تمھاری لال صنم کچھ نشہ پیا
آپ ہی پیا پیا نہ پیا پھر کسی کو کیا

دنیا مین ہمنے آکے بھلا یا برا نسیم — جو کچھ کیا سو ہمنے کیا پھر کسی کو کیا

غزل سوز

قضارا وہ قاتل ادھر آن نکلا — تو لینے کو اس کے مرا جان نکلا
کھڑا نعش پر ہو کے بولا کہ ہے ہے — یہ کشتہ تو کچھ جان پہچان نکلا
چھری لیکے مین بعد سینے کو چیرا — تو دل کی جگہ خشک پیکان نکلا
پٹک سر کہا ہائے مین نے کیا کیا — مین سمجھا تھا کچھ یہ مرا جان نکلا
کھڑے رہنے والون مگر سوز ہے یہ — بھلا اسکے دلکا تو ارمان نکلا
بھلا سوز ایسا تھا جسکی خاطر — یہ خورشید پھاڑے گریبان نکلا

غزل مست

آج دلبر کو خواب مین دیکھا — نور حق کا حجاب مین دیکھا
خود فنا ہوکے ذات مین ملنا — یہ تماشا حباب مین دیکھا
آپ کو سوخت غیر کو لذت — یہ مزا ہم کباب مین دیکھا
بیٹھکر سیر ملک کی کرنا — یہ تماشا کتاب مین دیکھا
اک پیالے مین مست ہو جانا — یہ تماشا شراب مین دیکھا

غزل منصور

نہ ملتا گر خون سے دل مرا مسرور کیون ہوتا — جو دیکھا حسن جانان کو تو پھر رنجور کیون ہوتا
خدا پیدا نکرتا جگ مین گر ذات محمد کو — تو یون معراج موسی کو یہ کوہ طور کیون ہوتا
لکھا تھا طوق لعنت کا پڑھا تھا سب فرشتون نے — اگر وہ جانتا شیطان تو پھر مغرور کیون ہوتا
خالق
نہ پڑتا پرتو حق کا اگر رخسار خوبان پر — تو پھر عاشق کی آنکھون مین حسن منظور کیون ہوتا
کیا دعوی انا الحق کا ہوا سردار عالم کا — اگر سولی پہ نہ چڑھتا تو وہ منصور کیون ہوتا

غزل سودا

مین دشمن جان ڈھونڈھ کے اپنا جو نکالا
لو حضرت دل سلمک اللہ تعالا

جب مست چمن سے ہو چلا گھر کو وہ لالا
غنچہ نے صراحی لی اُٹھا گل نے پیالا

کہتا ہے نگہ سے یہ ترا گوشۂ ابرو
دیکھے جو کوئی خون گرفتہ تو لگالا

مانگا جو مین دل کو تو کہا بس یہی اک دل
جتنے ہی تو چاہے مرے کوچے سے اُٹھالا

اے غنچہ سبب کیا ہے کہ آتے ہی چمن مین
گل پھاڑے ہے دامن تو نے بیچے کو سنبھالا

اِتنا ہے تو یوسف سے مشابہ کہ عدم سے
پردے مین چھپا اس کے تئین تجھکو نکالا

اِس آنکھ لڑانے سے یہ دل کیونکر بر آوے
لے تیغ ہے اس پاس نہ خنجر ہے نہ بھالا

فتنے ہی اُٹھانے سے ہوئی پشت فلک خم
ہرگز نہ کسی گرتے کو ظالم نے سنبھالا

سودا تجھے کہتا ہون نہ خوبون سے مل اتنا
تو اپنا غریب عاجز دل سمجھے وہ لالا

غزل

جب حسن ازل پردۂ امکان مین آیا
ہر رنگ بہر رنگ ہر اک شان مین آیا

حرمت سے ملائک نے جسے سجدہ کیا ہے
جس وقت کہ وہ صورت انسان مین آیا

گل ہے وہی سنبل ہے وہی نرگس حیران
اپنے ہی تماشے کو گلستان مین آیا

اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن
مذکور یہی آیت قرآن مین آیا

قانون وہی ساز وہی طبلہ وہی ہے
ہر تار مین بولا کہ ہر اک تان مین آیا

غزل عمر

عشق نے تیرے مجھکو دل کیا کیا ستم دکھا دیا
عیش و خوشی و زندگی سارا جہان بھلا دیا

موت سے آگے مر چکا نیکی بدی سے کیا غرض
ہستی سے لیکتا عدم جام بقا پلا دیا

ڈھونڈھون پھرون مین یار کو اپنی فکر مین چوطرف
آپ مین آپ ملگیا پردہ مین جو اُٹھا دیا

میرے سخن کو سمجھو تم اسمین نہین ہے کچھ غلط
آپ ہی خدا ہوا یہ دم جبکہ خودی مٹا دیا

عمر مین اپنے آپ مین آپ ہی سمجھ کے چپ رہا
جبکہ ملا وہ غیر سے ہنس کے مجھے رُلا دیا

غزل خورشید

مطرب سے کہ شروع کرے گانا بسنت کا فرخندہ ساقیا ہے یہ آنا بسنت کا
تیغ بہار چل گئی ملک خزان پہ جب بیٹھا ہے شاخسار پہ تھانہ بسنت کا
گل کھولے کان سنتا ہے دیتا ہے غنچہ تال گاتی ہے عندلیب ترانہ بسنت کا
خورشید سے لباس کیا تجھ بغیر زرد گرتا ہے جس سبب سے ترانہ بسنت کا

غزل حیدری

وہ چاند سا مکھڑا نام خدا وہ رنگ سنہرا صل علیٰ وہ گول بدن سانچے مین ڈھلا وہ ہیگا سراپا صل علیٰ
وہ گھونگھر والے بال سیہ وہ زلفین اسکی عین گرہ وہ سحر مجسم چشم نگہ وہ دیدہ چورا صل علیٰ
رگھی ہونٹھون پہ یون مسی کی دھڑی جیسے مین شام پڑی تھے دانت کہ جو موتی کی لڑی پر انکا چمکنا صل علیٰ
وہ ابھری ابھری سخت کچین جو دیکھے انکو ہاتھ ملے وہ بیٹھی جو رین رشک کرین نان کا نقشا صل علیٰ
گو ہرِبن مو ہو جاے زبان تو بھی نہو مجھسے اسکا بیان اے حیدری وہ محبوب جہان وہ دلبر رعنا صل علیٰ

غزل مومن خان

کسی کا ہوا آج کل تھا کسی کا نہ ہے تو کسی کا نہ ہوگا کسیکا
کیا تمنے قتل جہان اک نظر مین کسی نے نہ دیکھا تماشا کسیکا
نہ میری سنے وہ نہیں ناصحون کی نہین مانتا کوئی کہنا کسیکا
مجھے مار ڈالا ہے انکار نے پھر یہ کہنا کہ کیا مجھپہ دعوا کسیکا
جو پھر جاے اس بیوفا سے تو جانون کہ دلبر نہین زور چلتا کسیکا
صبا نکہت یار لائی کہان سے اسے دخل کیا گو نہین ہو لگا کسیکا
وہ کرتے ہین بیباک عاشق کشی یون نہین کوئی دنیا مین گویا کسیکا
دم الحذر اور عشق بتان سے مجھے ڈر ہے اے مومن ایسا کسیکا

غزل شاہ ظفر شاہ دہلی

کسی نے اُسکو سمجھایا تو ہوتا
کوئی یان تک اُسے لایا تو ہوتا

مزہ رکھتا ہے زخم خنجر عشق
کبھی اُسے بوالہوس کھایا تو ہوتا

نہ بھیجا سے لکھکے مجکو ایک پرچہ
ہمارے دل کو پرچایا تو ہوتا

کہا عیسیٰ نے تم کشتی کو تیرے
کچھ اب تک بھی نہ فرمایا تو ہوتا

نہ بولا ہمنے کھڑکایا بہت در
ذرا دربان کو کھڑکایا تو ہوتا

یہ نخل آہ ہوتا بید ہی کاش
نہ ہوتا گو ثمر سایا تو ہوتا

جو کچھ ہوتا سو ہوتا تونے تقدیر
وہان تک مجکو پہونچایا تو ہوتا

کیا کس جرم پہ تونے مجھے قتل
ذرا تو دل مین شرمایا تو ہوتا

کیا جیسا مریض عشق مجکو
عیادت کو کبھی آیا تو ہوتا

دل اُس کی زلف مین اُلجھا ہے کب سے
ظفر اک روز سلجھایا تو ہوتا

غزل دارا

سحاب پارۂ دامن سے ہے آبدیدون کا
نمود برق طپیدہ سے ہے دل طپیدون کا

چراغ صبح کے مانند کوئی دم کے ہین
بیان حال ہوا اب ان بلب رسیدون کا

جہان ہوئے ہین گل سُرخ خاک سے پیدا
اسی زمین مین ہے مدفن ترے شہیدون کا

اثر رکھے ہے یہ فریاد دردمندون کی
بُرا ہے صبر ستمگر ستم رسیدون کا

عجب شجر ہے ثمر جسکے پارۂ یاقوت
یہ رنگ دیکھیے مژگان خون چکیدون کا

کھلا کسی پہ نہ آسودگان خاک کا حال
ہجوم مہد زمین مین ہے آرمیدون کا

کوئی بھی ساتھ کسی کے گیا نہ اے دارا
عدم کو جاتا ہے کیا قافلہ جریدون کا

غزل خواجہ میر درد

جگ مین کوئی نہ ٹک ہنسا ہوگا
کہ نہ ہنستے ہی رو دیا ہوگا

اُسنے قصداً بھی میری باتون کو
نہ سُنا ہوگا گر سُنا ہوگا

دیکھئے غم سے اب کی جی میرا — نہ بچے گا بچے گا گیا ہوگا
دل زمانے کے ہاتھ سے سالم — کوئی ہوگا کہ رہ گیا ہوگا
حال مجھ غمزدے کا جس تس نے — جب سنا ہوگا رو دیا ہوگا
قتل سے میرے وہ جو باز رہا — کسی بدخواہ نے کہا ہوگا
دل بھی اے درد قطرہ خون تھا — آنسوؤن مین کہین گرا ہوگا

غزل میر تقی ملک الشعرا

اس عہد مین الہی محبت کو کیا ہوا — چھوڑا وفا کو اسنے مروت کو کیا ہوا
امیدوار وعدۂ دیدار مر چکے — آتے ہی آتے میر قیامت کو کیا ہوا
جاتا ہے یار تیغ بکف غیر کی طرف — اے کشتۂ ستم تری غیرت کو کیا ہوا
بخشش نے مجکو ابر کرم کے کیا خجل — اے چشم جوش اشک ندامت کو کیا ہوا
تھی صعب عاشقی کی بدایت ہی میر پر — کیا جانیے کہ حال نہایت کو کیا ہوا

غزل جرأت

جو دم لب پہ گھبرا کے آنے لگا — تو شاید مرا دل ٹھکانے لگا
نہ آنے کا جب مین ستانے لگا — وہ آئینہ مجھکو دکھلانے لگا
وہ دلبر کسی سے ہوا ہمکنار — کہ دل بر مین کچھ تلملانے لگا
کیا اسنے جو سیر دریا کا عزم — مین آنکھون سے دریا بہانے لگا
کہا طبع نے اور لکھ اک غزل — قلم جب مین جرأت اٹھانے لگا

ایضاً

اسے رحم جب مجھپہ آنے لگا — تو صحبت پہ گردون چڑانے لگا
کسی نے جو پوچھا تھا کس سے ہو — اشارے سے مجھکو بتانے لگا
مزاج آیا ہنسنے پہ تو غیر سے — لڑا آنکھ مجھکو لڑانے لگا
منانا پڑا اور الٹا مجھے — محبت جو مین آزمانے لگا

غرض دل کے لگجاتے ہی عشق آہ — عجائب تماشا دکھانے لگا
دیا اُسکے در پر جو جرأت نے جی — تو الحمد للہ ٹھکانے لگا

غزل ناسخ

ساتھ اپنے جو مجھے یار نے سونے نہ دیا — رات بھر مجھکو دل زار نے سونے نہ دیا
خواب ہی مین نظر آیا وہ شب ہجر کہین — سو مجھے حسرت دیدار نے سونے نہ دیا
خفتگی بخت کی کیا کہیے کہ جز خواب عدم — عمر بھر دیدہ بیدار نے سونے نہ دیا
رات بھر درد جدائی سے کراہا ایسا — کہ جہان کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا
یاد ہی زلف کی رہ رہ کے مجھے دلوائی — ہجر مین مجھکو شب تار نے سونے نہ دیا
یہی صیاد گلہ کرتا ہے میرا ہر صبح — نالۂ مرغ گرفتار نے سونے نہ دیا
سمجھے تھے بعد فنا پاوینگے راحت ناسخ — حشر تک عدۂ دیدار نے سونے نہ دیا

غزل لطیف

جو شبکو سویا تو مین نے یار جمال فخر عرب کو دیکھا — اُٹھایا پردہ کو عین جب تو عین نور رب کو دیکھا
عجب تھی احمد کی میم و شین صرف آدم صفی کی خاطر — وگرنہ نور احد مین ہیچ نہ کوئی حسب و نسب کو دیکھا
سرا سے تحت الثریٰ سے لیکر مقام محمود لامکان تک — مین اپنا رنگ دوئی جدا کر جمال احمد مین سبکو دیکھا
بیان شکر اسکا کیا رقم ہو شمار انعام کیا بہم ہو — کہ جسکے رحم و کرم کے اوپر کبھی نہ غالب غضب کو دیکھا
جہان عقبیٰ مین یا الٰہی ہمیشہ رویت سے مصطفیٰ کے — ہر ایک مومن کو ہو وسیلہ دوزی لطیف نے جو شبکو دیکھا

غزل افصح السودا ملک الشعرا

زخم کا دل کے تر و تازہ ہے انگور سدا — جاری رہتا ہے مری چشم سے ناسور سدا
جسکے ہم تیغ نگہ سے ہوے گھائل یارب — چشم زخم اس سے زمانے مین رہے دور سدا
ہے انھین شوق کسی دل کے لہو پینے کا — دیکھتا ہون تری آنکھون کو مین مخمور سدا
گو نہ دے شیشۂ گردون مئے گلرنگ تجھے — خون دل سے تو مرا جام ہے معمور سدا

یار کی دیکھے تجلی جو تو موسیٰ کی طرح
سنگ رہ سے ترے نکلے شررِ طور سدا

ایک شب آکوئی دلسوز نہ رد یا او سپہر
شمع بھی گور ہماری سے جلی دور سدا

دوستون سنتے ہو سودا کا خدا حافظ ہے
عشق کے ہاتھ سے رہتاہے یہ رنجور سدا

غزل ہدایت

دشت سے قیس گیا کوہ سے فرہاد گیا
کارخانہ ہی سبھی عشق کا برباد گیا

چشم الفت تھی مجھے تجھسے تو اے طفل سرشک
ہاے دنیاسے تو لڑکے یونہین ناشاد گیا

یادکر سبزۂ خط اشک جگر سے نکلا
روٹھکر گھر سے یہ لڑکا خضر آباد گیا

یہ ہدایت سے بنا ریختہ کی رکھی قائم
حیف صد حیف کہ دنیا سے وہ استاد گیا

غزل انشا

اے عشق جلوہ گر ہے تجھ مین ہی ذات مولا
والسابحات سبحا فالسابقات سبقا

تمنے سکھادیا کیا جبریل کو نہ جانے
چھٹا زیر سدرہ اسنے جو بستر اجایا

جو شخص جیسا ہو خدمت مین یان تمہاری
کیونکر نہ پھر وہ دیکھے لاہوت کا تماشا

فرمادین آپ جو کچھ حقا وہی ہے سچ ہے
اے میرے پیر و مرشد ہان بادشاہ دانا

گر حکم ہو تو سائین سلفے کا دم لگاکر
ٹھکاون اور رکھی مین سبزی کا ایک کونڈا

ہے یاد مین تمہاری بیٹھا ہوا مراقب
چہارم فلک پہ عیسیٰ کھینچے ہوے ادکا

کرو بیان تمھین سب کیون پیشوا نہ سمجھین
روح القدس ہے ادنیٰ ایک بالکا تمھارا

سبزہ اگر چڑھانا منظور صبحدم ہو
تو لیجیے برگ کوئی والناشطات نشطا

استانہ بھگے پھر بے تشریف لائیے بھی
حضرت سلامت انشا ہے آپکا یہ چیلا

غزل ذوق

بعد مردن بھی خیالِ چشم فتان ہی رہا
سبزہ تربت مرا وقفِ غزالان ہی رہا

مین ہمیشہ عاشق پیچیدہ مویان ہی رہا
خاک پر روئیدہ میری عشق پیچان ہی رہا

بندھ سکا ہمسے نہ مضمون اُس دہان تنگ کا
ہاتھ اپنا فکر مین زیر زنخدان ہی رہا

جاہل منکر نہ آئے معجزے سے راہ پر
جہل سے بو جہل اپنے نامسلمان ہی رہا

پاؤن کب نکلا رکاب حلقۂ زنجیر سے
توسن وحشت ہمارا گرم جولان ہی رہا

کب لباس دنیوی مین چھپتے ہین روشن ضمیر
جامۂ فانوس مین بھی شعلہ عریان ہی رہا

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز
کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

حلقۂ گیسو مین دیکھی کسکے رخسارے کی تاب
شب مہ ہالہ نشین سر در گریبان ہی رہا

مدتون دل اور پیکان دونون سینے مین رہے
آخرش دل بہ گیا خون ہوکے پیکان ہی رہا

سبکو دیکھا اس سے اور اسکو نہ دیکھا جون نگاہ
وہ رہا آنکھوں مین اور آنکھون سے پنہان ہی رہا

دین و ایمان ڈھونڈھتا ہے ذوق کیا اس وقت مین
اب نہ کچھ دین ہی رہا باقی نہ ایمان ہی رہا

غزل سوز

یہ تیرا عشق کب کا آشنا تھا
کہان کا جان کو میری دھرا تھا

وہ ساعت کونسی تھی یا الٰہی
کہ جس ساعت دو چار اس سے ہوا تھا

مین کاش اُس وقت آنکھیں موند لیتا
کہ میرا دیکھنا مجھپر بلا تھا

مین اپنے ہاتھ اپنے دل کو کھویا
خداوندا مین کیون عاشق ہوا تھا

دلا کیا آن تھی اللہ اللہ
کہ جس غمزے سے چھاتی پر چڑھا تھا

وہ مجکو ذبح کرتا تھا خوشی سے
مین اُسکی تیز دستی تک رہا تھا

نہ تھا اس وقت جز اللہ کوئی
ولے یہ سوز پہلو مین کھڑا تھا

غزل حضرت عشق

یہ کیا غضب ہے یہ کیا ستم ہے کہ ہائے اب تک نہ یار آیا
اُدھر وہ ساقی شراب لایا اُدھر وہ ابر بہار آیا

مین اسکی تیغ نگہ کی برش کو کیا کرون مین بیان تمسے
کہ ایک پل مین ہزار ہمسے ستم رسیدہ وہ مار آیا

کسو کو چٹکی کسو کو گالی کسو کو غصہ ہوا ربیٹھا
غضب ہوا جب اسکو یارو نشے کا اپنے خمار آیا

خدا سے ڈر ٹک مجھے بتا دے کیسے کریگا تو قتل ظالم
جو آج باندھے کٹار آیا جو آج باندھے کٹار آیا

تری محبت میں آٹھ پہر ہم لہو ہی رویا کیے پر اکدم
ہمارے رونے پہ تجھکو ظالم نہ رحم آیا نہ پیار آیا

میں دین و ایمان جان و دل کو کرونگا یار و تصدق اسپر
اگر وہ رشک بہار آیا اگر وہ رشک بہار آیا

غزل پڑھ مومن اب عشق ایسی ہر ایک مصرع ہو جسکا موزون
کہ اس غزل میں تو طبع اپنی سے کر میں دار و مدار آیا

غزل مومن خان

میں نے تمکو دل دیا تمنے مجھے رسوا کیا
میں نے تمسے کیا کیا اور تمنے مجھسے کیا کیا

کشتۂ ناز بتان روز ازل سے ہون مجھے
جان کھونے کے لئے اللہ نے پیدا کیا

روز کہتا تھا کہیں مرتا نہیں ہم مر گئے
ابتو خوش ہو بے وفا تیرا ہی سے کہنا کیا

سر سے شعلے اٹھتے ہیں آنکھوں سے دریا جاری ہے
شمع سے یہ کسنے ذکر اوس محفل آرا کا کیا

رو دیئے کیا بخت خفتہ کو کہ آدھی رات سے
میں یہان رویا کیا اور وہ وہان رویا کیا

آتش الفت بجھا دی داغہائے رشک نے
مدعی کی گرمی صحبت نے جی ٹھنڈا کیا

آنکھ عاشق کی کوئی پھرتی ہے اے وعدہ خلاف
دیکھیئے میں مرتے مرتے سوئے در دیکھا کیا

دہر میں اے بے وفا میری وفا کی دھوم ہے
بوالہوس سے کیا کہوں تھا راز جو افشا کیا

کیا خلش تھی رات دل میں آرزوئے قتل کی
ناخن شمشیر سے میں سینہ کھجلایا کیا

کیا خجل ہوں اب علاج بیقراری کیا کروں
دھر دیا ہاتھ اسنے دل پر بھی تو دل دھڑکا کیا

غرض ایمان سے ضد اس غارتگر دین کو پڑی
تجھکو اے مومن خدا سمجھے یہ تو نے کیا کیا

غزل ذوقی شاہ

نگر سے ناقۂ لیلی کو لے جب ساربان نکلا
لواح عشق سے مجنون کے غم کا کاروان نکلا

یہ دل سے آہ گل سے رنگ بلبل سے فغان نکلا
چمن سے جمع ہو حسرت زدون کا کاروان نکلا

خبر کر دیجیو غماز خسرو سے کہ اے نادان
یہان فرہاد کا مرنا وہان شیرین کا جان نکلا

توانائی نہ اک ساعت نہ سیر ضعف ہستی کی
حباب آسا جو ہم سا ایک جسم ناتوان نکلا

عصا موسیٰ کا بس ہے صوفی و جال مذہب کو ۔ صنم خانہ سے مہدی ہادی صاحب زمان نکلا

غزل جرأت

غزیزو کیا کہون رونا ہین اپنی چشم گریان کا ۔ بہین کتنے ہی دریا گر نہ چھوڑون پاٹ دامان کا
جنون مین دیکھو رتبہ مرے حال پریشان کا ۔ قدمبوسی کو آیا چاک تا دامن گریبان کا
دل پر داغ کی حالت خرابی سے یہ پہونچی ہے ۔ نشان رہجائے جون باقی کسی اجڑے گلستان کا
نہ آیا اس فلک کو اور کچھ آیا تو یہ آیا ۔ گھٹانا وصل کی شب کا بڑھانا روز ہجران کا
تنگ آئے ہین ہم وحشی کہان دل کھولکر روئین ۔ کہ وحشت پر ہماری تنگ ہے عرصہ بیابان کا
ہوا وہ خوش تو اب لوگو نے اسکی یہ منادی کی ۔ نہ وان جائے کوئی یان کا نہ یان آوے کوئی وان کا
کیا اس عشق کی وحشت نے کیا دیوانہ جرأت کو ۔ عجب احوال دیکھا ہے نے کل اس خانہ ویران کا

غزل لطیف

شکر اللہ کا جسنے کہ مسلمان کیا ۔ دین احمد کا ہمین تابع فرمان کیا
کونسا شکر کرین ہم ترا اے رب شکور ۔ تو نے اُمت پہ محمد کی جو احسان کیا
غیر عیسیٰ نہ کوئی حادی انجیل ہوا ۔ تو نے ہر فرد کو یان حافظ قرآن کیا
گرچہ تھے خلقت عالم مین سگ و خوک و شغال ۔ مین نہ حیوان ہوا تو نے مجھے انسان کیا
جستجو رزق کی کرنا ہے عبث اے رازق ۔ جتنے مرزوق ہین تو اُنھین مہمان کیا
جب سے ننھے دانت ہمین آئے تب اے رازق ۔ خون مادر کے تئین قوت رگ جان کیا
بندگی پر نہین موقوف ترا لطف لطیف ۔ تو نے جب چاہا تو درویش کو سلطان کیا

غزل میر تقی

اے دوست کوئی مجھسا رسوا نہوا ہوگا ۔ دشمن کے بھی دشمن پر ایسا نہوا ہوگا
اب گور غریبان کی کر سیر کہ دنیا مین ۔ ان ظلم رسیدون پر کیا کیا نہوا ہوگا
آنکھون سے تری ہکو ہے چشم کہ اب ہووے ۔ جو فتنہ کہ دنیا مین برپا نہوا ہوگا

صد نشتر مژگان خوبان سے نہ نکلا خون
آگے تجھے میر ایسا سودا نہوا ہوگا

غزل ظفر

دیکھ مجھکو بت بے پیر نے منھ پھیر لیا
آج منھ سے مری تقدیر نے منھ پھیر لیا

عقل نے ہوش نے تقدیر نے منھ پھیر لیا
بس مری آہ سے تاثیر نے منھ پھیر لیا

مین تڑپا بھی دم قتل نہین اے قاتل
کیا سبب جو تری شمشیر نے منھ پھیر لیا

اسکا نقشہ جو مین چھاتی سے لگایا مین نے
مہ دخور سے فلک پیر نے منھ پھیر لیا

اے ظفر چہرۂ تابان صنم دیکھتے ہی
مہ دخور سے فلک پیر نے منھ پھیر لیا

غزل ذوق

وہ کون ہے جو مجھپہ تاسف نہین کرتا
پر میرا جگر دیکھ کہ مین اُف نہین کرتا

کیا قہر ہے وقفہ ہے ابھی آنے مین اُوسکے
اور دم مرا جانے مین توقف نہین کرتا

کچھ اور گمان گذرے نہ دل مین ترے قاتل
دم اس لیے مین سورۂ یوسف نہین کرتا

پڑھتا نہین خط غیر مرا دان کسی عنوان
جب تک کہ وہ مضمون مین تصرف نہین کرتا

دل فقر کی دولت سے مرا اتنا غنی ہے
دنیا کے زر و مال پہ مین تف نہین کرتا

تا دل نکرے صاف ہے صاف سے صوفی
کچھ سود و صفا علم تصوف نہین کرتا

اے ذوق تکلف مین ہے تکلیف سراسر
آرام مین ہے وہ جو تکلف نہین کرتا

غزل معروف

عشق کا سا کبھی آزار نہ دیکھا نہ سنا
اسکا جتنا کوئی بیمار نہ دیکھا نہ سنا

مجھکو جس بزم مین زنہار نہ دیکھا نہ سنا
ناچ اور راگ وہان یار نہ دیکھا نہ سنا

ہمنے مومین سے کبھی رد کلام واعظ
اسکے جز مصحف رخسار نہ دیکھا نہ سنا

عشق کی راہ مین نقش قدم و شور جرس
گاہ بہنے دو ہم رفتار نہ دیکھا نہ سنا

نرگس و گل نے اسی باغ جہان مین مجھسا
چشم اور گوش سے اے یار نہ دیکھا نہ سنا

چشم دار ہتی ہین اور گوش بر آواز قدم | عاشقون کو کبھی بیکار نہ دکھانہ سُنا
یہ غزل جسنے سُنی دیکھ کے بولا معروف | کہین اسمین نہین بیکار نہ دکھانہ سُنا

غزل رنگ

انس اور جن کی بھی خلقت سب جہان افسانہ تھا | کوئی تھا اُسوقت پر مین جب ترا دیوانہ تھا
ماسوی اللہ بن نتھا کچھ کام میری ذات کا | مین نتھا آئین وہ مجھ مین حق مرا ہی خانہ تھا
آنکھ لاگی آپ سے بدنام مجھ ناحق کرے | اسکی کیا تقصیر کہنا دل مرا بیگانہ تھا
جو کیا مجھ ساتھ میرے دل نے سو مین کیا کہون | کچھ کہا جاتا نہین دشمن مرا ہمخانہ تھا
مصرع سودا پہ شاید رنگ کیا بر جا ہوا | سنگ مین آتش نہ تھی جب شمع کا پروانہ تھا

غزل ممنون

تجھے نقش ہستی مٹا یا تو دیکھا | جو پردہ تھا حائل اوٹھایا تو دیکھا
یہ سب تیرے ہی حسن کا پرتوا ہے | نہ دیکھا تجھے تیرا سایا تو دیکھا
برا مانیے مت مرے دیکھنے سے | تمھین حق نے ایسا نبایا تو دیکھا
نہون کیونکہ ممنون پیر مغان کا | یہ عالم جو ساغر پلایا تو دیکھا

غزل انشا

اچھا جو خفا ہمسے ہو تم اے صنم اچھا | تو ہم بھی نہ بولین گے خدا کی قسم اچھا
گرمی نے کچھ آگ اور ہی سینے مین لگا دی | ہر طور غرض آپ سے ملنا ہی کم اچھا
اغیار سے کرتے ہو مرے سامنے باتین | مجھپر یہ لگے کرنے نیا تم ستم اچھا
مشغول کیا چاہیے اس دل کو کسی طور | لے لیوینگے ڈھونڈھ اور کوئی یار ہم اچھا
ہم معتکف خلوت بتخانہ ہین اے شیخ | جاتا ہے تو جا تو بھی طواف حرم اچھا
جو شخص مقیم رہ دلدار ہین زاہد | فردوس لگے آنکو نہ باغ ارم اچھا
کھکر گئے آتا ہون کوئی دم مین مین تم پاس | پھر دے چلے کل کی سی طرح مجکو دم اچھا

اس ہستی موہوم سے ہین تنگ ہون انشا — واللہ کہ اس سے مرا تب عدم اچھا

غزل حسن

وہ جب تک کہ زلفین سنوارا کیا — کھڑا آسپہ مین جان وارا کیا

ابھی دل کو لیکر گیا میرے آہ — وہ چلتا رہا مین پکارا کیا

قمار محبت مین بازی سدا — وہ جیتا کیا اور مین ہارا کیا

کیا قتل اور جان بخشی بھی کی — حسن اسنے احسان دوبارا کیا

غزل نظیر

گلزار ہے داغون سے یہان تن بدن اپنا — کچھ خوف خزان کا نہین رکھتا چمن اپنا

اشکون کے تسلسل نے چھپایا تن عریان — یہ آب روان کا ہے بنا پیرہن اپنا

کس طرح بنے ایسے سے انصاف تو ہے شرط — یہ وضع مری دیکھو وہ دیکھو چلن اپنا

انکار نہین آپ کے گھر چلنے سے مجھکو — مین چلنے کو موجود جو چھوڑو چلن اپنا

مسکن کا پتا خانہ بدوشون سے نہ پوچھو — جس جا پہ کہ بس کر رہے وہ ہی وطن اپنا

غزل میر

ہر گھڑی رہتا ہے مجھکو ڈر تری تلوار کا — روز ہوتا ہے تصدق جسپہ سر دو چار کا

ہاتھ بھی اسکو لگاتا ہے کوئی اب یا نصیب — دن بدن بدتر ہے احوال اس ترے بیمار کا

موتیون کا ہار تو پہنا کرے ہے تو سدا — دیکھیو ان آکر تماشا آنسوؤن کے تار کا

دیکھکر صورت مری حسرت زدہ ای دوستو — اک تحیر کا سا عالم ہے در و دیوار کا

اشک کے بدلے لہو آنکھون سے آتا ہے مری — روتے روتے حال ہے یہ دیدۂ خونبار کا

غزل انشا

ہے بندھا مینھ کے تار کا جھولا — کیون کٹے چھوٹے یار کا جھولا

ہوگی کس دن کو قطرہ افشانی — منتظر ہے بہار کا جھولا

گانہ اے مطرب آگے ہے مشتاق ۔ مینھ کا اور ملار کا جھولا
اے صبا باغ مین جھلایا کر ۔ تو مرے گلعذار کا جھولا
رونق افزا ہے عکس سے تیرے ۔ نہر اور آبشار کا جھولا
تیرے ہاتھون مین یہ کہین نہ گڑے ۔ رسنِ تاب دار کا جھولا
تجھ سے نازک کو چاہیئے کہ ہو ۔ صرف پھولون کے ہار کا جھولا
نکہت گل کے جھولنے کے لیئے ۔ ہے نسیم بہار کا جھولا
چاہیئے طفل اشک کو انشا ۔ مژۂ قطرہ بار کا جھولا

غزل حضرت عشق

لیا جو ایک مین بوسہ تو کیا اے یار ہوا ۔ خفا نہو ترے صدقے گیا نثار رہوا
جنون ضرور ہے اب سب مجھسے دست برای ۔ اگر ایک جیب رہا تھا سو تار تار رہوا
تمام قصۂ غم تجھکو مین سناون گا ۔ کبھو جو ٹک دل مہتاب کو قرار ہوا
ترے گلے سے تو رہتا لگا ہوا گل و ۔ سنے مجھے یہ غم ہے کہ پھولون کا کیون نہ ہار رہوا
اب ایک بوسے کے دینے پہ منہ بناتے ہو ۔ ادھر تو دیکھو وہ کیا رات کا قرار رہوا
ہمارے سینے پہ داغون سے ہے وہ گلکاری ۔ کہ داغ داغ جسے دیکھ لالہ زار ہوا
مین تیرے عشق مین صبر و قرار کھو بیٹھا ۔ ہزار حیف تو جسپر نہ دوستدار رہوا

غزل عاجز

سجن کا آنا	......	سجن کا جانا	سجن کا رونا	......	سجن کا ہنسنا
بہار گلشن	......	اپنٹ بناوٹ	غضب خدا کا	......	کلی کا کھلنا
سجن کی انکھین	......	سجن کی پلکین	سجن کی زلفین	......	سجن کی باتین
سدا ہین کیفی	......	سدا ہین برچھی	سدا ہین خونی	......	سدا ہین برچھا
تری کمر کو	......	ترے دہن کو	ترے لبون کو	......	ترے سخن کو

وہم سا سمجھا	......	عدم ہو دیکھا	عیقق پایا	......	مین خوب سمجھا
سخنوروں مین	......	قلندروں مین	مدبروں مین	......	جنونیوں مین
مین ہون سخنور	......	مین ہون قلندر	مین ہون سیانہ	......	مین ہون دیوانا
مری رباعی	......	مرا مخمس	مرا تخلص	......	خیال ہیرا
ہے رنج سکون	......	ہے غم کا پنجہ	ہے زور عاجزہ	......	ہے نقش دریا

غزل اثیم

پھر ہمارے آہ و نالہ مین اثر پیدا ہوا ... پھر نہال سرو سے گویا ثمر پیدا ہوا

پھر کسی کے کان کے موتی ہمین یاد آگئے ... پھر ہمارا اشک مانند گہر پیدا ہوا

بن کے اختر آسمان پر جلوہ آرا ہو گیا ... سینۂ سوزان سے میرے جو شرر پیدا ہوا

ہوگا مائل دل کسی کی صندلی پوشاک پر ... بے طرح پھر ان دنون کچھ درد سر پیدا ہوا

بے پری مین بھاگتا تھا دیکھ کر صیاد کو ... طائر دل پھنس گیا جب بال و پر پیدا ہوا

پھر در دندان کا ان آنکھون مین عکس آنے لگا ... قطرہ اشکون سے پھر سلک گہر پیدا ہوا

سرو نے دعوی ترے قد سے کیا کیا پھل ملا ... گلشن ہستی مین آخر بے ثمر پیدا ہوا

کان لگنے کو اثیم اب اس در نایاب کے ... ان دنون پھر ایک رقیب بدگہر پیدا ہوا

غزل سودا

تجھ قید سے دل ہو کر آزاد بہت رویا ... لذت کو اسیری کی کر یاد بہت رویا

تصویر میری تجھ بن مانی نے جو کھینچی تھی ... انداز سمجھ اسکا بہزاد بہت رویا

نالے سے ترے بلبل نم چشم نہ کی گل کی ... فریاد مری سنکر صیاد بہت رویا

یان تک مری صورت سے ہے تشنہ لبی پیدا ... اس طرف جو ہو گذرا جلاد بہت رویا

جھڑ مین پڑی بہتی ہین جا دیکھ گلستان مین ... تجھ قد سے خجل ہو کر شمشاد بہت رویا

آئینہ جو پانی مین ہے غرق یہ کیا باعث ... تجھ سنگدل کے آگے فولاد بہت رویا

سودا سے مین یہ پوچھا دل مین بھی کسیکو دون | وہ کرکے بیان اپنی روداد بہت رویا

غزل احسان

کہیگی خاک تو پیغام اے صبا میرا | ہوا ہے یار مین دم ہی ہوا ہوا میرا
جو مر بھی جاؤن نہ کیجو مری وفات کا ذکر | وفا کے نام سے چڑھتا ہے بیوفا میرا
یہ غمزدون کو کھلایا تو کیا ہوا اے عشق | ذرا تو اور کہ پورا ہو ناشتا میرا
یہ سیل گریہ ہے ہرگز نہو گی پند سے بند | بکا جو ناصح تو دو گنا ہوا بکا میرا
جو بوسہ دیجے مزے کا مزہ بدل جاوے | کہ ان دنون مین بہت منہ ہے بیزا میرا
اندھیری رات کو مین روز عیش سمجھا تھا | چراغ تو نے جلایا تو دل بجھا میرا
کہین نہو خفگی تیرے دل مین فکر ہے یہ | کہ خود بخود ہے کچھ اسوقت جی خفا میرا
دوچند حسن ترا فرط خشم مین چمکا | بگڑ کے کام سن اے مہ سنور گیا میرا
نہ درد سر دو اسے تم مدام بے درد | دوا پذیر نہین درد بے دوا میرا
تمھاری زلف کا شامت زدہ یکو سودا ہے | بلا سے عشق مین دلنا کہان پھنسا میرا
نہ کیونکہ روؤن کہ ہے حال جانکنی مین آہ | رفیق میرا جگر میرا لا ڈلا میرا
کسی نے پوچھا کہ احسان غلام کسکا ہے | لبون پہ لا کے تبسم کو یہ کہا میرا

غزل تازہ از جوش

دیکھ وہ زلف پریشان مین پریشان ہوا | فرقت یار مین سرگشتہ و حیران ہوا
نہ ملا ناقہ اگرچہ دل مجنون میرا | بہت آوارہ بصحرا و بیابان ہوا
اک جھلک دیکھکے جانان کی ہوا غش مجکو | دل حیرت زدہ مژگان کا پیکان ہوا
سایۂ غیر دن کے وہ جاتا تھا جو کل پر سر راہ | مجھکو بس دیکھکے پہچان کے انجان ہوا
جوش کس کسطرح آتا ہے مرے دلمین خیال | بعد مدت کے جو اسباب وصل کا سامان ہوا

غزل خواجہ میر درد

دنیا مین کون کون نہ یکبار ہو گیا
پھر منھ کو اسطرف نہ کیا اُسنے جو گیا

پھرتی ہے میری خاک صبا در بدر لیے
اے چشم اشکبار یہ کیا تجھکو ہو گیا

آگاہ اس جہان مین نہین غیر بیخودان
جاگا وہی اُدھر سے جو مونہ آنکھ سو گیا

طوفان نوح نے تو ڈبائی زمین فقط
مین ننگ خلق ساری خدائی ڈبو گیا

برہم ہنو کہین گل و بلبل کی راستی
ڈرتا ہون آج باغ مین وہ تندخو گیا

واعظ کسے ڈراتا ہے یوم الحساب سے
گریان مرا تو نامۂ اعمال دھو گیا

پھوٹے گی اس زبان مین گل زار معرفت
یان مین زمین شعر مین یہ تخم بو گیا

آیا نہ اعتدال پہ ہرگز مزاج دہر
دے گرچہ گرم و سرد زمانا سمو گیا

اے درد جسکی آنکھ کھلی اس جہان مین
شبنم کی طرح جان کو اپنی وہ رو گیا

غزل ناسخ

سمجھکے خس مجھی کو جہان نے پاک کیا
ہزار طور کو اوسنے جلا کے خاک کیا

ہوئی جو صبح شب وصل جان ڈوب گئی
قضا نے چشمۂ خورشید کو ہلاک کیا

گلہ نہ یار کا باقی رہا نہ شکوۂ غیر
اجل نے خوب مرے مرحلے کو پاک کیا

عوض شراب کے انگور سے لہو ٹپکا
جو بعد مرگ مجھے دفن زیر خاک کیا

نہ خط جادہ سمجھ اسکو مین نے وحشت مین
برنگ جیب یہ دامان دشت چاک کیا

ترے جلانے کو اے سنگدل صنم ہمنے
اک اور صاعقہ مستور سے تپاک کیا

خبر کلال کو سرگشتگی کی تھی ناسخ
جو میری خاک سے تیار اسنے چاک کیا

غزل سودا

ٹوٹے تری نگہ سے اگر دل حباب کا
پانی بھی پھر پئیں تو مزہ ہے شراب کا

دوزخ مجھے قبول ہے اسے منکر و نکیر
لیکن نہین دماغ سوال و جواب کا

زاہد سبھی ہے نعمت حق جو ہے اکل و شرب
لیکن عجب مزہ ہے شراب و کباب کا

غافل غضب سے ہو کے کرم پر نہ رکھ نظر
پُر ہے شرار برق سے دامن سحاب کا

قطرہ گرا تھا جو کہ مرے اشک گرم سے
دریا مین ہے ہنوز پھپھولا حباب کا

اے برق کسطرح سے مین حیران ہون تجھے
نقشہ ہے ٹھیک دل کے مرے اضطراب کا

سودا نگاہ دیدۂ تحقیق کے حضور
جلوہ ہر ایک ذرّہ مین ہے آفتاب کا

غزل آتش

ہر حال مین ہے اپنے مرا یار دلفریب
گفتار دلفریب ہے رفتار دلفریب

مژگان کیطرح گرد ہون دیکھین اگر طبیب
آنکھ تو ہے وہ نرگس بیمار دلفریب

مژگان چشم یار کی تعریف کیا کرون
جا نکاہ جانخراش دل آزار دلفریب

انداز حسن یار مین ایک ایک خوشنما
رکھتا ہے ہر شگوفہ بہ گلزار دلفریب

مشتاق زخم کے ہین اے ترک کشتنی
ابرو سے تیر سے ہو تری تلوار دلفریب

دیوانے گرد رہتے ہین گھر مین ہین یار کے
چشم پری سے روزن دیوار دلفریب

دنیا مین آکے جی نہین جانے کو چاہتا
دل کش ہر اک کان ہے بازار دلفریب

سودا اے عشق کے لیے ہے خوش جمال شرط
یہ جنس چاہتی ہے خریدار دلفریب

عالم مین مجکو قاتل خوش رو کی ہے تلاش
جلاد ڈھونڈھتا ہے گنہگار دلفریب

دیوان حسن مین سے ہے اک بیت انتخاب
کیونکر نہو وہ ابروے خمدار دلفریب

اس گل نے گوش دل سے سنا اکدن حیف
آتش یہ کیسے ہین ترے اشعار دلفریب

غزل سودا

کھولی گرہ جو غنچہ کی تو نے تو کیا عجب
یہ دل کھلے جو تجھ سے تو ہو اے صبا عجب

گل داد عندلیب کو پہونچا تو کیا ہوا
فریاد کو مری ہے ترا پہونچنا عجب

اسلام چھوڑ ہمنے کیا کفر اختیار
تو بھی وہ بت نہ رام ہو الحذر عجب

بیگانہ وار آکے نہ پوچھا کبھی ہمین
تم بھی تو ہو کوئی مری جان آشنا عجب

ردیف با

کی سیر ملک ملک کی سودا نے بھی ولے
اے شیخ میکدے کی ہے آب و ہوا عجب

غزل سودا

ہالہ سینے سے کرے عزم سفر آخر شب
راہ رو چلنے پہ باندھے ہے کمر آخر شب

سانس ٹھنڈی کسی مایوس کی ہی ورنہ نسیم
کر سکے ہے ترے کوچے سے گذر آخر شب

مژدۂ وصل ترا یار مجھے یون پہونچا
جون مہ عید کے صائم کو خبر آخر شب

دوست ہر چند ہمارا ہے موذن لیکن
دشمن خواب ہے جون مرغ سحر آخر شب

اسقدر شیفتہ ہے شکل کا اپنی کہ سدا
آئینہ ہاتھ مین مشرق کو نظر آخر شب

انتہا عیش جہان کا جو تو دیکھا چاہے
بزم مستان پہ نظر غور سے کر آخر شب

صورت ماہ شب بیست و پنجم سودا
کچھ ڈھلا دور سے آیا وہ نظر آخر شب

غزل سوز

ہمارے پاس بھی گاہے نہ گاہے آئیے صاحب
نہین کچھ راہ ملنے کی مجھے بتلائیے صاحب

کسیکے لینے دینے مین نہین کونے مین بیٹھے ہین
تمھارا غم ستاتا ہے اُسے سمجھائیے صاحب

پڑے تھے دلکے پیچھے سو تو اُسکو لیچکے اب کیا
اگر یہ جان بھی درکار ہے لیجائیے صاحب

یہ لیچل جان بھی اللہ اکبر تم ہوئے رخصت
تمھارا کام پورا ہوچکا اب جائیے صاحب

قیامت تک رہیگی کہنے سننے کو وفا تیری
کھڑے رہکر بھلا اس سوز کو گڑوائیے صاحب

غزل تابان

مت کر فغان تو باغ مین زنہار عندلیب
صیاد ہو مبادا خبردار عندلیب

سیر چمن کو چھوڑ مرے گلبدن کو دیکھ
تو کس بلا مین ہیگی گرفتار عندلیب

آتا ہے رحم مجھکو کہ گلچین کے ہاتھ سے
تو کھینچتی ہے سخت یہ آزار عندلیب

تنہا تو ہی خراب نہین گلرخون کے ہاتھ
تابان بھی ہے اسیطرح سن خوار عندلیب

غزل نور

سکے ہے تو تو کسی کو صنم عجیب و غریب
دلے ہے تو بھی خدا کی قسم عجیب و غریب

ہلال عید مین ہے خم پہ غیرت خورشید
یہ تیغ سے ہے ترے ابرو کا خم عجیب و غریب

شفاے چشم مین ہو جس کو مہربانی عین
نہووے کیونکہ پھر اسکا ستم عجیب و غریب

بیاض کیون نہ چلے میرے سرونالے سے
مین نور سوز کرون ہون قم عجیب و غریب

غزل

دربان نے وان تو نیند رکھے پٹ تمام شب
یان سر تھا اور تھی تری چوکھٹ تمام شب

خانہ خراب جیسے ہے زلفون مین تیرے دل
روح اپنی گھٹ سے رہتی ہے پر گھٹ تمام شب

چھاتی پہ شل مار سیہ لوٹتی رہی
اُس زلف عنبرین کی وہ پھر لٹ تمام شب

محفل مین ڈر کے ضبط سے ساقی کے روبرو
آنسو پیا کیا جو مین غٹ غٹ تمام شب

قطرے تھے یا تھے ریزۂ الماس جس سے آہ
لخت جگر بہا کیے کٹ کٹ تمام شب

لگ لگنے بھی دیا نہ مجھے عزم وصل مین
پچلائیون سے اُسنے کہا ہٹ تمام شب

غزل میر تقی

کیسی مسجد کیسا میخانہ کہان کے شیخ و شاب
ایک گردش مین تری چشم سیہ کی سب خراب

تو کہان اُسکی کمر کید ھر نہ کر یون اضطراب
اے رگ گل دیکھیے کھاتی ہے جو تو پیچ و تاب

موندر کھنا چشم کا ہستی مین عین دید ہے
کچھ نظر آتا نہین جب آنکھ کھولے ہے حباب

تو ہو اور دنیا ہو ساقی ہے ہو اور ہستی مدام
پر بط صہبا نکالے اور چلے رنگ شراب

ہے ملامت تیرے باعث شور پر تجھسے نمک
ٹک تو رہ پیری چلی آتی ہے اے عہد شباب

یہ خرابی کب سے تھی شایان آہوے حرم
ذبح ہونا تیغ سے یا آگ سے ہونا کباب

کیا ہو رنگ رفتہ کیا قاصد ہو جس کو خط دیا
جز جواب صاف آے کب کوئی لایا جواب

ہوے اس چلنے پہ لے مستی دور چرخ مین
جام پر تو گردش آوے اور میخانہ خراب

خوب حرفے مین الف بے کے نہین پہچانتا
ہون مین ابجد خوان شناسائی کو مجھسے کیا حساب

مست ڈھلک مٹی گانسے تو اب اے اشک آبدار
مفت مین جاتی رہیگی تیری موتی کی سی آب

کچھ نہین بجز جہان کی موج پر مت بھول میر
دور سے دریا نظر آتا ہے لیکن ہے سراب

غزل سراج

یا الٰہی گر نظر آوے مرا محبوب خوب
ہوش کے لشکر کو گر آکر کرے مغلوب خوب

بلبل گلشن غزل خوان ہے فراق گل ستی
گر ملین آپسمین دونون طالب و مطلوب خوب

آرہ غم گر چلے سر پر مثال زکریا
یار کے جور و جفا پر صبر جون ایوب خوب

آزماتا ہون کہ درد سر ہے فکر دنیوی
سب سے بے پروا ہوا ہے عالم مجذوب خوب

دل کے سیپارے کو ہیکل کر رکھے ہین بر مین ہم
جد دل زخم و جفا سے ہے لئے اسلوب خوب

سبزہ خط خوشنما ہے تجھ لبون کے آس پاس
چونکہ پانی کے کنارے پر لگی ہے دوب خوب

یوسف مصری کب آویگا مرے پاس اے سراج
از سر نو ہووے نور دیدۂ یعقوب خوب

غزل فاضل

اس خوب رو کے آگے اگر آئے آفتاب
خجلت سے پھر زمین مین سما جائے آفتاب

گر وقت شام اس مہ تابان کو دیکھ لے
تا صبح پیچ و تاب پڑا کھائے آفتاب

(سلفے) اس شمع رو کے روبرو کب تاب لا سکے
سو سو طرح سے بن کے اگر آئے آفتاب

(روبرو) کب سرخ رو ہو سامنے اس سرخ رنگ کے
رنگ شفق ہزار سے لائے آفتاب

اس مہ جبین کے جلوہ پر نور کو اگر
ذرہ بھی دیکھ لیوے تو گھبرائے آفتاب

فاضل تو اسکی آتش ہجران مین جل بجھا
ڈرتا ہون اسطرح سے نہ جل جائے آفتاب

غزل آتش

روشنی اس گل کی کرجاتی ہے کار آفتاب
حسن سے پیدا ایکا ہے اعتبار آفتاب

سامنا اس مہ تمثین رخسار کا اندھیر ہے
رات بھر رکھتی ہین آنکھین انتظار آفتاب

ہجر کی شب مین زبس ہے اشتیاق روز وصل
ہم کیے رکھتے ہین آگے اختیار آفتاب

نقش کس دلمین نہین رخسار روشن کا ترے | کونسا گھر ہے نہین جس مین گذار آفتاب
منھ ملاتا ہے تمھارے چہرۂ پر نور سے | کیجیے اپنے کف پا کو دوچار آفتاب
حسن مخلوقات سے اشرف جمال اللہ رہے | بیحساب ان عارضون مین ہے شمار آفتاب
یہ دعا کرتے ہین اس رخ کو ترقی خواہ حسن | روشنی طور سے پر ور دگار آفتاب
کیف مے سے سرخ جو وہ چہرۂ روشن ہوا | ہم بہار باغ لوٹین ہم بہار آفتاب
خانۂ دل مین جگہ دیجیے جمال یار کو | دیکھیے برج شرف مین اقتدار آفتاب
دم فنا اس روے روشن کے نظارے نے کیا | طائر جان ہو گیا اپنا شکار آفتاب
روتے روتے پہلوے گل مین گذر جاتی ہے رات | یاد آتا ہے جو شبنم کو کنار آفتاب
پانون تیرے اسمین اے محبوب ہم دھویا کرین | ہاتھ آجائے جو طشت زر نگار آفتاب
صبح محشر کا ہے آنکھوں مین آنکھون کے اشتیاق | ہجر کی شب مین جو ہین امیدوار آفتاب
غور رہتے ہین تصور سے شب سرما مین گرم | روے روشن یار کا ہے یادگار آفتاب
مر گئے پر بھی نہ بھولے گا رخ زیبائے یار | ذرّے اپنے خاک کے ہونگے نثار آفتاب
دل جلا ہی گر سیون سے اسلیے بے یار اب | بھاگ جاؤن وان نہو جس جا گذار آفتاب
روے یار اپنی طرف سے پھرنے اے آتش نہین | ہو جو ہاتھ اپنے عنان اختیار آفتاب

غزل شادان

بہار آئی ہے اب دلمین ہے ہواے شراب | صنم کے ساتھ مزا ہے نہین سواے شراب
عجب مزا ہے کہ اسنے قبول کرکے لیا | جو اپنے ہاتھون سے آپ ہی ہین پلائے شراب
سبو سبو جو خدا چاہے ہے سو پیو مین گے | بہار عیش مین ساقی اگر لے آئے شراب
جو اسکے نشہ مین آتی ہے یاد دلبر کی | تو صاف کہتا ہے ساقی نہین بجائے شراب
کہان شراب حقیقی مین درد رہتی ہے | نہین ہے درد یہان دیکھ اب صفائے شراب
نہین سماتے ہین پھولے ہوے جو شادان ہم | گلاب پیتے ہین اس گل سے ہم بجاے شراب

غزل ناسخ

گر دہان تنگ تیرا دیکھ پائے عندلیب
غنچۂ گل سے چمن میں تنگ آئے عندلیب

گر ترے دست حنائی دیکھ پائے عندلیب
شاخ گل کو آہ سوزان سے جلائے عندلیب

پیرہن میں نے کیا پرزے تو پھر دیر گل
توڑ کر سب بال و پر اپنے اڑائے عندلیب

ذبح کر اس غیرت گلشن پہ مجکو وار کر
بس یہی صیاد سے ہے التجائے عندلیب

عاشقون کی قدر معشوقون سے ہوتی ہے سوا
دیکھ لو گل سے زیادہ ہے بہائے عندلیب

شمع کے شعلہ کو گر تشبیہ دون گلگیر سے
بزم میں گلگیر سے نکلے صدائے عندلیب

کب قفس میں صحن گلشن یاد آتا ہے اسے
عارض صیاد سے حاجت روائے عندلیب

جام مے لبریز ہین ساقی فقط مطرب نہین
گل کھلے ہین باغ مین خالی ہے جائے عندلیب

جائے گل دیکھون الٰہی منہ اُسی محبوب کا
ہے یہی ہر صبح گلشن مین دعائے عندلیب

نقش پا تیرا جو ہو اک گل ہو وے خوش خرام
ہر صدائے پائے رشک نغمہائے عندلیب

نالۂ موزون یہ کہتے ہین باآواز بلند
آج ہم باطل کرین گے دعوہائے عندلیب

موسم گل ہو چکا آئی خزان مرجائین گے
کھینچ گلشن مین شبیہ اپنی برائے عندلیب

بعد مردن اُڑتے پھرتے ہین چمن مین بال و پر
عشق گل مین دیکھ لے ناسخ وفائے عندلیب

غزل ذوق

پی بھی جا ذوق نہ کر پیش و پس جام شراب
لب پہ تو یہ ترے دل مین ہوس جام شراب

بازگشت اپنی ہے یون جانب قسام روان
جیسے ساقی طرب باز پس جام شراب

جوش مستی ہے عجب قافلہ جسمین کہ نہین
نہ شکست ایک صدائے جرس جام شراب

محتسب شعلۂ آواز سے جل جاؤن گا
گرچہ لوٹا دل آتش نفس جام شراب

رات میخانہ مین ساقی جو نشے مین بہکا
خس کے شیشے کو لگا کہنے خس جام شراب

مرغ دل نرگس میگون کے ہے مژگان مین اسیر
تازہ مضمون ہے جو باندھون نفس جام شراب

دل شکستہ ہو نہین وہ ٹوٹ کے ہو سو ٹکڑے
نام لکھدے جو کوئی میرا لیں جام شراب

ساقی اس دور مین کب آنکھ چرا سکتا ہے
رات بھر گشت کرے ہی عسس جام شراب

نوش دارو سے بھی بہتر ہے دم ذبح خمار
ساقیا شربت فریادرس جام شراب

لے خبر قافلۂ عیش گذر جاتا ہے
بیزبان سے ہے جو وہان جرس جام شراب

ابلقی چشم سیہ مست کو تیری دیکھے
ورنہ ابتک تو ترستا فرس جام شراب

نخل مینا سے خدا جانے کہ ساقی کسکو
پہلے پہونچا ہے ثمر پیش رس جام شراب

مجکو اس بوسۂ دندان نے کیا از بوسۂ لب
نقل نمکین مین دیے چند پس جام شراب

بادۂ صاف مین آیا ہے کہان سے تنکا
عکس مژگان ہی ترا ہے مین خس جام شراب

ذوق جلدی سے گلرنگ سے دے ساغر گل
لب نازک کو ہو اسکے ہوس جام شراب

غزل سلیمی

اے مہ رشک قمر ناز سے آنا کیا خوب
دل عشاق کو غمزے سے لبھانا کیا خوب

تو نے بیگانہ سمجھ مجھکو بٹھایا ہے دور
اپنی خلوت مین رقیبون کا بلانا کیا خوب

دام کاکل مین تو ہے طائر دل میرا اسیر
تسپہ اے رشک پری مجھکو ستانا کیا خوب

شکل پروانے کے اس دلکو جلاتا ہون سدا
شمع رو تیرے لیے جان کا جانا کیا خوب

چابنا پان کا مسی کی دھڑی پر آفت
لعل لب کھول کے دانتون کا دکھانا کیا خوب

ناگنی زلف کی جب مانگ نکالو ہو صنم
دل زخمی کا مرے شانہ بنانا کیا خوب

اس سلیمی کو صنم مہر و وفا سے ہر دم
رات دن اپنے چھپر کھٹ پہ سلانا کیا خوب

غزل ناسخ

ہے مری مستی کو عشق ساقی کوثر شراب
رات دن پیتا ہون مین بے شیشہ و ساغر شراب

ہے تصور کسکی چشم مست کا جو ان دنون
جاے اشک آنکھون سے جاری ہوتی ہے اکثر شراب

خون نظر آتا ہے صاف اسکے تن نازک سے یون
جس طرح مینا ے بلورین مین ہو احمر شراب

ہے دل مجروح کی اِس چشم میگون پر شفا ۔۔ کام مرہم کا کرے کیونکر نہ زخمون پر شراب

گرچہ ہون میکش تو اے زاہد نہ کر غیبت مری ۔۔ گوشت کھانے سے برادر کے یہی بہتر شراب

کانپتے ہین اہل عصیان وحشت تقدیر سے ۔۔ رعشہ دار انسان کو کر دیتی ہے اکثر شراب

گرمی خورشید محشر سے نہ کیجے تا گریز ۔۔ اِسلیے کرتا ہے واعظ مجھکو دامن تر شراب

لذّتِ عِشرت ہوئی بے تلخ کامی کب حصول ۔۔ ذائقہ مین دیکھ تو رکھتی ہے تلخی تر شراب

مے کشی سے زاہدون کو اس لیے انکار ہے ۔۔ تا نہ اِن بد طینتون کے کھول دے جوہر شراب

ہین جو عالی ہمت انکو میکشی سے شوق ہے ۔۔ آدمی کے عرش پروازی کو ہے شہپر شراب

ہون نجس ہر چند لیکن پاک کر دے گا وہی ۔۔ جسکی نزدیکی سے ناسخ ہوتی ہے اطہر شراب

غزل سودا

گرچہ ہون زیر فلک نالہ شبگیر نصیب ۔۔ پر اُسے کیا کرون یارو نہین تاثیر نصیب

جبتک اِسکو ہے تری زلف گرہگیر سے کام ۔۔ کس قدر یہ دل دیوانہ ہے زنجیر نصیب

ٹوٹے دلکو نہ بناتے مین کسی کو دیکھا ۔۔ ظاہرا دہر مین یہ گھر نہین تعمیر نصیب

جرم گو غیر کرے تو بھی معاتب ہون مین ۔۔ بیگنہ مجھسا کوئی دیکھا ہے تقدیر نصیب

کوئی تو کشتۂ ابرو ہے کوئی مژگان کا ۔۔ تیغ قسمت مین کسی کے ہے کوئی تیر نصیب

کیمیا خاک در شاہ نجف ہے سودا ۔۔ حق تعلےٰ کرے اس طرحکی اکسیر نصیب

غزل شاہ ظفر شاہ دہلی

کیا ہوا مجھسے کشیدہ ہی وہ گر آپ سے آپ ۔۔ کشش دل اسے کھینچیگی اِدھر آپ سے آپ

اس دل آزار کا کیا جانے ہے کیا خون مجھے ۔۔ دل دھڑکتا ہی مرا وو وو پھر آپ سے آپ

ہے ابھی رات کہان جاتے ہے اے ماہ لقا ۔۔ بول اُٹھا یہ یو نہین مرغ سحر آپ سے آپ

بخت برگشتہ جو ہو جایئن گے میرے سیدھے ۔۔ وہ چلے آئینگے سیدھے مرے گھر آپ سے آپ

گل بھی دیوانے ہین تیرے جو کہ آتے ہی بہار ۔۔ ٹکڑے کر ڈالتے ہین جیب و جگر آپ سے آپ

آتش شوق سے اوڑتا ہے برنگِ سیماب
لگ گئے ہین دل بیتاب کو پر آپ سے آپ

دل سے ہے راہ اگر دل کو تو ہو جاوے گی
بے خبر تجھ کو محبت کی خبر آپ سے آپ

دل کے آئینہ کو تو صاف تو کر دیکھ ذرا
اُسکی صورت تجھے آویگی نظر آپ سے آپ

جبکہ ہو جاویگا اُس زلف سے دل کا سودا
ہمیہ کھلجائیگا تب سود و ضرر آپ سے آپ

اے پری وش تری زلفین وہ بلا ہین جنکو
دیکھکر ہوتا ہے دیوانہ بشر آپ سے آپ

فکر و تدبیر سے کیا ہوگا کہ جو ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو قسمت سے ظفر آپ سے آپ

غزل ناسخ

تیرے کوچے مین کھڑا رہتا ہون مین اے یار چپ
رات دن جس شکل سے ہو صورتِ دیوار چپ

کاروان شہر خاموشان کے ہین رہبر خدنگ
اس لیے رہتے ہین اے قاتل لب سوفار چپ

قیمت اس شیرین زبانی سے بیان یوسف نے کی
رہگیا حیرت سے سارا مصر کا بازار چپ

فاش ہوتے ہین کمالِ عشق مین اسرار عشق
ہوش مستی مین نہین ممکن کہ ہو میخوار چپ

ہین یہ بت واللہ بہید روانکو ہے کسکا خیال
سمجھین صحت مرکے ہو جاوے اگر بیمار چپ

تیرے کوچے مین جو کرتا ہون فغان معذور ہون
کس طرح گلزار مین ہو بلبل گلزار چپ

ہے قیامت صحبت ارباب غفلت کا اثر
پاس سوتا ہے جو کوئی رہتے ہین بیدار چپ

خواب مین بھی یار کے شکوے کا گر آیا خیال
بول اُٹھا پاسِ ادب ہان اے لب اظہار چپ

روندنے والے نہ ہرگز درد سے ہون نعرہ زن
صبر سے گر پائمالی مین نہ ہو ہر خار چپ

خوش کلامی اسکی ہو جس بزم مین حیرت فزا
ہون دہن انسان کے مثل دہن دیوار چپ

کیون نہین دیتا کسی کو تو جواب اے سنگدل
سنکے جب آواز کو رہتے نہین کہسار چپ

لال ہوتی ہین زبانین ناسخ اپنے سامنے
بغض سے دشمن رہے ہین سب سنکے یہ اشعار چپ

غزل آتش

بل کھا سکے نہ صورت گیسوے یار سانپ
توڑے مروڑے اپنے بدن کو ہزار سانپ

احول کی آنکھ سے ہون مین سودائی دیکھتا
دو زلفین یار کی نظر آتی ہین چار سانپ

کیونکر نہ پھاڑ پھاڑ کے پھیکون مین پیرہن
سودائے زلف یار مین ہے تار تار سانپ

افشان چھڑک کے یار کی زلفِ سیاہ پر
دکھلا دیا وہ سنتے تھے جو مالدار سانپ

موذی بھی متفق اثر حسن سے ہوے
کرتے ہین گنج یار کے اوپر نثار سانپ

ہر عقدہ گانٹھ زہر کی موذی ہے بال بال
کاکل ہے ایک یار کی کالے ہزار سانپ

اس زلف مین ہے جیسے مرا داغدار دل
طاؤس کو سمجھتے ہین اپنا شکار سانپ

سودائے زلف مین ہے جو کچھ حال کیا کہون
رہتا ہے رات دن مرے سر پر سوار سانپ

روئے صبیح پر نہین لہرا رہی وہ زلف
بو پا کے یاسمین کی ہے بے اختیار سانپ

موذی کو چاہتا ہے سدا آسمان دون
اکثر بنایا کرتا ہے یہ بد شعار سانپ

آتش یہ شاعرون کا فقط اختراع ہے
رخسار گنج ہین نہ تو گیسوئے یار سانپ

غزل انشا

پھرا جو آنکھ مین اس زلف عنبرین کا سانپ
کہ موج اشک ہوا اپنی آستین کا سانپ

لٹ اُسکے بالون کی غصہ مین ٹک جبین پر تھی
یہ ایسا ہو ولیکا صحرائے ملک چین کا سانپ

کچوری چوٹی یہ کسکی تھی جسکے دھوکے مین
جگر کو کاٹ گیا شوخ یاسمین کا سانپ

مگر وہ زلف مددگار چشم تھی کہ مرے
ڈسے ہے دل نگہ سحر آفرین کا سانپ

عمامہ والے سے اے دل تو بچکے نکلا کر
کہ ہے یہ زاہد مکار راہ دین کا سانپ

شب فراق تو ایک ہی تھی اژدہا تمثال
کہ تھا خیال مین اس جعد عنبرین کا سانپ

صباح گنجِ زرین آفتاب کو دیکھے
کہا یہ مین نے یہ کا فر نہین زمین کا سانپ

نگل ہی لینے کو نکلا ہے غار مشرق سے
وہ پھین نکالے ہوئے چرخ چار مین کا سانپ

عصائے حضرت موسیٰ ہوا اپنی آہ انشا
کبھی کہین جو کرے میرے قصد کین کا سانپ

غزل آتش

دکھلاتی ہے رنگینیِ رخسار عجب روپ / رکھتا ہے ترے حسن کا گلزار عجب روپ

کہتا ہے گل و لالہ کوئی کوئی مہ و مہر / لایا ہے ترا جلوۂ دیدار عجب روپ

نظارۂ یوسف ہو زلیخا کو مبارک / بدلے ہوئے ہے مصر کا بازار عجب روپ

مشتاق نہ کیونکر ہون ترے دید کی آنکھین / دیکھا نہین سنتے ہین مگر یار عجب روپ

دلاون کی قیمت کا یقین آتا ہے کسکو / پاتے ہین ترا تیرے خریدار عجب روپ

اس رشک مسیحا کا جو کرتا ہے کوئی ذکر / ہوتا ہے مرا صورت بیمار عجب روپ

جب دیکھیئے کچھ اور ہی عالم ہے تمھارا / ہر بار عجب رنگ ہے ہر بار عجب روپ

چلتے ہو جو تم ناز سے اٹھکھیلی کی چالین / ہر گام دکھا دیتی ہے رفتار عجب روپ

کھلجا ئین تجھے معنی توحید اگر آتشؔ / پھر دیکھے تو دکھلائین گل و خار عجب روپ

غزل ناسخ

اس چمن مین ہین بے شمار درخت / پر کہان مثل قدّ یار درخت

وہ ترا سرو قد ہے بے سایہ / صدقے ہین لاکھ سایہ دار درخت

میرے سوز درون سے کیا نسبت / ہین ہون انسان اور چنار درخت

ہر روش پر ترے ہی مجرے کو / ہین کھڑے باندھکر قطار درخت

آنکھین بادام ہین زنخدان سیب / قد جانان ہے میوہ دار درخت

سرو و شمشاد و سدرہ و طوبےٰ / صدقے اس قد پہ ہین چار درخت

ہین وہ دیوانے جو ہین اہل متاع / سنگ کھاتے ہین باردار درخت

سوز دل سے زمین جلتی ہے / سبز کیا ہو سر مزار درخت

فندقی میوہ ہاتھ ہین شاخین / گل ہین رخسار قد یار درخت

لیک مجھ دل جلے کی تربت پر / سبزہ ہوگا نہ جز چنار درخت

ہون مین عاشق انار پستان کا / ہو نہ تربت پہ جز انار درخت

آدمی کیا کہ ترے فرمان سے
دوڑے آتے ہین لاکھ بار درخت

تا قیامت خلل نہین ناسخ
نخل غم کا ہے پائدار درخت

غزل شاہ نصیر

چلو اس کوچے ہین فوج اشک چشم تر سمیت
بادشاہ ملک تن ہے تو نکل لشکر سمیت

کیون نہ ہم شیشے کو پٹکین باغ مین ساغر سمیت
توڑتا گلچین ہے غنچے کو گل احمر سمیت

دیکھی آدھی رات کو مانگ اُسکی جب جھومر سمیت
کٹ گئی تب کہکشان دنبالہ دار اختر سمیت

چشم وہ کیا ہے کہ جسمین ایک بھی آنسو نہین
آبرو تب ہے صدف کی جبکہ ہو گوہر سمیت

قشقہ اُس بت کی جبین پر جون الف یارو نہین
دیکھ لو شق القمر انگشت پیغمبر سمیت

آنسوون کے بوجھ کی لائی نہ مژگان تاب آہ
عاقبت ٹوٹی رسن طفلان بازیگر سمیت

ابروے پُر خم کے پہلو مین بنا کاکل کا خال
اے قمر طلعت نکلتا ہے ہلال اختر سمیت

نان کے حلقہ سے بچ اِس بحر خوبی کے دلا
ڈوبتی کشتی ہے اس گرداب مین لنگر سمیت

حسن سے آگاہ گر مغرور خوبان ہو کیا
گاڑہی دیتا تھا آئینہ کو اسکندر سمیت

ہے نمود خط ترے رخسے اٹھا دے رخسے زلف
رات کو خوبی ہے لالہ کی مہ انور سمیت

گو ہین یار و پیر ہم پر عشق سے خالی نہین
رکھتے ہین خاکستر افسردہ کو اخگر سمیت

ذکر کسکی جامہ زیبی کا چمن مین لے صبا
کی جو سو ٹکڑے قبا ہر گل نے بالا بر سمیت

ہین خط پشت لب و لبر کے ہون لوسے پہ نوش
زہر ہے اسنے دیا یارو تو وان شکر سمیت

تونے کیون صیاد پھینکا لاشۂ بلبل کو آہ
واب دیتا تھا کہین گلشن ہین بال و پر سمیت

موج ہاے بحر کی ہو مشق بیتابی دو چند
گر نہاؤن تا بسینہ مین دل مضطر سمیت

ابروے پر چین پہ اُسکی دل نظر کر غور سے
دیکھتے ہین اصفہانی تیغ کو جوہر سمیت

حشر کو چاہین گے تجھسے خونبہاے دل صنم
ساتھ اپنے تجھکو لیکر تیغ اور خنجر سمیت

مہر ہاے داغ سے معمور ہے سینہ تمام
روبرو اللہ کے جائین گے ہم محضر سمیت

شوق اگر قلیان کشی کا ہے تو مہتابی پہ بیٹھ
لے مے سلطان خوبان شب کو کرو فر سمیت

پیچوان نیچہ ہے اِلرحقہ سیمین ہے ماہ
عقد پروین کی چلم گردون کی ہی اختر سمیت

ہے تپ ہجران نہ لکھ نسخے مین میرے اے طبیب
خرفہ و کشنیز و رب انار تر سمیت

یار کے خال و لب رنگِ مسی کا ہے خیال
تخم ریحان دے مجھے عناب و نیلوفر سمیت

ہمکو ترغیب طواف کعبہ مت کر زاہدا
زادِ رہ تو لیکے جا احرام کی چادر سمیت

ابرو و بینی سے اپنے رخ پہ دکھلاتا ہے یار
نقشۂ محراب بیت اللہ کو منبر سمیت

پان کی سرخی دکھا مت کر مسی سے لب سیاہ
لعل کو رکھتا ہے ہان کوئی بھی خاکستر سمیت

پڑھ یہ تبدیل قوافی اس زمین میں اے نصیر
دوسری بھی وہ غزل مضمون تازہ تر سمیت

غزل آتش

قامت سے دکھا یار تماشائے قیامت
ہو آج ہی ہونا ہے جو فردائے قیامت

دونون سے علاقہ نہ رہا چاہ کے تمکو
جنت کے نہ دوزخ کے ہوئے محوِ قیامت

واعظ سے تری جلوہ نمائی جو سنی ہے
دیدار کے بھوکون کو ہے صحرائے قیامت

اس مرحلہ مین خون جگر کھانا پڑے گا
بے دانہ و بے آب ہے سودائے قیامت

شاعر ہون یہی عرصۂ محشر مین کہون گا
کیا مصرعۂ برجستہ ہے بالائے قیامت

رحمت سے تری ڈر نہین ہرچند کہ ہووے
فردائے قیامت پس فردائے قیامت

کشتے تری خلخال کے آواز کے ہین ہم
ہمسے نہ سنا جائیگا غوغائے قیامت

دو گام جو محشر مین چلے تم روش ناز
پامال ہوئے فتنۂ صحرائے قیامت

اس قدر کشیدہ کا نہ مشتاق ہوا اے دل
اللہ نہ دکھلائے تماشائے قیامت

اے داغ جنون حشر کا خورشید ہے تو بھی
گرمی سے تری اٹھتی ہے ایذائے قیامت

آتش نہین بیچ رہنے کے تمکو بھی کریگا
صحبت مین شریک انجمن آرائے قیامت

غزل سودا

ہندو ہین بت پرست مسلمان خدا پرست — ہم پوجتے ہین اُسکو جو ہو آشنا پرست

اس دور مین گئی ہے مروت کی آنکھ پھوٹ — معدوم ہے جہان مین چشم حیا پرست

دیکھا ہے جب سے رنگ کفک تیرا پانو مین — آتش کو چھوڑ گبر ہوے ہین حنا پرست

چاہے کہ عکس دوست رہے تجھ مین جلوہ گر — آئینہ وار دل کو رکھ اپنے صفا پرست

آوارگی سے خوش ہون مین اتنا کہ بعد مرگ — ہر ذرہ میری خاک کا ہووے ہوا پرست

سودا سے شخص کے تئین آزردہ کیجئے — اے خود پرست حیف نہین تو وفا پرست

غزل میر

وصل دلبر نہ تاب ہوا قسمت — مرچکے ہجر مین بھی یا قسمت

ایک بوسے پہ بھی نہ صلح ہوئی — ہمنے دیکھی بہت لڑا قسمت

شیخ جنت تجھے مجھے دیدار — وان بھی ہر اک کی ہے جدا قسمت

پھول جن ہاتھون سے سبھونکو دیئے — زخم تیغ اُنسے اپنی تھا قسمت

کیا ازل مین بلا نہ لوگون کو — تھی ہماری بھی میر کیا قسمت

غزل آتش

مہندی سے لال لال ہے دست و پاے دوست — خون شہید ناز ہوا ہے حناے دوست

حصے مین دوستون کے ہین جور و جفاے دوست — دشمن خدا نخواستہ ہو خاکپاے دوست

دل کو ہوے ہین معنی توحید منکشف — آنکھون کو کچھ نظر نہین آتا سواے دوست

لاتین چلینگی سینے پہ اپنے شب وصال — کیا کیا نہ غل مچاینگے خلخال پاے دوست

کیا مال ہے ہزار کوئی مالدار ہو — ہم بھی ہین سائل در دولتسراے دوست

زندہ سنے تو مردہ ہو ہو جاے دم فنا — مردے کو زندہ کرتی ہے آواز پاے دوست

غزل سلیمی

نہ پیسے کیونکہ خزان رشک سے بہار پہ دانت — جو موتیا کے گلے دیکھے روے یار پہ دانت

نہین ہے خار مغیلان مزار مجنون پر — زمین نے کھوسے ہین لیلی کے خاکسار پہ دانت
پھڑک گیا وہین شب بے تکلفی کے سبب — لگے جو عالم مستی مین گلعذار پہ دانت
کہ بیوفائی قسمت سے خلق عالم کے — تمام عمر سے ہین جانب مزار پہ دانت
یہ بخت الٹ گئے اگر دن بھی کچھ اثر نہ ہوا — مین پیستا رہا رات اپنے تیرہ تار پہ دانت
مراد دل کی خدا پر ہے تو ملے ہی گی — ہے کوہ کن نے لگایا یہ کوہسار پہ دانت
شب وصال سلیمی کو جو نہ دیکھ سکے — الٰہی اُسکے لگین وصل اور پیار پہ دانت

ایضاً

یہ وہ فلک ہے کہ ہین لسکے ہر بہار پہ دانت — مدام پیستا رہتا ہے لالہ زار پہ دانت
فلک پہ چاندنی حسرت سے پیستی ہے سدا — ہمارے رشک قمر کے گلے کے ہار پہ دانت
شب وصال پڑا اسکی خدنگ آہ سے لگے — رکھے جو اپنے کوئی روز انتظار پہ دانت
غضب ہے ہر گھڑی جراح بیوفا ظالم — رکھے ہے نشتر سوزن کے دلفگار پہ دانت
الٰہی کیونکہ ہون بوس وکنار اُس بُت سے — رکھون ہون عمر سے جس شوخ کی بہار پہ دانت
مساس خون شہیدان سے شکل نشتر کی — یہ دیکھ لو جو نہ رکھے ہون تیغ یار پہ دانت
سحر کو اُفعی لالہ رقیب کا اسے جان — نکالتا ہے تری زلف تابدار پہ دانت
یہ وہ فلک ہے کہ حاسد ہے ہر مجسم کا — مدام کھولے ہی رہتا ہے لور ونار پہ دانت
سلیمی غم کی پیاپے پڑے ہے آہ ہمدم — ہمارے جان ودل وعجز وانکسار پہ دانت

غزل جرأت

بلائین ہاتھون نے میرے جولین تمہاری رات — بلائین ہاتھون کی لیتا رہا مین ساری رات
پڑے تڑپتے ہین بستر پہ آہین بھر بھر کے — جو یاد آتی ہے صورت پیاری پیاری رات
پلک نہ رات جھپکی تھی دل دھڑکتا تھا — تپیکی وعدے پہ حالت تھی یہ ہماری رات
اگرچہ دن بھی کٹے ہے بری طرح سے ولے — ترے مریض پہ لاتی ہے سخت خواری رات

سحر کو پارۂ بستر نظر پڑا نہ کہین — تڑپ تڑپ کے یہ کی ہمنے بیقراری رات
اب اسکے وعدے پہ یون روز و شب کٹے ہی ہین — قدم شماری ہے دنکو تو دم شماری رات
صدائے شب نہین ہو جبہ تیرے عاشق کی — کرے ہی حال زبون پر یہ آہ و زاری رات
ترے مریض پہ کیا جانے کیا ہوا تا صبح — کہ لوگ کرتے تھے گرد اُسکے اشکباری رات
الٰہی پہلے مرے تن سے جی روانہ ہو — گذرتا کہے نہ کوئی وصل کی سدھاری رات
جدا ہوے ہون جو اس لب سے لب تا دم صبح — میسر آئی ہے ایسی بھی لاکھ باری رات
یہ ہائے اب تو وہ صحبت نہین ہی خواب مین بھی — اسی خیال سے ہم جاگتے ہین ساری رات
شب فراق کہے کس طرحسے لے جرأت — یہ رات وہ ہی کہ کہتے ہین جسکو بھاری رات

غزل مسافر

ہائے کس سے کہون مین دلکی بات — روتے روتے کٹی ہی ساری رات
پر نہ رحم آیا بھی تجھے ہرچند — سنکے احوال کو مرے ہیہات
تجھ سے گالی وہ جھڑکیان کھائین — الغرض لے گیا بسر اوقات
کیا بھلا ہو گیا ترے دلکو — چھوڑ دی ہمسے تو نے رمز و نکات
نہ کبھی خط نہ گاہ پیغامے — کب تلک اسطرح ہمارے سات
اتو آ مجھ طرف ارے قاتل — جان جاتی ہی وقت ہے سکرات
ہر دو عالم سے کچھ نہین مطلب — بس مسافر کو ایک تیری ذات

غزل اختر

عجب اب کی آئی بہار بسنت — جدھر دیکھو ہے وان لنگار بسنت
نشے مین ہے سرمست آئی بسنت — کھلا اس سبب لالہ زار بسنت
پلا ہمکو ساقی کسنبتی صبوح — ہے آنکھون مین اب تک خمار بسنت
میان قطب دین کو مبارک ہو یہ — کہ اس سے ہی ہیگا وقار بسنت

تماشا بھلا دیکھ لے تو یہ اختر
کہاں ہم کہاں پھر بہار بسنت

غزل سودا

نگارسطرابرو یار بسم اللہ کی صورت
قدرعنا سراپا ہے الف اللہ کی صورت

زلف واللیل رخ والفجر نرگس چشمہ کوثر
نمایان ہے سواد خط کلام اللہ کی صورت

زلیخا کی نمط کر درد دل مین سورہ یوسف
جو تجھکو چاہ سے آکر لے دلخواہ کی صورت

ہے شکر الحمدللہ بعد مدت میر منزل نے
دکھائی رہ عشق کے صحرا مین ہمکو راہ کی صورت

الم نشرح ہوا عالم مین تیرا عشق اے سودا
نہ پنہان ہوسکے دریاے دلمین ماہ کی صورت

غزل سراج

اداے دل فریب سرو قامت
قیامت ہے قیامت ہے قیامت

نہ کرنا جی کو قربان تجھ قدم پر
ندامت ہے ندامت ہے ندامت

شہید خنجر الفت ہوا ہون
سلامت ہے سلامت ہے سلامت

جماعت مین پریرویون کے تجھکو
امامت ہے امامت ہے امامت

سراج اب عشق کی درپن کا صیقل
ملامت ہے ملامت ہے ملامت

غزل آتش

وصل کی شب نہین عاشق سے سزاوار لپیٹ
نیند کا حیلہ نہ کر منہ کو نہ اے یار لپیٹ

جان پڑتی ہے ہو جاتا ہے اک سودا سا
دلکو لیتے ہین ترے گیسوے خمدار لپیٹ

مثل گل تونے جو پہنی ہے قباے محبوب
لالہ کی طرح سے بھی لٹ پٹی دستار لپیٹ

قتل پر میرے اُٹھایا ہے جو بیڑا تونے
خوب کسکر کمر اے ترک جفاکار لپیٹ

داغ عشق آپ ہی کھا اُسکو نہ کھلوا اللہ
ساتھ اپنے بھی جگر کو نہ دل آزار لپیٹ

چاند سے منہ کو دکھا ابر سیہ سے زلفین
کبک و طاوس کو بھی اپنی طرف یار لپیٹ

بھیڑ سی بھیڑ رہا کرتی ہے دروازے پر
رہ نہیں سکتی ترے قصر کی دیوار لپیٹ

ردیف ٹائے ہندی

خط مشکین سے رخ یار کے منھ پر یہ کھلا
روز روشن کو بھی لیتی ہے شب تار لپیٹ

شان مریخ بھی دکھلا چکا قاتل مجکو
اے خوش اندام بس اب جامۂ گلنار لپیٹ

آمد آمد کی اطبا کی جو سنتے ہین خبر
منھ کو لیتے ہین کفن سے ترے بیمار لپیٹ

کافی ابرو کا اشارہ ہے بہت اے قاتل
خون ناحق مین مرے اپنی نہ تلوار لپیٹ

ابھی بازار جہان مین ہے تمنا آتش
جنس دل لے کوئی خوشرو سا خریدار لپیٹ

غزل میر

نپایا دل ہوا روز سیہ سے جسکا جالٹ پٹ
کسو کی زلف ڈھونڈھی مو بمو کا کل شب لٹ پٹ

تو کن نیندون پڑا سوتا تھا دروازیکو مونڈے شب
مین چوکھٹ پر تری کرتا رہا سرکو پٹک کھٹ پٹ

چوٹین لگتی ہین دلپر بلبلون کے باغبان تو جو
چمن مین توڑتا ہی ہر سحر کلیون کے تئین چٹ چٹ

ترے ہجران کی بیماری مین میر ناتوان کو شب
ہوا ہے خواب سونا آہ اس کروٹ سے اس کروٹ

غزل سلیمی

بوسے کا خیال آیا جو دلمین مرے جھٹ پٹ
تو آکے صبا نے لین بلا مین مری چٹ چٹ

ہنستے ہوئے بھولے سے کچون پر جو گرا ہاتھ
جھنجھلا کے لگا کہنے کہ چل دور ہو نٹ کھٹ

کل تیرے رقیبون نے جھڑک کر کہا مجھ سے
آنے سے لگی رہتی ہے ہر روز کی کھٹ کھٹ

ہر چند کہ مین عجز و تملق سے رجھایا
بولا ہمین بھاتی نہین یہ آپکی سٹ پٹ

کھینچا جو غم ہجر سلیمی نے بیک عمر
تو خوب ہوئی وصل کی شب یار سے لٹ پٹ

غزل انشا

آج کیا ٹھہریگی ہان یا کہ نہین منھ سے تو پھوٹ
ہو گی وہ بات وہان یا کہ نہین منھ سے تو پھوٹ

کوٹھے پر ٹھہرون مین یا آنکہ منڈیری سے ادھر
صحن مین پوڑھی سے یا اور کہین منھ سے تو پھوٹ

سر ہلانے سے بھروسا نہین پڑتا کس وقت
کس جگہ کب وہ کدھر یان کہ وہین منھ سے تو پھوٹ

لوگون کے چرچے کا انشا جو تجھے ڈر ہوتا
تیری کیون آنکھین بھلا پھوٹ ہین منھ سے تو پھوٹ

غزل آتش

دولت حسن کی بھی ہے کیا لوٹ
آنکھون کو پڑ گئی ہے لوٹا لوٹ

چل رہی ہے ولا ہواے بہار
لالہ پھولا ہے داغ سودا لوٹ

سامنے تیرے جو پڑے اے ترک
اسمین کعبہ ہو یا کلیسا لوٹ

چار دن ہے بہار اے بلبل
زر گل کا ہزار توڑا لوٹ

صف مژگان سے کہہ رہی ہے چشم
دل ملین جتنے بے تحاشا لوٹ

صرف للہ مال دنیا کر
مرد ہے کچھ تو بہر عقبا لوٹ

صاف دل ہو تو جلوہ گر ہو یار
آئینہ ہو تو ہو تماشا لوٹ

نعمت خوان حسن جو ملجاے
یہ سمجھے ہے من و سلوا لوٹ

کیا عجب جب وہ گیسوے سرہنگ
لین متاع دل احبا لوٹ

جانتے ہین کہ فوج جنگی سے
ہین سردار پھیر لیتا لوٹ

کام مردون کا ہے یہ اے آتش
رکھتی ہے جان کا بھی کھٹکا لوٹ

غزل سلیمی

پڑے جو کان مین میرے تری کہین آہٹ
تو فرش چشم نظر تک کرون زمین کو سمیٹ

ہمارے دل پہ جو کالی بلا سی لہراے
ڈسے نہ ناگن زلف اسکی کیون لپٹ اپٹ

دمیدہ سبزہ سے ہے رشک باغ چہرہ یار
وہ خط حسن سے جسکے رہے بہار لپیٹ

غم فراق مین کھاے جو ہم ہزارون داغ
ہوا ہے رشک بہار چمن جگر بھی چپیٹ

کوئی ہے قبلہ کوئی بت کے سامنے مسجود
بجاے کعبہ سلیمی کو بس تری چوکھٹ

غزل سلیمی

پینے لگے جب ہم سے تو حید غٹا غٹ
تب رمز معانی کے کھلے راز جھٹا جھٹ

کل دیکھ شب وصل مین رندون کی برائی
ٹکرانے لگے سر کو بھی چوکھٹ سے کھٹا کھٹ

جب تیغ نگہ تیری دے اسلام کو قوت — افواج مین کفار کے پڑجاے ہٹا ہٹ
دارا جو مین سر پر درنا یاب سخن کو — گردن مین لپٹ لینے لگے بوسے چٹا چٹ
طفلی ہی سے مکتب مین ترے دھیان مین اگر — کھاتا رہا آخون جی کے بید سٹا سٹ
ٹک دیکھ خزان مرگ کی غافل نہو ہشیار — جھڑتے ہین برو برگ شجر ترسے چٹا چٹ
دعوے سخن کا نہ ہو شاگرد سلیمی — اُستادون سے جو باندھے مضامین جھٹا جھٹ

غزل سودا

جسکے خط اترے تو اس سے دل لگانا ہی عبث — سیر کو وقت خزان گلشن مین جانا ہے عبث
ابر مین اے یار رہ سکتا ہے کتنا آفتاب — چہرے کو اندر نقاب ہمسے چھپانا ہے عبث
پوچھتے کیا ہو کہ شب کسطرح گذری مجھ بغیر — گذری سو گذری جو کچھ اسکا فسانہ ہے عبث
ناصحا داغ جگر جون شمع پہونچا تا قدم — جل چکا سب کچھ تب آتش کو بجھانا ہے عبث
غیرت اے سودا نہین ہے مقتضی اس بات کی — جی ہر دوری مین پھر اسکو منھ دکھانا ہے عبث

غزل تمنا

زلفون کا دام پھینکا ہے ہمپر عبث عبث — جل کھائے اتنے گیسو نے ہمپر عبث عبث
ہر طرح کرنا جھوٹی مری سچی بات کو — سوگند کھانا میری قسم پر عبث عبث
اصلاح پر مزاج نہین ہے خفا وہ شوخ — خط پر عبث عبث ہے قلم پر عبث عبث
پلکون کی آستین اسے کافی ہے شیخ تو — رکھتا ہے ہاتھ دیدۂ نم پر عبث عبث
اے اشک چشم یار کا شہرا نہ کر ذرا — بدنامی میرے شور و ستم پر عبث عبث
نقشہ گلی کا اسکی تمنا ہے دلپہ نقش — تہمت ہے صرف باغ ارم پر عبث عبث

غزل سلیمی

رات جانان نے کیا ہمسے یہ پیغام عبث — آئے کل رات مرے گھر مین سر شام عبث
فکر کرتا ہون اگر آغاز محبت مین کہ ہے — آخر الامر کو ہے عشق کا انجام عبث

تھو سے اُس بت پر فن کے بامید وصال … رات صہبا کے پیے ہمنے کئی جام عبث

بل گلشن کا یہی طور تھا کل گلشن مین … گالیان دیتا ہے بلبل کو گل اندام عبث

رات دن سر پہ سلیمی کے اے ظالم خونخوار … کھینچتا ہیگا سدا خنجر و صمصام عبث

غزل آتش

ردیف جیم عربی

نبینگے کسکا زیور چاند سورج … گڑھا کرتے ہین زرگر چاند سورج

چڑھین کیا تیرے منھ پر چاند سورج … جوان ہے تو مسمر چاند سورج

قسم ہے سر کی مجکو لے رخ یار … نہین تیرے برابر چاند سورج

جبین رکھتے ہین جب وہ دیکھتے ہین … سر اے یار کا در چاند سورج

وہ رخسارے جو ہوتے ہین مقابل … نکل جاتے ہین بچکر چاند سورج

چراغون مین جو تیرے راستے کے … رہین روشن نہ کیونکر چاند سورج

تمھارے روبرو ہوکر ہوئے ہین … سفید و زرد اکثر چاند سورج

وہ لگا نور کا ہے تو جو دیکھے … رہین حیران ہوکر چاند سورج

چڑھے میری طرحسے جو تپ عشق … ہلال آسا ہون لاغر چاند سورج

وہ بالون مین اگر رکھے نہ باندھے … اُڑین پیدا کرین پر چاند سورج

ہم اُس میخانے کے ہین مست آتش … کہ جسکے ہین دو ساغر چاند سورج

غزل شجاعت

نہین تجھسا ہے کوئی دلستان آج … غلام آسا ترے پیر و جوان آج

یہ قد سرو سہی پر چشم نرگس … ختم بس کر گیا ہے باغبان آج

بہار بوستان گلرو ہے بر مین … خزان چل چل جا یہان سے لے خزان آج

مصور کھینچ لے تصویر اسکی … کہ یکتا حسن مین ہے سو میان آج

دہین بولا ترش ہو چین جبین ہو … ہوئی دشوار تجھپر کب زبان آج

بڑی طوطی طبع باشندہ بستان	ذرا ہد جا تو اب شکر فشان آج
شجاعت کیا چلے اس جا دلیری	دلاور ہے وہی شوکت نشان آج

غزل حاتم

سرو کچھ دعوی کرے گر قامت دلبر سے آج	چیر ڈالے فاختہ آرہ بنا شہپر سے آج
خال دانہ زلف دام ابرو کمان مژگان ہی تیر	دل ہمارا سہم اب کھاتا ہی کار ابتر سے آج
زلف و چشم و خال و خط چارون ہین دشمن و لیکن	حق رکھے ایمان سلامت ایسے کفر و شر سے آج
ہاتھ مت کھینچ اے جنون تجھکو مرے سر کی قسم	ایک جب تک بھی رہے تار گریبان سر سے آج
رات دن جاری ہے عالم مین مرا فیض سخن	گو کہ ہون محتاج پر حاتم ہون اس جی ہر سے آج

غزل میر

حال برا ہے ہمکو تمسے اتنی غفلت کیا ہی آج	کوئی گھڑی تو پاس ہو یان پہر دن فرصت کیا ہی آج
سامنے ہی وہ آئینہ رو پر آنکھ نہین کھل سکتی ہی	دلتنگی سے رکے ہو دم کیا کہیے صورت کیا ہی آج
فرق و تیغ جٹے رہتے ہین جیسے دلکی لاگ لگی	اس ظالم بیرحم کی بیرے ایسی صحبت کیا ہے آج
شیشہ صراحی ساغر و مینا سب کل تک بھی حاضر تھے	توبے بادہ فروشان مین یہ میری حرمت کیا ہی آج
میر گھڑی یکساعت ہی ہین عیش لگے تم کرنے ہو	تاب نہین کیا ضعف سے دلین جی کی طاقت کیا ہی آج

غزل سراج

اپنا جمال مجھکو دکھانا رسول آج	عاجز کی التماس کو کرنا قبول آج
اے مہربان طبیب شتابی علاج کر	تیر مژہ کے درد سے ہے دلین حل آج
مرحم ترے وصال کا لازم ہے اے صنم	دل مین لگی ہی ہجر کی برچھی کی ہول آج
کیون آج بزم بلبل نالان خراب ہے	مرجھا رہا ہے صحن گلستان مین پھول آج
بیفکر ہون عذاب قیامت سے اے سراج	دین محمدی کو کیا ہے قبول آج

غزل ترقی

ردیف جیم فارسی

ہے عجب لذت شکار افگنی تیرون کے بیچ
جس کا چرچا ہو رہا ہے سارے نخچیرون کے بیچ

کل جو دیکھی شکل مجنون ہمنے تصویرون کے بیچ
ایک مشت استخوان تھے لاکھ زنجیرون کے بیچ

خون کے قطرون کا عالم تو مرے اشکون مین دیکھ
لعل کے ٹکڑے چمکتے ہین پڑے ہیرون کے بیچ

بلبلو تمکو مبارک ہو یہ گلگشت چمن ؛؛
لالہ و گل کا نہ کیجیو ذکر دلگیرون کے بیچ

آگے دل ہوتا تھا بیکل اسکا میری آہ سے
آگیا ہی فرق اب آہون کی تاثیرون کے بیچ

گر مرقع مین کھینچی ہو اس مسیحا کی شبیہ
جان پڑ جائے مصور ساری تصویرون کے بیچ

وہ خماری انکھڑیان بکھرے ہوئے بالو نین دیکھ
جسطرح دو مست جکڑے ہو وین زنجیرون کے بیچ

قاصد الکیا خط لکھون مین اسکو فرط شوق سے
قوت ہو جاتا ہے مطلب مجھسے تحریرون کے بیچ

گفتگوے یار کی کیا بات ہے کیا گھات سے
ساری محفل کو لگا لیتا ہے تقریرون کے بیچ

اور تو صورت ترقی کوئی بخشش کی نہین
ہان مگر باعث ہو یہ تقصیر تقصیرون کے بیچ

غزل سودا

سودا گرفتہ دل کو نہ لاؤ سخن کے بیچ
جون غنچہ سو زبان ہے اسکا دہن کے بیچ

پانی ہو بہ گئے مرے اعضا مین کی راہ
باقی ہے جون حباب نفس پیرہن کے بیچ

جن نے نہ دیکھی ہو شفق حسن کی بہار
آ کر ترے شہیدون کو دیکھے کفن کے بیچ

وہ خار سرخ رو نہین اہل جنون کے پاس
پابوس کو مرے جو نہ پہونچا ہو بن کے بیچ

کل رخصت بہار تھی شبنم صفت مین روز
رویا ہر ایک گل کے گلے لگ چمن کے بیچ

آتشکدہ مین دیکھ تو شعلہ ہے بے قرار
آرام دل جلون کو نہین ہی وطن کے بیچ

بعد از شباب ہون تری انکھیان زیادہ مست
ہوتی ہے زور کیف شراب کہن کے بیچ

سودا نے اپنے یار سے چاہا کہ کچھ کہے
ایسی کی اک نگاہ رہی من کی من کے بیچ

غزل انشا

بیگمان جاکے دریا کے بڑے پاٹ کو سوچ
بید حرک پانون نہ رکھ پہلے تو گھر گھاٹ کو سوچ

بہے جاتے ہین پہاڑ اسمین کہان تھل بیڑا
دھار تلوار سے بھی تیز ہے اس کاٹ کو سوچ

لے دوا یا نسے چلی جا تو بے یا تو ن ابھی
دیکھ کمبخت کھٹولے کو نہ کچھ کھاٹ کو سوچ

کاٹ کے ٹکڑے پہ کھینچا جو انھین تم لین
میرے کپڑون کی طرف دیکھ اور اس ٹاٹ کو سوچ

موتی نہین انھین آنکھون کی ترازو مین تول
ارے افشاں تو بنیو کی طرح باٹ کو سوچ

غزل آتش

بلا اس زلف پیچان کا ہے ہر پیچ
خم اندر خم ہے ہر مو پیچ در پیچ

الٰہی خیر کیجو کھا رہی ہے
ادھر وہ زلف ادھر نازک کمر پیچ

ہوئے ہین زلف پیچان سے بھی طرے
ترے دستار کے بید اور گرپیچ

نہو اس زلف پیچان کا جو سودا
سمجھ لے اپنی قسمت کا بشر پیچ

جدا خط عنبر داری سے لانا
نہ پڑنے پائے کچھ اے نامہ بر پیچ

تری زلفون کا دھوکا ہمکو دے گا
سراسر خم ہے سنبل سر بسر پیچ

نہین دم باز ہم ہمکو نہ دم دے
کرے جو پیچ اے یار اس سے کر پیچ

فراق یار سے کشتی پڑی ہے
پچھاڑا چل گیا آتش کا گر پیچ

غزل میر

عشق مین اے طبیب یہان ٹک سوچ
پائے جان در میان ہی یان ٹک سوچ

بے تامل ادا ئے کین مت کر
قتل مین میرے مہربان ٹک سوچ

سر بسر مست جہان سے جا غافل
پاؤن تیرا پڑے جہان ٹک سوچ

پھیل اتنا پڑا ہے کیون یان تو
یار اگلے گئے کہان ٹک سوچ

ہونٹھ اپنا ہلا نہ سمجھے بن
یعنے جب کھولے تو زبان ٹک سوچ

گل و رنگ بہار پردے ہین
ہر عیان مین ہے وہ نہان ٹک سوچ

فائدہ سر جھکے سے شیب مین میر
پیری سے آگے اے جوان ٹک سوچ

غزل حسرت

کل جو پہونچی تری آواز مرے کان کے بیچ — آ گئی سنتے ہی بس جان مری جان کے بیچ
سخت ہے خوف مجھے دل کا خدا خیر کرے — آگ بھڑکے ہے اسی سینۂ سوزان کے بیچ
یان تلک روئے ترے غم مین کہ روتے روتے — نام نم کا نرہا دیدۂ گریان کے بیچ
سارباں محمل لیلےٰ کو ادھر تک لے چل — خاک مجنون کی بھٹکتی ہے بیابان کے بیچ
رو رہا اک شاخ پہ کل بیٹھی ہوئی بلبل زار — حسرت اس شعر کو پڑھتی تھی گلستان کے بیچ
وا رے فصل خزان سیر نہ دیکھا گل کو — اور ہی رنگ ہوا باغ کا اک آن کے بیچ

غزل آتش

رہِ الفت مین نقدِ عمر کر خرچ — نہین ہر چند ممسک تجھکو در خرچ
کہان اب طاقت صبر و تحمل — یہ دولت ہو چکی ہے بیشتر خرچ
وہ کالے سانپ وہ گیسو ہین جنکے — تماشے مین ہوئے ہین گنج زر خرچ
نہین یہ بار گیسو سے لچکتی — نزاکت کرتی ہے انکی کمر خرچ
خدا دے دولت قارون تو کیجے — نہ حاتم نے کیا ہو اس قدر خرچ
وہی دیگا لب شیرین کا بوسہ — ممنون کرتا ہے جو رازق شکر خرچ
ہم اپنی نقد جان پر کھیلتے ہین — ترا ہوتا ہے کیا اے سیمبر خرچ
جنون عشق ہے غارت گر ہوش — کرے کیا عقلمندی یان بشر خرچ
رہا کرتی ہے فکر شعر گوئی — کیا کرتے ہین ہم خون جگر خرچ
چلے دنیا سے داغ عشق لیکر — یہی توشہ یہی بہر سفر خرچ
ملا جو آسکو سمجھے منّ و سلوا — توکل پر رہا شام و سحر خرچ
حسینون نے ہی آتش کو ہے لوٹا — رہا فرمایشون سے خرچ پر خرچ

غزل سودا

سیر چمن اک عمر جو کی ہمنے تو کیسا ہیچ — رنگین ہے جوانی کا گل اُسمین سو لیکن ہیچ
شیشے کو بھی توڑ دو تو نکلتی ہے اک آواز — عاشق کا یہ دل ہے کہ جو ٹوٹے تو صدا ہیچ
اسباب جہان دل نے کیا جب نظر انداز — پوچھا جو مین کیا دیکھے ہے دیوانہ کہا ہیچ
ناصح تو نہین چاشنی درد سے آگاہ — بے عشق بتان جینے کی لذت بخدا ہیچ
مانی نہ بنیدے گا کبھی نقش اُسکی کمر کا — فرسودہ نکر خامہ کو اب فائدہ کیا ہیچ
ہم شیخ کی سنتے تھے مریدون سے بزرگی — دیکھا جو انھین جاکے تو عمامہ سوا ہیچ
سودا سے کہا مین جو ترے شعر کو سنکر ق — جو دیکھا تجھے آکے تو ہے بے سر و پا ہیچ
بولا کہ تجھے یاد ہے وہ مصرعۂ بیدل — عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ

غزل آتش

بہار آئی چمن مین چلی ہوائے قدح — پڑھے وہ مست جسے یاد ہو دعائے قدح
دکھا رہا ہے عجب آئینہ صفائے قدح — سرور اسے ہے جو ہے صورت آشنائے قدح
زمانے مین کوئی مجھسا نہین ہے دریا نوش — حباب دار ہے سر مین بھری ہوائے قدح
شراب خوار کرے گی بہار صوفی کو — دکھائے گی لب بیگانہ آشنائے قدح
صراحی دار ہی گردن نہین فقط اُنکی — وہ چشم مست کی گردش بھی ہے سبائے قدح
مرے کے ساتھ ہو غم ہو کہ اسمین شادی ہو — مثال گریۂ مینا و خندہ ہائے قدح
شراب خانے مین کرتا ہین سیر دریا کی — دکھایا کرتا ہے لہر آب با صفائے قدح
بلند بعد فنا ہو گی قدر مستون کی — بنے گی خشت سر خم کی خاکپائے قدح
سبو و شیشہ و خم کسکی کی نہ پابوسی — کسی نے منہ نہ لگایا مجھے سوائے قدح
جہان کی سیر دکھاتا ہے نشۂ صہبا — دماغ رکھتے ہین جمشید کا گدائے قدح
ان انکھڑیون مین جو کندن سی سرخ ہو دینگی — کھولنگا نشۂ دو رنگ مین طلائے قدح
حجاب دور کیا کیف مے نے اُس بت کا — جزائے خیر دے ساقی تجھے خدائے قدح

دو چشم مست کا ساقی کے وصف ہے مقصود
کنایہ سے ہے یہ جو کرتے ہین ہم ثناے قدح

شراب عشق کی پیتے ہی ہوش اُڑے ایسے
کہ ابتدا مین ہوا حال انتہاے قدح

فراق یار مین دوران سر ہے دور شراب
لڑا کے شیشے سے توڑون یہی سزاے قدح

یہ جاوۂ مہ و خورشید سے کھلا آتش
ہنوز باقی ہے دور فلک مین جاے قدح

غزل ناسخ

کیون دکھاتی ہے فلک بے یار صبح
ہے شفق سے مجھپہ آتشبار صبح

یان کسی خورشید رو کی یاد مین
ہوتی ہے ہر رات سو سو بار صبح

زلف سے رخسار کو ہوتا ہے ربط
کیون شب فرقت سے ہی بیزار صبح

کھینچکر فرقت مین تیغ آفتاب
ہے ہماری جان کو خونخوار صبح

وصل کا سامان ہے آج اے فلک
شام سے کر پیشتر تیار صبح

حسن کا عالم بھی کیا عالم ہے واہ
زلف جانان شام ہے رخسار صبح

سینۂ پر داغ و چاک پیرہن
ہے وصال یار مین گلزار صبح

وصل مین تھا صبح سے بیزار مین
ہجر کی شب مجھسے ہے بیزار صبح

تھا ہو گر شملہ پر زرترا
دیکھ پاے اے پری رخسار صبح

چاک کرتی ہے گریبان دیکھکر
کار چوبی مہر کی دستار صبح

شام کیا ہو تیرے گھر مین باریاب
نور سے ہین سایۂ دیوار صبح

وصل مین حاضر تو غائب ہجر مین
دیتی ہے ہر شب نیا آزار صبح

ہے یہان کسکو شب فرقت مین ہوش
ہو چکی ہوگی ہزارون بار صبح

وصل کی شب کب ہوئی ہمکو نصیب
شام کو کرتا ہے فوریار صبح

ہے دعا اے خالق لیل و نہار
ہو یہ شام کاکل دلدار صبح

غزل تابان

ابرو نے تیرے مجھپہ کیا وار بے طرح
دل مین مرے لگی ہے یہ تلوار بے طرح

ممکن نہین کہ عشق کے ہاتھون سے جی بچے
پیدا ہوا ہے مجکو یہ آزار بے طرح

عالم تمھارے پیچ مین آوے گا آج جان
زاہد کی فکر مین ہے وہ میخوار بے طرح

پگڑی کو پیچ اُسکی پیئے گا شراب آج
تمنے سجا ہے چیرۂ بلدار بے طرح

کیا جانیے کہ آج کس عاشق کی ہے اجل
کیفی ہوا ہے اب تو مرا یار بے طرح

ممکن نہین قفس سے کہ گل تک پہنچ سکے
بلبل ہوئی ہے اُبکی گرفتار بے طرح

غارت خدا کرے یہ ترے ملک حسن کو
ہے فوج خط کے گرد نمودار بے طرح

تاباں بتا کہ یار کو کیونکر منائیے
اب کے ہوا ہے مجھ سے وہ بیزار بے طرح

غزل ضیا

دل کو پسند ہے بت عیار کی طرح
اقرار وصل کرتا ہے انکار کی طرح

بارش ابھی ہے دور پر آنکھون نے اسقدر
باندھا ہے تار رونے کا بیمار کی طرح

چیریکو بل جو دیکے دیے پیچ اسنے چھوڑ
جیسے غضب ہے یہ تری رفتار کی طرح

گرچہ فراق یار ہین ہین دل دو نیم ہون
سنتا ہے کب وہ ایسے ستمگار کی طرح

دو دن کی زندگی پہ مناسب ہے کب غرور
بھاتی ہے اپنے دل کو طرحدار کی طرح

تجھکو یہ کیا ہوا ہے ضیا کچھ تو حال کہہ
کل پوچھتا تھا تجکو وہ غمخوار کی طرح

غزل ناسخ

ہے نازکی سے قامت جانان سمن کی شاخ
سوز درون سے مین ہون چنار کہن کی شاخ

دیکھی جو اُسکے سلسلۂ پر شکن کی شاخ
کھاتی ہے پیچ و تاب غزال ختن کی شاخ

ظالم کو بعد مرگ بھی ہے ظالمون سے ربط
خنجر کا دست کیون نہ بنے گردن کی شاخ

ہم وحشیون کے بخت جو برگشتہ ہین سو ہین
سیدھی کسی طرح نہو جیسے ہرن کی شاخ

رکھی چھڑی جو ناز سے اُسنے تہ ذقن
سبکو ہوا گمان کہ ہے سیب ذقن کی شاخ

دکھین یہ جو چنبیلی کی کلیون سی انگلیان
وہ تیرے دست و پا کو کہین یاسمن کی شاخ

دکھلائے اپنے فندق پا کی جو تو بہار
پابوس کو چمن کے جھکے نارون کی شاخ

مرتا ہون مین کسی کی نزاکت پہ دوستو
بہر جریدتین ہو نازک بدن کی شاخ

وصفِ صباحت رُخ جانان اگر لکھون
درکار ہو برائے قلم نسترن کی شاخ

اے عندلیب جھڑتے ہین کیا تیرے منہ سے پھول
گویا ہر ایک نالہ سے ہے نخل چمن کی شاخ

معنی ثمر حروف ورق صنعتین ہین گل
ناسخ ہے کلک فکر نہال سخن کی شاخ

غزل آتش

ہوا نہ حسن سے خال سیاہ جانان سرخ
نہ کر سکا رخِ کافر کو نور ایمان سرخ

حلال ہونیکو سب سے ہین پہلے ہم موجود
وہ پان کھا کے کرین تو لب و دندان سرخ

یہ اشتیاق شہادت مین خون روتا ہون
بریدہ حلق سے ہے حلقۂ گریبان سرخ

ہوئی ہین غصہ سے کیا لال لال وہ آنکھین
نظر پڑا ہے کبھی جو لباس ترکان سرخ

عجب عداوت اخوان دہر سے یہ نہین
کرے جو خون سے یوسف کے گرگ دندان سرخ

زر وصال ہے اے سیمبر عجب دولت
خوشی سے ہوتا ہی کندن سا رنگ انسان سرخ

ہمیشہ کرتی ہے اس بحر حسن سے پنجہ
حنا کا رنگ ہو کیونکر نہ مثل مرجان سرخ

ترے شہیدون کے آگے نہ رنگ پکڑیگا
ہزار رنگ سے ہو لالۂ گلستان سرخ

سفید کپڑے پہنتا نہین وہ خسرو حسن
سنا ہے جبسے کہ تاج و قبائے سلطان سرخ

چمن مین لالہ و گل رہتے ہین گریبان چاک
دکھا دیا کسی رنگین ادا نے دامان سرخ

شراب دیتے ہین وقفہ نہ کیجیو ساقی
ہوا نہین ابھی رخسارہ یار چندان سرخ

اثر پذیر طبیعت بھی شہرہ ہے آتش
ز کیفِ مے سے ہوا آنکھونکی طرح مژگان سرخ

غزل سودا

یہ ہاتھ ہو سکے زلف اسکی سے کہان گستاخ
نسیم و شانہ مگر ہو تو ہو وہان گستاخ

چمن کی سیر مین اُس کو اگر سُنے دم صبح
چلی نہ جاے صبا سوے بوستان گستاخ

سمجھ کے کوچۂ میخانہ سے گذر زاہد
کہ رند ہوتے ہین اکثر بزا ہدان گستاخ

کچھ اُس کی بے ادبی کا گلہ نہین مجکو
نظارہ بازون سے ہوتے ہین مہوشان گستاخ

نجایئو کبھی اے شیخ بزم رندان مین
کہ تو وقار طلب اونکی ہے زبان گستاخ

نہین ہے میرا سخن طبع زاد اے سودا
کسی بزرگ کی خدمت مین در جہان گستاخ

غزل آتش

کرتا ہے زندگی کو تمھارا حجاب تلخ
اٹھو نہین تو ہمسے سُنے گا نقاب تلخ

آغاز سے عشق کا انجام سے بخیر
کیفیت شراب ہے شیرین شراب تلخ

شربت کے گھونٹ کا مزہ لے لیکے پیجیے
ہرچند تیغ کا ہو تمھارے لعاب تلخ

سائل ہون بوسۂ لب شیرین نگار سے
شان کریم سے ہے نہ اگر دے جواب تلخ

عاشق ہی ہین جو سنتے ہین اے نونہال حسن
حنظل سے ہین بُرے سخن ناصواب تلخ

بیمار کا مزاج ہون مین ہجر یار مین
سم ہے طعام میرے لیے اور آب تلخ

سوداے زلف یار سے نیند اوڑ گئی مری
اس درد سر نے کردیا آنکھونکو خواب تلخ

شیرین لبون کی کیون نہ گوارا ہون گالیان
ملنے سے قند کے نہین ہوتا گلاب تلخ

بھنتا ہے جبکہ عشق کی آتش سے دل مرا
ٹپکے ہین اشک صورت اشک کباب تلخ

شیرین ادائیون سے جو محفوظ تو کرے
شکر کو مُور شہد کو سمجھے ذباب تلخ

وصلت کی شب مین ہوتا ہی ہر بات پر ترش
عیش و نشاط کرتا ہے انکا عتاب تلخ

غافل نہو مزے سے محبت کے آشنا
یہ چاشنی ہے آتش غانہ خراب تلخ

غزل کنور

غمزۂ یار سے ہے میرے جگر مین سوراخ
جیسے کرتا ہے کوئی لعل و گہر مین سوراخ

تیر مژگان سے ہوا میری نظر مین سوراخ
جیسے ہو سوزن فولاد سے زر مین سوراخ

اس دل تفتہ سے برلاؤن اگر آہ الم
چرخ پر ہووے وہین شمس و قمر مین سوراخ

قبر سے کشتۂ تیر نگہ ہوش کے
روز دیکھون ہون نئی راہگذر مین سوراخ

بنگیا نیش سے مژگان کے مرا سینہ یون
ہووے جسطرح سے زنبور کے گھر مین سوراخ

کثرت گریہ سے ڈرتا ہون مبادا ہوئے
روتے روتے نہ کہین دیدۂ تر مین سوراخ

ہے کسی غمزدہ کی آہ کا شاید یہ اثر
دیکھتا ہون جو عیان گھر کے مین در مین سوراخ

دل مشبک ہے مرا خار غم ہجر سے یون
جسطرح تیرون سے پڑجا مین سپر مین سوراخ

دل مرا یون ہے کنور تیر نگاہون سے فگار
بہر تسمرن کرے کوئی تخم ثمر مین سوراخ

غزل ضیا

دلربا ہے مرا بڑا گستاخ
مین نے اتنا نہ سمجھا تھا گستاخ

ناز بیجا کبھی نہ کرتا تھا
کیا رقیبون نے کر دیا گستاخ

اب تو وہ شوخیان لگا کرنے
یک بیک ایسا ہو گیا گستاخ

جان فشانی ہم اسپہ کرتے ہین
رام ہرگز نہ وہ ہوا گستاخ

اے ضیا کیجیو سمجھ کے کلام
وہ صنم تو ہے بے وفا گستاخ

غزل آتش

پری پسند طبیعت کو ہے نہ حور پسند
تمھارے بندے ہین ہم ہمکو ہین حضور پسند

ہر ایک شخص خریدار ہے دل و جان سے
وہ جنس حسن ہے تو جو ہے دور دور پسند

ادھارے پرشے اڑا کر بہار مین اب کی
برہنگی کی قبا ہے جنون مین عور پسند

نگاہ اپنی ہے وابستگی کے سو دے مین
مبصرون کی نہین اسمین کچھ ضرور پسند

نگہ مین اپنی سماتا نہین ہر ایک حسین
پری کے چہرے کے اوپر ہے چشم دور پسند

ہوا ہے جبسے کہ ساقین یار کا سودا
زیادہ تر مجھے ہیرے سے ہے بلور پسند

ہوئی ہے خانہ دل مین جو روشنی منظور
کیا ہے آنکھون نے اپنی چراغ دور پسند

ردیف دال

گناہ عشق کا جیسے کہ مرتکب دل ہے — زبان کو مرے ہے ذکر یا غفور پسند

خیال یار کا رہنے لگا ہے اسمین بھی — ہوا ہے دل کو بھی آنکھونکی طرح نور پسند

نہ طفل بن نہ دلا محو حسن صورت ہو — کھلونے مٹی کے کرتے ہین بے شعور پسند

دل اک نگاہ کے اوپر ہے بیچتا آتش — کرین جو آپ سے بے حرف و بے شعور پسند

غزل ناسخ

یار آیا تو ہوے دیدۂ ناکام سفید — جیسے ہو آمد سلطان مین در و بام سفید

پڑے عکس اُسکے لب سرخ کا گر ساغر مین — ہو خجالت سے وہین بادۂ گلفام سفید

دید اس چشم سیہ کی نہ میسّر ہو اُسے — دیدۂ غرہ ہون مثل گل بادام سفید

سوجھے مضمون بیاض رخ جانان جو مجھے — ہو گیا رنگ مرکب دم ارقام سفید

سرخ پوش آئے نظر شوخ تہ رنگ بدن — پہنے پوشاک جو وہ سرو گل اندام سفید

گو پہنتا نہین جز جامۂ رنگین تو آج — کفن اک روز ملیگا تجھے خودکام سفید

غرہ کر حسن دو روزہ پہ نہ اے سیم اندام — رنگ سب رنگون مین ہوتا ہے بہت خام سفید

اپنے رخسار پہ چھوڑے نہ کبھی تو جو نقاب — ہو نہ پھر صبح امید ابلق ایام سفید

حرف مطلب جو لکھون صاف وہ دیتا ہے جواب — کھینچتا ہے مجھے کاغذ وہ دلآرام سفید

تیرے محبوب کے قاصد نے کہا کیا ناسخ — ہو گیا منھ جو ترا سنتے ہی پیغام سفید

غزل میر

زمین پر مین جو پھینکا خط کو کر بند — بہت تڑپا کیا جون مرغ پر بند

گرفت دل سے ناچاری ہے یعنے — رہا ہون بیٹھ مین بھی کر کے گھر بند

پھنسا دل زلف و کاکل مین نہ پوچھو — پڑا ہے ناگہ آکر سند پر بند

سبب اُسکی چشم پر نیرنگ نے محو — نگر کی اُن نے عالم کی نظر بند

چمن مین کیونکہ ہم پر لب سے جاوین — بلند از بسکہ ہے دیوار و در بند

بہت پیکان چبھیے یار تونے — تمام آہن ہے اب میرا جگر بند

ہوئین رونے کی مانع میری پلکین — بندھا خاشاک سے سیلاب پر بند

کہا کیا جائے ان ہونٹون کے آگے — ہمارے لب کرے ہے یہ شکر بند

کھلے بندون نہ آیا یان وہ اوباش — پھرا مونڈھے پہ ڈالے بیشتر بند

یہی اوقات ہینگے دید کے بیان — رکھ اپنی چشم کو شام و سحر بند

بچار ہتا تھا چہرہ حسن سواب — گریبان مین ہے وہ دست ہنر بند

فن اشعار مین ہون پہلوان میر — مجھے ہے یاد اس کشتی کا ہر بند

غزل انشا

نہ لگی مجھکو جب اس یار طرحدار کی گیند — ان سے محرم کو سنبھال اور کبھی تیار کی گیند

دسترس ہو تو ترے سیب ذقن پر وارون — قرص خورشید کی اور لمعۂ انوار کی گیند

جھٹ پلٹ آن لگی بیچ مین چھاتی کے مرے — تھی یہ رو کے ہوئی کس محرم اسرار کی گیند

رکھے ہے ماہ شب چاردہم دل مین ہوس — کہ وہ قالب بنے اور ہو تری دستار کی گیند

لیجیے اسکے بدل آپ جو چاہئے مین — ق — گم ہوئی مجھسے جو کل رات کو سرکار کی گیند

گردمقیش طلائی کے کرن ٹکوا کر — مین یہ لایا ہون بنا اطلس گلنار کی گیند

گوکھرو لہر بنت ڈانک ستارون کی سمیت — اور اک کھچین گے زر لفت نمودار کی گیند

شالی رومال کی تو چوٹ مجھے کچھ نہ لگی — اب بنا پھینکیے ہے کمخواب کی شلوار کی گیند

لگے فرمانے وہ پڑھ پڑھ کے غزل انشا — واہ کیا خوب بنی کاغذ اشعار کی گیند

غزل نظیر

چھوٹا پڑا نہ کم رہا مجھکو لا ازار بند — ہے اس پری کا سب سے اولا ازار بند

ہر اک قدم پہ شوخ کے زانو کے درمیان — کھاتا ہے کس جھلاک سے جھکولا ازار بند

گوٹہ کناری بادلا مقیش کے سوا — ٹکے چار تولے موتی جو تولا ازار بند

ہنسنے مین ہاتھ میرا کہین لگ گیا تو وہ
ق لونڈی سے بولی جا مرا ڈھولا ازار بند

اور دھو نہین تو پھینکدے ناپاک ہوگیا
”وہ دوسرا جو ہے وہ پرولا ازار بند

اکدن کہا یہ مین نے کہ اے جان آپ کا
” ہمنے کبھی مزے مین نہ کھولا ازار بند

سنکر لگی یہ کہنے کہ کیا خوب لو چہ خوش
ایسا بھی کیا مین رکھتی ہون پولا ازار بند

اک رات میرے ساتھ وہ عیّار کر باز
” لیٹی چھپا کے اپنا موٹا ازار بند

جب سوگئی تو مین نے بھی دہشت مین آسکی آ
پہلے تو چپکے چپکے ٹٹولا ازار بند

آخر بڑی تلاش سے اُس شوخ کا نظیر
جب آدھی رات گذری تو کھولا ازار بند

غزل خاشاک

کاکل یار کی دیکھی جو ہین تنویر سفید
ہوگیا سکتہ مجھے بنگئی تصویر سفید

کالا منھ کرتے ہین مجرم کا یہ ہے رسم بلاد
منھ کیا یار نے میرا دم تعزیر سفید

سادہ کاغذ عوض نامہ دیا قاصد نے
ہوئی شاید مری تقدیر سے تحریر سفید

دونون رخسار ونپہ یہ عکس نہین موتیون کا
گرد خورشید کے یہ کھینچی ہے تحریر سفید

داغ فرقت نہین جاتا کسی صورت دلسے
زنگی ہوتا نہین ہرگز کسی تدبیر سفید

لاکھ تدبیر کی کچھ بس نہین چلتا میرا
کرون کس طرحسے یار وخط تقدیر سفید

کوے جانان کا تجسس کیا مین نے یان تک
کوچہ گردی سے ہوئی پاؤنکی زنجیر سفید

سنکے آواز مری ہوتا ہے یہ خود ایسا
جس طرح ہوتا ہے کافر دم تکبیر سفید

بوسہ لیتے تو لیا پھر جو ہین تیوری بدلی
رنگ رو میرا ہوا باعث تقصیر سفید

رنگ چہرے کا مرے دیکھکے فق ہوتا ہے
پیدا کی آہ نے شاید مری تاثیر سفید

آسمان پر یہ نمایان نہین سیارے ہین
دیکھو خاشاک کے ہین نالہ شبگیر سفید

غزل خان

آسکے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد
نرہی دشت مین خالی کوئی جا میرے بعد

کیا عجب ہے جو اُٹھے مرقد لیلی سے صدا
میرے مجنون ترا کیا حال ہوا میرے بعد

تیز رکھیو سر ہر خار کو اے دشت جنون
شاید آجاے کوئی آبلہ پا میرے بعد

وہ ہوا خواہ چمن ہون کہ چمن مین ہر صبح
پہلے مین جاتا ہون اور باد صبا میرے بعد

منہ پہ رکھ دامن گل رووینگے مرغان چمن
ہر روش خاک اُڑائیگی صبا میرے بعد

اسلیے کرتا ہون مین چاک کفن کو اپنے
کون کھولے گا ترے بند قبا میرے بعد

جیتے جی قدر بشر کی نہین ہوتی پیارے
یاد آئے گی تجھے میری وفا میرے بعد

لاش مجھ کشتہ کاکل کی لٹکوا دو کہین
تا نہووے کوئی مجھسے مبتلا میرے بعد

ولیہ اک سانپ سا لہراتا ہے مرقد مین صنم
کون سونگھے گا تری زلف دوتا میرے بعد

جاکہ کہدیوے کوئی رخشان کی زبانی اتنی
اب نہین آتے ہو پھر آوگے کیا میرے بعد

غزل رفیع السودا

اشک کو کب ہے شناسائی گھر سے پیوند
صاحب درد کی ہے اسکو نظر سے پیوند

دلکو میرے نہ جدا دل سے کر اپنے ظالم
مین کیا ہے یہ بہت خون جگر سے پیوند

دامن ابر پھٹتا ہے جو اتنا شاید
کسی عاشق کے نہو دیدۂ تر سے پیوند

کون ایسا ہے جسے دست ہو دلسازی مین
شیشہ ٹوٹے تو کرین ہم بھی ہنر سے پیوند

کھینچتا کیون ہے عبث ناز طبیب اے سودا
درد کو دل کے نہین درد جگر سے پیوند

غزل آتش

رتبہ رکھتے ہین ترے ابروے خمدار بلند
طاق کعبہ سے ہین یہ طاق خوش آثار بلند

کیا کہون کتنے ہین مضمون قد یار بلند
سرو و شمشاد سے ہین مصرعۂ اشعار بلند

دیکھیے کسکو شرف ہو تری پابوسی کا
رکھتے ہین دست دعا کافر و دیندار بلند

گوش گل تک ہو قفس مین سے رسائی ایسی
تیری آواز ہو اے مرغ گرفتار بلند

تیری درگاہ کی اللہ رے رفعت اے دوست
آستان سے کسی گھر کی نہین دیوار بلند

گوش عارف سے سنے تو تو پھر اک قمری سے سن
نعرۂ فاعتبروا یا اولی الابصار بلند

سیکڑوں مصر محبت مین مہ کنعان سے
چاہیے اختر اقبال خریدار بلند

تخت پر بیٹھ کے کر سیر چمن اے محبوب
پایہ رکھتا ہے ترے حسن کا گلزار بلند

شمع دیدار شب ہجر مین جو یاد آیا
شعلے کی طرح ہوئی آہ شرر بار بلند

تشنۂ زخم ہے دل دیکھیے کب کرتی ہے
پانی اپنا مرے سر سے تری دیوار بلند

غزل میر

اڑ کے پھر آئے ڈر گئے شاید
بگڑے تھے کچھ سنور گئے شاید

سب پریشان دلی مین شب گذری
بال اسکے بکھر گئے شاید

ہین مکان و سرا و جا خالی
یار سب کوچ کر گئے شاید

کچھ خبر ہوتی تو نہ ہوتی خبر
صوفی بے خبر گئے شاید

آنکھ آئینہ رو چھپاتے ہین
دل کو لے کر مکر گئے شاید

لہو آنکھون مین اب نہین آتا
زخم اب دل کے بھر گئے شاید

اب کہین جنگلون ہین ملتے نہین
حضرت خضر مر گئے شاید

بیکلی بھی قفس مین ہے دشوار
کام سے بال و پر گئے شاید

شور بازار سے نہین اوٹھتا
رات کو میر مر گئے شاید

غزل آتش

فروغ مہر کا پیدا کرے ہمارا چاند
ہلال سامنے سے اسکے ہووے سارا چاند

تمام رات ہوئی کر گیا کنارا چاند
لو آؤ بام سے تم جیتے اور ہارا چاند

نقاب الٹ کے رخ رشک ماہ دکھلا دو
اندھیری رات مین ہے ایک ایک تارا چاند

وہ ماہ آج جو آیا تو کل کیا غرہ
نشاط عیش مین گذرا کبھی نہ سارا چاند

وہی ہے خوب جسے جو پسند خاطر ہے
نگاہ کبک مین سورج سے ہے پیارا چاند

ہلال بدر سے ہر چاند مین ہوا ہر چند | نہ کر سکا ترے ابرو کا یارا شارا چاند
شراب پی کے کر دگے رخ صبح کو سرخ | حرارہ لاوے گا خورشید کا تھارا چاند
فراق یار مین کوئی حسین نہین بھاتا | گران ہے مہر جہانتاب وناگوارا چاند
مقابلہ جو رخ آتشین یار سے ہو | یہ بیقرار ہوا وڑ جائے بنکے تارا چاند
تری غلامی کا دعوی ہے یار اُسکو بھی | جبین کے داغ کو رکھتا ہے آشکارا چاند
زمانہ یار کا آیا گزر گیا یوسف | طلوع نیر اعظم ہوا سدھارا چاند
ہمارے دلمین نہین نقش رُوے روشن یار | پری کے بدلے ہے اس شیشہ مین اوتارا چاند
ملاو لیگا ترے پاپوش کے ستارو نسے | کبھی ادھر سے کریگا نہ کیا گزارا چاند
رخ حبیب سے ممکن نہین فروغ آتش | اگر وہ حسن سے شعلہ ہے تو شرارا چاند

غزل سودا

لے آے در پہ ترے جو ستم کشان فریاد | ہوئی کسیکی نہ آن مین سے رائگان فریاد
کیا ہے قد کو مرے شاخ ارغوان کا رشک | تمھارے ہاتھ سے اے چشم خونفشان فریاد
مین دیکھتا ہون جسے ہے وہ آپ ہی نالان | تمھاری کیجیے کس پاس اے بتان فریاد
تم اپنے جور سے مت سمجھیو کہ نالان ہون | یہ دوستون کی ہے دوری سے دشمنان فریاد
نہ میرے دل کی خموشی ہے موجب آرام | کبھو ہوا ہے کرے مرغ نیم جان فریاد
قسم ہے گل کی تجھے عندلیب سودائی | جو تو کیا نہ کرے ملکے ہر زمان فریاد

غزل سجاد

وارث وتخت نشین قیس ہوا میرے بعد | صید کس کسکو کیا دام بلا میرے بعد
دشت کربت مین مرا حال سنا ہو فرہاد | تیشہ سر اپنے پہ مارا سو بچارا میرے بعد
خار صحرا سے جنون پھینکدے چن چن کے صبا | تا کوئی آ تا نہو آبلہ پا میرے بعد
اسلیے سرخ مین رکھتا ہون گریبان کفن | یہ شہادت کی گواہی ہو بھلا میرے بعد

جیتے جی اتنا نہ ترساؤ کرو گے پھر یاد — گرچہ یاد آئی وفا میری تو کیا میرے بعد
یاد اُس کاکل زیبا کی مرے سینے مین — سانپ سا کاٹیگی مرقد مین بھی آ میرے بعد
طاق ابرو مین پڑھو میرے جنازیکی نماز — تا کوئی دیر و حرم بھول نجا میرے بعد
اسکی دہلیز پہ سجاد کا کریو مدفن — تا کوئی کھاوے نہ ٹھوکر سے دغا میرے بعد

ردیف ڈال ہندی

غزل آتش

نہ کیسے ہے زمستان مین مجھکو ایذا ٹھنڈ — لپٹ کے سو دیگا وہ گل رہے کلیجا ٹھنڈ
پڑا ہے جب سے دم سرد سے مجھے پالا — بدن کو دیتا ہے لرزے کی تپ کی ایذا ٹھنڈ
برہنہ پھرتے ہین جاڑے مین تیرے دیوانے — پھٹکنے دیتی نہین گرد داغ سودا ٹھنڈ
دکھاتی ہے مے گلرنگ و سبزۂ مینا — شراب خوار کو ہے باعث تماشا ٹھنڈ
فراق یار مین لی ہے جو مین نے ٹھنڈی سانس — ہوئی ہے گرمی مین جاڑے کی طرح ایذا ٹھنڈ
غضب خدا کا صنم تیری سرد مہری سے — نہ کر سکےگا گزند ایسے گرگے پالا ٹھنڈ
کرونگا سوز درون سے جو آفت مین سرما مین — پھریگی ڈھونڈھتی آتش کنار دریا ٹھنڈ

ردیف ذال معجمہ

غزل نظیر

ہو کچھ آسیب وہان چاہیے گنڈا تعویذ — اور جو ہو عشق کا سایہ تو کرے کیا تعویذ
دل کو جس وقت یہ جن عشق کا لپٹا پھر تو — کیا کرین وان وہ جو لکھتے ہین پلیتا تعویذ
ہم تو جب ہوش مین آوین کہ کہین سے پاوین — یار کے ہاتھ کے بازو کا گلے کا تعویذ
زور تعویذ کا چلتا تو عرب مین یارو — کیا کوئی ایک بھی مجنون کو نہ دیتا تعویذ
کوہکن کوہ کو کس واسطے کاٹا کرتا — ق دیتے غمخوار نہ کیا اُسکے تئین لا تعویذ
آخر اُسکے بھی گیا دل کا دھڑکنا اس روز — تیر کا تیشے نے جب اُسکے تراشا تعویذ
ہمکو بھی کتنے ہی لوگون نے دیے آہ نظیر — پر کسی کا کوئی کچھ کام نہ آیا تعویذ

غزل سودا

دفتر دہر کا سب پیش نظر ہر کاغذ
لکھے اپنے کا نہین علم ہے کیونکر کاغذ

لکھ رہا ہے نہ ملے گو تری یان ظلم کی داد
دون گا حاکم کو ہنگامہ محشر کاغذ

لکھنے سے وصف بناگوش کا تیرے اے یار
پائے ہر ملک مین اب قیمت گوہر کاغذ

اُسکی مین راستی قد کی ثنا لکھتے وقت
نہین پاتا کبھو محتاج بہ مسطر کاغذ

نامے اُس شوخ کو مین کرکے رقم اے یاردو
اُنتار دیا ہون کہ لیجا دے شناور کاغذ

وہ تو مجمر مین طرح عود کے دے ہے آتش
جب اُسے بھیجون ہون مین کرکے معطر کاغذ

بسکہ رنگینیِ معنی ہین مرے دیوان مین
ہر ورق کا ہے گلستان کے برابر کاغذ

غزل آتش

مرغوب طبع کیون نہو ایسی چشک لذیذ
چکھا تو حسن کا ہے تمھارے نمک لذیذ

اے حور اپنے سیب ذقن کا مزا نہ پوچھ
جنّت کا میوہ مغز سے ہے پوست تک لذیذ

مستی مین بوسے اُس لب لعلین کے لیجیے
کیفیت شراب مین ہے یہ گزک لذیذ

کس کس طرح کے ذائقۂ دلپذیر ہین
کیا کیا طعام رکھتا ہے خوان فلک لذیذ

شیرین کلام کا بھی مزہ بھولتا نہین
شیر و شکر سے ہے یہ بلا شبہہ و شک لذیذ

شیرین وہ لب ہے یا نمکین جو ہو خوب ہے
شکر نمک سے ہو تو شکر سے نمک لذیذ

بریان ہو سوز غم لے محنت کے ساتھ دل
آتش کباب کرتا ہے دخل نمک لذیذ

غزل انشا

لکھدو آخون جی صاحب کوئی ایسا تعویذ
کہ مرے منہ سے لگے اُسکے گلے کا تعویذ

کچھ تو ٹے اپنی نشانی مجھے بندا بالا
توڑا زنجیر کڑا قول کا چھلّا تعویذ

دل دھڑکنا ترے عاشق کا نجاوے ہرگز
گرچہ سو لاکھ طرح لکھدے مسیحا تعویذ

غش ہوئی کو تو اجی تھرتھرا اُس کا فرکا
لال ناڑے مین بندھا ہاے وہ پیلا تعویذ

سر کے بالون سے لٹک جھمکے سے اُلجھا اُڑ گیا
اب انگا مجھکو ستانے یہ نگوڑا تعویذ

خبر انشا کی جو چاہو تو پلا دو دھو کر — اُسکے بازو کا وہ ننھا سا رُو پہلا تعویذ

غزل مسیح

قند و نبات و شہد و شکر ہین کہان لذیذ — شیرین لبون کی جیسے کہ ہون گالیان لذیذ

ہین سوز غم سے بسکہ یہ جلتے برنگ شمع — کام ہما مین میرے نہین استخوان لذیذ

ساقی ہو سیر باغ ہو اور گلعذار بھی — مشرب مین اپنے تب ہوے ارغوان لذیذ

ہو کیون نہ موج شربت عیسیٰ مری زبان — نام اُسکا لیتے ہی ہوا میرا دہان لذیذ

ہر میوہ و مٹھائی کی لذت سے دل پھرے — ہر ہر مدام بوسہ شیرین زبان لذیذ

جب ہاتھ مین نہوے دو سیب ذقن مسیح — کیونکر لگے ہمین ثمر بوستان لذیذ

طرح غزل شاہ ظفر ادخلہ اللہ فی الجنتہ

تری ہے پازیب سر کا جھومر زمین پہ گو ہر فلک پہ اختر — لگے ہین جلوہ نما چمک کر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

دو اشکو لگا ہے ہمارے نکلتے آہو نہین ہین شرارے — نہ کیونکہ ہون عرش پر بچھا ور زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

پہ چھوے پانو نہین ہین نمایان تو سر پہ داغ جنون فروزان — دکھین پرانے تیرے کیونکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

ذرا جبین عرق فشان پر تو اپنی افشان دکھائے چنکر — کہ تا نظر آوین ماہ پیکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

نہ سبزہ گل نہ جوش شبنم نہ چمکے جگنو ہوا یہ ہر دم — نظر سب آتے ہین مجکو یکسر زمین گوہر فلک پہ اختر

ادھر تو فوارے چھٹتے ہین وان ادھر ہین اشجار پر چراغان — تھی ہے سیر اک چمن کے اندر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

زمین نہایت ہی تھی یہ مشکل ظفر ہو استاد پر وہ کامل — غرض دکھائے وہی بنا کر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

غزل عزیز الدین

چوسر کیون نہین کھیلون پیا کے سنگ ارے نار — اُس دوسرے کے پٹ سار جا تو پہ دون ہین تن چار

سات پانچ کی کچی لگی نارن سے ہوئے ہے ہار — دو اوٗ رکھے سو رنگ ہے داکو وہی جیتے سو بار

جو جیتے سو پیا کر جیتے جو ہارے سو ہے پیا لار — تیری تو سب طرح جیت ہے مت کر سوچ بچار

اب تو اری کہا بسد چلے ہے کر سے ہے دھانڈل ار — چپ چپکے چھوٹ بہا دینگے تب کیا کر لیگی گنوار

اٹھ جام انکی سدھ بدھ راکھو یہ جو کھلے دس دوار
تو نند بار اسد ہون تب ہے جو نتون انکو شمار

کری کرت مین پیاس بجھاؤن دس پہ لگاؤن یار
تیر ابھلا اسمین ہے پیارے کام کی لیتی نرو مار

دس ہین دوار اور پانچ تت ہین ان پندرہ کو ٹھار
چودہ بھون تب ہی کھلین تو کو جو تجے ہنکار

اب تو دو رنگ سے ایک ایک ہو جا اور نکر تکرار
جا کو ست رہی سو لے پیا کو اور کرے پیا پیار

بارہ ہین بانٹین اٹھارہ ہین پلندے اور چالیس ہین ہزار
تو چل گرو کے تباہین چالین یا نہ اوتر ینگے پار

گھڑی گھڑی پل پل چھین چھین پیری پیری پکار
لال ہر سے ہے ملا جو چاہے تو شام مورت چت دھار

سب کچھ پانسو نہین پانسے ہاتھ مین پھینکین گے مختار
چاہے کچھ اور آوین کچھ اور ہاتھ مین نا چار

اوپر والے کو خوب سوجھی ہے اسکا کہا مت ٹار
جگ جگ جیو عزیز الدین پڑا اوٹھنا ہے اکبار

غزل درد

اس قدر تھا یا کرم یا ظلم رانی اس قدر
مہربانی اسقدر نا مہربانی اسقدر

جان کو آنے دے لب تک نزع میں بیتاب ہون [illegible?]
دشمنی مجھ سے نہ کر اے ناتوانی اسقدر

کیا کہون دل کا کسی سے قصہ آوارگی
کوئی بھی بے ربط ہوتی ہے کہانی اسقدر

درد تو کرتا ہے معنی کے تیئن صورت پذیر
دسترس رکھتے تھے کب بہزاد و مانی اسقدر

غزل آتش

دکھائے حسن کی اپنے جبین کہ یار بہار
یہ عشق ہو کہ پکار اکرے بہار بہار

ظہور داغ محبت ہے یون مرے دل سے
چمن کی جیسے ہو پروردہ کنار بہار

فراق یار مبدل وصال سے ہووے
نکالے دل سے خزان کا یہ خار خار بہار

چمن کی سیر مین مجھ مست کو دلاتی ہے یاد
دکھاکے آتش گل آب خوشگوار بہار

شباب کا ترے لے یار رنگ لا کے ہوئی
بلائے عالم آشوب روزگار بہار

شگفتہ غنچے سے اس گل کو آتی ہے یہ صدا
ترے فدا ترے صدقے ترے نثار بہار

پیادہ پا ہون پری کی تلاش مین پھرتا
جنون رکھتی ہے سر پہ مرے سوار بہار

نمود کی خط مشکین نے لالہ رخ پر / یہ داغ چھوڑ چلی اپنا یادگار بہار
کنار جوے چمن جھومتے ہین مست ترے / بط شراب کا کھلواتی ہے شکار بہار
وہ رنگ و بو بدن یار مین جو ہے سو کہان / شگوفے ایسے کھلایا کرے ہزار بہار
کرم سے ابر کرم کے ترے یہ فیض ہے عام / ترا ویا ہوا رکھتی ہے اعتبار بہار
تصور رخ رنگین مین بند رکھتا ہون / بہار فصل مین آنکھون سے ہی دو چار بہار
شگفتہ ہو کے نسیم سحر سے غنچے ہون گل / اٹھائے پردہ در سے نقاب دار بہار
نظارہ دیدۂ بلبل سے کیجیے انکی / خدا جو چاہے تو آتش ہو سازوار بہار

غزل نظیر

ہرگز نہ پلاے مجھے تو آنکھ بدل کر / ساقی ترے کوچے سے نجاؤنگا سنبھل کر
مین کشتۂ ابرو ہون ترا اے مرے قاتل / آئے ہو لیے ہاتھ مین کیون تیغ مچل کر
تمنے تو دل اپنے سے کیا قتل ہے مجکو / بیٹھے ہو لبین باندھ کے باہر جو نکل کر
جب ہمسے خفا ہو کے وہ جاتا ہے شمرو / خاموش ہو رہجاتا ہون پروانہ ساجل کر
مین عاشق بیدل ہون ترا اے مرے جانی / مت آنکھ چرا ہم سے تو ایسا نہ خلل کر
کہتا ہے نظیر اُسکو ذرا پیار سے سوجا / تب اُٹھکے کھڑا ہوتا ہے وہ شوخ اچھل کر

غزل میر تقی

دیکھ اُسکو ہنستے سب کے دم سے گئے اوکھڑ کر / ٹھہرے ہیں آرسی بھی دانتون زمین پکڑ کر
کیا کیا نیاز طینت اے ناز پیشہ تجھ بن / مرتے ہین خاک رہ سے کوڑی رگڑ رگڑ کر
قد کش چمن کی اپنی خوبی کو ہیو چلے ہین / پایا پھل اس سے آخر کیا سرو نے اکڑ کر
وہ سر چڑھا ہے اتنا اپنی فروتنی سے / کھویا ہمین نے اُسکو ہر لحظہ پانون پڑ کر
پاے ثبات بھی ہے نام آوری کو لازم / مشہور ہے نگین جو بیٹھا ہے گھر مین گڑ کر
دوری مین دلبرون کی کٹتی ہے کیونکہ سبکی / آدھا نہین رہا ہون تجھسے تو مین بچھڑ کر

اب کیسا زہد و تقوی دار و ہے اور ہم مین
بنت العنب نے اپنا سب کچھ کیا ہے مگڑکر

دیکھو نہ چشم کم سے معمورۂ جہان مین
بنتا ہے ایک گھر یان سو صورتین بگڑ کر

اس تشنہ لب کے اوپر دلنے عرق کے یون ہین
یاقوت سے رکھے ہین جون موتیون کو جڑ کر

ناسازگاری اپنے طالع کی کیا کہین ہم
آیا کبھو نہ یان تک غیرون سے یار لڑ کر

اپنے مزاج مین بھی ہے میر ضد نہایت
پھر مر ہی کے اٹھین گے بیٹھین گے ہم جو اڑ کر

غزل سودا

اٹھ جانے مین ہے روز مزہ یار سے لڑ کر
ملتے ہین تو پھر چھاتی کو چھاتی سے رگڑ کر

پوجون ہون مین جس بت کو خدا کا ہی تراشا
آذر نہین لایا وہ مرے واسطے گھڑ کر

خودکردہ کا درمان کہو اب کیا کرون یارو
دل اسنے لیا مجھ سے نہ لڑ کر نہ جھگڑ کر

نادان ہو سمجھے کہ محبت نہین وہ شئے
در پر کسی کے بیٹھے ہو جسکے لیے اڑ کر

کہتا تھا یہ سودا وہ نہ چاہیگا کہان تک
جا بیٹھون گا دروازے پہ اب اُسکے مین گڑ کر

غزل ناسخ

جیتے جی جاؤن مین کیونکر کوئی جانان چھوڑ کر
بلبل نالان کہان جائے گلستان چھوڑ کر

چاہیے وحشت مین جامہ چاک ہونا روح کا
دامن قاتل کو یون اپنا گریبان چھوڑ کر

وصل جانان مین نظر آیا مہ شعبان مجھے
سبزہ کیا دیکھون خط رخسار جانان چھوڑ کر

کاوش غم دور ہو میرے دل بریان سے کیا
خار آتے ہین کہین صحرا کا دامان چھوڑ کر

روح لیلیٰ کا عبث ہے تجھکو مجنون انتظار
بوے گل کب دور کرتی ہی گلستان چھوڑ کر

وصل جانان کسکی قسمت مین ہمیشہ ہے ولا
جاتی ہے اک روز آخر جسم کو جان چھوڑ کر

مین نے جب آنکھون کے مضمون کا پڑھا وحشت مین شعر
کوے جانان کو چلے آہوے بیابان چھوڑ کر

جو رہے ساقی مرا کیونکر ہے مے مجھپر حرام
واعظا کرتا ہے کیا باتین تو ایمان چھوڑ کر

ہوا کہی وصل جنت مین بھی مجھکو یار کا
کب وہ انسان ہی جو مانگے حور انسان چھوڑ کر

سانپ کو قابو مین لاکر چھوڑ دینا جہل ہے | جان سے مایوس ہون مین زلف جانان چھوڑ کر
سر پٹکتی پھرتی ہین ارواح سنگ و خشت سے | چل بسے ہین جسم کیا کیا قصر و ایوان چھوڑ کر
اعتبار اصلا نہین گر ہے جہان زیر نگین | اڑ گیا دنیا سے خاتم کو سلیمان چھوڑ کر
زاہدا کیونکر کرون مین ترک یہ دنیا وہ ہے | سیر کو آئے تھے آدم باغ رضوان چھوڑ کر
آج تو پوشاک پر مرتا ہے کل تو دیکھیو | جائیگا نباش تیری لاش عریان چھوڑ کر
روشنی کی سیر جب مین نے شب فرقت مین کی | شعلے آلپٹے مجھے سر و چراغان چھوڑ کر
دیکھ لو فرقت نہ دیکھی ہو جو برق و ابر کی | خندہ زن جاتا ہے ظالم مجھکو گریان چھوڑ کر
عیش تنہائی ہوا مر دونکی کثرت سے محال | جاؤن یارب اب کہان شہر خموشان چھوڑ کر
ہو وطن مین خاک میرے گوہر مضمون کی قدر | لعل قیمت کو پہونچتا ہے بدخشان چھوڑ کر
کوے قاتل کو چلے وحشت مین یون صحرا سے ہم | بھاگتے ہین جس طرح سے تیر میدان چھوڑ کر
ہوتی ہے غربت مین ثروت پر بڑی ایذا کے بعد | رنج اٹھایا کس قدر یوسف نے کنعان چھوڑ کر
اہل جوہر کو وطن مین رہنے دیتا گر فلک | لعل کیون اس رنگ سے آتا بدخشان چھوڑ کر
مر گیا کیا ناسخ میکش جو سارے میفروش | مسجد و نین بیٹھے ہین وہ اپنی دکان چھوڑ کر

غزل نصیر

دست انداز نہ گلچین ہون یہ مرغان چمن | رکھتے پہلو مین ہین شاخ گل تر سے تلوار
گذری شب وصل کی گر قتل سے مجھے تو لیکر | پنجۂ مہر گریبان سحر سے تلوار
کیا اسی تحفہ کے قابل یہ گنہگار تھا آہ | تم مرے قتل کو لائے جو سفر سے تلوار
لطف بن اسکے ہے کیا بادہ کشی کا ساقی | لب ساغر کے نہین کم یہ تبر سے تلوار
قتل ہونے کو نہ باندھے اگر عشاق کمر | قطرۂ خون کو ستمگر تری تر سے تلوار
دیکھتا کیا ہے کہ ہے معرکہ آرائی آج | برق چمکائے ہے انداز دگر سے تلوار
چاہتا ہون مین کہ اے ابر مژہ تجھ سے بھی | موج ہر اشک کی تلوار پہ برسے تلوار

امتحان کی ہوس ابتک بھی ہے اس ظالم کو | مرگیا تا بہ کمر کھا کے مین سر سے تلوار
دم چرانے کا گمان ہے یہ کہ کرتا ہے تیز | میری تربت کی سدا لوح حجر سے تلوار
تخت دل یہ نہین تار شرہ پر طفل سرشک | پانون مین باندھ کے پھرتا ہے ہنر سے تلوار
قیس و فرہاد کہان جایئن ترے ہاتھ سے عشق | کاش لین راہ عدم یار کے سر سے تلوار
خار صحراے جنون تیز لیے ہے برچھی | کمر کوہ مین ہے سبزۂ تر سے تلوار

غزل بادشاہ

بلبل شیدا نے پوچھا گل سے یون روز بہار | اے گل رعنا ترے دامن سے کیون لپٹے ہین خار
کیا نزاکت سے گران سر سے ہے چشم یار کو | بار کاکل سے کمر کیونکر نہ لچکے بار بار
مطرب و مینا و ساقی نغمہ و چنگ و رباب | سب مہیا ہین ولے تیرا فقط ہے انتظار
جو گل رخسار جانان کی نہ آئی اسکو تاب | چھپ رہے غنچہ و گل غیرت سے ہوکر شرمسار
گل نے کر چاک گریبان یون کہا رو رو کے زار | چشم گل کو نوک مژگان کی جگہ ہے نوک خار
تیرے مقدم کے لیے ملے سیمبر گلزار مین | گل گریبان چاک کر آیا نکل بے اختیار
تیغ ابرو دیکھکر آئی ندا اے بادشاہ | لافتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار

غزل سودا

پھینکے جو کمان دار مرا تیر ہوا پر | سیمرغ بچے پھر نہ عصافیر ہوا پر
مرقد پہ مرے موج نسیم آئے تو یون جان | دیوانہ تہ خاک ہے زنجیر ہوا پر
کرخانۂ گردون پہ نظر چشم فنا سے | ہے شکل حباب اسکی بھی تعمیر ہوا پر
توسن پہ تجھے دیکھ کے مانی و بہزاد | اللہ نے کھینچی ہے یہ تصویر ہوا پر
سودا کی ور دوست جو یارب نہ رکھے خاک | اس جرم کی توکیجیو تعزیر ہوا پر

غزل ذوق

جب چلا وہ مجکو بسمل جو نہین غلطان چھوڑکر | کیا ہی پچھتایا ہتا مین قاتل کا دامان چھوڑکر

کیونکہ نکلے تیر اسکا دل مین پیکان چھوڑکر
پھر نہ اُٹھا کوچہ چاک گریبان چھوڑکر

طفل اشک ایسا گرا دامانِ مژگان چھوڑکر
جا بیٹھے کو کہان یہ مُرغ پران چھوڑکر

کام یہ تیرا ہی تھا رحمت سے اے ابر کرم
ورنہ جا دوے داغ عصیان میرا دامان چھوڑکر

جسکو ہو لذت اُٹھانی زخم تیغ عشق کی
کب وہ مرہم وان کو ڈھونڈھے ہے نمکدان چھوڑکر

صید دلکو کیونکہ چھوڑے جبکہ دکھلاوے نہ تو
مچھلیان دست حنائی مین مری جان چھوڑکر

سرد مہری سے کسی کے آگے سے جی سرد ہے
یان سے ہٹ جا دھوپ لے ابر بہاران چھوڑکر

دیکھیے کیا ہو کہ ہے اب جان کے پیچھے پڑی
دلکو اے کافر تری زلف پریشان چھوڑکر

لے دل اسکے تیر کے ہمراہ سینے سے نکل
ورنہ پچھتائیگا تو یہ ساتھ نادان چھوڑکر

کیون نہ رم کر جائین آہو ایسے وحشی سے ترے
شیر بھاگین جسکے نالون سے نیستان چھوڑکر

سرخی پان دیکھ لے زاہد جو دندان پر ترے
اُٹھ کھڑا ہو ہاتھ سے تسبیح مرجان چھوڑکر

پیش خیمے کے نکلا گرد باد و ور دور :
ہے جو سرگرم سفر تن کو مری جان چھوڑکر

اُٹھ گیا وہ آج سب ہستی کا سامان چھوڑکر
تم گئے تھے کل جسے بیمار ہجران چھوڑکر

گر غذا ہووے قناعت ماہ یک ہفتہ کی طرح
ڈوبے ساری کو کبھی آدمی نہ انسان چھوڑکر

ساغر دل بیچتا آیا ہون مکورمت ہاتھ سے
چوکتا ہے کیون یہ جنس دست گردان چھوڑکر

پڑھ غزل اے ذوق کوئی گرم سے اب تو نہ جا
جانب مضمون طرازِ گفتہ جانان چھوڑکر

غزل آتش

پڑگئی آنکھ جو اُن چاند سے رخسارون پر
لوٹتے کبک نظر آگئے رفتارون پر

ابروئے یار کا سر مین ہے جنھون کے سودا
رقص وہ لوگ کیا کرتے ہین تلوارون پر

روز و شب رہتے ہین بلبل کی طرح سے نالان
ٹوٹی پھولونکی چھڑی ہے گنہگارون پر

باد کی جھونکے کے لگنے سے ہین میلے ہوتے
نازکی ختم ہے اُن پھول سے رخسارون پر

موسم گل مین جو ہوتا ہے زیادہ سودا
دوڑتے پھرتے ہین ہم باغ کی دیوارون پر

شور نالے کا مرے جب سے سنا ہے آتش
قفل مرغان چمن رکھتے ہین منقارون پر

غزل مطلب

مارتا ہون تمھاری ہین ہر بار
آشناؤن مین سب بڑا اے یار

تمکو لازم ہے پکڑوگے ہیرا
ہاتھ مین ہاتھ با محبت و پیار

مجکو پیاری لگی تمھاری آج
چال دھیمی لے سرو خوش رفتار

خوب کروایا اب تو مست کر دا
مجکو رسوا بہ کوچہ و بازار

اک ذرا بھی تو مجکو کرنے دے
یارمن درد دل کی اب تکرار

حکم ہووے تو آج مارون مین
کھینچکر بیٹھ مین عدو کے کٹار

گرچہ مطلب کا خوش لگے تمکو
تو پڑھون ریختہ سجن للکار

غزل غیور

تحسین بھی لگی شیرین نے کچھ تیشہ زنی پر
پتھر پڑین فرہاد تری کوہ کنی پر

اس لب نے نہ ایک لعل کا بازار کیا سرد
کچھ آگ سی ہے ایک عقیق یمنی پر

ان زلفون کا عنبر کے تئین دیکھ ہوا خوار
سر پوش دھرا نافہ مشک ختنی پر

اب رانجھی کے نام کی جپتا ہون مین سمرن
دل جب سے گرفتار ہے اک رانجھنی پر

کیون سینہ و سر اپنا مین پتھر سے نہ پھوڑون
وہ وعدہ شکن ہے مرے اب دل شکنی پر

کیون غنچے کے مانند گریبان نکرون چاک
گل کھائے جو ہاتھون پہ وہ اس گلبدنی پر

شاباش غیور آفرین صد مرحبا تمکو
کیا خوب غزل کہتے ہو اس کم سخنی پر

غزل خلیق

ہے حسن ترا مہر درخشان کے برابر
دندان در ولب لعل بدخشان کے برابر

کیا چاہیئے عاشق کے تجھے قتل کو خنجر
ابرو ہین ترے خنجر بران کے برابر

اس دست حنائی کے تصور مین خلیق اب
جی ڈوب چلا پنجہ مرجان کے برابر

غزل تحسین

کس مزے کے رنگ سے بن بنکے آتی ہے بہار
حسن کو اپنے عجب سج سے دکھاتی ہے بہار

چاندنی ہے سیر ہے اور بادۂ گلرنگ ہے
گر نہین ساقی تو کس کافر کو بھاتی ہے بہار

ماہتابی کے مزے مین ہاے وہ مہتاب نہ
حیف اسکے ہجر مین کیا مفت جاتی ہے بہار

جھومتی جھلکی جھمکتی جھم جھماتی چاندنی
چاندنی کے رنگ مین کیا دل لبھاتی ہے بہار

واہ وا تحسین نپٹ یہ مصرعہ موزون ہوا
جو وہ گلرویان نہین کسکو خوش آتی ہے بہار

غزل انشا

جا سکتے نہ تھے جسکے چھپر کھٹ کے برابر
شب اسنے سلایا ہمین کروٹ کے برابر

اس ملگجی پوشاک پہ مسکی ہوئی چولی
ہے بگڑی ادا لاکھ بناوٹ کے برابر

اس موسم برسات مین کیون گھر نہ رہین ہم
آنکھین بھی برستی ہین ہماوٹ کے برابر

وہ پردہ اٹھا گھر سے جو باہر نکل آیا
غش کھا کے گرا ہٹ سے مین چوکھٹ کے برابر

کب اُسکو اثر کرتی ہین انشا کی دعائین
تعویذ لٹکتا ہے پڑا لٹ کے برابر

غزل راقم

کسپہ جان قربان کرین روے دلبر چھوڑ کر
کسکے سودائی نہین زلف معنبر چھوڑ کر

ہم چلے ملک عدم کو پاے قاتل کے تلے
تن تڑپتا چھوڑ کر اور لوٹتا سر چھوڑ کر

آج تمنے کر دیا اندھیر عالم مین بپا
روے رشک مہر پہ زلف معنبر چھوڑ کر

رشتۂ الفت سے باہم ہو جدا ممکن نہین
تیغ سر کو چھوڑ کر اور تیغ کو سر چھوڑ کر

خانۂ اصلی سے نزدیکی روش اٹھ کر گئے
کیسے کیسے نوجوان دنیا کی جو سر چھوڑ کر

بوسۂ لب کے عوض مین گالیان سنتے ہین ہم
زہر کھایا کرتے ہین قند مکرر چھوڑ کر

کسکو راقم اپنی چھاتی سے لگائین ہجر مین
اس پری پیکر کی تیغ ناز پہ در چھوڑ کر

ردیف رائے ہندی

غزل انشا

اے دل سمجھ کے اسکی نہ زلف دوتا کو چھیڑ
کمبخت کیا کرے ہے نہ کالی بلا کو چھیڑ

غنچون کو روند گل کو مسل اور صبا کو چھیڑ
لیکن نہ اسکے عقدہ بند قبا کو چھیڑ

مین فندقین جو انکی رچانے لگا تو وہ
بولے کہ چل پرے ہو نہ میری حنا کو چھیڑ

نالون سے میرے بجنے جو بلبل تو بولے آپ
واہ اے اجڑ گئی نہ مرے آشنا کو چھیڑ

اے ہمنشین یہ موسم ہولی ہے ان دنون
منظور ہے جو سیر تو اس خوش ادا کو چھیڑ

لیکن تو اور سوانگ نہ لا سر پہ لپیٹ ایک
نیلا قصابہ باندھ کے انکی ددا کو چھیڑ

شوریدگان عشق سے باتون مین مت الجھ
اے بے ادب پرے نہ گروہ خدا کو چھیڑ

چمکا نہ میرے سامنے اسے مہر آئینہ
کہتا ہون بات مان نہ اہل صفا کو چھیڑ

ق

اک بوالہوس نے انکی جو انا سے کچھ کہا
رستے مین اپنے توسن حرص و ہوا کو چھیڑ

برقع الٹ کے منہ سے وہ کہنے لگی کہ کھینچ
بھینا کو اپنی چھیڑ اور اپنی بوا کو چھیڑ

دیکھے بھی ہے کسی کو وہ انا تو کچھ نہین
بیٹا کسی جوان سے ناز و فنا کو چھیڑ

لیجا کے چپکے چپکے دو شالے کے نیچے ہاتھ
تا حسن گرد کے چٹکی لی انگشت پا کو چھیڑ

انشا جو ہونی ہووے سو ہو دل کہے ہے یون
تا چند ضبط آج تو اس دلربا کو چھیڑ

غزل سودا

ہے دیکھ نخل وادی ایمن ہر ایک جھاڑ
رو رڑا ہے کونسا جو نہین طور کا پہاڑ

تیر نگہ نے تیرے دلون کو الٹ دیا
مژگان تری نے دی ہین صفون کی صفین پچھاڑ

کتنا شگفتہ رو ہے کہ مانند آرسی
چھاتی کے جسکے سامنے کھلجاتے ہین کواڑ

منعم نہ مر بنائے عمارت کی فکر مین
پیسب حویلیان نہین جہانتک ہے سب اجاڑ

بدتر ہے مے کے پینے سے رشوت کلال کی
کچھ محتسب سے دختر رز کی نہ کھائیے پچھاڑ

تنہا وہ شمع رو ہے نہ سودا کی خاک پر
نخل بھی تو لوٹتے ہین گریبان کو پھاڑ پھاڑ

غزل رنگین

کرون مین کہانتک مدارات روز | تمھین چاہیے جی وہی بات روز
مجھے گھر کے لوگون کا ڈر ہی کمال | کرون کس طرح مین ملاقات روز
مرا تیرا چرچا ہے سب شہر مین | بھلا آؤن کیونکر مین ہر رات روز
کہانتک سنون کان تو اڑ گئے | تری سنتے سنتے حکایات روز
گئے ہین مرے گھر مین سب تجکو تاڑ | کیا کر نہ رنگین اشارات روز

ایضاً ولہ

تاس کر باجی نے جب میری بڑھائی پشواز | لیتے تب پیر سے دہ ٹکڑے اوڑائی پشواز
بڑھیا او جلی نے اک آن کے قصہ باندھا | اسنے بندی نے دہ دھانی جو دھلائی پشواز
کرتی جالی کی مجھے بھاتی ہے ہلکی پھلکی | کیون مرے واسطے باجی نے سلائی پشواز
تو دوا ایک ہے اللہ ری او حرفت باز | قادری مانگی تھی اردو ڑکے لائی پشواز
بوجھ سے اسکے کمر جھکی ہی پڑتی ہے مری | کیون مجھے گھیر کی اتنا یہ بنھائی پشواز
رشک سے منھ پہ بسنتی کے گئے پھول بسنت | مین نے رنگین یہ بسنتی جو لگائی پشواز

غزل مشفق

کنج تنہائی مین ہے صحبت اغیار عزیز | جیسے بیمار کو پرہیز ہو نا چار عزیز
اپنی عریانی کا یون دلکو خوش آیا خلعت | جس طرح شیخ کو ہو جبہ و دستار عزیز
دل سے تا حشر اثر اسکی نگہ کا نہ گیا | جان کو تھا تیر مژہ تا لب سوفار عزیز
اپنے عاشق سے تکلف نہین اتنا لازم | تجھسے تو جان بھی مجھکو نہین اے یار عزیز
عشق سے مین بخدا اٹھاؤن قسم اے مشفق | ترک الفت کو نہ سمجھے کوئی دشوار عزیز

غزل سودا

بال و پر ہونے نپائے تھے نمود ار ہنوز
تب سے ہم کنج قفس مین ہین گرفتار ہنوز

ہوگئے پامال نکر ہمکو رہا اے صیاد
عشق پرواز نہین تا سر دیوار ہنوز

زخم شمشیر ستمگر نے کیا اپنا کام
یارو تم ڈھونڈھتے ہو مرہم زنگار ہنوز

حق تعالے اسے جیتا رکھے اس دنیا مین
اس قیامت سے نہین ہے تو خبردار ہنوز

قیس و فرہاد کے ماتم سے تو جگ مین اب تک
دشت مین خاک بسر روتے ہین کہسار ہنوز

تیری دوری سے عجب حال ہے اس سودا کا
مین تو دیکھا نہین ایسا کوئی بیمار ہنوز

غزل یقین

خوش نہین آتا ہے بن مجنون ہمین صحرا ہنوز
ان غزالون سے ہمارا جی نہین لگتا ہنوز

ابتلک کرتا ہی تیشہ کام مین تپھر کے دخل
مانتا ہے کوہکن کے نقش کو خارا ہنوز

مونکالے پر بھی مستی حسن کی اتری نہین
بھر رہا ہے مے سے یہ معشوق کی مینا ہنوز

باوجود اسکے کہ ہر زخمون کے مارے خونین غرق
آب خنجر کو ترستا ہے جگر میرا ہنوز

ہے یقین کا عشق مین ہر موزبان احتیاج
اسپہ کم ہوتی نہین اُسکی یہ استغنا ہنوز

غزل اسد اللہ خان

نہ گل نغمہ ہون نہ پردۂ ساز
مین ہون اپنی شکست کی آواز

تو اور آرائش خم کاکل
مین اور اندیشہاے دور و دراز

لاف تمکین فریب سادہ دلی
ہم ہین اور رازہاے سینہ گداز

ہون گرفتار الفت صیاد
ورنہ باقی ہے طاقت پرواز

وہ بھی دن ہو کہ اس ستمگر سے
ناز کھینچون بجاے حسرت ناز

اے ترا غمزہ یک قلم انگیز
اے ترا ظلم سر بسر انداز

اسد اللہ خان تمام ہوا
اے دریغا وہ رند شاہد باز

غزل انشا

اپنی آنکھون کی جھڑی بھی کم نہین برسات سے
فیض سے جسکے ہوئے ہین سیکڑون فرسنگ سبز

اشک کا قطرہ جو ٹپکا ریزۂ الماس تھا
کیا تعجب گر اثر سے اسکے ہو ہر سنگ سبز

عشق مین ہونے نہین باقی کسی عنوان سے
غیرت و عز و حیا و شرم و عار و ننگ سبز

کیون نہو سرسبز انشا مثل سرو سبز آج
سبزۂ نوخیز ساقی سبزہ تسپر بنگ سبز

غزل غالب

کب ہوا اب ہمین جور و بشر کا امتیاز
دیکھکر جاتا رہا تجھکو نظر کا امتیاز

اُسکا کوچہ چھوڑکر جاوے ہے گلشن کیطرف
ہوگیا معلوم بس باد سحر کا امتیاز

نازکی جسنے رگ گل کی نہ دیکھی ہو کبھی
ہو میان کیونکر اوسے تیری کمر کا امتیاز

ہے یہ سودائے محبت ہی کہ یان بس بات کی
کچھ نہین رہتا میان نفع و ضرر کا امتیاز

جب نشست اغیار کی پہلو مین ٹھہری یار کے
تب ہمارا رہگیا پھر وان کدھر کا امتیاز

اہل ہمت پوچھتے ہین خاک جب اکسیر کو
انکو کب ہوتا ہے صرف سیم و زر کا امتیاز

آگئے اپنے یار کے غالب ہمین معیوب ہین
ورنہ ہے کسکے اسے عیب و ہنر کا امتیاز

غزل میر

ہوتا نہین ہے باب اجابت کا وا ہنوز
بسمل پڑی ہے چرخ پہ میری دعا ہنوز

دن رات کو کھنچا ہے قیامت کا اور مین
پھرتا ہون منہ پہ خاک ملے جابجا ہنوز

خط کار لاکے تم تو منڈا بھی چلے دلے
ہوتی نہین ہماری تمہاری صفا ہنوز

غنچے چمن چمن کھلے اس باغ دہر مین
دل ہی مرا ہے جو نہین ہوتا ہے وا ہنوز

احوال نامہ بر سے مرا سنکے کہہ اٹھا
جیتا ہے وہ ستمزدہ مہجور کیا ہنوز

غنچہ نہ پوچھ دل ہے کسی مجھ سے زار کا
کھلتا نہین جو سعی سے تیری صبا ہنوز

توڑا تھا اسکا شیشۂ دل تو نے سنگدل
ہے دلخراش کوچے مین تیری صدا ہنوز

پہلو مین اسکے میر لہو تھا سو پی چکا
اوڑتا نہین ہے طائر رنگ حنا ہنوز

بے بال و پر اسیر ہوں کنج قفس میں میں — جاتی نہیں ہے سر سے چمن کی ہوا ہنوز

غزل شہیدی

تجھے پر سے جھڑ ملنے لگے شرر نہ تڑپ تو بلبل زار بس — جلیگا قفس جلیگا قفس جلیگا قفس جلیگا قفس

نہیں کوکہ بارھواں سال ہوئے مجھے یہی مقال ہے — ابھی تو ترس ابھی تو ترس ابھی تو ترس ابھی تو ترس

کوئی کارواں جو نکلگیا سوے نجد قیس یہ بول اٹھا — وہ بجا جرس وہ بجا جرس وہ بجا جرس وہ بجا جرس

تجھے غزہ پکا ہوں پریدہ سر ایسے جنگ جو مرے قتل پہ — نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس

نہ چلی کسی کی فسونگری کہ وہ زلف سانپ سی کھبری — گئی دلکو ڈس گئی دلکو ڈس گئی دلکو ڈس گئی دلکو ڈس

تجھے دیکھا جسنے ہوئے پری بخدا کہ ایسے نظارے کی — نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس

تو شہیدی ابر یہ ہے کہ وہ شراب پیتی ہوں جس جگہ — وہیں جا برس وہیں جا برس وہیں جا برس وہیں جا برس

غزل محکم

تجھے حیف ہے ترے اے صنم کہوں آہ جا کے یہ کس سے بس — نہ ملا درس نہ ملا درس نہ ملا درس نہ ملا درس

یوں پکار اٹھا ترے در پہ شب مجھے چور کہکے وہ بلا طلب — ترا آج عسس ترا آج عسس ترا آج عسس ترا آج عسس

ترے ہجر میں مجھے اے صنم یہاں پہ لے روتے دو ماہ کم — ہوئے دو برس ہوئے دو برس ہوئے دو برس ہوئے دو برس

تب غم کے آتے اٹھا بھڑک بخدا صنم یہ جگر مرا — نہ پیا جرس نہ پیا جرس نہ پیا جرس نہ پیا جرس

مجھے بریں محکم کہربا میں جان کر جو لپٹ گیا — سر خار و خس سر خار و خس سر خار و خس سر خار و خس

غزل انشا

پھنس گئی عندلیب ہو بیکس — وا ے تنہائی اور کنج قفس

قیس لیلے سے ملگیا شاید — نہیں آتی ہے آج بانگ جرس

شب جو میں اسکے راہ میں لپٹا — خوف حاکم رہا نہ بیم عسس

ہاتھا پائی ہوئی کچھ ایسی بس — آنکھی انگلی کی چٹ ھلکی جھٹ نس

لگے کہنے کہ میرے دامن کو — نہیں ابتک کیا کسو نے مس

مفت جلجائیگا برے بھی سرک
ارے مین آگ ہون اور تو ہی خس

جب یہ سمجھے کہ چھوڑتا ہی نہین
تب تو ٹھہری کہ دینگے بوسے دس

گن کے دس لیلیے گیارھوان بہی سہی
ہمکو پیٹے کرے جو زیادہ ہوس

ایک دو تین چار پانچ چھ سات
آٹھ نو دس ہوے بس اتنا بس

غزل مشفق

آپ نے بھیجا تھا خط جو اپنے اس احقر کے پاس
وہ ہمیشہ رہتا ہی بالاے تکیہ سر کے پاس

دور ہی سے دیکھکے دربان خفا ہونے لگا
ڈرتے ڈرتے پہونچے ہم جسدم تمھارے در کے پاس

کانین بندے تمھارے دیکھکر کہتی ہے خلق
کیا ہی روشن دو ستارے ہین مہ انور کے پاس

اور بھی مخمور چشم یار ہو جاتی ہے مست
سیکڑے ہین شیشہ جب آجاتا ہے ساغر کے پاس

عقدۂ دل صاف کھلجائیگا اے مشفق مرے
حل مشکل کا ہے نسخہ خالق اکبر کے پاس

غزل بعید یل متخلص بمعروف

لیچلو مجکو تم اُس آئینہ رخسار کے پاس
خاک ہے زندگی جو یار نہین یار کے پاس

نرگس مست کا مت رکھو دل بیمار خیال
پینے بیمار کو رکھتے نہین بیمار کے پاس

ذبح کرتا ہے تو کر پر ذرا اتنا سمجھو
رکھیو قاتل تو سنتے مجھے اپنی ہی دیوار کے پاس

جی مین آتا ہے کہ اب بھیس بدل جوگی کا
دھونی دے بیٹھئے اب لیف دھوا ندھا رپاس

اب خیال اُسکا سرا فراز کرے ہی معروف
شہ قدم رنجہ کرے جا کسی نادار کے پاس

غزل رضا

تمنے کچھ قدر مری آہ نہ جانی افسوس
قدر دانی سے کوئی بات نہ مانی افسوس

داستان درد کی اپنے مین کہون کس سے اجی
کوئی سنتا ہی نہین میری کہانی افسوس

دل اگر سینے مین ہوتا تو یہ دکھ کیون ہوتا
ہے بغل مین بھی مرا دشمن جانی افسوس

چشم تر ضعف بدن خشکی لب زردی رنگ
یہ ملی درد محبت کی نشانی افسوس

رحم آتا ہے رضا دیکھ ترا حال مجھے
مفت برباد گئی تیری جوانی افسوس

غزل میر

اے ابر تر تو اور کسی سمت کو برس
اس ملک مین ہماری ہی چشم تر ہے بس

حرمان تو دیکھ پھول بکھیرے تھی کل صبا
اک برگ گل گرا نہ جہان تھا مرا قفس

مژگان بھی بہ گیئن مرے رونے سے چشم کے
سیلاب موج مارے تو ٹھہرے ہے کوئی خس

مجنون کا دل ہون محمل لیلی سے ہون جدا
تنہا پھرون ہون دشت مین جون نالۂ جرس

اے گریہ اسکے دلمین اثر خوب ہی کیا
روتا ہون جب مین سامنے اسکے تو دے ہے ہنس

اسکی زبان کے عہد سے کیونکر نکل سکون
کہتا ہون ایک مین تو سناتا ہے مجکو دس

حیران ہون میر نزع مین اب کیا کرون بھلا
احوال دل بہت ہے مجھے فرصت ہے یک نفس

غزل انشا

پھر تو کہہ بھرکے دم سرد مرے ہونٹھ نہ چوس
ہان وہ کس طرح کے بیدرد مرے ہونٹھ نہ چوس

قہر ہے لعل سے زینت سے ترا یون کہنا
رنگ یاقوت ہے یان گرد مرے ہونٹھ نہ چوس

رہ فضیحت نہو چلاون تو مجھے چھوڑنے دے
دیکھ جاگہ ہے یہ بے پردہ مرے ہونٹھ نہ چوس

مجکو حیران نکر چھوڑ تری دہشت سے
دیکھ رخسار ہوے زرد مرے ہونٹھ نہ چوس

صدقے اس نازکے انشا سے یہ کہنا چل بے
چوٹ لگتے ہی ہوا درد مرے ہونٹھ نہ چوس

غزل شہیدی

نہوگا مجسا دنیا مین کوئی ناکام سو سو کوس
کہ مطلب بھاگتا ہے سنکے مرا نام سو سو کوس

مبارک ہو تمھین اے ہمصفیر و سیر گلشن کی
ہماری راہ مین پھیلے ہوے ہین دام سو سو کوس

ہماری شکل سے ہین آپ ہی مانوس اے ہمدم
بلاتے تھے ہمین جو بھیجکر پیغام سو سو کوس

نکالا آسمان نے جس گھڑی کوچے سے جانان کے
ہوا تھا ناتوان غم کو ہر ہر گام سو سو کوس

مریض عشق کی اپنے خبر لے جلد اے ظالم
ہوئے ہین دور اسکے طاقت و آرام سو سو کوس

نہ اکدن خضر نے بھی آ کے میری رہنمائی کی
بھٹکتا ہی رہا مین صبح سے تا شام سو سو کوس

غضب ہے حال سے اپنے نہین واقف ہے وہ ابتک
شہیدی جسکی خاطر سے ہوئے بدنام سو سو کوس

غزل حاجی

تم خفا ہو مجھ سے تو ہین بھی علی ہذا القیاس
آپکی خو ہے وہی میری علی ہذا القیاس

تم جو کہتے ہو کہ تجھسے کچھ غرض مجھکو نہین
ہمکو کب پروا ہے اب تیری علی ہذا القیاس

کون تو میرا مین تیرا کون جو تم کہتے ہو
کچھ مرے دلمین بھی اب سوجھی علی ہذا القیاس

کوئی امید وفا پر مت لگا و اس سے دل
ہو گئی اک مجھسے نادانی علے ہذا القیاس

بیٹھے ہین جسطرح سے نزدیک تیرے اے غیر
ہوگا میرے پاس بھی کوئی علی ہذا القیاس

کیجیے بدنام مجکو خوب لیکن میرے ساتھ
ہوگی صاحب کی بھی رسوائی علی ہذا القیاس

پوچھتے کیا ہو کہ اس حاجی نے دل کو جس طرح
کھو دیا تھا جان بھی کھوئی علی ہذا القیاس

غزل شاہ ظفر رحمۃ اللہ علیہ

ہو کہ سینے مین ہو داغ دل سوزان کی طپش
وہ نہو حشر کے دن مہر درخشان کی طپش

خاک پر میرے خس و خار نہ کیونکر جلجائین
اب تلک دلمین ہے سوز غم پنہان کی طپش

بہنے گو آنکھون سے رو رو کے بہائے دریا
نہ بجھی پر نہ بجھی ہان غم جانان کی طپش

نبض پر رکھتے ہی انگشت پھپھولا پڑ جاے
اے طبیبو وہ بلا ہے غم ہجران کی طپش

نہین معلوم یہ کیا عشق کی بھڑکائی آگ
پھونکتی ہے مجھے میرے دل و جان کی طپش

الکہ بہ تبدیل ردیف اور غزل گرم ظفر
جسکو ہوسنکے زیادہ دل یاران کی طپش

غزل میر

اسکا خیال آوے ہے عیار کی روش
پھر اسکی سیکھتے پائی نہ رفتار کی روش

کیا چال ہیگی زہر بھری روزگار کی
سب اس گزند کی ہے سیہ مار کی روش

وہ وقت خیز گرم تو مدت سے ہو چکے
رہتے ہین اب گرسے پڑے بیمار کی روش

جاتے ہین رنگ و بوے گل و آب جو چلے
آئی نہ خوش ہمین تو یہ گلزار کی روش

مائل ہوا ہے سرو گلستان پہ دل مرا
کچھ آگئی ہے اس مین قد یار کی روش

زندان مین جہان کے بہت ہین خراب حال
کرتے ہین ہم معاش گنہگار کی روش

یون سر بکھیرے عشق مین پھرتے نہین ہین میر
اظہار بھی کرین تو ہین اظہار کی روش

غزل شاہ ظفر

ساقی نہ دکھا بزم مین تو جام کی گردش
یاد آتی ہے چشم بت خودکام کی گردش

پھرتی ہے مری خاک بگولے مین ہمیشہ
اب تک بھی مرے ساتھ ہے ایام کی گردش

اک شب نہ مرے پاس وہ آیا مہ تابان
گردون نے نہ کی ایک مرے کام کی گردش

آنکھون کے تصور مین ترے صاف ہی لکھا
خامہ نے نہ کی جب دم ارقام کی گردش

مے بھرتے ہی ساقی کے ظفر ٹوٹ گیا جام
قسمت ہی مین تھی رند مے آشام کی گردش

غزل سودا

دین شیخ و برہمن نے کیا یار فراموش
یہ سبحہ فراموش وہ زنار فراموش

دیکھا جو حرم کو نہین وہ دیر کی وسعت
اس گھر کی فضا کر گیا معمار فراموش

بھولے نہ مرے دل سے مرا مصرعہ جانکاہ
نالہ نہ کرے مرغ گرفتار فراموش

دل سے نہ گئی آہ ہوس سیر چمن کی
اور ہمنے کیا رخنۂ دیوار فراموش

یا نالہ ہی کر منع تو یا گریہ کو ناصح
دو چیز نہ عاشق سے ہو یکبار فراموش

بھولا پھرون ہون آپکو اک عمر سے لیکن
تجکو نہ کیا دل سے مین زنہار فراموش

دل درد سے کس طرح مرا خالی ہو سودا
وہ ناشنوا حرف مین گفتار فراموش

غزل سوز

کسکی صحبت مین تو ہوا او باش — آفرین میرے مین چلیے شاباش
مین اگر جانتا کہ بانکا ہے — دل نہ دیتا تجھے مین پہلے کاش
کوئی منصف نہین کہون کس سے — کیونکہ گزرےگی اس سے میری معاش
ناخن پا نظر پڑا تھا کہین — ابتلک میرے دلمین ہے وہ خراش
جسکو دیکھا سو ہے وہ رشک پری — سوز تو دیکھ صنعت نقاش

غزل انشا

کیون ساقیا نہ لعل ہوا اپنا یہ رنگ فرش — شیشے شراب سرخ کے ہین جاے سنگ فرش
جون آئینہ ہے اسکے جہان چاندنی تجھے — وان عرشیون کے باون کا ہی سایہ لنگ فرش
تنے پلنگ دور بچھایا تو کیا ہوا — تم جانتے ہو مجکو کہ مین ہون پلنگ فرش
شیخ دراز قد نے جو مجلس مین ڈگ دھرے — پھبتی کہی سبھون نے کہ آیا کلنگ فرش
ٹک فربہی کو شیخ کے دیکھو کہ ہے زیاد — دریا کے بھی نہنگ سے ہے یہ نہنگ فرش
جو مجھ مین اور انہین دہا جو کرتی بچی — فراش بولے روز ہوئی یہ تو جنگ فرش
دھبا پڑا جو پاؤن سے مسند پہ بولے آپ — کیا سخت بے لحاظ ہے ہر ہر یہ ننگ فرش

غزل یقین

راتدن خوبانکو ہے دلہاے مفتون کی تلاش — روز و شب لیلا کو تھی در پیش مجنون کی تلاش
اشک رنگین سے گلی کو تونے مشہد کر دیا — مر گئے ہین دیکھکر اس چشم پر خون کی تلاش
جسطرح سے ڈھونڈتے ہین لوگ خاطر پادشاہ — اسطرح رہتی ہے مجکو جان محزون کی تلاش
جی سے میرے لگ رہی ہے سانورونکی جستجو — جسطرح ہوتی ہے افیونی کو افیون کی تلاش
شاعری ہے لفظ و معنی سے پرے لیکن یقین — کون سمجھے یان تو ہے الہام مضمون کی تلاش

غزل سراج

کیا شراب محبت نے دل کے خم مین جوش — عجب نہین جو قیامت تلک رہون مدہوش

صنم کے حسن کی خورشید کی خجالت سے ہوا ہے چاند نقاب سحاب مین روپوش
نہین علاج بجز مرہم نوازش و لطف جفا کے زخم سے کرتا ہے دل فغان و خروش
نہووے صور قیامت کے شور سے بیدار جو کوئی خیال مین اس چشم کی ہوا مے نوش
ترے دو ابروے ہمسر کو دیکھ حیران ہون سنا نہین ہے کہین دو ہلال دوش بدوش
فسردہ دل ہون زمانے کی سرد مہری سے عجب نہین ہے اگر مثل شمع ہون خاموش
کمند عقل سے آزاد ہے مثال سراج جو اسکی زلف کی زنار کا ہے حلقہ بگوش

غزل ناسخ

ز ردیف صاد مہملہ

اسقدر زیر فلک اے سرو گل اندام رقص کر رہا ہے لولی گردون کو بے آرام رقص
سیکڑون مردے نکل پڑتے ہین ہر ٹھوکر کے ساتھ فتنۂ محشر وہ ہے جسکا رکھا ہے نام رقص
مرغ خوشخوان اس چمن کا ہون کہ جسکے صحن مین آسمان طاؤس سا کرتا ہے صبح و شام رقص
لگتی ہین مینا سے گردون کو ہزارون ٹھوکرین کرتے ہین مستی مین جب رندان مے آشام رقص
مچگیا بھونچال تیرے رقص سے محفل مین رات سب لگے کرنے در و دیوار و سقف و بام رقص
ہوگیا پیری مین عیش اپنا جوانی سے دوچند ہاتھ مین رعشہ سے کرتا ہی جوے کا جام رقص
حال مین صوفی اگر ناچے ہے خامی کی دلیل کرتے ہین گلخن پہ جیسے دانہاے خام رقص
دور دامن ہوگیا ہے مجکو مثل آسیا پیستا ہے دلکو تیرا اے بت گلفام رقص
گر عوض ناقوس کے جا کر مین اک نالہ کرون بتکدے مین ہر طرف کرتے پھرین اصنام رقص
تو ہے وہ صیاد او ظالم کہ تجکو دیکھکر کرتے ہین بدلے تڑپنے کے اسیر دام رقص
جی اٹھے مردے ہزارون سنکے گھنگرو کی صدا واسطے زندون کے لایا موت کا پیغام رقص
ناچنے گانے کا کیا رتبہ ہے اسکے سامنے ہر سخن اسکا ہے اے ناسخ عناصر کا رقص

غزل سودا

آرام پھر کہان ہے جو ہو دل مین جاے حرص آسودہ زیر چرخ نہین آشناے حرص

ممکن نہین ہے یہ کہ بھرے کاسہ طمع | دن مین کروڑ گر جو بھر آوے گدائے حرص
انسان ہو ذلیل زمانے کے ہاتھ سے | ذلت کسیکو کوئی نہ دیوے سوائے حرص
نادان تلاش طرہ زر سے تو باز آ | چون شمع یہ نہو کہ ترا سر کٹائے حرص
اپنے سوا کسی کو نہ پایا حریص مین | کی قطع روزگار نے مجھپر قبائے حرص
سودا بسر ہو خوبی سے اوقات ہر طرح | پر درمیان نہووے بشر طیکہ پائے حرص

غزل میر تقی

شاعری شیوہ ہے شعار اخلاص | دین و مذہب مرا ہی پیار اخلاص
اب کہان وہ موحد تسلی | ہووے ظاہر مین یون ہزار اخلاص
سورت اخلاص کی پڑھی برسون | میر رکھتا نہین ہے یار اخلاص

غزل رنگ

مرتبہ حق نے کیا خاص اخلاص | تسے رکھتا ہے دل مرا اخلاص
غیر کی بو مرے دماغ نہین | الفت دل عجب ہے خاص اخلاص
حال تقلید طالب دنیا | جس طرح سے بنا ہوا رقاص
آپ انا فتحنا ہو وے پناہ | مصحف رو ہے سورۂ اخلاص
بحر معنی مین غرق ہوگا رنگ | ہاتھ آیا سخن کا ہو غواص

غزل کنور

مین نپٹ دل سے ہون ترا مخلص | جذب باطن سے با صفا مخلص
دل کو فرقت مین کیا ہے بیتابی | عرض تسے کرے وہ کیا مخلص
منتظر تیرے دیدکے ہین سب | برقع منہ سے کہین اُٹھا مخلص
بے سبب رہتے ہو خفا ہم سے | آپ کا مین ہون بے ریا مخلص
شکر حق اب کنور وہ بر آیا | جس دعا مین ہمیشہ تھا مخلص

ردیف ضاد معجمہ

غزل انشا

زہے نسائم فیضان مبدا رفیاض / نمود جس سے ہوئے سب جواہر و اعراض
مدام ناصیہ ساہین حضور مین جسکے / سواد چشم شب و گردن سحر کی بیاض
بدیع فطرت وخیاط خلعۂ تنویر / ہو جسکے ہاتھ گریبان صبح کی مقراض
علیم حاکم دحکام دہر جس سے ہین / ہمیشہ خلق جہان کو ہزار ہا اغراض
ریاضی اور طبیعی سے ماحصل یہ ہے / الٰہیات سے نافہم کو نہو اعراض
کہ تیری ذات کو مخلوق بے مواد کیا / سیاست مدنی سیکھ جاوین تا مرتاض
شفا اب اُسنے تصدق سے اپنے دی مجکو / ہزار شکر کہ سب دفع ہو گئے امراض
وگرنہ دیکھ کے انشا کی نبض ہوتا تھا / غریق بحر تحیّر مسیح سا نباض

غزل سودا

چشم بینا ہو تو لیکر گل سے سے تا خار فیض / بخشتے یارون کو ہر صورت جمال یار فیض
فیض ہے دابستہ رتار عقیدت ورنہ یار / نفع نے تسبیح مین ہے اور نہ کچھ زنار فیض
بخشتے ہے یون تقویت دلکو مرے دشنام یار / جون دوا سے تلخ سے پاوے کوئی بیمار فیض
بھر سے جون مہ کو پہونچے ہے ضیا جو خوبرو / میرے سنگھ ہو تو پہونچاوے ترا رخسار فیض
جی بچے دون ہمتون سے تو غنیمت جانیو / کسکو گنج اپنے سے پہونچاوے ہے یار و مار فیض
کرکے صاف آئینۂ دل اسمین تو دیکھ آپکو / بخشتے گا اے یار تیرا ہی نکھے دیدار فیض
تو نے وہ سودا زبان ریختہ ایجاد کی / پڑھکے اک عالم اُٹھاتا ہے ترے اشعار فیض

غزل سراج

مائل ہون گلبدن مجھے اُس گل سے کیا غرض / آکا گل ہین اُسکے بند ہون سنبل سے کیا غرض
خونی دلون کے قتل کو سیدھی نگاہ بس / اس تیغ کو فسان تغافل سے کیا غرض
رسوائی جہان سے مجھے فکر کچھ نہین / دیوانہ رجنون کو تامل سے کیا غرض

بس ہے غبار راہ لباس شہنشہی — سلطان بیخودی کو تجمل سے کیا غرض
جام مے الست سے بیخود ہوں اے سراج — دور شراب شیشۂ پر مل سے کیا غرض

غزل یقین

کب سنے زنجیر مجھ مجروح دیوانہ کی عرض — پہونچتی تھی کان تک اُس زلف کے شانے کی عرض
گرمی اہل بزم سے مت کر کہ میں ہوتا ہوں داغ — شمع کی خدمت میں ہے جلنے ہی پروانے کی عرض
شیشۂ مجھ دل سا بتا دے اور تری آنکھوں سا جام — گر کرے ساقی ہزاروں سال میخانے کی عرض
فصل جاتی ہے یقین اور باغبان سے ایکبار — کوئی کر دیتا نہیں ہے باغ میں جانے کی عرض

از اتبرک غزل مولوی عبد اللہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

جو کرے تیری زلف سیہ پہ نظر اسکے رکھے ہم میں دم غلط — جسے مار سیاہ کا زہر چڑھے کرے کیونکہ وہ ہوش و قدم غلط
نہیں تجکو غرض کبھو تیر و کمان یو نہیں لی ہے تونے ہزاروں کی جان — تیرا تیر نگہ ہے اور بر نکمان جو کرے صف ترک عجم غلط
ہتھیلی میں ہے تیرا گناہ ذرا کہ جو مارے کوئی دم یوں چرا — کہاں سکا قصاص بیت ہے بھلا جو ہوا کبھی آپ عدم غلط
دیکھو بلبل گل کا نباہ صنم کیسے کرتے ہیں سلکے یہ جلوہ بہم — نہیں کوئی کبھی انہیں سے چشم نیم جو ہو قول و قرار قسم غلط
ذرا چشم کرم سے تو دیکھ ادھر ترے ہجر میں تڑپوں ہوا ابتر — جیسے بسمل مرغ ادھر ادھر گرا سپہ تو اتنا ستم غلط

غزل انشا

کیا دخل تیرے غم میں رہے تن میں جان غلط — حاشا غلط غلط غلط اے مہربان غلط
دو چار دن جو ہم سے نہ بولے تو کیا ہوا — پر چاہیے ہمیشہ سجھے یہ گمان غلط
میں اور ترک عشق بھلا کچھ بھی ربط ہے — اے مہربان غلط غلط اے قدردان غلط
تصمیم عزم کعبہ نہ ہو تو بھی زاہدا — گو ٹھنے کی ہی ہو رہ کوے بتان غلط
اے میرے حاجی چپ ہو خدا کا بھی نام لے — مجھے ہو ترک صحبت پیر مغان غلط
آوارہ وحشت شوق میں مانند گرد باد — بھٹکا پھروں ہوں کرکے رہ کاروان غلط
انشا سے اب خیال یہ افشائے راز کا — ہے وہ جو کچھ کہ آپ کی خاطر نشان غلط

غزل میر تقی

جسکو ہوا ہے اس صنم بیوفا سے ربط / اسکو خدا ہی ہووے تو کچھ ہو خدا سے ربط

گل ہو کے برگ برگ ہوئے اور ہوا ہوئے / رکھتے ہین اس چمن کے جو غنچے ہوا سے ربط

زنہار پشت پا سے نہین اٹھتی اسکی آنکھ / اس چشم شرمگین کو بہت ہے حیا سے ربط

شاید اسی کے ہاتھ مین دامن ہو یار کا / ہو جس ستم رسیدہ کو دست دعا سے ربط

کرتی ہے آدمی کو دنی صحبت فقیر / اچھا نہین ہے میر سے بے تہ گدا سے ربط

غزل سودا

تو جو ہو پاس تو ہے صبح طرب شام نشاط / دیکھنا تجھکو ہے اے جان و دل آرام نشاط

فضل حق جسکی طرف ہو تو اسے بخشے ہے / دور ساغر کی طرح گردش ایام نشاط

دل جنھون کا ہے اسیری کے مزے سے آگاہ / ہے قفس بیچ انھین عیش و تہ دام نشاط

عکس تا اسکی نگہ کا نہ پڑے جام کے بیچ / ہو سکے نشۂ مے سے نہ سرانجام نشاط

دیکھ ہوتی ہے تجھے قمری و بلبل شادان / تو ہی اس باغ مین اے سرو گل اندام نشاط

شیشہ ہے زیر بغل آئینۂ دل سودا / مے سے ہمکو نہین ہے ساقی گلفام نشاط

غزل سوز

اب ضرر کرنے لگا دل کو بتان کا اختلاط / سچ تو ہے ان بیوفاون سے کہان کا اختلاط

اب کوئی دم مین مچاویگی خزان یان آ کی لوٹ / عندلیبو چھوڑ دو تم گلستان کا اختلاط

ناکسون کی دوستی دے دین و ایمان کو اکھاڑ / پوچھ د جاکر گلستان سے خزان کا اختلاط

خاک سے جسنے بنایا حضرت انسان کو / فیض گر چاہے تو کر اس باغبان کا اختلاط

سوز سے مت دل لگاؤ مشفقو سمجھا دیگے / کاہش جان ہے عزیز و میہمان کا اختلاط

غزل رضا

ستم ہی مجھسے تھا اے بیوفا شرط / مرے دل کی تو کیا لایا بجا شرط

بھلا اب تجھسے کیا بازی لگاؤن — دیا مین ہار پہلے دل لگا شرط
نگہبانی سے کیا ہوتا ہے یارو — غرض ہے خوبرد کو کچھ بجا شرط
اگر باور نہین جا نبازی دل — تماشا یہ دکھاؤن بھی بھلا شرط
لگا کہنے یہ باتین غیر سے کر — اگر سے ہے تجھسے جا میری بلا شرط
رضا اُسکی رضا پر رہ تو راضی — کہ راہ عاشقی مین ہے رضا شرط

غزل سودا

رہے وہ معنی قرآن کہے جو تو واعظ — پھٹے دہن کے تئین اپنے کر رفو واعظ
بتون کی حسن پرستی سے کیا خلل دین مین — خدا نے دوست رکھا ہے رخ نکو واعظ
ثبوت حق کی کریں سبھو نپہ ہے لیکن — تری تو نفی کرم پر ہے گفتگو واعظ
ڈرون ہون مین نکرین رند تیری داڑھی کا — تبرکات مین داخل ہر ایک مو واعظ
سخن ہے وہ کہ موثر دلون کا ہو نادان — یہ پوچ گوئی ہی جس سے ہے تجکو خود واعظ
کہا تو مان لے سودا کا توبہ کر اس سے — لب و دہن کے تئین کر کے شست و شو واعظ

غزل میر تقی

لطف جوانی کے ساتھ گئے پیری کیا ہے کیا محظوظ — کیونکہ جبین یا رب حیرت ہی ہیزہ لیسے نا محظوظ
روئے کڑھنے کو عیش کہو ہو ہم تو تمہارے دعا گو ہین — یو نہین ہمیشہ عشق مین اُسکے رکھے ایسا خدا محظوظ
زردی منھ کی اشک کی سرخی دو نون اتیو رنگ پہ ہین — شاید میر بہت رہتے ہو اس سے ہو کے جدا محظوظ

غزل انشا

کسکو سنا کر کہا آپ نے اوبے لحاظ — مجسے نہ اتنے اجی ہوتے رہو بے لحاظ
گریہ کنان دیکھکر مجکو کہا شوخ نے — تاڑتے ہین لوگ سب چپ ہو نہ رو بے لحاظ
ہونٹھ ہی مل ڈالئے ہے یہ ٹھنی دل مین خبر — اسکو مجھے ابھی تم کہتے تو دو سبے لحاظ
آج جو کچھ دلمین ہے یار سے کہہ بیٹھے — ایک گھڑی کے لیے ہو جیے گو بے لحاظ

اردو نظم نمبر

پانوں لگا و اپنے ہین وہ تو غصّہ ہو رات
کہنے لگا چونک کر چھوڑ یہ خوب بے لحاظ

سیکھ ادب لاکھ بار ہمنے کہا بات مان
پھر وہی کرنے لگا کرتے ہین جو بے لحاظ

چھوڑ اب انشا کوئی آپکو کیا دخل ہے
اور بھی دو گالیان اور کہو بے لحاظ

غزل سراج

عمل سے مے پرستون کے تجھے کیا کام لے واعظ
شراب شوق کا تو نے پیا لے جام لے واعظ

لگیگا سنگ خجلت شیشہ ناموس پر تیرے
عبث ہم بیگناہون کو نکر بدنام اے واعظ

نہین ہے امتیاز نیک و بد چشم حقیقت بین
مجھے یکسان ہوا ہے کفر اور اسلام اے واعظ

نیاز بیخودی بہتر نماز خود نمائی سے
نکر ہم پختہ مغزون کو خیال خام اے واعظ

پڑھے مکتب کے علم مختصر بین یہ معانی ہین
نہین ہے زہد کے طومار کو انجام اے واعظ

وہ شیرین لب کی کڑوی بات امرت ہے ہی حق بین
تجھے معلوم کیا ہے لذت دشنام اے واعظ

سراج اُس کعبۂ جان تصور کو کیا سمرن
یہی ورد سحر ہے اور دعاے شام اے واعظ

غزل حاجی

سرخ جوڑا سج کے نکلا گھر سے دلبر الحفیظ
آگ رکھتا ہے یہ کس کس کے جگر پر الحفیظ

تیری یہ ٹیڑھی مژہ اور تیغ ابرو دیکھکر
اچھے اچھے بول اُٹھتے ہین بہادر الحفیظ

اُسکے کوچے کی تو کرا یدل سکونت اختیار
ساکن کوے صنم کہتے ہین اکثر الحفیظ

دیکھیے ہوتا ہے کیا رہتی ہے یا جاتی ہے جان
ان دنون بگڑے ہین ہمسے کینہ پرور الحفیظ

حاجی اُس ناآشنا سے دیکھیے کیسے بنے
آج کہتے ہین پکارین گے پیمبر الحفیظ

غزل کنور

جاتا ہے مرے بر سے دلبر کا خدا حافظ
دل بسکہ مشوش ہے مضطر کا خدا حافظ

کوچے مین ستمگر کے سر تک بھی تو ہم کھوئے
وادی طلب مین اب بے سر کا خدا حافظ

اک عمر قفس مین ہون بے بال و پری آئی
زندان مین عزیز و اب بے پر کا خدا حافظ

صحرا بے پر آفت مین ہے عشق کے یہ جولان	کیا کیجیے اس دل کو بے ڈر کا خدا حافظ
ہے ڈر یہ کنوؤر ہمکو فوراً نہ کہین ٹوٹے	ان تیز لنگا ہون کے خنجر کا خدا حافظ

غزل ناسخ

ایسا پروانہ زمانے مین کبھی دیکھا نہ شمع	طور کا شعلہ ہے پروانہ رخ جانانہ شمع
جل رہے ہین جوہر آئینہ پروانونکی طرح	آئینہ فانوس عکس عارض جانانہ شمع
مجھے نفرت غیر سے اُس شعلہ رو کو ہی نپاک	اُس مگس سے آشنا پروانے سے بیگانہ شمع
بیٹھتے دیکھا نہین اسکو کسی نے ایک دم	کہتی ہے اس بزم کو ایسا مسافر خانہ شمع
نقاب اُلٹے وہ روے آتشین سے باغمین	ہے یقین نجاوے بلبل شاخ گل پروانہ شمع
سر پہ سوزان داغ سودا پانون مین زنجیر اشک	تیری محفل مین کھڑی ہے صورت پروانہ شمع
لگن ہی اُسکو بناتے ہین کہ تجھکو دیکھکر	پھر پابوسی نہ دوڑی آئے مبتیابانہ شمع
منہ دکھادیتا ہے پروانون کو گر وہ شعلہ رو	بھول جاتی ہے ابھی سب ناز معشوقانہ شمع
شاہ ملک عشق ہون لیتا ہون مرنے پر بھی باج	گل چڑھا جاتی ہے بلبل قبر پہ پروانہ شمع
ہے بجا دشمن اگر جلتے ہین پروانون کیطرح	جسمین ہے ہر ایک شک عارض جانانہ شمع
کچھ فقط تو ہی نہین ناسخ دل وجان سے نثار	بزم مین پروانے ہین سب اور صاحب خانہ شمع

غزل سودا

گو اب نہ مجھ غریب کی بالین پہ آئے شمع	دل نے کسی کا جیسے جلے سے بجاے شمع
پروانہ کے ہون مین اثر عشق سے خجل	کیون منفعل تجھے نہین کرتی وفاے شمع
آتا ہے جی مین یہ کہ قدم تیرے چھوڑ کر	گر در ہتے جون پتنگ بہم ہو کے پاے شمع
بیگانہ تیری چشم سے مجھپر تو اشک گرم	جلنے سے اسکے آپکو آگے جلاے شمع

غزل میر تقی

لیے داغ سر پر جو آئی تھی شمع	سحر تک سب اسنے ہی کھائی تھی شمع

پتنگے کے حق مین تو تپھر ہوئی — اگر موم کی بھی بنائی تھی شمع
تھا اس مہ سے روشن تھی شب بزم مین — لگا لاتھا اُسکو چھپائی تھی شمع
وہ ہے ساتھ میرے شب بزم مین — کہ تاب اُسکے رخ کی نہ لائی تھی شمع
پتنگ اور وہ کیون نہ باہم جلین — کہین سے مگر ٹک لگ آئی تھی شمع
فروغ اُسکے چہرے کا تھا پردہ دار — ہوا کیا جو ہمنے بجھائی تھی شمع
تف دل سے میر اک کف خاک ہے — مری خاک پر کیون جلائی تھی شمع

غزل انشا

بوقت صبح ہو یون نشہ شراب طلوع — کہ جیسے شرق سے کرتا ہے آفتاب طلوع
یکایک ابر سے شیشے کے ہو گیا ساقی — دفور نور سے خورشید ذرہ تاب طلوع
جو دیکھے اشعۂ لمعات کی جھلک اُسکے — شعاع شمس کی ٹک لا سکے نہ تاب طلوع
افق سے نیر طفلی کے ناگہان وان تو — عیان نیر اعظم ہوا شباب طلوع
شب فراق کی ظلمت سے ہے یہ تنگ انشا — خدا کے واسطے اسے مہر کر شتاب طلوع

غزل ناسخ

عریانی جنون مین مرے کام آ گئے داغ — طاؤس کی طرح ہے بدن پر قبائے داغ
سوداگران مشک کا ملتا نہین دماغ — مرہم کی ہے تلاش جو ہمکو برائے داغ
جلتا ہون سر سے پاؤن تلک مثل آفتاب — حاصل ہوا فلک سے نہ مجھکو سوائے داغ
ہوتا ہے کرم خوردہ گل لالہ جس طرح — ناسور ہون ہین میرے جگر مین بجائے داغ
بے داغ آسمان نے نہ رکھا کسی کو یان — ہر ایک مہ جبین نے چیچک کے پائے داغ
شکوہ نہین ہے جوشش سودائے عشق کا — مانند شمع سر ہے ہمارا برائے داغ
سودائی ہین ہم ایسے کہ ہر سال لالہ سان — ہوگا ہماری خاک سے نشو و نمائے داغ
جراح اپنے زخم کے مرہم کو دور رکھ — بھڑکینگے اس سے اور بھی شعلہائے داغ

کیونکر گلون کی خاطر نازک کو توڑ دون
گلشن مین عندلیب سے مین نے چھپائے داغ

مرنے کا غم نہین یہ مگر داغ ہے مجھے
دامن سے اُسنے میرے لہو کے چھڑائے داغ

جنت کو جا ئینگے لئے دوزخ بغل مین ہم
ناسخ یونہین جو بعد فنا ہے بقائے داغ

غزل میر تقی

ہم اور تیری گلی سے سفر دروغ دروغ
کہان دماغ ہمین اس قدر دروغ دروغ

تم اور ہمسے محبت نہین خلاف خلاف
ہم اور الفت خوب دگر دروغ دروغ

غلط غلط کہ رہین تمسے ہم تنک غافل
تم اور پوچھو ہماری خبر دروغ دروغ

فراغ کچھ نہین دعوی کو صبح صادق کے
شب فراق کو کب ہے سحر دروغ دروغ

کسی کے کہنے سے ست بدگمان ہو میر سے تو
وہ اور اُسکو کسی پر نظر دروغ دروغ

غزل انشا

لے آتش فراق مرا دل ہے سوز داغ
چھلکے ہی دل مین دور سے جون دیر کا چراغ

آنکھون مین تاکہ نشۂ وحدت کا ہو طلوع
ساقی مجھے منا نہ سے بھر دے مرا ایاغ

بیٹھا ہے آج مجلس رندان مین شیخ یون
طوطی کے پاس جیسے کوئی ہم قفس ہو زاغ

پیدا لگاوٹ آہ کسی سا تھ کیجیے
لیکن دل و دماغ کہان کیسکو فراغ

پوچھون مین کسکی کنہ حقیقت کو آجتک
انشا مجھے ملا نہین اپنا ہی کچھ سراغ

غزل سودا

سرد مہری سے بتون کی ست گیا ہے سوز داغ
کر دیا ان ظالمون نے ملک دل کا بے چراغ

جا اسے اس ہیشہ پرا سے بلبل کہ جسکی ہو یہ قدر
تھا رہین کوچہ بکوچہ گل ہے رسوا باغ باغ

مملکت ساری مین باور کر سلیمان کو نتھا
گوشۂ خاطر مین اپنی ہے مجھے جو کچھ فراغ

بلبل خوش نغمہ ہون لیک اس گلستان مین جہان
نالۂ مرغ چمن سے کم نہین فریاد زاغ

خوش کبھی اس بزم مین دو دل نہ دیکھے ایک جا
دم بدم مینا ہی روتا ہے تو ہنستا ہے ایاغ

حیف اس گلشن مین عاشق ہر طرف ہین نا قبول
گل سدا بلبل سے ناخوش مجھسے تو ہے بیدماغ

دل اگر کھویا ہے سودا چھوڑ مت دنبال اشک
شاید اس دیوانے کا طفلان سے تو پاوے سراغ

غزل میر تقی

میلان دل ہے زلف سیہ فام کی طرف
جاتا ہے صید آپ سے اس دام کی طرف

دل اپنا عدل داور محشر سے جمع ہے
ہوتا ہے کون عاشق بدنام کی طرف

اس پہلوے فگار کو بستر سے کام کیا
مدت ہوئی کہ چھوٹی ہے آرام کی طرف

یک شب نظر اٹھا کہین لو سوے بام اب
رہتی ہے کون چشم ترے بام کی طرف

آنکھین جنھون کی زلف رخ یار سے لگین
وہ دیکھتے نہین سحر و شام کی طرف

جون چشم یار بزم مین اگلا پڑے ہے آج
ٹک دیکھ شیخ مے کے بھرے جام کی طرف

خار شگاف سینہ خراش ایک ہی نہین
لیکن نظر نہین ہے تجھے کام کی طرف

دل پک رہے ہین جنکے انھین سے مجھے ہے شوق
میلان طبع کب ہے کسو خام کی طرف

دیکھی ہے جب سے اس بت کافر کی شکل میر
جاتا ہی جی نہین تنک اسلام کی طرف

غزل سوز

زندگی آخر ہوئی آیا نہ وہ دلدار حیف
مرتے مرتے بھی نہ دکھلایا مجھے دیدار حیف

مین بھی بندہ تھا اگر ملتے تو کیا آتا خلل
پر ترے دل مین نہ آیا حیف میرے یار حیف

لے چلے دنیا سے ہم ارمان تیرے وصل کا
گور مین نکلے گی یہ آواز اے عیار حیف

حسن صورت کو ہے لازم میرے پیارے حسن خلق تھا
یہ تری صورت قلاقی اور یہ اطوار حیف

شعر پڑھنا بات کرنا مسکرانا اب کہان
سوز کے منہ سے ہی سنتے ہین لاکھون بار حیف

غزل سودا

دیکھون ہون یون نہین اس ستم ایجاد کی طرف
جون صید وقت ذبح کے صیاد کی طرف

بے مشورت نگہ کے تری طبع روزگار
آوے نہ تازہ جور کے ایجاد کی طرف

لے دانہ ہم قیاس کیا نہ لحاظ دام — پھنس گئے قفس مین دیکھ کے صیاد کی طرف
غیرون کی بات پر نہ کہون مت رکھو خیال — لیکن کبھو تو میری بھی فریاد کی طرف
طرسے کے تیرے واسطے صد چو شبانہ دار — قمری گئی ہے کاٹنے شمشاد کی طرف
جور و ستم تعدی و انزوہ و درد و غم — مائل ہوئے ہین اُس دل ناشاد کی طرف
سامان نالہ سب ہین مہیا پر اسے اثر — مین دیکھتا ہون تیری ہی امداد کی طرف
ثابت نہو وے خون ہمارا وز باز پرس — دیکھین گے اہل حشر بھی جلاد کی طرف
خون کر رہا ہے جوش رگ جان مین ترے — سودا نہ دیکھ نشتر فصاد کی طرف

غزل انشا

لکھ مرے قتل کے محضر پہ وہ شنجرف کے حرف — تا دہ سب یاور ہین لوہو بھرے حرف ہے کے حرف
یاعلی سوزن مژگان مین پڑا دلبر تو — بن گئے رشتہ تارنگہ زر رفت کے حرف
نوش جان ہی جو ترے جام بلورین پہ کھدا — اُسکے گویا کہ تراشیدہ ہین سیاہون کے حرف
پنجتن پاک کے جو نام ہین سب گرد اگرد — زیب وہ تیرے گلے کے ہین یہ دو طرف کے حرف
قتل یقتل قتلا ہی پڑھے ہے قاتل — کبھی دو چار دہ سنتا ہے جو کم ظرف کے حرف
تیس حرف نہین سبھی کچھ ہے پر انشا سچ ہے — سب یہی بچون کے ہین حرف یہی حرفا کے حرف

غزل نصیر

دیکھا جو سیمتن تری تصویر کا ورق — سمجھا دل اُسکو نسخۂ اکسیر کا ورق
مضمون سرو مہری جانان رقم کرون — گر ہاتھ آئے کاغذ کشمیر کا ورق
کیون سطر کہکشان سے مزین ہو فلک — ہے یہ کتاب کاتب تقدیر کا ورق
دیکھے وہ لب کو جسنے نہ دیکھا ہو اے صبا — برگ گل رخ بت بے پیر کا ورق
تعریف تیرے روے مخطط کی کس سے ہو — ہے مصحف مجید کی تفسیر کا ورق
لیلیٰ نے خط کو کھول کے قاصد سے یون کہا — ق — ہے یہ کسی کے عاشق دلگیر کا ورق

تب اسنے عرض کی کہ اسے دیکھیے یہ ہے — احوال قیس پاے بزنجیر کا ورق
تم گنجفے کے کھیل مین خنجر بکف نہو — رکھتا ہے یہ غلام بھی شمشیر کا ورق
تو وہ ہے آج دیکھے جو چاہے یہ رخ ترا — دھولاے آب شرم سے تصویر کا ورق
خط پر نظر پڑے تو زمرد ستم کرے — سو ٹکڑے اپنے ہاتھ کی تحریر کا ورق
لیلا نے جب مرقع عالم کی سیر کی — دیکھا ہے ایک عالم دلگیر کا ورق
پہچان کر لگا لیا چھاتی سے اُس نے پھر — مجنون کے پاے بستۂ زنجیر کا ورق
سودا نے دیکھکر ترے دیوان کو نصیر — پھاڑا بیاض منتخب میر کا ورق

غزل حافظ

نہ کوئی ہو جیو یان مجھ سا مبتلاے فراق — گذر گئی ہے مری عمر در بلاے فراق
غریب و عاشق و بیدل فقیر و سرگردان — اُٹھا چکے ہین سبھی رنج و داغہاے فراق
ملے فراق مجھے گر تو جان سے مارون — سرشک دیدہ سے بھر دون مین خونبہاے فراق
فراق تیرے کو فرقت کا مبتلا یہ کرون — کہ صرف خون جگر روئین دیدہ ہاے فراق
کدھر فراق کہان ہین کدھر کے رنج و تعب — فلک کے ہاتھ سے اب ٹوٹ جاے پاے فراق
مین داد پاؤن کہان کیا کرون کہون کس سے — فراق کو کوئی کہیگا جو دے سزاے فراق
یہ بیدلی ہے کہ حافظ کے اور مرے منھ سے — برنگ مرغ سحر نکلے ہے صداے فراق

غزل سودا

رنگ سے چہرے کے رسوا ہوئے ہے بیمار عشق — عشق کو یار و چھپا سکتا نہین انکار عشق
گاہ اشک تر گہے خون گاہ ہے سخت جگر — اسطرح جاری ہے ان آنکھون سے کاروبار عشق
کیا کرون اُسنے مجھے بے گھر دیا بے خانمان — سر پہ کافر کے نہ پڑیو سایۂ دیوار عشق
تھا سکندر طالع اسدم تک کہ دل تھا میرے پاس — کھا گیا افسوس اس آئینہ کو زنگار عشق
اس چمن مین طرح بلبل کے وہ نالان کون تھا — روز و شب کھٹکا کرے سینہ مین جسکے خار عشق

غزل میر تقی

گر باد یہ مین مجکو صبا لے کے جائے شوق
مجنون کو میری اور سے کہیو دعائے شوق

وصل و جدائی سے ہے مبرّا وہ کام جان
معلوم کچھ ہوا نہ ہمین یان سوائے شوق

ہر چار اور اُڑتی پھرے ہے ہماری خاک
سر سے گئی نہ جی سے گئی پر ہوائے شوق

دیر و حرم مین ہمکو پھراتا ہے دیر تک
پھر بھی ہمارے ساتھ ہے وہ ہی ادائے شوق

افسوس ایسے کوچے سے تم آشنا نہین
کیا دردناک مین بھی کوئی ہے نوائے شوق

درد اور آہ بھی جو کرے ہے دم سحر
اک مشت پر ہے مرغ گلستان ہائے شوق

کیا پوچھتے ہو شوق کہانتک ہے ہمکو میر
مرنا ہی اہل درد کا ہے انتہائے شوق

غزل مومن خان

وہ جو زندگی مین نصیب تھا وہی بعد مرگ رہا قلق
یہ قلق ہو کیسا کہ ہے ستم گئی جان پر نہ گیا قلق

کسی کے خرام کی یاد مین تہ خاک بھی یہ رہا قلق
کہ زمین کو زلزلہ ہی رہے جو لٹا دے مجکو ذرا قلق

پڑی ہم پہ حالت جان کنی غرض اب تو جان پر آ بنی
یہ عذاب مرگ ہی یا طپش یہ خدا کا قہر ہے یا قلق

یہ کہان کی جی کو بلا لگی مری ہائے کیونکہ ہو زندگی
کوئی کیا جیے جو ہو ایک سا شب و روز صبح و مسا قلق

شب ہجر تیرے وصال کی تری شوخیان جو نظر مین تھین
کہون کیا تغیر حال دل کبھی تھا سکون کبھی تھا قلق

نہین چاہ میری اگر اُسے نہین راہ دل مین تو کس لیے
مجھے روتے دیکھ کے رو دیا مرا حال سنکے ہوا قلق

غم ہجر یار کے ہاتھ سے شب و روز ہو نہ عذاب مین
ہے ہمیشہ ایک نئی طپش ہے مدام ایک نیا قلق

شب وعدہ جذبہ شوق سے ہوئی کشمکش یہ ستم ہوا
کہ وہ آتے آتے جو تھم گئے تو کسی طرح کا نہ تھا قلق

کہا جان بلب ہون جو آئے تو مری زندگی ہو تو یہ کہا
ترے جینے کی مجھے کیا خوشی ترے مرنے کا مجھے کیا قلق

یہ شرارتونکی شکایتین یہ جلانا غیر کا دیکھیو
کبھی کہتا وہ ترے ہاتھ سے نہین چین مجکو سوا قلق

نظر ابر پر جو کبھی پڑے تو خیال رونیکا اپنا ہی
جو طپش وہ برق کی دیکھ لی مجھے یاد آیا نیا قلق

غزل انشا

عشق سچ ہو تو نہ معشوق ہو کیونکر عاشق — جیسے عشق ہم ہین اجی ویسے ہی ہے ہمپر عاشق

مجھے ردکا جو کسی نے تو وہ بولے اے واہ — ایک میرا ہے وہ لاکھون کے برابر عاشق

تیری تصویر کے بدلے مجھے دیتا ہے تمام — شیخ سعدی کی گلستان مصور عاشق

حیف دروازے کی کنڈی نہ کھلی اور ترا — مرگیا رات کو چوکھٹ سے پٹک سر عاشق

دیکھ تو عشق کے دھڑکے کو شب وصل مین آہ — گرچہ ہے پاس ترے تو بھی ہے ششدر عاشق

آنسو بھر لائے جو ہم آنکھون مین تو کہنے لگے — آپ اس شکل پہ ہین میرے مقرر عاشق

دیکھکر انکی طرف شیخ رہا تو بولے — خوبی قسمت کی ہوا مجھپہ مچھندر عاشق

سنگ و خاک اور معشوق حقیقی کے سوا — جو گرفتہ نہین بابالش و بستر عاشق

بادشاہت ہے اگر عہدۂ دربانی مین — ہووے معشوق کے دروازے پہ نوکر عاشق

ادب آموز ہو مانند ارسطا طالیس — تا جبلت پہ تیرے ہوئے سکندر عاشق

سیکھ تقریر تو وہ شستہ و رفتہ جس سے — قلزم علم کے ہون پختہ شناور عاشق

فارسی پر ترے آوے شہ ایران کو غش — عربی بولے تو ہو روم مین قیصر عاشق

نہ کہ صحبت ہو رذالونکی جو یون تجکو کہین — دمون کی خیر رہے دولہ بہادر عاشق

دیکھتا تجکو جو مین ہاے تو کن آنکھون سے — تک رہے تھے طرف غرفۂ و منظر عاشق

شرط تھا عشق کو گر حسن تو پھر کیون ہوتے — چھوڑکر گل کو بھلا ورنہ صنوبر عاشق

کہہ بہ تبدیل قوافی غزل ایسی اور گرم — جسکے مطلع پہ ہو انشا شہ نادر عاشق

غزل تازہ

ہر رنگ گل تجھے کیا چاہیے گریبان چاک — کہ مثل گل کے ہزارون ہین دلین پنہان چاک

تصور اس دل صد چاک مین ہے اس مہ کا — ہوا ہے جسکے اشارے سے ماہ تابان چاک

ہر ایک لالۂ صحرا ہے تیرا داغ بدل — ہر ایک گل ہے چمن مین ترا گریبان چاک

تو ایسا ماہ لقا ہے کہ تیرے سامنے ہو — کتان کی طرح گریبان ماہ کنعان چاک

دریون کان

یہی دعا ہے خدا سے رہون بیابان مین / نہ میرے غم مین ہو پیراہن عزیزان چاک
جو زیست چاہے کرے مال سے تہی پہلو / صدف کے سینے کو کرتے ہین دیکھ یاران چاک
نہین ہر جادہ مین وحشی پھنسا جو زندان مین / مرے فراق مین ہے سینہ بیابان چاک
کیا کلال قضا نے خمیر خاک بتان / یہ مہر و ماہ پیالے ہین چرخ گردان چاک

غزل میر تقی

عزت اپنی اب نہین ہے یار کو منظور تک / پاس جاتا ہون تو کہتا ہے کہ بیٹھو دور تک
حال میرا شہر مین کہتے رہین گے لوگ دیر / اس فسانے کے تئین ہونے تو دو مشہور تک
پشت پا مارے ہین شاہی پر گدائے کوے عشق / دیکھ تو یان کا خدا کے واسطے دستور تک
چاہیے گا مجھسے بے قدرت کا کیا ہے اعتبار / عشق کرنیکو کسی کے چاہیئے مقدور تک
حق تو سب کچھ تھا ہی ناحق جان دل کسو واسطے / حوصلہ سے بات کرتا کاش کے منصور تک
منکر حسن بتان کیونکر نہو دے شیخ شہر / حق ہے اسکے اور وہ آنکھون سے ہی معذور تک
پھر کہین کیا دل لگا یا میر جو ہے آج زرد / منھ پہ آیا تھا ترے دو چار دن سے نور تک

غزل انشا

گر ہون افلاک و عقول و در نظر بیسون ایک / مدرکات اور معقولات عشر بیسون ایک
رعد و برق و شفق و ژالہ اور اسکے پل در / چار سمت اور فلق شام و سحر بیسون ایک
مستطقسات و موالید و جواہر خمسہ / ہفت اقلیم جہان معدن زر بیسون ایک
سبعہ سیارہ ارکان جہات و ابعاد / ہو وین گر انکے یہ جو شیر و شکر بیسون ایک
چودہ علم اور سبب جلال و ذکا و دانش / فی المثل ہو وین ہم یہ بھی اگر بیسون ایک
جسکے ہین اذن یہ نو امر حد و پنج حواس / کب ہون پا بستہ گہر دم جو بشر بیسون ایک
حامل وحی خضر چاک کسب بار معوت راس / لوح مین انکے ہین با شمس و قمر بیسون ایک

دالشفیع آپ ہو اور گیارہ امام آٹھ بہشت
جسپر اشفاق کرین منہ یہ ادھر بیسون ایک

سات دن اور شب جمعہ مہینے بارہ
رکھتے ہین اسکی اطاعت کا ہنر بیسون ایک

پنجتن چودہ ہون معصوم حق انشاءاللہ
رکھین الطاف کی سب تجھپہ نظر بیسون ایک

غزل سودا

شمع اس عارض کی سب کہتے ہین پہونچی نور تک
نسبے جو پوچھے کوئی ہے حرف شمع طور تک

بس چلے تو دیکھنے ہرگز تجھے تجب کو نہ دے لن
آئینہ گھر مین ترے رہنے نہ دون مقدور تک

آن کر اس میکدے کے بیچ جز چشم پر آب
قسمت اپنی ہم نہ پائی ساغر معمور تک

بہیوست غافل نگاہ حسرت آرا اسکی سے
پہونچے وقت جان کنی گر اپنے تو رنجور تک

کون سے عارف کو یان دعوی اناالحق کا نہین
یہ ترانہ ختم لیکن ہو چکا منصور تک

ہجو ہے اس زلف کی تشبیہ دینا مشک سے
شاعر یہ بات پہونچے گی دراز و دور تک

یہ غزل سودا کہی ہے تو نے اس انداز سے
ہند سے پہونچیگی ہاتھون ہاتھ نیشاپور تک

غزل سوز

مجکو تہمت مت لگا ہر غدا تو اے فلک
ہاتھ بھی پہونچا نہین ابتک مراد امن تلک

ہان مگر تقصیر یہ کی ہے کہ یک شب باغ مین
رخنہ دیوار سے دیکھی تھی قاتل کی جھلک

اس گنہ پر جو ترے دلمین ہو سو تو کر سلوک
لگگیا تھا اس شرابی کے لبین مین دل گزک

اور بھی اک یاد آئی ہے کہ مین جھوٹا نہین
ق جون گیا مین پاس اسکے اٹھ گیا دامن جھٹک

دیکھکر مجھکو نہایت طیش سے بولا کہ وہ
اپنے رتبہ سے نہ رکھ تو پاؤن آگے چل سرک

رہگیا اپنا سا منہ لیکر قدم پیچھے پھرا
ہر قدم پر مارے خجلت کے مین بیوانتا تھا بھچک

اس گنہ پر جو ترے دلمین ہو اے چرخ کہن
اپنے اس دل سوز کو تو ہاتھ مین رکھ یا پٹک

غزل سلیمی

ایک آفت تھی اس مژگان کے ہر بھالے کی جھونک
آئینہ قیامت اور ہوئی سر ہوکر دنبالے کی جھو[nk]

سوزش فرقت مین جان ناتوان گردش مین آ — کب اُٹھا سکتی ہو داغ و لکے جو الیکی جھونک
شوق مین اُس شعلہ رو کے خانمان اندرون — پھونک ہی ڈالی ہے اپنی آتشین نالیکی جھونک
ست لگا جاے مین ملے رشک قمر سنجاف زر — بس قیامت ہی ترے دامن کی ہے بالیکی جھونک
بجتے ہین ساز محبت بزم مین اُس شوخ کے — آگیا ہے غش مین عالم سنکے چوتالیکی جھونک
پڑگیا ناسور سا شاید کہ دل مین عشق کا — روز و شب جاری ہے جو اک خون پرنالیکی جھونک
آہین بھر بھر سوز غم سے اُف کلیجا جل گیا — پر نہ سمجھا مین کہ کیا ہے دل کے تبخالیکی جھونک
مرہی جاتا ہون جو یاد آتی ہے روز ہجر مین — وصل کی شب کی جو لیتے مست متوالیکی جھونک
نازکی اتنی کہ جھک جاتی ہے گردن ناز سے — جس گھڑی پڑتی ہو اُسکے کان کے بالیکی جھونک
ہار پھولون کے سلیمی جسکو لاتی ہے صبا — وہ اُٹھا سکتے نہین یک غنچۂ لالیکی جھونک

بالیکی

غزل ناسخ

ایسی تپ غم سے دل نالان مین لگی آگ — جب نالہ کیا عالم امکان مین لگی آگ
یہ سوزش غم ہے پس مردن بھی کہ مین نے — جب سانس بھری روضۂ رضوان مین لگی آگ
ساتھ اشک کے آنے لگے لخت دل سوزان — دیکھو گے کہ تبخانۂ مژگان مین لگی آگ
ہے صبح شب وصل ہوے گرم فغان ہم — سمجھو نہ شفق گنبد گردان مین لگی آگ
یہ آتش رنگ لب جانان نے جلایا — اخگر ہوئے یاقوت بدخشان مین لگی آگ
پہلو کی جلین ہڈیان نالان جو ہوا دل — یہ شیر کے نالون سے نیستان مین لگی آگ
تیرے لب جان بخش ہوے پان سے جب سُرخ — عالم نے کہا چشمۂ حیوان مین لگی آگ
آیا ہے نظر مجھ مین جب رنگ گلون کا — سمجھا ہون یہی صحن گلستان مین لگی آگ
دریا مین لگا دھونے جو تو دست حنائی — مشعل کی طرح پنجۂ مرجان مین لگی آگ
بدنام ہوئی آہ شرربار تمھاری — ناسخ جو کبھی کوچۂ جانان مین لگی آگ

غزل میر تقی

غافل ہین ایسے سوتے ہین سارے جہان کے لوگ
حالانکہ رفتنی ہین سب اس کاروان کے لوگ

مجنون و کوہ کن نہ تلف عشق مین ہوے
مرنے پہ جی ہی دیتے ہین اس خاندان کے لوگ

کیونکر کہین کہ شہر وفا مین جنون نہین
اس خصم جان کے سارے دوانے ہین یان کے لوگ

رونق تھی دلمین جب نہین بستے تھے دلبران
اب کیا رہا ہے اُٹھ گئے سب اس جہان کے لوگ

تو ہم مین اور آپ مین مت دے کسیکو دخل
ہوتے ہین فتنہ ساز ہی درمیان کے لوگ

مرتے ہین اسکے واسطے یون تو بہت و لے
کم آشنا ہین طور سے اس کام جان کے لوگ

ہیٹی کو اس چمن کے نہین دیکھتے ہین گرم
جو محرم روش ہین کچھ اس بد گمان کے لوگ

بت چیز کیا کہ جسکو خدا مانتے ہین سب
خوش اعتقاد کتنے ہین ہندوستان کے لوگ

فردوس کو بھی آنکھ سے پھر دیکھتے نہین
کس درجہ سیر چشم ہین کوے بتان کے لوگ

کیا سہل جی سے ہاتھ اُٹھا بیٹھتے ہین ہاے
یہ عشق پیشگان ہین الٰہی کہان کے لوگ

منھ تکتے ہی رہے ہین سدا مجلسون کے بیچ
گویا کہ میر محو ہین میری زبان کے لوگ

غزل آتش

ایک سے ایک ہے تماشا رنگ
دیدنی ہے جہان رنگا رنگ

سامنے تیرے روے رنگین کے
لالہ و گل نے بھی ہے پکڑا رنگ

آنکھین ہین اور زلف یار کا دھیان
کچھ نہ کچھ لادے گا یہ سودا رنگ

تم جو حمام نے مین نہین آئے
ہے نگر ناگ کا ہے پیلا رنگ

زلف و رخ سے ترے کھلا کہ نہین
ایسا کالا نہ ایسا گورا رنگ

دست تیرے نہ لین جو نذر بھی دے
ہے سرخ آسمان مینا رنگ

حسن نے گیسوؤن کو تیرے دیا
مشک کی بو کے ساتھ کالا رنگ

فکر رنگین نے تیرے اے آتش
کیسے کیسے کیے ہین پیدا رنگ

غزل انشاء اللہ خان

پھونک دی عشق نے جب اس دل بیتاب مین آگ
غل پڑا یہ کہ پڑی معدن سیماب مین آگ

جب سے وہ شعلۂ برق آنکھون مین پھرتا ہی مرے
چونک چونک اُٹھون ہون مین کہ لگی خواب مین آگ

جی یہ چاہے ہے ابھی شیشۂ صہبا کو انڈیل
شمع سے دیجیے بس چادر مہتاب مین آگ

تجھ بن اے ماہ شب چاردہم بر لب جو
پڑ رہی ہے مرے اس دیدۂ پر آب مین آگ

یاد مسجد مین جو آیا خم ابروے تیرا
لگی انشا کے دم گرم سے محراب مین آگ

غزل سودا

دل مسخر کر نہین سکتے ہے تیغ و تیر و جنگ
ملک تو کچھ یہ نہین جسکو کرے تسخیر جنگ

یہ مگر مہر و محبت سے جو ہاتھ آوے تو آوے
اسکے ہاتھ آنیکی اے پیارے نہین تدبیر جنگ

جنبش ابرو نے مارا لشکر صبر و قرار
ہووے ہے فیصل کر جب پہونچے ہے تا شمشیر جنگ

سامنے پھر کیے تیرے مہر و مہ کا ہی یہ حال
رنگ رو نامرد کا کرتی ہے جون تغییر جنگ

کب سپاہی کام مین آقا کے دیوے ہے اپنا جی
بھوک سے کرتا ہے ہو کر زندگی سے سیر جنگ

یہ نہین ممکن کہ وہ وحشی کسیکا ہووے رام
کرتے ہین اسپر عبث باہم جوان و پیر جنگ

روبرو آیا جو تھا سودا کی قسمت کا لکھا
کر چکے اسکے قلم یا خامۂ تقدیر جنگ

غزل شیدا

ابھی نکل جاوے گا سن اے گلبدن
عاشق زار کا طور
جو ہوا ہم سے تو یک آن الگ
اندنون سے ہے کچھ اور

مثل گل غم سے ترے غنچہ دہن
ہے کشتی کا جو مزہ
چاک دامن سے ہے گریبان الگ
ہے یہی نام خدا

یار ہو ساقی ہو اور سیر چمن
خوبرویون کی ولا
بیٹھیے خلوت مین مری جان الگ
بیٹھی باتون پہ نہ جا

دل کو لے لیتے ہین کر سیکڑون فن
ان سے رہنا تو کہا مان الگ

زیست عاشق کی تبا — ہووے کس طرح بھلا
مار ہی ڈالے ہے مستی کی پھبن — خون کرتا ہے ادھر پان الگ
دیجیے کس کسکو یہ دل — ماجرا ہے مشکل
شیدا مانگے ترے بالون کی پھبن — بکھری ہے زلف پریشان الگ

غزل ذوق

ازل سے یون دل عاشق ہے نور کی قندیل — کہ جیسے عرش خدائے غفور کی قندیل
سمجھ وہ در بنا گوش نور کی قندیل — خجل ہے اختر صبح نشور کی قندیل
ہمارے کعبۂ دل مین ہمیشہ روشن ہے — کسی کی تاب کمال ظہور کی قندیل
جہان ہو خانۂ عشرت جسے ہو اسکا فروغ — کہ لٹکے اسپہ سر پر غرور کی قندیل
رہے ہے جون قمر منخسف سدا بے نور — سیاہ بختون کے بالین گور کی قندیل
پڑے جو عکس ترا جام مین تو ہو روشن — حباب بادہ تجلی سے طور کی قندیل
عیان ہے یون مرا روز سیہ مین اختر دل — کہ جیسے شب کو نظر آئے دور کی قندیل
سولے دل کے ہو تاریخ باغ خلد سے بھی — کبھی پسند نہ اس رشک حور کی قندیل
اڑے جو آہ کے ہمرہ نکل کے پارۂ دل — ہوئی ہوا مین بصورت طیور کی قندیل
وہ تیز ہین یہ ترے نالۂ قیامت زا — کہ انکے رکھنے کو لازم ہے صور کی قندیل
نسیم کرتی ہے روضہ مین تعتہ جانون کی — نہ گل ہو باد سے آواز صور کی قندیل
سمجھتا قدر ہے ناقص کب اس غزل کی ذوق — یہ روشن آپ سے کیون پیش گور کی قندیل

غزل عارف

فلک جو دیکھے مرے رشک حور کی قندیل — نہ آفتاب کو پھر سمجھے نور کی قندیل
حباب بحر مین گر عکس رخ پڑے تیرا — اثر سے اسکے وہ ہو جائے نور کی قندیل
سوا انہ حدت کہین شعلہ زن ہو آتش غم — بھڑک اٹھے گی دل ناصبور کی قندیل

وہی تو ہے در دار العدالت یزدان
جہان کہ لٹکے سر پر غرور کی قندیل

تمھارے تیر رہا کرتے تھے مرے دل مین
پھر اسکو توڑ کے کیون چور چور کی قندیل

فروغ حسن سے روشن ہوا اسکی لٹکا وے
وہ بے چراغ جو گھر مین بلور کی قندیل

ہوا کو دخل کہان اژدحام رحمت مین
بجھیگی کب مرے بالین گور کی قندیل

یہ شیخ جی کا عمامہ تو دیکھیے گویا
منڈھی ہوئی ہے کسی بے شعور کی قندیل

جہان عیش کا اک آسمان سمجھے کہیے
لگے ہے یہ ترے بزم سرور کی قندیل

ہمارا گھر ہے بہت تنگ پھر آسائش
ہمین جو بخشیے تو چشم مور کی قندیل

ستارا سا جو چمکتا ہے اُنکے کوٹھے پر
اُنھین نے رات کو روشن ضرور کی قندیل

ہزار تیر نگہ چلتے ہین جو اک پل مین
نہان ہے چشم مین کیا رشک حور کی قندیل

ہمارے آئینہ دل کو پاس سے دیکھو
دکھائی دیوے ہے چھوٹی سی دور کی قندیل

بچاؤ کچھ تو ہے پروانے کا لگا لے ہوے
قدیم سے ہے کسی باشعور کی قندیل

سبوے مے نظر آئے جو نشہ مین عارف
تو سمجھے ہم کہ یہ ہے بزم حور کی قندیل

غزل آتش

کانون مین ترے دیکھ کے سوسنے کے کرن پھول
اے سرو روان پھول گئے مرغ چمن پھول

پیدا اگر سے سو رنگ کے گو خاک چمن پھول
ممکن نہین رخ سے ترے اے غنچہ دہن پھول

ساقی یہ بہار چمنستان ہے دو ہفتہ
پانی بھی جو مانگون تو پلا مشفق من پھول

دم سادگی یار کے اندر ہے نکلتا
جھمکا ہے نہ بد نظر اپنا نہ کرن پھول

زلفون کی لٹک دیکھ کے سودائی ہے سنبل
نازک بدنی پر ترے کھائے نہ سمن پھول

سنتے ہین جو شہرت ترے ناوک فگنی کی
ہوتی ہے خوشی ایسی کہ جاتے ہین ہرن پھول

کھلائیگی کیا شام غریبان کے شگوفے
ہر چند کہ غنچون کو کرے صبح وطن پھول

عشرت کدہ عاشق و معشوق نہین باغ
[illegible] بلبل نہ تو یک شب نہ وطن پھول

تلووں کے تلے رکھ کے سلے یار نے سمجھا
سونگھے ہوئے بلبل کے جو وہ غنچہ دہن پھول

بیفائدہ قمری کا ہے یہ دردِ سر عشق
پھل ہی نہیں رکھتا ہے یہ کچھ سرو چمن پھول

قرآن کے عوض چلکے پڑھو مطلع رنگین
آتش سے سخن گو کہ ہیں یہ اہل سخن پھول

غزل انشا

فروغ مے سے نہو وے کیونکر ایاغ روشن مراد حاصل
مثل یہ مشہور ہے جہان میں چراغ روشن مراد حاصل

ہمارے بازوں میں آبلہ ہیں بسان گوہر کچھ ایسے رخشان
کہ جنکے پرتو سے عکس کھے ہے سراغ روشن مراد حاصل

چراغ روشن مراد حاصل مزا ہے پر دل جلوں کے مت رکھ
یہاں پہ لازم ہے تجھکو رکھنا کہ داغ روشن مراد حاصل

خوشی سے گت کیوں بھرے نہ صوفی کہ دیکھتا ہے لکھا ہوا اللہ
یہ ہے ڈھونک ادھر اودھر سے اجاغ روشن مراد حاصل

نشہ ہے انشا کو آج ایسا طلوع سے جسکے کہ ساقیا ہے
سرور بجید مزاج خاطر دماغ روشن مراد حاصل

غزل میر تقی

دل دل لوگ کہا کرتے ہیں تمنے جانا کیا ہے دل
چشم بصیرت وا ہووے تو عجب بید کی جا ہے دل

اوج موج کا آشوب اسکی گئی زمین سے تا بفلک
صورت میں تو قطرہ خون ہے معنی میں دریا ہے دل

جیسے صحرا کشادہ دامن ہم تم سنتے آتے ہیں
بند کر آنکھیں ٹک دیکھو تو ویسا ہی صحرا ہے دل

کوہکن و مجنون و وامق جس سے پوچھو بتا دیوے
عشق جنون کے شہروں میں ہر چار طرف سودا ہے دل

ہائے غیوری دل کی اپنے داغ کیا ہے خود سر نے
آگ ہی جیسے لیے جاتا ہے اس سے بلے پروا ہے دل

مت پوچھو کیوں زیست کرو ہو مردے سے افسردہ تم
ہجر میں آ سکے ہم لوگوں نے برسوں تک مارا ہے دل

میر پریشان دل کے غم میں کیا کیا ظاہر داری کی
خاک میں ملتے کیوں نہ پھریں اب خون ہو بہ گیا ہے دل

غزل ظفر شاہ

لے گیا وہ دلربا دل آہ دل افسوس دل
لے گیا دل وہ گیا دل آہ دل افسوس دل

میں نہ کہتا تھا پریشان ہوگا او سودائے زلف
اے گرفتار بلا دل آہ دل افسوس دل

نقد کو دل کے سمجھکر قلب اس دلبر نے آج
بے درم سستا لیا دل آہ دل افسوس دل

لگ گئی کسکی نظر جو ہو گیا یون مضمحل
تھا بھلا چنگا مرا دل آہ دل افسوس دل

ہین نہ کہتا تھا بتون سے اے دل کمتر نہ مل
پھر خدا کی جو رضا دل آہ دل افسوس دل

غزل شہید

اے گل اندام چمن مین تو نہ مل بر سر گل
ڈھیر ہوئے ہین ابھی ٹوٹ کے گل بر سر گل

کچھ تو شبنم کو محبت ہے کہ ہر رات نثار
ایدھر ادھر سے یہ آ رہتی ہے ڈھل بر سر گل

کان تو پھوٹ گئے شور و فغان سے بلبل
ایسا بیہودہ تو کیون کرتی ہے غل بر سر گل

عرق اُس چہرۂ گلرنگ پہ یون لہرایا
جیسے شبنم رہے بیتابی سے ڈھل بر سر گل

ہو رہے آمد گلشن کی تمنا مین شہید
عندلیبون کو پڑھا چاہیئے قل بر سر گل

غزل سودا

اس چمن کی سیر مین آیا ربیع مین لگے مل
کیا بنائے صانع قدرت نے رنگین گل کے گل

یہ نہ وہ دریا ہے جسمین گذرے پل باندھ کر
موج چشم عاشقان وے توڑ کر مین پل کے پل

قتل کا کے کیا ہے آج ان آنکھون نے عزم
کھینچکر تیغہ رہے ہین ابرو اس قاتل کے تل

عہد مین تجھ حسن کے جسکو ہوا ہے شغل عشق
بچ رہے ہین شرق سے لے غرب اس شاغل کے غل

حل مشکل کس سے ہو سودا کی تم بن یا علی
کھولے مشکل کشا عقدے مرے مشکل کے کل

غزل علیم اللہ

تیم کے دیکھنے کے تماشا کو جا ئین چل
اپنے پیا کے عشق سے آپ ہی رچھائین چل

دونون جہان ہین جسکی تجلی سے تابدار
وہ آفتاب حسن نظر مین بچھائین چل

جلسہ کیا ہے یار نے محمل چلے ہین آج
خلوت مین اب خفی کے پیا کو پلائین چل

پروا نہین پیا کو کسی کے وصال سے
فن سے اُسی کے اُسکو آپسین جھائین چل

دم کا سر دو کر کے ارادے کا تار باندھ کر
سر کو سدا اکا صور بنا کر سنائین چل

ناسوت سے گذر کے تفرج سے یا علیم
لاہوت کے مکان مین سدا غل مچائین چل

غزل مومن خان

ٹھانی تھی دل مین اب نہ ملینگے کسی سے ہم
پر کیا کرین کہ ہوگئے ناچار جی سے ہم

ہنستے جو دیکھتے ہین کسیکو کسی سے ہم
منھ دیکھ دیکھ روتے ہین کس بیکسی سے ہم

مجھسے نہ بولو تم اسے کیا کہتے ہین بھلا
انصاف کیجے پوچھتے ہین آپ ہی سے ہم

بیزار جان سے جو نہ ہوتے تو مانگتے
شاہد شکایتون پہ ترے مدعی سے ہم

اُس کو مین جا مرینگے مدد اے ہجوم عشق
آج اور زور کرتے ہین بیطاقتی سے ہم

صاحب نے اس غلام کو آزاد کر دیا
لو بندگی کہ چھوٹ گئے بندگی سے ہم

بے روئے مثل ابر نہ نکلا غبار دل
کہتے تھے انکو برق تبسم ہنسی سے ہم

ان ناتوانیون پہ بھی تھے خار راہ غیر
کیونکر نکالے جاتے نہ اُسکی گلی سے ہم

کیا گل کھلیگا دیکھیے ہے فصل گل تو دور
اور سوے دشت بھاگتے ہین کچھ ابھی سے ہم

ہے چھیڑ اختلاط بھی غیرون کے سامنے
ہنسنے کے بدلے روئین نہ کیون گدگدی سے ہم

وحشت ہے عشق پردہ نشین مین دم بکا
منھ ڈھانکتے ہین پردۂ چشم پری سے ہم

کیا دل کو لے گیا کوئی بیگانہ آشنا
کیون اپنے جی کو لگتے ہین کچھ اجنبی سے ہم

لے نام آرزو کا تو دل کو نکال دین
مومن نہون جو ربط رکھین بدعتی سے ہم

غزل ابراہیم ذوق

شمع نازان نہو اک رات بہا آنسو گرم
برسون یان چشم سے ٹپکا ہے مرے لہو گرم

بن بے اے آتش غم دل کو کرے یہ تو گرم
کہ زمین پشت سمک تک ہو ترے پہلو گرم

لطف بوسہ نہ رہا ہم پہ ہوا جب تو گرم
شربت قند دیا کر کے برآتش جو گرم

تن رہا یونہین غم ہجر سے گر گرم مرا
سیخ آہن کیطرح ہونگے بدن پر مو گرم

پیشتر جل کے نہ کیون کشتۂ فولاد ہو خاک
نکلے ہے آتش سودا سے مرے لو ہو گرم

کٹ سکا صید محبت سے نہ قاتل کا گلا
اس سے تیغ [illegible] رگ گلا کہ ہو [illegible] گرم

آتش دل سے ہیں از رگ برنگ شعلہ — خاک عاشق سے نکلتا ہے گل خود رو گرم
مہروش بل بے ترے حسن جہانتاب کی تاب — رخ سے گرم آئینہ ہو آئینہ سے زانو گرم
کیا کہوں نامۂ جانسوز کی اپنے تاثیر — جل گیا بسکہ کبوتر کا ہوا بازو گرم
سر مجروح کو ٹکرا کے گیا وہ اور ہین — چو لگا اسوقت کہ جب منھ پہ بہا لوہو گرم
دست خورشید کے رعشے سے سپر جائے چھوٹ — کھینچکر تیغ کو جب ہو وہ ہلال ابرو گرم
دل عاشق کے جلانے کا ہے سارا ساماں — یعنی شعلہ ہے ترا رنگ بھبھوکا رو گرم
کونسا سوختہ جان صبح سے ہے گرم فغان — کہ ہوا آتی ہے کوچے سے ترے گلرو گرم
ہم تو سنتے تھے سدا کل حمو ضن بارد — ذوق ہوتا ہے وہ کیون ہو کے ترش ابرو گرم

غزل شاہ نصیر

کب دل ہے پھولوں سے ہمارا ہمہ تن چشم — نظارہ ساقی کو ہے مینا ہمہ تن چشم
تو وہ چمن آرا ہے کہ ہر دستۂ نرگس — دیکھے ہے ترا بن کے تماشا ہمہ تن چشم
اے تیر فگن ہم ترے ہاتھوں کے ہین قربان — تودے کی طرح مجکو بنایا ہمہ تن چشم
ہر قبح کو اُلٹ منھ سے جو کرتا ہے تو پاتین — اپنا ہین ہمہ تن گوش بنون یا ہمہ تن چشم
کیا خاک ہو صیاد مجھے چشم رہائی — حلقوں سے بنا دام ہے تیرا ہمہ تن چشم
اے رشک قمر شبکو کہان نکلے ہین تارے — نظارے کو تیرے ہے فلک کیا ہمہ تن چشم
وہ مے پیے گر جام بلوری مین ہو ساقی — بنجائے حبابوں سے یہ دریا ہمہ تن چشم
آنکھوں کے تصور مین نصیر اسکے شب و روز — دل صورت آئینہ ہے اپنا ہمہ تن چشم

غزل ناسخ

ساتھ لائے ہین ازل سے دید کا آزار ہم — گلشن عالم مین کیا ہین نرگس بیمار ہم
جانکو سے یار مین ہین رات دن بیدار ہم — آنکھیں وا رکھتے ہین مثل روزن دیوار ہم
بہ گئے ہین واعظا گرداب دور جام مین — زیست بھر ہونگے نہ اس دریا سے کرسے پار ہم

گر نظر آتا نہین یک لمحہ وہ نور نگاہ
کرتے ہین اپنی نظر کو آنسوؤن کا تار ہم

جب چھپا گلبرگ مین کانٹا ہمارا دل دکھا
نرگس بیمار کے غم مین ہوے بیمار ہم

ہین جو غافل انکو سولی پر بھی آجاتی ہے نیند
پنبۂ توشک پہ ہین منصور سے ہشیار ہم

عمر گذری اک بتِ کافر نظر آتا نہین
حشر مین کیونکر خدا کا پائین گے دیدار ہم

ہو وہ کافر جسکو دیدار خدا کی ہو ہوس
او بتِ کافر ترے ہین طالب دیدار ہم

دوڑتے ہین پیچھے قاتل کے گریبان پھاڑ کر
رکھتے ہین کیا اشتیاق زخم دامن دار ہم

نفرت ایسی ہو گئی نظارہ بازی سے ہمین
رکھتے ہین تار نظر کو رشتۂ زنار ہم

داغ سودا ہین بجاے پرستش کعبہ ہمین
واعظا اپنے حریم دل کے ہین زوار ہم

سب رگین تن پر نظر آتی ہین مثل تار ساز
کرتے ہین ناسخ جو اک مطرب پسر کو پیار ہم

غزل جرأت

کوچۂ یار مین جو ہو وے سو ہو بیٹھے ہم
بد کہو دوستو یا نیک کہو بیٹھے ہم

اپنا تو قصد یہ ہے یان سے نہ اٹھین گے ہم
آگے تم رہنے دو یا رہنے نہ دو بیٹھے ہم

پھر توقع یہ نہین ہے کہ یہان آوینگے
ایک دن آکے تری بزم مین گو بیٹھے ہم

آج جیتے ترے کوچے سے نہ ہم جاوینگے
مستعد مرنے پہ اے عربدہ جو بیٹھے ہم

کبھی رنجش کبھی غصہ کبھی پیار اور اخلاص
نت نئی دیکھتے ہین آپ کی خو بیٹھے ہم

دل کو اس یار ستمگر سے لگا کر جرأت
اپنے سب راحت و آرام کو کھو بیٹھے ہم

غزل میر تقی

ہے نہ دل بتون کا کیا معلوم
نکلے پردے سے کیا خدا معلوم

یہی جانا کہ کچھ نہ جانا ہاے
سو بھی اک عمر مین ہوا معلوم

علم سبکو ہے یہ کہ سب تو ہے
پھر ہے اللہ کیسا نا معلوم

گرچہ تو ہی ہے سب جگہ لیکن
ہمکو تیری نہین ہے جا معلوم

عشق جانانہ تھا مار رکھے گا
ابتدا مین تھی انتہا معلوم

اس سیہ چشم دلبرون سے ہین
تھی وفا چشم سو وفا معلوم

طرز کینہ کی کوئی چھپتی ہے
مدعی کا ہے مدعا معلوم

عشق گر ہے طبیب جی کا روگ
لطف گر ہے جو کچھ دوا معلوم

دل بجا ہو تو میر کچھ کھا دے
اگر کھانے پینے مین اشتہا معلوم

غزل آتش

ہوتا ہے سوز عشق سے جل جل کے دل تمام
کرتی ہے روح مرحلۂ آب و گل تمام

حقا کہ عشق رکھتے ہین تجھ سے حسین یہ
دم بھرتے ہین ترابت چین و چگل تمام

ٹپکاتے زخم ہجر پر اے ترک کیا کرین
خالی ہین تیل سے ترے چہرے کے تل تمام

دیکھا ہے جب سے تجھے عرق آ گیا ہے یار
غیرت سے ہو گئے ہین حسین منفعل تمام

عشق بتان کا روگ نہ اے دل لگا مجھے
گھلوایا خون کرتا ہے آزار سل تمام

قدسی بھی کشتہ ہین تری شمشیر ناز کے
مارے پڑے ہین متصل و منفصل تمام

درد فراق یار سے دکھتا ہے بند بند
اعضا ہمارے ہو گئے ہین مضمحل تمام

ساری عدالت الفت صادق کی ہے گواہ
مردون سے ہے لپی ہوئی اپنی سجل تمام

تیر نگاہ ناز کا رہتا ہے سامنا
چلتی ہوا یہ سینہ مشبک ہے دل تمام

ہوتا ہے پردہ فاش کلام دروغ کا
وعدہ کا دن سمجھے وہ پیمان گسل تمام

خلوت مین ساتھ یار کے جانا نہ تھا تمھین
ارباب انجمن ہوئے آتش خجل تمام

غزل نظیر

دیکھو دیکھو رشتۂ سنبل بانکو ہین مجھے اس خم زلف دوتا کی قسم
[illegible] گردون [illegible] کا کیطرف مجھے اس رخ مہر و وفا کی قسم

یون بھرے ہے چمن کی فضا مین صبا وہ ہزار طرح سے [illegible] قسم
مرے دلکو نہو کبھی اسکی ہوا مجھے کوے صنم کی ہوا کی قسم

جو ہین آیا ادھر کو وہ چشم سیہ وہ ہین لیگیا دلکو بہ تیر نگہ
رہی عقل و خرد کی نہ جی مین جگہ مجھے اس بت ہوش ربا کی قسم

بدن اسکا ہے رو کش برگ سمن ہری مین جو آوے وہ رشک چمن
کھلے غنچۂ دل مرا گل کی نمط مجھے اس گل بند قبا کی قسم

ترے عشق نے لیمین یہ درد دیا تو کچھ اُس سے ہمدم مین نے ایسا لیا
نکرون نکرون نکرون مین آہ مین نے کھائی ہے ابتو دوا کی قسم

لگی مہندی کچھ ہاتھو نمین اُسکی میان تو وہ سرخی کچھ ایسی تھی نہ نشان
وہ شفق جو کہ صبح کو ہو ہے عیان سو وہ کھاتی ہے اسکی حنا کی قسم

مین دیکھا نظیر جو اسکے تئین تو وہ شرم سے ہو گئے سر بزمین
لیا نیچی نگاہون سے جان و دل و دین ہین کھو دیا اب اسکی حیا کی قسم

غزل سودا

نہ غرض کفر سے رکھتے ہین نہ اسلام سے کام
مدعا ہمکو تو ساقی سے ہے اور جام سے کام

دل نالان کو مرے کسکے ہے آرام سے کام
کوئی بیچین رہے اپنے اسے کام سے کام

کیون نہ افعی چلے ہر ایک جگہ ٹکڑا کر
نہ پڑا اِسکو تری زلف سیہ فام سے کام

ہون اسیر اسکا جسے بعد گرفتاری صید
نہ گرفتار سے مطلب رہے نے دام سے کام

گر اکیلا کہین ملجاے ہمین تو دل کا
لیجے من مانتا اُس شوخ گل اندام سے کام

جو ہین آغاز ترے کام کا دیکھا سودا
آئے وہ دن کہ تجھے اسکے ہو انجام سے کام

غزل وزیری

جون سبزہ لگد مرے اُگتے ہی پیرون کے تلے ہم
اس گردش افلاک سے پھولے نہ پھلے ہم

رونتے ہین شب و روز اسی فکر سے یا رب
غنچہ کی طرح باغ مین گل ہو نہ کھلے ہم

ارمان بہت رکھتے تھے ہم دل کے چمن مین
بیٹھے نہ خوشی سے کبھو سایہ کے تلے ہم

جس گل پہ نظر کرتے ہین آتا ہے نظر خار
گلشن کے تلے جاتے ہی کانٹو نمین رلے ہم

ہم وہ نہ قلم تھے کسی مالی کے لگائے
نرگس کے نہالون مین تھے آہ صدف کے پلے ہم

افسوس کہ اس دل کا کنول کھلنے نہ پایا
کوئی دنکو چلے جاتے ہین مائی کے تلے ہم

جب پہلے ہی آغاز مین پامال ہوئے ہاے
فریاد کرین کس سے قسمت کے جلے ہم

دکھ اپنا عبث کہتے ہین بیدرد کے آگے
بے مہر ہے جو جان اگر سے ہرگز نہ ٹلے ہم

زندان مصیبت مین بھلا کس کو بلائین | رہتے ہین وزیری سے ہی دن رات بلے ہم

غزل ذکی

نہین تاب کہ دیکھون جمال صنم مجھے اپنے ہی خوش نظری کی قسم | مجھے حسن کی جلوہ گری کی قسم مجھے عشق کی پردہ دری کی قسم

پڑے عاشق زار ہزار یہان مجھے دیکھنے آئی ہی خلق جہان | کوئی دیکھا ہو مجھسا بھی سوختہ جان تجھے بیخبری و بیدردی کی قسم

ہو قاصد یار تو چین مجھے ہی بیا بھی اپنا خیال ہے اور کہین | ابھی ہوش کی اپنے خبر ہی نہین مجھے عالم بیخبری کی قسم

شب وصل کی ہو گئی صبح عیان کہ تڑپنے لگا دل سوختہ جان | ہے دیدہ تر ہوئے شعلہ فشان مجھے اس شفق سحری کی قسم

نہ کر اتنا ذکی تو جگر کو لہو کہ نہ شوق سخن ہے نہ ذوق سبو | ترے شعر سے آتی ہے خون کی بو مجھے تیرے ہی بیجگری کی قسم

غزل میر تقی

اگر راہ مین اسکے رکھا ہے گام | گئے گذرے خضر علیہ السلام

دہن یار کا دیکھ چپ لگ گئی | سخن یان ہوا ختم حاصل کلام

مجھے دیکھ منھ پر پریشان کی زلف | غرض یہ کہ جاؤ ہوئی اب تو شام

سرشام سے رہتی ہین کاہشین | ہمین شوق اس گاہ گا ہے تمام

قیامت ہے یان چشم دل سے رہے | چلے بس تو وان جاکے کرتے مقام

نہ دیکھے جہان کوئی آنکھون کے اور (ق) | نہ لیوے کوئی جس جگہ دل کا نام

جہان میر زیر و زبر ہو گیا | خرامان ہوا تھا وہ محشر خرام

غزل سوز

اے گل صبا کی طرح پھرے اس چمن مین ہم | پائی نہ بو وفا کی ترے پیرہن مین ہم

شیشہ کی طرح شام سے رو رو کے تا سحر | خالی کرین ہین دل کو ترے انجمن مین ہم

فانوس بیچ شمع جلے جس طرح ہنوز | جلتے ہین تیرے ہجر سے ظالم کفن مین ہم

شعلہ اٹھا نہ سر سے ہمارے کبھی بھی سوز | کیطرح جل گئے کچھ من ہی من مین ہم

غزل نظیر

دور سے آئے تھے ساقی سنکے میخانے کو ہم
بس ترستے ہی چلے افسوس پیمانے کو ہم

مے بھی ہے مینا بھی ہے ساغر بھی ہے ساقی نہین
دل مین آتا ہے لگا دین آگ میخانے کو ہم

کیون نہین لیتا ہماری تو خبر اے بیخبر
کیا ترے عاشق ہوے تھے درد و غم کھانے کو ہم

ہمکو پھنسنا تھا قفس مین کیا گلہ صیاد کا
بس ترستے ہی رہے ہین آب و دانے کو ہم

طاق ابرو مین صنم کے کیا خدائی رہ گئی
اٹھو پوجین گے اسی کافر کے بتخانے کو ہم

باغ مین لگتا نہین صحرا سے گھبراتا ہے دل
اب کہان لیجا کے بیٹھین ایسے دیوانے کو ہم

کیا ہوئی تقصیر ہمسے تو بتا دے اے نظیر
تاکہ شادی مرگ سمجھین ایسے مرجانے کو ہم

غزل سودا

کیا مچائی اسنے میرے دل کے کاشانے مین دھوم
شور ہے جسکے لیے کعبہ مین بتخانے مین دھوم

زلف کو کھولا تو کر اس دل کی شورش کا علاج
سخت دیوانے کی زنجیر کھل جانے مین دھوم

مٹ گئے وہ شور دل کے آہ تب آئی بہار
ورنہ کیا کیا ہم بھی کرتے شہر و ویرانے مین دھوم

تجھ نگاہ گرم کی حسرت سے دل مارے ہے جوش
ہانکو دیکھون ہون مین جب شمع و پروانے مین دھوم

اس قدر ہین لاغری میری سے خوشحال [illegible]
جون ہلال عید ہے میرے نظر آنے مین دھوم

دلکو سن کوچے مین تیرے اب چلی ہے فوج اشک
ہوگئی بیوجہ وان اطفال و دیوانے مین دھوم

کب ہے اے سودا شراب اس بزم مین پیتے ہین یار
تو نے اے کم ظرف کی پہلے ہی پیمانے مین دھوم

غزل ہوس

کبھی کہتی تھی لیلی پردہ نشین نہین کھاتی ورنہ ہے خدا کی قسم
غم قیس سوا مجھے کچھ نہین غم آتی کشتۂ ناز و ادا کی قسم

رکا پایا جو لیلی نے مجنون کا جی کہا کیون ہے خفا مرے سرو سہی
نہ تو مین نے کبھی سنگ رت بھی کی مجھے میرے ہی شرم و حیا کی قسم

جو گریہ سے جائے ہے صبر سکون مری آنکھون سے ٹپکے ہے قطرہ خون
نہ تو کھایا یو قمری زار زبون مرے سرو کے فندق پا کی قسم

شب ہجر مین اشکون کا خون بہا اسے دیکھ کے رنگ شفق کا اڑا
نہین آئین مبالغہ اک ذرا مجھے تیرے ہی رنگ حنا کی قسم

تجھے کشتۂ غم کا ہی حال خبری کہہ جو جانا ہو تیرا ادھر
[illegible]

کبھی کہتا تھا قیس غم الوں سے بتا کہو تو ادھر کدھر کو گیا
کبھی کہتا تھا تو ہی بتا دے صبا تجھے لیلیٰ کے زلف دوتا کی قسم

کبھو ساغر وصل نہ میں نے پیا کبھو زخم جگر کو نہ میں نے سیا
غم و رنج و تعب کو عزیز کیا مجھے عشق کے جور و جفا کی قسم

نہ تو پائی ہوس کبھو پھولوں کی بو نہ تو بیٹھا ہوں نہیں کبھی پہلو تجا
نہ تو بیکلی دل کی گئی ہے کبھو مجھے جانیکی اپنے وفا کی قسم

غزل میر تقی

تظلم سے کھینچے الم پر الم
ترحم کے مت کر ستم پر ستم

علم بازیِ آہ جانکاہ ہے
رہے ٹوٹتے ہی علم پر علم

جو سو سر کے ہو آؤ ناؤں نہیں
عبث کھاتے ہو تم قسم پر قسم

کئی بار آنا ادھر لطف سے
عطا پر عطا ہے کرم پر کرم

خطرناک تھے وادیِ عشق میر
گئے آپ بھی ہم قدم پر قدم

غزل انشاء اللہ خان

ل تجھے اے پری تجھے انسان کی قسم
دیتا ہوں تجھکو تخت سلیمان کی قسم

کروبیان کی تجھکو قسم اور عرش کی
جبریل کی قسم تجھے رضوان کی قسم

طوبیٰ کی سلسبیل کی کوثر کے جام کی
حور و قصور جنت و غلمان کی قسم

روح القدس کی تجھکو قسم اور مسیح کی
مریم کی تجھکو عفت داماں کی قسم

تجھکو محمد عربی کی قسم ہے اور
مولا علیؑ کی شاہ خراسان کی قسم

توریت کی قسم قسم انجیل کی تجھے
تجھکو قسم زبور کی قرآن کی قسم

دامن کو میرے ہاتھ سے اس رات مت جھٹک
تجھکو سحر کے چاک گریبان کی قسم

مدت سے تیرے چاہ ذقن میں غریق ہوں
باللہ تجھکو یوسف کنعان کی قسم

قیدی ہوں تیرا میں تجھے داوندی خدا
اور اس عزیز مصر کے زندان کی قسم

موسیٰ کی ہے قسم تجھے اور کوہ طور کی
ور فروغ جلوۂ لمعان کی قسم

سوگند اب ہنسی کی تجھے کچھ دلائیے
سن تجھکو اپنے ناز کی اور آن کی قسم

تجھکو قسم ہے غنچۂ زنبق کے تاک کی
اور شور عندلیب غزل خوان کی قسم
نرگس کے آنکھ کی قسم اور گل کے کان کی
تجھکو سر عزیز گلستان کی قسم
سونے کی گاے کی قسم اور رود نیل کی
فرعون کی قسم تجھے ہامان کی قسم
بستر مرا ہے خار مغیلان لبان قیس
لیلیٰ کی ہے تجھے صف مژگان کی قسم
ایسی بڑی قسم بھی نمانے تو ہے تجھے
مجنون کے قبلہ گاہ ابوالجان کی قسم
کونے مین باغ کے وہ جو رہتا ہے اک خبیث
تجھکو اسی کی شوکت ذی شان کی قسم
دیو سفید کی قسم اور کوہ قاف کی
باغ ارم کی اور پرستان کی قسم
لونا چماری کی قسم اور کلوا بیر کی
کالی بلا کی غول بیابان کی قسم
قسمین تو ساری ہو چکین باقی رہی ہے ایک
پیپل تلے کے بھتنے و شیطان کی قسم
ہان پھر تو کہیو ہاے وہ کسطرح ہو غضب
انشا نہ چھیڑ تجھکو مری جان کی قسم

غزل میر تقی

کون کہتا ہے منھ کو کھولو تم
کاشکے پردے ہی مین بولو تم
حکم آب روان رکھے ہے حسن
بہتے دریا مین ہاتھ دھو لو تم
کیا سراہین وہ اپنے حسن کو لیک
دل عجب ہے متاع جو لے لو تم
جانا آیا ہے اب جہان سے ہمین
تھوڑی تو دور ساتھ ہو لو تم
جب میسر ہو بوسہ اُس لب کا
چپکے ہی ہو رہو نہ بولو تم
پنجہ مرجان کا پھر دھرا ہی رہے
ہاتھ خون مین ذرا ڈبو لو تم
دوست دے ہے کسی پلک سے میل
دل جہان پاؤ اب پرو لو تم
آتے ہین متصل چلے آنسو
آہ کب تک یہ موتی رو لو تم
رات گذری ہے سب تڑپتے میر
آنکھ لگ جاے ٹک تو سو لو تم

غزل ناسخ

یان ازل سے داغ سودا ہے دل آگاہ مین
سنگ اسود جس طرح ہے نصب بیت اللہ مین

جا سکے کیا کوئی اُس قاتل کی جولانگاہ مین
سایۂ مژگان بچھا دیتا ہے کانٹے راہ مین

حسن جانان ایک عالم پر رہے ممکن نہین
یان کمی بیشی رہا کرتی ہے نور ماہ مین

دل مین رہتا ہی پر آنکھون مین نظر آتا نہین
کیا تفاوت اب رہا اس بت مین اور اللہ مین

وہ بہشتی رو لگا پھرنے جو پائے ناز سے
راہ مین آیا نظر خورشید یوسف چاہ مین

ہون ترے تاثیر کا قائل جو اے مضمون شوق
یار کو مکتوب پہونچے نامہ بر ہو راہ مین

ہے وہ مجنون جو نظر آیا ہے زیر آسمان
کون لیلی ہے جنون انگیز اس خرگاہ مین

مثل نرگس اک سمن بر کی ہین آنکھین منتظر
کھل گیا اے گل یہ تیری فرقت جانکاہ مین

بعد مردن اسکو راحت اسکو حسرت ہی نصیب
فرق اتنا ہی نظر آیا گدا اور شاہ مین

چشم کاہیدہ ہی غم سے دل ہی سوزان داغ سے
شعلۂ آتش نہان ہی اپنے برگ کاہ مین

رشک نخل وادی ایمن ہے ہر برگ سیاہ
سنگریزے طور ہین اسکی تجلی گاہ مین

خوش عبث ہوتے ہین نادان ماہ نو کو دیکھکر
اک مہینا عمر کا ہوتا ہے کم ہر ماہ مین

سر بتون کے آستانے سے نہ اُٹھے حشر تک
یہ دعا ناسخ کی ہے یا رب تری درگاہ مین

غزل درد

ہم تجھ سے کس ہوس کی فلک جستجو کرین
دل ہی نہین رہا ہے جو کچھ آرزو کرین

تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو
دامن نچوڑ دین تو فرشتے وضو کرین

سر تا قدم زبان ہین جون شمع گو کہ ہم
پر یہ کہان مجال جو کچھ گفتگو کرین

ہر چند آئنہ ہون پر اتنا ہون نا قبول
منھ پھیر لے وہ جسکے مجھے روبرو کرین

نہ گل کو ہے ثبات نہ ہمکو ہے اعتبار
کس بات پر چمن مین ہوس رنگ و بو کرین

ہے اپنی یہ صلاح کہ سب زاہدان شہر
اے درد آ کے بیعت دست سبو کرین

غزل ذوق

بے یار روز عید شب غم سے کم نہین — جام شراب دیدۂ پرنم سے کم نہین
دیتا ہے دور چرخ کسے فرصت نشاط — ہو جسکے پاس جام وہ اب جم سے کم نہین
اُس زلف فتنہ زا کے لیے اے مسیح دم — کچھ دست شانہ پنجۂ مریم سے کم نہین
زیبا ہے روے زرد پہ کیا اشک لالہ گون — اپنی خزان بہار کے موسم سے کم نہین
سرعت ہے نبض کی رگ سنگ مزار مین — دلکی طپش کچھ اب بھی تپ غم سے کم نہین
وحشی کو تیرے چشم کے مژگان ہر غزال — صحرا مین تیز ناخن ضیغم سے کم نہین
ہوتی ہے جمع زر سے پریشانی آخرش — درہم کی شکل صورت درہم سے کم نہین
ساقی ملے ہزارون فلاطون یہ خاک مین — جو خم بنے ہے قالب آدم سے کم نہین
اُس حور وش کا گھر مجھے جنت سے ہے سوا — لیکن رقیب ہو تو جہنم سے کم نہین
شورابۂ سرشک سے دھوتا ہون زخم دل — تیزاب میرے حق مین یہ مرہم سے کم نہین
ہاتھون سے تیرے پارۂ الماس زخم دل — مجکو تو جلوۂ گل و شبنم سے کم نہین
اے ذوق کسکو چشم حقارت سے دیکھیے — سب ہمسے ہین زیادہ کوئی ہم سے کم نہین

غزل میر تقی

دل عجب جنس گران قدر ہے بازار نہین — بے بہا سیل جو دیتے ہین خریدار نہین
کچھ تمھین ملنے سے بیزار ہو میرے ورنہ — دوستی ننگ نہین عیب نہین عار نہین
ایک دو بات کبھو ہمسے کہو یا نہ کہو — قدر کیا اپنی ہمین اس لیے تکرار نہین
ناز و انداز و ادا عشوۂ و اغماض و حیا — آب و گل مین ترے سب کچھ ہے پیار نہین
صورت آئینہ مین ٹک دیکھ تو کیا صورت ہے — بد زبانی تجھے اس منھ سے سزاوار نہین
دل کے الجھاو کو کیا تجھسے کہون اے ناصح — تو کسی زلف کے پھندے مین گرفتار نہین
اُسکے کاکل کی پہیلی کہو تم بوجھے میر — کیا ہے زنجیر نہین دام نہین مار نہین

غزل نصیر

شمیم زلف معنبر جو روے یار سے لون
تو پھر خطا ہے مری مشک گرتار سے لون

قدم رکھے مرے سینے پہ آکے گروہ نگار
حنا کا کام مین خون دل فگار سے لون

اگر ملے ترے ہاتھون سے اے جنون فرصت
قصاص آبلۂ پا مین نوک خار سے لون

مرے حضور یہ لوٹین ہین تیری چھاتی پر
جو پہونچے ہاتھ تو بدلا گلون کے ہار سے لون

دلا بجے کہین گھڑیال تا مین گھڑیون کا
حساب اس شب ہجر سیاہ کار سے لون

عجب ہے سیر کسی دن تو ساتھ باغ مین چل
کہان تلک مین قدم عجز و انکسار سے لون

پٹا پٹی کا مرے پاس گر نہو خیمہ
تو یار تیرے لیے ابر نو بہار سے لون

ہوے کشتی کا ارادہ ہو کچھ ترے دل مین
چمن مین ساغر گل دست شاخسار سے لون

اگر صراحی غنچہ مین ہو نہ بادۂ سرخ
تو شیشہ رے خس سرو جویبار سے لون

نہووے مطرب نغمہ سرا تو اس کا کام
قسم ہے مجکو ترے عندلیب زار سے لون

لگے جو ہاتھ نہ کوئی رباب چنگ نواز
تو اپنے دوش پہ رکھ بین کو کنار سے لون

یہ جی مین ہے کہ نہ دیکھے کوئی بھی پر دیکھو
کنار آب روان چادر آبشار سے لون

بلائین لینے سے میری اگر خوشی ہو تری
بلائین مہر سے اخلاص دل سے پیار سے لون

اگر اسیہ بھی گل عارض کا تو نہ دے بوسہ
تو پھر مین جبر کر دن اپنے اختیار سے لون

نصیر مدرسۂ عشق مین مطول کا
سبق نہ کیونکہ مین زلف دراز یار سے لون

غزل آتش

بہار لالہ و گل سے لگی ہے آگ گلشن مین
گریبان پھاڑ کر چل بیٹھیے صحرا کے دامن مین

جنون کے جوش مین اک جا نہین دم بھر قرار آتا
کبھی گلشن سے صحرا مین کبھی صحرا سے گلشن مین

عذاب گور کا وان سامنا یان رنج دنیا کا
نہ گھر مین چین زندو نکو نہ مردون کو ہے مدفن مین

کھلا زلفون کے لہرانے سے اس رخسار رنگین پر
ازرگل کی نگہبانی کو دو کالے ہین گلشن مین

شریف کعبہ کو کعبہ مبارک ہم تو اے آتش
بتون کے گھورنے کو جاتے ہین دیر برہمن مین

غزل مومن خان

نہ تن ہی کے ترے بسمل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین ‏ ‏ ہے پاش پاش جگر دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
جنون عشق پری روے دل شکن ہے بلا ‏ ‏ کہ روز طوق و سلاسل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
اٹھا کے سوتے ہین وے پٹکارات سر شاید ‏ ‏ کہ زیر سر کے مرے سل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
دراز دستی یہ کس بے ادب نے کی دم صبح ‏ ‏ تمام دامن قاتل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
یہ کسکی چشم فسونگر نے کی فسون سازی ‏ ‏ طلسم جادوے بابل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
یہان ہی چاک گریبان تو وان بھی چُبھتی ہے ‏ ‏ قباے شوخ شمائل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
نہ کیونکہ رشک سے خون ہو کسی کا اس در پہ ‏ ‏ ہمیشہ اک نئے بسمل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
غزل سرائی کی مومن نے کیا کہ رشک سے آج ‏ ‏ چمن مین سینۂ عنادل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

غزل معروف

ڈبا دیا ہے مجھے اس چشم تر کو کیا کو سون ‏ ‏ جلا دیا مجھے سوز جگر کو کیا کو سون
کہے تھا مجھسے کہ سو کوس زور چلتا ہون ‏ ‏ گیا تو مر ہی گیا نامہ بر کو کیا کو سون
رقیب ایک دم اس سے جدا نہین ہوتا ‏ ‏ یہ جم کے بیٹھے ہے اس بے بصر کو کیا کو سون
یونہین بغل سے مرے مفت لیگیا دل کو ‏ ‏ بغل بھی گرم نہ کی مفت بر کو کیا کو سون
شب وصال کے ہوتے ہی چاک جیب کیا ‏ ‏ طرب کو کر دیا ماتم سحر کو کیا کو سون
نہ آنکھ بھر کبھی اس مہروش کو دیکھ سکا ‏ ‏ وفور اشک قصور بصر کو کیا کو سون
پڑے ہین سینہ مین دل تک مرے ہزارون چھید ‏ ‏ غضب کیا مژہ رخنہ گر کو کیا کو سون
نکل اُنسے بزم مین بوسہ طلب کیا تو کہا ‏ ‏ حیا کسی کی نہین اس بشر کو کیا کو سون
جفائین جب تری آتی ہین یاد آخر شب ‏ ‏ لحاظ آئے ہے پچھلے پہر کو کیا کو سون
دیا ہے اپنے سے ظالم کو اُسنے دل معروف ‏ ‏ اب اور اُس بت بیداد گر کو کیا کو سون

غزل جرات

الجھا گلے سے طاقت اے نازنین نہین
ہے ہے خدا کیواسطے مت کر نہین نہین

کیا رک کے وہ کہے ہی جو ٹک اس سے لگ چلون
بس بس پرے ہو شوق یہ اپنے تئین نہین

پہلو مین کیا کہون جگر و دل کا کیا ہے رنگ
کس دن ز اشک خونی سے تر آستین نہین

فرصت جو پا کے کہیے کبھو درد دل سو ہائے
وہ بدگمان کہے ہے کہ ہمکو یقین نہین

آتش سی پھک رہی ہے مرے تن بدن مین آہ
جب سے کہ روبرو وہ رخ آتشین نہین

اس بن جہان مین کچھ نظر آتا ہے اور ہی
گویا وہ آسمان نہین اور وہ زمین نہین

کیا جانے کیا وہ اسمین ہے لوٹے ہے جسپہ جی
یون اور کیا جہان مین کوئی حسین نہین

سنتا ہے کون کس سے کہوان درد بیکسی
ہمدم نہین ہے کوئی مرا ہمنشین نہین

ہر چند ہے بلطف شب ماہ سیر باغ
اندھیر پڑ رہی ہے کہ وہ مہ جبین نہین

آنکھون کی راہ نکلے ہے کیا حسرتون سے جی
وہ روبرو جو اپنے دم واپسین نہین

طوفان گریہ کیا کہین کس وقت ہمنشین
موج سر شک تا فلک ہفتمین نہین

حیرت ہے مجکو کیونکہ وہ جرأت ہے چین سے
جس بن قرار جی کو ہمارے کہین نہین

غزل سودا

گدا دست اہل کرم دیکھتے ہین
ہم اپنا ہی دم اور قدم دیکھتے ہین

نہ دیکھا جو کچھ جام مین جم نے اپنے
سو اک قطرۂ مے مین ہم دیکھتے ہین

یہ رنجش مین ہمکو ہے بے اختیاری
تجھے تیری کھا کر قسم دیکھتے ہین

غرض کفر سے کچھ نہ دین سے ہے مطلب
تماشائے دیر و حرم دیکھتے ہین

حباب لب جو مین ہین باغبان ہم
چمن کو ترے کوئی دم دیکھتے ہین

نوشتے کو میرے مٹاتے ہین رو رو
ملائک جو لوح و قلم دیکھتے ہین

خدا دشمنون کو نہ وہ کچھ دکھائے
کہ جو دوست اپنے سے ہم دیکھتے ہین

مٹا جائے ہے حرف حرف آنسوؤن سے
جو نامہ اسے کر رقم دیکھتے ہین

اکڑ سے نہین کام سنبل کی ہمکو
کسی زلف کا پیچ و خم دیکھتے ہین

ستم سے کیا تو نے ہمکو یہ خوگر
کرم سے ترے ہم ستم دیکھتے ہین

اگر تجھسے رنجیدہ خاطر ہے سودا
اُسے تیرے کوچے مین ہم دیکھتے ہین

غزل احسان

لیے کیونکر طفل اشک اپنے گلے کے ہار ہین
اس زمانے کے تو کچھ لڑکے ہی ناہموار ہین

جسکی خاطر دشمن جان یار اور اغیار ہین
ہاے ری قسمت کہ وہ بھی ہمسے اب بیزار ہین

چھیڑ تو دیکھو سنا کر مجکو غیرون سے کہا
آج عاشق ہمکو صدقے کے لیے درکار ہین

چشم پوشی تیرے مذہب مین ہی کیا عین ثواب
ہمسے یون پرہیز تجکو اور ہم بیمار ہین

یا خدا اپنے کرم سے تو کسی موسیٰ کو بھیج
سیکڑون مانند فرعون ابتو دعویدار ہین

فائدہ اس کج ادائی کا نہ سمجھا مین کبھی
یہ الف قد راستی سکھنے سے کیون بیزار ہین

لاغری کچھ نہایت ہی کہ مین بستر پہ ہون
اور مجکو ڈھونڈھتے پھرتے مرے غمخوار ہین

شیخ جی کے ہم ہین قائل کیا ہی اک اناہی یہ
سبحہ کے بڑے ہین وہ پہنے ہوے زنار ہین

آتش دوزخ تلک مجبور ہے ہمسے کہ ہم
خانہ زاد دودمان احمد مختار ہین

مے سے ہین توبہ کرون استغفر اللہ سب غلط
نام توبہ سے سدا ہم پڑھتے استغفار ہین

اہل دین ہم جانکر بہر زیارت سے گئے
حضرت احسان کو دیکھا ایک دنیادار ہین

غزل انشا

دھوم اتنی ترے دیوانے مچا سکتے ہین
کہ ابھی عرش کو چاہین تو ہلا سکتے ہین

مجھ سے اغیار کوئی آنکھ ملا سکتے ہین
منھ تو دیکھو وہ مرے سامنے آسکتے ہین

وہ ہین آتش نفسان ہم کہ بہین آہ تو جھٹ
آگ دامان شفق کو بھی لگا سکتے ہین

سوچیے تو سہی ہٹ دھرمی نہ کیجے صاحب
چٹکیون مین مجھے کب آپ اُڑا سکتے ہین

حضرت دل تو بگاڑ آئے ہین اُس سے لیکن
اب بھی ہم چاہین تو پھر بات بنا سکتے ہین

شیخی اتنی نہ کر اے شیخ کہ رندان جہان انگلیون پر تجھے چاہین تو نچا سکتے ہین

تو گروہ فقرا کو نہ سمجھ بے جبروت ذات مولائی مین بھی لوگ سما سکتے ہین

چارہ ساز اپنے تو مصروف بدل ہین لیکن کوئی تقدیر کے لکھے کو مٹا سکتے ہین

ہے محبت جو ترے دل مین وہ اک طور پہ ہے ہم گھٹا سکتے ہین اُسکو نہ بڑھا سکتے ہین

کرکے جھوٹا نہ دیا جام اگر تونے تو چل مارے غیرت کے ہم افیون تو کھا سکتے ہین

ہمنشین تو جو یہ کہتا ہے کہ قدغن ہے بہت اب وہ آواز بھی کب تجھکو سنا سکتے ہین

وہ نہ آواز سنا دین مجھے در تک آکر اپنے پانون کے کڑون کو تو بجا سکتے ہین

ایک ڈھب کے جو قوافی ہین ہم انشا اک غزل اور بھی چاہین تو سنا سکتے ہین

غزل غالب

دھوتا ہون جب مین پینے کو اُس سیمتن کے پانون رکھتا ہے ضد سے کھینچ کے باہر لگن کے پانون

مرہم کی جستجو مین پھرا ہون جو دور دور تن سے سوا فگار ہین اس خستہ تن کے پانون

اللہ رے ذوق دشت نوردی کہ بعد مرگ ہلتے ہین خود بخود مرے اندر کفن کے پانون

ہے جوش گل بہار مین یانتک کہ ہر طرف اڑتے ہوئے اُلجھتے ہین مرغ چمن کے پانون

شب کو کسی کے خواب مین آیا نہو کہین دکھتے ہین آج اُس بت نازکبدن کے پانون

غالب مرے کلام مین کیونکر اثر نہ ہو پیتا ہون دھو کے خسرو شیرین سخن کے پانون

غزل نظیر

کل نظر آیا چمن مین اک عجب رشک چمن گل رخ و گلگون قبا و گلعذار و گلبدن

مہر طلعت حور پیکر مشتری رو مہ جبین سیمبر سیماب طبع و سیم ساق و سیمتن

نازنین ناز آفرین نازک بدن نازک کمر غنچہ لب رنگین ادا شکر دہان شیرین سخن

زلف و کاکل خال و ابرو کے ہین یہ چارون غلام مشک تبت مشک چین مشک ختا مشک ختن

مبتلا ایسون کے ہوتے ہین یہی ہین اے نظیر بے قرار و دل فگار و خستہ جان و بیوطن

غزل امداد

پھیکی اس لب سے ہوئی لعل بدخشان کی شان
رشک سے خون جگر کھا گئی مرجان کی جان

شاخ گل رقص مین ہی وجد مین آتی ہی نسیم
کف زنان برگ ہین سن بلبل بستان کی تان

بت کے پوجے سے جو مقصد نہ بر آوے تیرا
گور کو جائے کسی پیر مسلمان کی مان

کنہ ذات مین جب فکر کیا انسان نے
ہوش اس جا پہ ہوئے صاحب عرفان کی فان

حادثہ دہر سے امداد نہ ہونا مضطر
تیغ ہمت کو چڑھا لیجیے اوسان کی سان

غزل ناسخ

ماہ تو ہے مثل ابرو لیکن اسکا رو نہین
ماہ کامل صورت رو ہے مگر ابرو نہین

کونسا تن ہے کہ مثل روح جسمین تو نہین
کون گل ہے جو ترا مسکن برنگ بو نہین

مشک مین خوشبو ہے پیچ و تاب مثل مو نہین
پیچ ہین سنبل مین مثل مو مگر خوشبو نہین

جام نرگس مین کہان شبنم جو نکلے آفتاب
یار کے آگے مری آنکھون مین اک آنسو نہین

یاد گیسو مین ہوا میرا یہ دبلا سا بدن
تجھپہ پھبتی کہتے ہین مو باف ہین گیسو نہین

جسم ایسا گھل گیا ہے مجھ مریض عشق کا
دیکھکر کہتے ہین سب تعویذ ہے بازو نہین

دیکھے ہین ہنسنے مین جسدن سے در دندان یار
چین مثل گوہر غلطان کسی پہلو نہین

عشق ہین بدمست ہوشین پر کوئی واقف نہین
نشہ ہے جام مے الفت مین لیکن بو نہین

زلف جانان مین نہین کوئی دل وحشی اسیر
یہ عجب تاتار ہے جو ایک بھی آہو نہین

ہو گیا ہے یہ قران آفتاب و ماہ تو
یار کے رخسار آتش رنگ پر ابرو نہین

ہو گیا ہے مثل مو تار نگہ اپنا سیاہ
آگے آنکھون کے صنم جیسے ترے گیسو نہین

رات دن ناقوس کہتے ہین یہ آواز بلند
دیر سے بہتر ہے کعبہ گر بتون مین تو نہین

قمریان دیوانی ہین کیونکر گلے ڈالین نہ طوق
باغ مین اک سرو مثل قامت دلجو نہین

غزل آتش

آرزو ہے تجھے سجدے سحر و شام کرین
ہمہ تن ہو کے زبان ورد ترا نام کرین

میرے ماتم مین نہ کپڑے وہ سیہ فام کرین
خود بھی رسوا ہوون مجکو بھی نہ بدنام کرین

گریہ شادی مینا سے ہے ظاہر ہوتا
حال پر صوفیون کے خندہ زنی جام کرین

کوچۂ یار کا ہین پانون ارادہ رکھتے
کعبۃ اللہ کے چلنے کا سر انجام کرین

منھ پیارے ہوئے ہین ہم بھی مزہ چکھنے کو
پختگی تو کہین پیدا ثمر خام کرین

مست رکھتی ہے تری گردش چشم اے ساقی
وہ نہین ہم کہ جو تجھ سے طلب جام کرین

رخ روشن مین ہے خورشید قیامت کی چمک
حشر برپا ہو وہ دیدار اگر عام کرین

دل مین کچھ یاد نہ کفر بتون کا ہے خیال
خلوت خاص کو کیا بارگہ عام کرین

ایک طرح حسن رخ و زلف جنھین تو دکھلائے
نشۂ عشق سے مستی سحر و شام کرین

شکوہ جاتا ہون تو منھ پھیر کے وہ کہتے ہین
نیند آئی ہے ہمین آپ بھی آرام کرین

بیٹھکر گوشۂ عزلت مین نہ بول اتنا جھوٹھ
قصد بھیٹ پڑینکا آتش نہ در و بام کرین

غزل مومن خان

ہو گئی گھر مین خبر ہے منع وان جانا ہمین
وہ بھی رسوا ہو خدا جسنے کیا رسوا ہمین

دمبدم روتا ہمین چارون طرف تکنا ہمین
یا کہین عاشق ہوئے یا ہو گیا سودا ہمین

یہ ستم صیاد کا کیا التفات آمیز تھا
بند کرنے کو قفس مین دام سے چھوڑا ہمین

یار تھے یا دشمن جان تھے الٰہی چارہ گر
پیچلے مرتے ہی زندان سے سوے صحرا ہمین

طالع برگشتہ بخت خفتہ مت پوچھو کہ ہم
غش پڑے تھے پھر گیا وہ جانکر سوتا ہمین

تو نجانے عشق بازی اور ہم نادان ہین
بے سمجھ کہتا ہے ناصح تو نے کیا سمجھا ہمین

یہ ستم کیا غیر پر کرتا وہ سچ پوچھو تو ہے
یار کے ناز بجا سے شکوۂ بیجا ہمین

کیا کہین ہم رہگئے حیران تجکو دیکھکر
آگیا دل یاد اے آئینہ رو اپنا ہمین

اہل ماتم اپنے روئین کس طرح منھ ڈھانپ کر
مرتے مرتے پاس آس پردہ نشین کا تھا ہمین

ہم سے نازک طبع سے کب اُٹھ سکے بیدادِ چرخ
مر گئے مضمون جور یار جو سوجھا ہمین

مومن ارشاد تو تھا ملنے مین ہرگز اختیار
یہ شکایت بھی خدا سے ہے تو ہون سی کیا ہمین

غزل نصیر

قدم نہ رکھ مرے چشم پُرآب کے گھر مین
بھرا ہے موج کا طوفان حباب کے گھر مین

کہے ہے دیکھ کے وہ عکس رخ ایاغ سے
نزول ماہ ہوا آفتاب کے گھر مین

مدام رند کرین کیون نہ آستان بوسی
حرم ہے شیخ بہشت مآب کے گھر مین

ہمارے دل مین کہان آبلے ہین اے ساقی
چنے ہوئے ہین یہ شیشے شراب کے گھر مین

تڑپ کو دیکھ مرے دل کی برق آتش بار
خجل ہو چھپ گئی آخر سحاب کے گھر مین

دلا نہ کیونکہ کرون اختلاط کی باتین
حجاب کیا ہے اب اُس بےحجاب کے گھر مین

نصیر دیکھ تو کیا جلوہ خدائی ہے
ہمارے اُس بت خانہ خراب کے گھر مین

غزل معروف

مین رنج محبت کبھی راحت سے نہ بدلون
عیش دو جہان اُسکی مصیبت سے نہ بدلون

تجھ سے کبھی یوسف کو اگر بدلے زلیخا
زندان مین پڑون پر کسی صورت سے نہ بدلون

یہ رنگ رخ زرد جو اب دیکھو ہو میرا
قارون کی اگر بدلے دولت سے نہ بدلون

گر لاکھ کوئی مجھپہ قیامت کرے برپا
تو بھی ترے قامت کو قیامت سے نہ بدلون

اس عشق کی رسوائی مین ہے یہ مری عزت
حرمت سے کوئی بدلے تو حرمت سے نہ بدلون

مالوف ہے دل اس غم الفت سے یہانتک
گر بدلون خوشی سے غم الفت سے نہ بدلون

دے خضر اگر چشمۂ حیوان بھی تو ہرگز
واللہ تری چشم عنایت سے نہ بدلون

جنت کو اگر بدلے کوئی اُسکی گلی سے
مر جاؤن و لے تو بھی مین جنت سے نہ بدلون

تو چاہے ہے کہ اے شعلہ خو اب بدلے یہ کروٹ
یہ یاد رہے تیری شرارت سے نہ بدلون

ایسی ہے حلاوت ترے بوسے کی شکر لب
مین نزع مین بھی قند کے شربت سے نہ بدلون

معروف مرے پاس ہے وہ گنج قناعت
اسکندر و دارا کی بھی شوکت سے نہ بدلون

غزل میر تقی

جنون میں کی باتین دشت اور گلشن میں جب چلیان
نہ چوب گل لئے دم مارا نہ چھڑیان بید کی ہلیان

گریبان شور محشر کا اوڑا یاد صحبیات کر کر
فغان پر ناز کرتا ہون کہ بلبلے تیری ہٹ ٹلیان

تفاوت کچھ نہین شیرین و شکرا اور یوسف مین
سبھی معشوق گر پوچھے تو سب مصر کی ہین ڈلیان

ترے غمزے نے جور و ظلم سے آنکھین غزالونکی
بیابان مین دکھا مجنونکو آنکھون کے تلے ملیان

چمن کو آج مارا ہی ہیا تنک رشک گلشن نے
کہ بلبل سر ٹپکتی ہے نہین منھ کھولتین کلیان

مری آہ سحر کی برچھیان سختی کی تڑپون پہ
لگا ہین کرکے گر پڑتی ہین بجلی کی بھی اچپلیان

صنم کی زلف مین کوچہ ہے سربستہ ہر اک مو پر
نہ کبھی ہونگی تو نے خضر یہ ظلمات مین گلیان

دیوانہ ہو گیا تو میر آخر ریختہ کہکر
نہ کہتا تھا مین اے ظالم کہ یہ باتین نہین بھلیان

غزل انشاء اللہ خان

حیف ایام جوانی کے چلے جاتے ہین
ہر گھڑی دن کیطرح ہم بھی ڈھلے جاتے ہین

سامنے آنکھون کے ڈستا ہے چمن نرگس کا
کہکے آتا ہون ابھی آپ چلے آتے ہین

ہاتھ کیا پھیر دہو عارض پہ ابھی کیا ہی دہان
خط کا کچھ دخل نہین گال ملے جاتے ہین

یاد مین اس خط نو خیز کے ہون دا نہ بخط
اشک سبز آنکھون سے ہر وقت بہے جاتے ہین

آسیا آب کی ہے چشم ترا پنی جس سے
روز چھاتی پہ مرے مونگ دلے جاتے ہین

گرم ہو آپ جو تک ملتے ہین انشا سے کبھی
آتش رشک سے اغیار جلے جاتے ہین

غزل نظیر

صفائی اسکی جھلکتی ہے گورے سینے مین
چمک کہان ہے یہ الماس کے نگینے مین

نہ موتی ہے نہ کناری نہ گوکھرو تسپر
بھی ہے شوخ کی انگیا بنت کی سینے مین

جو پوچھا مین نے کہان تھی تو ہنس کے یون بولی
مین آگ بھی تھی اس انگیا موئی کے سینے مین

پڑا جو ہاتھ مرا سینہ پر تو ہاتھ جھٹک ق پکاری آگ لگے آہ اس قرینے مین
جو ایسا ہی ہے تو اب روز ہم نہ آوین گے کبھو جو آئے تو ہفتے مین یا مہینے مین
کبھو مٹک کبھو بس بس کبھو پیالہ پٹک دماغ کرتے تھے کیا کیا شراب پینے مین
چڑھی جو دوڑ کے کوٹھے پہ وہ پری یکبار تو مین نے جالیا اُسکو اُدھر کے زینے مین
وہ پہنا کرتی تھی انگیا جو سرخ لاہی کی لپٹ کے تن سے وہ تر ہو گئی پسینے مین
یہ سرخ انگیا جو دیکھی ہے اس پری کی نظیر مرے تو آگ سی کچھ لگ رہی ہے سینے مین

غزل غالب

ہوگا جو ناز و ادا اُس بت لاثانی مین ایک بھی بات نہین یوسف کنعانی مین
عشق مین دیتا ہون اس لیلی کی کاوش جانکر و ہ سرس ہے یہ کہان قیس بیابانی مین
چرخ نے پنبۂ مہتاب کو کانون مین دیا سوزش یا نتک ہے مرے اشک کی طغیانی مین
جان مردونکی پڑے لب پہ جو نکلے وہ شتام کیا مسیحائی ہے اس لعل بدخشانی مین
کار شمشیر کا کرتا ہے خیال ابرو داغ اسکا ہے ازل سے پیشانی مین
پہنکر ہو دیگا خوش شال دو شالہ کوئی ہم بھی ہین شادوے غالب تن عریانی مین

غزل رضا

خواہ نزدیک رکھو خواہ رکھو دور ہمین دیکھنا ایک نظر تمکو ہے منظور ہمین
صورت حق تو ہر آئینہ مین ہے جلوہ نما دیدہ حیرانی سے اپنے نہین مقدور ہمین
دشت گلشن کی کرے سیر یہ کسکا دل ہے اس تکالیف سے یار رکھو معذور ہمین
ہجر کی رات تو ٹلتی ہی نہین ہے یا رب کیا دکھا دیگی اب آخر شب دیجور ہمین
اب تڑپنے کی بھی طاقت نہ رہی ہمکو رضا اسقدر آہ کیا ضعف نے رنجور ہمین

غزل شاہ عالم

عاجز ہون ترے ہاتھ سے کیا کام کرون مین کر چاک گریبان تجھے بدنام کرون مین

رم رہتا ہے اے تند خو کو اب کی تو مجھ سے — پر دیکھ تو کیسا ہی تجھے رام کرون مین
اس دور جہان مین مجھے سب شکوہ تجھی سے — کیون کچھ گلہ گردش ایام کرون مین
حیران ہون تری ہجر مین کس طرح سے پیارے — شب روز کو اور صبح کے تئین شام کرون مین
آوے جو تصرف مین مرے میکدہ ساقی — یکدم مین خمون کے خم انعام کرون مین
مجکو شہ عالم کیا اس رب نے نہ کیونکر — اللہ کا شکرانہ اکرام کرون مین

غزل درد

مژگان تر ہون یا رگ تاک بریدہ ہون — جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون
کھینچے ہے دور آپ کو میری فروتنی — افتادہ ہون پہ سایہ قد کشیدہ ہون
ہر شام مثل شام ہون مین تیرہ روزگار — ہر صبح مثل صبح گریبان دریدہ ہون
کرتی ہے بوے گل تو مرے ساتھ اختلاط — پر آہ مین تو موج نسیم وزیدہ ہون
یہ چاہتی ہے اب طپش دل کہ بعد مرگ — کنج مزار مین بھی نہ مین آرمیدہ ہون
اے درد جا چکا ہے مرا کام ضبط سے — مین غم زدہ تو قطرۂ اشک چکیدہ ہون

غزل سمجھو

یون وہ رخ ہے حجاب مین روشن — ماہ ہے جون سحاب مین روشن
اس کی بینی مین یہ بلاق نہین — شمع ہے آفتاب مین روشن
جام مے مین ہے عکس چہرہ یار — یا چراغ آفتاب مین روشن ہے
اسکے گورے بدن مین لال لباس — دیکھو آتش ہے آب مین روشن
ساتھ رہتا ہے فندق پا سے — ہیچ شاخہ رکاب مین روشن
سوز سے ہے برنگ شمع مرا — نام ہے شیخ و شاب مین روشن
یون سوار دوگے تو پھر سمجھو — انکھین دیکھوگے خواب مین روشن

غزل حسین

مین عشوہ زدہ کوچۂ بازار کھڑا ہون
لالہ کی طرح داغ سا گلزار کھڑا ہون

قاتل تو مرے قتل کا اندیشہ نہ کر آہ
کر قتل مجھے مین بھی تو تیار کھڑا ہون

افسوس ترے وصل کی شب مجکو تو کب ہو
مین منتظر اسبات کا دلدار کھڑا ہون

مجلس مین تری خالی کیے شیشے جو مستان
مین بھی تو ترے چشمون کا خمار کھڑا ہون

ملنے کا حسین اُسکے یہ پیغام سمجھے ہی
عہد سے کے لیے برسر اقرار کھڑا ہون

غزل سوز

شہد مین جیسے مگس ہم حرص مین پابند ہین
وائے غفلت اس سپنہ زندان مین یون خرسند ہین

رزق کا ضامن خدا شاہد کلام اللہ ہے
تسپر اپنی صورتون کے روز حاجتمند ہین

مقبرون مین دیکھتے ہین اپنی ان آنکھون سے رُو تم
یہ برادر یہ پدر یہ خویش یہ فرزند ہین

تو بھی رعنائی سے ٹھوکر مار کر چلتے ہین یار
سوچتے اتنا نہین ہم خاک کے پیوند ہین

جبتلک آنکھین کھلین ہین تکو یہ دیکھین گے ہم
مند گئین جب انکھڑیان تب سوز سب آنند ہین

غزل سلطان

کل پہ بستر تھے نشتر تجھ بن
ایک آفت تھی رات بھر تجھ بن

میرے حق مین تو وہ ہی دوزخ ہی
جاؤن مین خلد مین اگر تجھ بن

کفر کسکا ہے اور کیا اسلام
آپ اپنی نہین خبر تجھ بن

ہو درختِ امید بار آور
عمر کا کچھ مزا نہین تجھ بن

آرہی ہے لبون پہ جان حزین
دم کا دم مین نہین اثر تجھ بن

تو ہی اے ماہ ایک ہمدم ہے
کون لیجا دے دان خبر تجھ بن

گر مین سلطان ہفت کشور ہون
لیک مفلس ہون سیمبر تجھ بن

غزل حاجی

تکتی ہے تری آنکھوں کو اے یار چمن مین
کیا چپکی کھڑی نرگس بیمار چمن مین

ہو جائیگی بیزار ہر اک پھول سے بلبل
تو جا ہو مت زینت گلزار چمن مین

جو آج تو آئی ہے صبا اور طرح سے
شاید کہ وہ پہونچا ہے طرحدار چمن مین

ہم وحشیون کا رہیو بیابان سلامت
اب سیر سے مطلب ہی نہ کچھ کار چمن مین

تاکید ہے دربانون کو یہ باغ مین جا کر
آجائے یہ حاجی نہ خبردار چمن مین

غزل عاشق

دونون رخسار ماہ پارے ہین
ابرو اور خال چاند تارے ہین

مین نے دو بول کہکے ہارے ہین
تم ہمارے ہو ہم تمھارے ہین

نہین بوندین عرق کی چہرہ پر
چاند کے منہ پہ یہ ستارے ہین

ایکباری تو خواب مین آؤ
کب سے مشتاق ہم تمھارے ہین

عین مجلس مین آنکھ مارو ہو
سچ بتاؤ یہ کیا اشارے ہین

راتین کاٹی ہین تارے گن گن کے
تنکے مین چمن کے دن گذارے ہین

جنکو کہتے ہین غول صحرائی
وہ مری آہ کے شرارے ہین

پیچ مین کسکو لاؤگے صاحب
بال کسکے لیے سنوارے ہین

دل بیتاب کو دو نیم کیا
تیر سے ابرو نہین یہ آرے ہین

عاشق ہو جیسے اس پر پردے
ہو گئے سب عدو ہمارے ہین

غزل رونق

تاب کی ضبط فغان آہ سے مجھے تاب نہین
ناصحا صبر کی واللہ مجھے تاب نہین

دلکے یان ٹکڑے نہو وین کہین مانند کتان
بس ترے دیدہ کی اے ماہ مجھے تاب نہین

صفحۂ دل سے مٹاو رے تمثال بتان
بت پرستی کی اب اللہ سے مجھے تاب نہین

حوصلہ تنگ ہے یان بیہودہ گوئی تا چند
بس زبان کیجیے کوتاہ مجھے تاب نہین

ہمنشین چاہ مین یوسف جو پھنسا ہاے غضب
اڑکے دنیا سے کہین جاؤ مجھے تاب نہین

جی سے ہے کھویا غم پروانے مین روتے روتے	آہ اے شمع سحر گاہ مجھے تاب نہین
غم ہجران سے ہوئی رونق بیدل کو نجات	آگے غمخوار کی یا شاہ مجھے تاب نہین

غزل سودا

باتین کدھر گئین وہ تری بھولی بھولیان	دل لیکے بولتا ہے جواب تو یہ بولیان
ہر بات ہے لطیفہ وہر اک سخن ہے رمز	ہر آن ہے کنایہ وہر دم ٹھٹھولیان
حیرت نے اسکو بند نہ کرنے دی پھر کبھو	آنکھین جب آدمی نے ترے منھ پہ کھولیان
اندام گل پہ ہو نہ قبا اس مزے سے چاک	جون غوش جھبون کے تن پہ مسکتی ہین چولیان
ساقی پہونچ کہ تجھ بن اس ابر بہار مین	پڑتے نہین تگرگ برستی ہین گولیان
کسطرح ہووے آنکھون کی کاوش سے دلکو چین	مژگان نہ کر سکین تو نگاہین ٹٹولیان
کیا چاہیے تجھے سر انگشت پر حنا	جس بیگنہ کے خون مین چاہین ڈبولیان
جون برف ہو گئے ہین خنک اب بتان ہند	انسے تو بلکہ گرم ہین کابل کی لولیان
سودا کے دلسے صاف نرہتی تھی زلف یار	شانے نے پیچ پڑھ کے گرہ اسکی کھولیان

غزل صمصام

رات دلبر نے جو آنکھین سے ملائی آنکھین	خانۂ چشم مین پھولی نہ سمائی آنکھین
ہم اسیرونکو نہ کچھ گل سے نہ گلشن سے خبر	پھنس گئے دام مین کھلنے بھی نہ پائی آنکھین
منھ ملا دل کو پھنسا دور ہوئے آخر کار	دیکھ مین دیکھا تو کچھ کام نہ آئی آنکھین
کس بد آموز کی صحبت کی ہے یارب تاثیر	آج کچھ شوخی کی بدڈھب نظر آئی آنکھین
اور دنیا مین طرحدار نہ تھا کیا صمصام	ایسے بے مہر سے تو آتے لگائی آنکھین

غزل احسن

صبح سے شام تلک تا بہ سحر روتے ہین	اشک آنکھون کے ہمارے یہ گہر روتے ہین
جادو کرتا ہے رقیب ہمپہ تو کیا ہوتا ہے	سامری کے کہین ہولسی پہ سحر ہوتے ہین

بیوفائی کا بتون کے جو کرے ہے شکوہ
کیا جہان مین نہین بے ثمر شجر ہوتے ہین

اسقدر روتے ہین شب کو سے تبان مین جاکر
نالہ سے نالے و گریہ سے بحر ہوتے ہین

عدو جلتے ہین ترے شعر کو سنکر احسن
دوست کہتے ہین کہین ایسے بھی شعر ہوتے ہین

غزل نظیر

کیون نہو بام پہ وہ جلوہ نما تیسرے دن
ماہ بھی چھپ کے نکلتا ہے ولا تیسرے دن

ہاتھ سے اتبر قلم رشک مسیحا رکھدے
نسخے بدلے ہین جہان کے حکما تیسرے دن

غرق دریاے محبت کی نہین ملتی لاش
ورنہ ڈوبا ہوا نکلے ہے سدا تیسرے دن

دل بیمار رہے عشق مین کیونکر سرسبز
خاک سے دانہ کو ہے نشو و نما تیسرے دن

چھیڑ مت زلف کے مارے کو تو دریا مین ہنوز
سانپ کے کاٹے کو دیتے ہین بہا تیسرے دن

تین دن چشم کے بیمار کا کر اپنے علاج
ہوتی معلوم ہے تاثیر دوا تیسرے دن

لوگ کہتے ہین کہ ہین پھول ترے کشتے کے
منہدی ہاتھونکو تو قاتل نہ لگا تیسرے دن

عمر اک ہفتہ نہین باغمین اے گل مت پھول
رنگ بدلے ہے زمانے کی ہوا تیسرے دن

چار حرف اُس بت پر خون کے اوپر بھیج نظیر
آپ سے آپ جو ہوتے ہین خفا تیسرے دن

غزل عبداللہ

شب کٹی ہجر مین اور دن کٹا غمخواری مین
کھو دیا دل کو عبث یار کی عیاری مین

جیسے دیکھا اسے خود مطلب و خود غرضی کا یار
آشنا پورا نہ دیکھا مین کہین یاری مین

کم سنا عشق مین ہوگا جو سنا ہوگا کہین
کھو دیا سر دیا اور دل دیا دلداری مین

ذبح کرنے سے مرے فائدہ کیا تجھکو ملا
ہاتھ کیا آیا ترے ایسی ستمگاری مین

قیس و فرہاد سے لاکھون ہی یہان عبداللہ
آخرش مر ہی گئے عشق کی بیماری مین

غزل جہادی

شب وصال مین کیا اسسے دوچار ہون مین
رہا فراق مین جیتا تو شرمسار ہون مین

تیغ نکر مجھے رونے سے اے گل خوبی / چمن ہے کوچہ ترا ابر نو بہار ہون مین

مجھے خیال جو نت صید افگنی کا ہے / لگائے تیر مجھے مفت کا شکار ہون مین

جو دیکھی ہے ترے کانون کی بالے کی مچھلی / مثال ماہی کے بے آب و بیقرار ہون مین

جو تیری تیغ جہادی نہ مجھسے منھ موڑے / تو پہلے وار مین دریاے غم کے پار ہون مین

غزل آصف

تری تیغ جب ہم علم دیکھتے ہین / وہین سر کو اپنے قلم دیکھتے ہین

جو جلوہ صنم تجھ مین ہم دیکھتے ہین / خدا کی خدائی مین کم دیکھتے ہین

تو جلدی سے آ ورنہ میرے مسیحا / کوئی دم مین راہ عدم دیکھتے ہین

گذرتے ہین سو سو خیال اپنے دلمین / کسی کا جو نقش قدم دیکھتے ہین

جو چاہین لکھین کچھ ہم احوال دل کا / تو ہاتھون کو اپنے قلم دیکھتے ہین

ملے تم جو میرے رقیبون سے جاکر / ہمین ہین کہ سو سو ستم دیکھتے ہین

بہت جھوٹے وعدے کیے تو نے ہمسے / بھلا ہم تیری قسم دیکھتے ہین

تو آئے نہ آئے میان ہم تو ہر شب / تری راہ تا صبحدم دیکھتے ہین

بتون کی گلی مین شب و روز آصف / تماشا خدائی کا ہم دیکھتے ہین

غزل نظیر

تفرقہ ہوتا ہے ایسا بھی گل اندام کہین / مے کہین شیشہ کہین ساقی کہین جام کہین

دل کی بیتابی نہین ٹھہرنے دیتی ہے مجھے / دن کہین رات کہین صبح کہین شام کہین

ایک دل دیجیے کس کسکو سبھی مانگتے ہین / شانہ ہے اور بلاے کہین زلف سیہ فام کہین

نامہ بر نامہ لکھون یا مین زبانی کہدون / خط کے پرزے پہ لکھون قاصد انعام کہین

دل بھی اور جان کفایت نے سبھی کی ہے نظیر / گل کہین غنچہ کہین بلبل بدنام کہین

غزل فیض

خطِ جادہ ہون یا مین نقشِ پا ہون
غرض افتادگان کا رہنما ہون

جو ناکارہ ہون یا مین کام کا ہون
تمہارا ہون بھلا ہون یا برا ہون

کہون کیا اپنے جینے کی حقیقت
جو اک دن خوش ہون برسون تک خفا ہون

عبث رکھتے ہین مجھپر تہمت مرگ
بہت راتون جگا تھا سو رہا ہون

کہے ہے شخص کوئی عکس کوئی
خدا وند ا نہین معلوم کیا ہون

نہ پہچانو مجھے گر آپ کو کیا
مگر مین آپ کو پہچانتا ہون

تامل شرط ہے اے اہل معنی
کتاب فقر کا مین مدعا ہون

مگر اس چشم کا پھر مجکو بیمار
ابھی اے فیض مر مر کے جیا ہون

غزل ہدایت

ہین خط تقدیر سے تحریر سب پیشانیان
پیش آتی ہین وہی باتین جو ہین پیش آنیان

غیر نے باتین جو کچھ کین تو نے وہ سب مانیان
اور ہے تیری اے لالہ یہ نافرمانیان

دیکھ صورت کو تری آئینہ سا مین رہگیا
چشم تھی حیرت زدہ جون دیدۂ قربانیان

بے نصیبی سے نہ پہونچے منزل مقصود کو
خاک اہ دشت صحرا ہمنے کیا کیا چھانیان

کھینچ سکتا ہے مصور یہ کوئی ناز و ادا
مانی و بہزاد نے بھی تیری آئین مانیان

گاہ گریان گاہ نالان گاہ خندان گہ خموش
ہم دیوانون کی ہین باتین سب کچھ دیوانیان

میرے ہی سر کی قسم تجھکو ہدایت سچ بتا
کس سے سیکھی چشم تیری یہ گہر افشانیان

غزل رحمت

سارے جسم مین خوب کہاتی ہے یہ زبان
ہر اک کو دوستدار بناتی ہے یہ زبان

مجلس مین شور شار مچاتی ہے یہ زبان
باہم کے فقرہ فقرہ بتاتی ہے یہ زبان

پھر جو کوئی نہ قید کرے اس زبان کو
جوتے سر بزار کھلاتی ہے یہ زبان

اے یار دل نہ دیجئے کسی بیقدر کے تئین
ہر کار بھی بد کار بناتی ہے یہ زبان

رحمت خدا کی آسپہ یہ جسنے کہی ہین بیت — حق کی ثنا و صفت بتاتی ہے یہ زبان

غزل انشا

جون صبا اڑ جائین اور تیری بہارین لوٹ جائین — تجھکو جو گھورین الٰہی آنکے دیدے پھوٹ جائین
انسے کیا کوئی بر آئے جو ذراسی بات پر — آگ ہی ہوکر آٹھین اور اپنے ماتھے کوٹ جائین
در بلا ہون یہ از بسکہ بلا مشہور ہے — کاش جو ہونی ہو جلدی ہو بلا سے چھوٹ جائین
بزم خوبان مین نہ انشا ایک سے آنکھین لڑا — خاطرین نازک بہت انکی ہین شاید ٹوٹ جائین

غزل ناسخ

ہے عجب طرحکی وحشت ترے دیوانے مین — جی نہ آبادی مین لگتا ہے نہ ویرانے مین
ہون وہ میکش کہ نہ مستی مین کہون راز کبھی — لاکھ قلقل کیے شیشہ مجھے میخانے مین
آفتاب اسمین اگر آوے تو اندھا ہووے — نور کا دخل نہین میرے سیہ خانے مین
حشر تک جی ہی مین بیہوش رہون اے ساقی — کاش مے بھر دے مرے عمر کے پیمانے مین
نازکی سے ہوا قاتل مری حالت کا شریک — یان لگا زخم تو وان درد اٹھا شانے مین
کسطرح طائر دل ہو ترے چہرے پہ نثار — شمع رو طاقت پرواز ہے پروانے مین
بال توڑے تری زلفون سے نہ بیدردی ہے — حس مرے ہاتھ کے مانند ہو گر شانے مین
عشق مین دل نے پھنسایا تو ہوا غیر و نکو رنج — نہین اپنے مین مروت جو ہے بیگانے مین
پارۂ شیشۂ دل نصب ہے ہر روزن مین — کیجیے عیش زمستان مرے کاشانے مین
یان تو بجلی بھی سنبھل جاتی ہے گرتے گرتے — شمع کے ٹھہرین قدم کیا مرے ویرانے مین
نوش کر شوق سے دل کھول کے صرفہ کیا ہے — خوف بدہضمی کا ناسخ نہین غم کھانے مین

غزل کمتر شاہ

خریدار سے کب نہان بیچتا ہون — متاع دل اپنا عیان بیچتا ہون
خریدار تم ہو لیا چاہتے ہو — مین دل بیچتا ہون مین جان بیچتا ہون

زلیخا سا ہو گر خریدار یوسف
تو مین سبکا سب کاروان بیچتا ہون

کہا مجھسے قاتل نے سر بیچتا ہے
کہا مین نے اے مہربان بیچتا ہون

اگر تو مرے چھیڑنے کو ہے کہتا
نہین بیچتا ہون تو ہان بیچتا ہون

بچیا نام پر اُسکے دان مین تو کمتر
اب آگے رہا کیا عیان بیچتا ہون

غزل نظیر

لیتا ہے جان میری تو مین سر بدست ہون
اے یار مین تو کشتۂ روز الست ہون

یکدم کی زندگی کے لیے مت اُٹھا مجھے
اے بیخبر مین نقش زمین کا نشست ہون

تو مست کر شراب سے اے گلبدن مجھے
مین آپ اپنے شیشۂ دل کا شکست ہون

دوری طریق مجکو سمجھیو نہ زاہدا
گر تو خدا پرست ہے مین بت پرست ہون

ان سنگدل بتون کا گلہ کیا کرون نظیر
ظالم مین تیری چشم گلابی سے مست ہون

غزل میر تقی

عام حکم شراب کرتا ہون
محتسب کو کباب کرتا ہون

ٹک تو رہ اے بنائے ہستی تو
تجھکو کیا ہی خراب کرتا ہون

کوئی بجھتی ہے یہ بھڑک مین عبث
تشنگی پر عتاب کرتا ہون

سر تلک آب تیغ مین ہون غرق
اب تئین آب آب کرتا ہون

جی مین پھرتا ہے میر وہ میرے
جاگتا ہون کہ خواب کرتا ہون

غزل کنور

پری ہے جب سے وہ میری نظر مین
لگی ہے آگ سینہ مین جگر مین

نشان ہرگز بنائے بے نشان کے
بہت ڈھونڈھا مین اُسکو بحر و بر مین

ٹپکتا ہے جگر خون ہو کے آخر
رہا باقی نہ آنسو چشم تر مین

جھلکتا ہے اسی بیرنگ کا رنگ
بچشم باصرہ لعل و گہر مین

جدائی مین جفا جو کی عزیزو ۔ نہین باقی ہے حالت کچھ گنوز مین

غزل اوباش

باغبان نخل محبت مین ثمر ہے کہ نہین ۔ کوئی بھی باغ مین الفت کا شجر ہے کہ نہین
مو سے باریک بتلاتے ہین کمر اس گل کی ۔ نہین معلوم کہ اس گل کی کمر ہے کہ نہین
بیٹھے کوسے مین مجھے دیکھا تو رک کر بولے ۔ یا لئیے اٹھ جایئے بس آپ کا گھر ہے کہ نہین
ہجر کی شب نے کٹی کٹ گئی سب عمر مری ۔ یا الٰہی شب ہجران کی سحر ہے کہ نہین
سچ بتا مجکو صنم تجھکو خدا کی سوگند ۔ وہ تری مہر کی اگلی سی نظر ہے کہ نہین
بال و پر توڑ کے صیاد لگا یون کہنے ۔ کوئی بتلاؤ کہ اس مرغ کے پر ہے کہ نہین
وہ جو اس طرف سے گذرے تو لگے یون کہنے ۔ میان اوباش کا اس رہ مین گذر ہے کہ نہین

اس

غزل مفتون

بتان جبکہ زلف دوتا باندھتے ہین ۔ گرہ مین دل مبتلا باندھتے ہین
نہین بنتی بلبل سے اپنی چمن مین ۔ ہم اب آشیانہ جدا باندھتے ہین
مین یان خون روتا ہون ہاتھون سے انکے ۔ جو پاؤن پہ آنکے حنا باندھتے ہین
جفا کھینچین گے پر نہ مارینگے جی کو ۔ یہ ہم تمسے شرط وفا باندھتے ہین
گرہ دیکے سر پر نہ بالون کا جوڑا ۔ ق یہ نازک بدن خوشنما باندھتے ہین
ہر اک تار مین اسکے دلہائے عاشق ۔ بہم جمع کر کر بلا باندھتے ہین
میان حال مفتون کا دیکھا نہین کیا ۔ کمر آپ کس پر بھلا باندھتے ہین

غزل سراج

عید وصل سرو قد سے ہین مرے گھر شادیان ۔ عالم بالا سے آتی ہین مبارکبادیان
کیا تبسم کیا ادا کیا ناز کیا انداز ہے ۔ یاد ہین اس شوخ کو کے طرز کی استادیان
صداقت ہو کوئی سینے لگا ہون کے تجھے کرتا ہے قتل ۔ ختم ہین اس ظالم خونریز کی جلادیان

پانون مین زنجیر الفت اور گلے مین طوق غم
کہہ دل وحشی کو میرے کیونکہ ہو آزادیان

کیا چلے دام نگاہ مہربانی سے ترے
صید ہو جاوین یہان صیاد کی صیادیان

گرچہ لیلی اپنی شوخی سے نہین آتی ہی باز
چھوڑتا ہین اتبلک مجنون بھی اپنی وادیان

طاق پر سے دلکے گر جاتا ہے آئینہ سراج
یاد آتی ہین مجھے جب اُنکی طرحین شادیان

غزل سوز

مرے ملین ہی خواہش وصل بتان گو نصیب کسیکو ہوا ہی نہین
کرون کس سے مین حال دل اپنا بیان کہ ُمے وردکی تو دوا ہی نہین

مرے دلکی طپش کو تو غور کرو مرے واسطے فکر نہ اور کرو
کوئی یار کے ملنے کا طور کرو کہ دوا سے تو ہوتی شفا ہی نہین

کبھو خندہ گل سے یہ داغ کھلا ہی رونے پہ مردم دیدہ سدا
کرون شکوے عزیزو مین باغمین کیا مجھے رہت یہا کی ہوا ہی نہین

ترے کوچے سے گل کہین باغمین جا ترا باد صبانے جو نام لیا
کبھی دیکھانے لے بت ہوش ربا کسی گل کا حواس بجا ہی نہین

ایسی رہی ہو کوئی تازہ غزل اسی بحر کا قافیہ سوز بدل
غم ہجر تو کرچکا اپنا خلل تونے وصل کا حال کہا ہی نہین

غزل
وشے

دوانہ ترا عاشق زار ہون مین
خدا تجھپہ مدت سے اے یار ہون مین

فریبون مین کب تیرے آتا ہون ظالم
فریبی جو تو ہے تو عیار ہون مین

جسے تونے کاٹا موا سے اجل وہ
سمجھتا تری زلف کو مار ہون مین

اگرچہ تو گل ہے دیا چشم نرگس
ترے باغ تازہ کا اک خار ہون مین

غزل مصحفی

بزم سرو خوبان مین گو مرو نگیان شاہین بچین
ساتھ فقیری ڈھولکے اب ہم دہمیان نگین بچین

نالہ کشی سے رات جو گلشن رشک بزم عشرت تھا
منقارین مرغان چمن کی صبح تلک جون بین بچین

شمع رہی جب شب لگ جلتی نیند نہ آئی مجکو ذرا
تھا مجھپین پروانونکی پر دلن کی جبکہ سرالین بچین

بلبل بے مزاج نازک تیرا نیند ادچٹ گئی اُس گل کی
پالیان جب تونے ادھکر رات سرالین بچین

مین مخجھسے کہتا تھا زاہد میخانہ کی راہ نہ چل
آخر تجھپر رستے مین تالیان اوبے دین بچین

آئے نہ جنازے پہ ہو کے ملائک مر جو گیا عاشق تیرا
تو نہیں کیا کیا شادی کی قدر یہ دم تلقین بچین

شب آخر ہو نیکا دھڑکا مصحفی تجھے کیا ہین کہو
جان نکل گئی تن سے جب چھوٹین پھر یہ تین بچین

غزل ایمان

اگر نہ اٹکی ہو تری زلف کی زنجیر مین جان
آہ جاتی رہے اک نالۂ شبگیر مین جان

آنکھوں سے بچا ہے گر آس کا پیکان
تازہ پڑتی ہے ترے تیر کے نخچیر مین جان

وہ جو گستاخ ہین کیا بات ہے انکی پیارے
یان تو جاتی ہے نکل ایک ہی تقصیر مین جان

اس طرف بھی تو کسی روز کمان ابرو چل
تڑپے ہے صید حرم کی کہین تجھ تیر مین جان

آئے ہے جسد ہم کہ تو اعجاز مسیحائی پر
بات کہنے مین پڑے قالب تصویر مین جان

شعر ہوتا ہے کب ایمان کسی کے دلچسپ
جب تلک معنی شیرین نہون تحریر مین جان

غزل شاہ ظفر خلد اللہ فی الجنۃ

کون نگر آئے ہم اور کون نگر مین بابسے ہین
جا بیٹھے پھر ہم کون نگر کو ہم نے سن مین ٹھہرائے ہین

کیسا ملک ہے کیسا روپ یہ کیسی چال اور کیسی ڈھال
یا ہی سن اندیشے ہین اور یا ہی جی کو سالے ہین

دیس بنا ہی بھیس بنا ہے رنگ بنا ہی ڈھنگ بنا
کون اسکو کرے ہے جدا اور یہ سب کون ڈالے ہین

کیا کیا پہلو نکلے ہین پہلے اس پہلو داری مین
اب جو [illegible] اسمین ہین اور وہی ان کے [illegible] ہین

پابندی ہے سب یا انکی دان کی ہے کچھ اور ہوا
کوئی بتا دے یہ انکو جو ارے اوگ ہوا سے ہین

و بنا ہو اکرے ہین بسیرا ہیت گئی رہی تھوڑی سی
[illegible] کہدو سونا چاہو ہین جو کہ [illegible] سے ہین

ہم بیٹھے پڑ اسی سوچ بچار کے پھندے ہین
ان بنا کے جو ناتے رشتے اپنے ساتھ لگائے ہین

غزل الصبا

جلایا آپ نے ضبط کرکے آہ سوزان کو
جگر کو سینے کو پہلو کو دل کو جسم کو جان کو

ہمیشہ کنج تنہائی مین ہم مونس سمجھتے ہین
الم کو یاس کو حسرت کو تنہائی کو حرمان کو

ترے اندام و دہن و قد و زلف و خط سے ہے خجلت
سمن کو ارغوان کو سرو کو سنبل کو ریحان کو

جگہ کس کسکو دون دلمین ترے ہاتھون نے اے قاتل
کٹاری کو چھری کو بانک کو خنجر کو پیکان کو

ترے دندان نے لب نے کر دیا بیقدر عالم مین
گہر کو لعل کو یاقوت کو ہیرے کو مرجان کو

لڑاکر آنکھ اُنسے ہمنے دشمن کر لیا اپنا
نگہ کو ناز کو انداز کو ابرو کو مژگان کو

نہین قلقل دعا دیتا ہے شیشہ دمبدم ساقی
سبو کو خم کو مے کو میکدے کو مے پرستان کو

نہو جب تو ہی اے ساقی بھلا پھر کیا کرے کوئی
ہوا کو ابر کو گل کو چمن کو صحن بستان کو

بنایا اے ظفر خالق نے کب انسان سے بہتر
ملک کو دیو کو جن کو پری کو حور و غلمان کو

غزل شاہ ظفر ادخلہ اللہ فی الجنت

کہون کیا رنگ اُس گل کا اہا ہا ہا اہو ہو ہو
ہوا رنگ چمن سارا اہا ہا ہا اہو ہو ہو

نمک چھڑکے ہے وہ کس کس مزے سے دلکے زخمو نپر
مزے لیتا ہون مین کیا کیا اہا ہا ہا اہو ہو ہو

شرار و برق مین کیا فرق مجھو نہین کہہ دو نہین
ہے شعلہ اک بھبوکا سا اہا ہا ہا اہو ہو ہو

بلا گردان ہون ساقی کا کہ جام عشق سے مجکو
دیا گھونٹ اُسنے اک ایسا اہا ہا ہا اہو ہو ہو

نہو ہی صورت پرستی حق پرستی ہے کہون مین کیا
کہ اس صورت مین ہے دیکھا اہا ہا ہا اہو ہو ہو

خدا جانے حلاوت کیا ہے ایسی اس تیغ قاتل مین
لب ہر زخم سے ہے گویا اہا ہا ہا اہو ہو ہو

ظفر عالم کہون کیا ہے طبیعت کی روانی کا
ہے اک اُمڈا ہوا دریا اہا ہا ہا اہو ہو ہو

غزل آتش

ٹھوکرین مار کے مردون کو جلاتے نہ چلو
رشک سے خاک مین زندون کو ملاتے نہ چلو

اُنکی پازیب کی جھنکار سے آتی ہے صدا
فتنۂ حشر کو بدخواب جگاتے نہ چلو

باغ مین آئے ہو ساتھ آنکے تو پھر لو دو گام
کبک و طاؤس کا جھگڑا ہی چکاتے نہ چلو

برق و شمشیر کی اچھی نہین چالین چلتی
راہ کو کاٹتے جادہ کو جلاتے نہ چلو

مائل حسن ہے منھ پھیر کے کہتا ہے وہ شوخ
خاک طینت ہو تو وہ ذاتی جلاتے نہ چلو

گرے پڑتے ہین کنوؤن اندر کڑے ہین گیر
تو قیامت کے عالم کو دکھاتے نہ چلو

دو قدم ساتھ جو چلتا ہون مین گریان کے
یہی فرماتے ہین ہنس ہنس کے ہنساتے نہ چلو

گوشمالی دو نہ گلگشت مین گل کو پیارے
طفل غنچہ ہے غریب اُسکو ڈراتے نہ چلو

پر مشقت ہے رہ عشق چلے ہو دو گام
کوسون دریا جو پسینے سے بہاتے نہ چلو

منہ چھپاکر یہ نکلنا ہے تمہارا اندھیر
رہ نشین عاشقون کو راہ بناتے نہ چلو

مشق رفتار کرو گرم روی کی نہ سہی
کونسی چال ہے یہ آگ لگاتے نہ چلو

بھاگ کر عاشق شیدا سے کہان جاؤگے
قدم آہستہ رکھو ٹھوکرین کھاتے نہ چلو

اپنے ہاتھون سے نہ اندھون کا گلا کٹواؤ
یون چلو پانون کی آواز سناتے نہ چلو

کوے معشوق مین اے عاشقو جاتے ہو تو جاؤ
یہ شگون خوب نہین خاک اڑاتے نہ چلو

اُنسے کہدے کوئی آتے ہین جو یہ لکھ اَبر
چشم آتش کی طرح آنسو بہاتے نہ چلو

غزل جراَت

اے دلا ہم ہوے پابند غم یار کہ تو
اب اذیت مین بھلا ہم ہین گرفتار کہ تو

ہم تو کہتے تھے نہ عاشق ہو اب اتنا تو بتا
جاکے ہم روتے ہین پہرون پس دیوار کہ تو

ہاتھ کیون عشق بتان سے نہ اٹھایا تونے
کف افسوس اب ہم ملتے ہین ہر بار کہ تو

وہی محفل ہے وہی لوگ وہی ہے چرچا
اب بھلا سٹھتے ہین ہم شکل گنہگار کہ تو

ہم تو کہتے تھے کہ لب سے نہ لگا ساغر عشق
سے اندوہ سے اب ہم ہوے سرشار کہ تو

بے جگر جی کا پھنسانا تجھے کیا تھا درکار
طعن و تشنیع کے اب ہم ہین سزاوار کہ تو

وحشت عشق بری ہوتی ہے دیکھا نادان
ہم چلے دشت کو اب چھوڑکے گھربار کہ تو

آتش عشق کو سینہ مین عبث بھڑکایا
اب بھلا کھینچون ہون مین آہ شرربار کہ تو

ہم تو کہتے تھے نہ ہمراہ کسی کے لگ چل
اب بھلا ہم ہوئے رسوا سر بازار کہ تو

غور کیجے تو یہ مشکل ہے زمین اے جراَت
دیکھین ہم اس مین کہین اور بھی اشعار کہ تو

غزل شہیدی

سو نہ دو تم وہی بوسے وہ مع لب عنب کے دو
بے مثل مشہور ہین مطلب کے سو مطلب کے دو

دو ہی دو پر دوا جی دو بھی شتابی سے کہین
خال کے دو خط کے دو رخسار کے دو لب کے دو

ایک بھنکیا دو نون ہین دینے ہون تو دو
خواہ دو سیب ذقن کے خواہ دو غبغب کے دو

آٹھ پہر سون کا ہون ورنہ اس بت ادباش کا
صبح کے دو شام کے دو روز کے دو شب کے دو

بوسے اُس رُخ کے پیاپے ہم جو شب لینے لگے
کہکے لیوٹ پہ اب کے دو پہ جب کے دو پہ اب کے دو

لکھ شہیدی اور بھی شعر ہین یہ تبدیل ردیف
دلربا کو بھیجے ہین رتتے اس ڈھب کے دو

غزل میر تقی

قتل کیجے پر غصہ کیا ہے لاش مری اٹھوا نے دو
جان سے بھی ہم جاتے رہین گے تم بھی آؤ جانے دو

جان سلامت لیکر جاوین کعبہ ہین تو سلام کرین
ایک جراحت ان ہاتھون کا صید حرم کو کھانے دو

اُسکی گلی کی خاک سجھون کے دامن دل کو کھینچے ہے
ایسا اگر یہ جی بھی گیا تو آتے ہین مرجانے دو

کرتے ہو تم نیچی نظرین یہ بھی کوئی مروت ہے
برسون سے پہچانتے ہین جب ہم اٹکھ سے آنکھ ملانے دو

کیا کیا اپنے لوہو پینگے دم میں سینگ دم مین جبین ہے گر
دل اجل لپٹ ہین بہت نہین سکتا اسکو کسی سے لگانے دو

ایکی بہت ہی شور بہاران بکومت زنجیر کرو
سلسلے ہوس تک ہم بھی گئے ہین جیتے ہم کو بچانے دو

عرصہ کتنا سارے جہان کا وحشت پر جو آجا دین
پانون تو ہم پھیلا دین گے پر فرصت ہم کو پانے دو

کیا جاتا ہے اسیر ہمارا جیکے ہو ہم بیٹھے ہین
دل جو سمجھتا تھا سو سمجھا ناصح کو سمجھانے دو

بات بنانا مشکل ہے شعر بھی یان پڑھتے ہین
فکر بلند سے یارون کو ایک ایسی غزل کہہ لانے دو

ضعف بہت ہے میر تمہین کچھ اُسکی گلی مین مت جاؤ
صبر کرو کچھ اور بھی صاحب طاقت جی مین آنے دو

غزل سودا

آلودہ قطرات عرق دیکھ جبین کو
اختر پڑے جھانکے ہین فلک پر سے زمین کو

آتا ہے تو آشوخ کہ مین روک رہا ہون
مانند حباب اپنے دم باز پسین کو

دیتی ہی نہین چین بوی اپنے کمان کی
ساتھ اسکے مین جاتا ہون تو وہ گر جائے کمین کو

ہر گز جہاں روسیہی اُسکو نہ ہوتی
لگتا نہ مرے نام سے گر عیب نگین کو

جون دانہ سبحہ ہو وہ ابر کرم حق
زاہد در میخانہ کے ہر خانہ نشین کو

اک گل بھی چمن مین شنو اگوش نہین ہے
ہے مرغ گرہ سینے مین فریاد حزین کو

مطلب کی مرے عرض پہ یکبار بھی سودا
تا نے نہ چھوایا کبھی اس لب سے نہین کو

غزل محتسب

سر سبز سبزہ ہو جو ترا پائمال ہو
ٹھہرے تو جس شجر کے تلے وہ نہال ہو

مو سے کمر ہے یون بدن یار مین عیان
در نجف کے جرم مین جس طرح بال ہو

گل کی زبان گنگ ہے تو لنگ پاے سرو
کیا عندلیب کبک مین یہ بول چال ہو

رند دختر در رقص ہو بزم شراب مین
ہاتھ آئے گر نہ بھانڈ تو صوفی کا حال ہو

موذی کو بعد مرگ بھی آرام ہے محال
کس طرح زیر تیغ نہ گینڈے کی ڈھال ہو

دو دو نہ میری آنکھو نمین کیونکر ہون تپلیان
آنکھون پہ جو تیرے تصور مین خال ہو

کیا نیند آئے ہو جو یہی رات بھر خیال
گل تکیہ کی عوض کوئی مخمل کا گال ہو

گر محتسب کو خون ہمارا ہوا حلال
یارب بھلا شراب تو ہم پر حلال ہو

غزل ہوس

تو نے رعنائی کی قامت جو دکھائی مجکو
اور وش سرو چمن پھر نہ خوش آئی مجکو

دل مرا سینہ مین جون برق ہے شب بیتاب
کسنے یاد آ سکے تبسم کی دلائی مجکو

ہاتھ سے آبلہ پائی کے بتنگ آیا ہون
کوچہ یار تلک کب ہو رسائی مجکو

جان گر تن سے جدا ہو تو جدا ہو لیکن
جان منظور نہین تیری جدائی مجکو

باغ ہستی کی دہن سو جھ گئی کیفیت
مے گلرنگ جو ساقی نے پلائی مجکو

نہ ہوئی غم سے کسی طرح رہائی ہیہات
وصل کے دن بھی رہا خوف جدائی مجکو

بیٹھکر پہلو سے میرے جو گیا آٹھ وہ ہوس
فتنہ برپا ہوا آفت نظر آئی مجکو

غزل انشا

ضعف آتا ہے دلکو تھام تو لو / بولیو مت ذرا اسلام تو لو

کون کہتا ہے بولو مت بولو / ہاتھ سے میرے ایک جام تو لو

ہمصفیرو چھٹوگے مت تڑپو / دم ابھی آکے زیر دام تو لو

انکین باتو نپہ لوٹتا ہون مین / گالی پھر دے کے میرا نام تو لو

اک نگہ پر بکے ہے انشا آج / مفت مین مول اک غلام تو لو

غزل آصف

تجھسا دلدار ہو اور ناز و خرام ایسا ہو / کیون نہ دل کفر سے منکر ہو جو رام ایسا ہو

لب مسیحا سے کرے بات تو اے مصحف رو / مردہ دل کیون نہ جیے جسکا کلام ایسا ہو

مین ہون صدقے ترے تو گالیان دے لے ظالم / بندگی ایسی ہو اور اسکا انعام ایسا ہو

زلف مشکین مین پر رویہ کے دل کیون نہ پھنسے / ایسا صیاد ہو اور ہاتھ مین دام ایسا ہو

آرزو ہے کہ شب وصل میسر ہووے / مین ہون اور یار ہو اور گردش جام ایسا ہو

ملتجی مت ہو سوا ذات علی کے آصف / پھر تجھے چاہیے کیا جسکا امام ایسا ہو

غزل نیاز

عشق مین تیرے کوہ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو / عیش و نشاط زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

عقل کے مدرسے سے اٹھ عشق کے میکدہ مین آ / جام فنا و بیخودی اب تو پیا جو ہو سو ہو

لاگ کی آگ لگ اٹھی پنبہ نمط یہ جل اٹھا / رخت وجود جان و تن کچھ نہ بچا جو ہو سو ہو

ہجر کی سب مصیبتین عرض کین اسکے روبرو / ناز و ادا سے مسکرا کہنے لگا جو ہو سو ہو

دنیا کے نیک و بد سے کام ہمکو نیاز کچھ نہین / آپ سے جو گذر گیا پھر اسے کیا جو ہو سو ہو

غزل بیدل سوز

مری جان جاتی ہے یارو سنبھالو / کلیجے مین کانٹا لگا ہے نکالو

نہ بھائی مجھے زندگانی نہ بھائی
مجھے مارڈالو مجھے مارڈالو

خدا کے لیے اے مرے ہمنشینو
یہ بانکا جو جاتا ہے اسکو بلالو

اگر وہ نہ آوے تمھارے کہے سے
تو منت کرو گھڑی گھڑی بلالو

اگرچہ خفا ہو کے وہ گالیان دے
تو غم کھا رہو کچھ نہ بولو نہ چالو

کہو ایک بندہ تمھارا مرے ہے
اسے جانکنی ہے تو جاکر نکالو

جلون کی بری آہ ہوتی ہے پیارے
تو اس سوز کی اپنے حق مین دعا لو

غزل صبا

جو سونگھے اس گل زیبا کے پیرہن کی بو
خوش آوے کب اسے نسرین و نسترن کی بو

دماغ کیون نہ معطر ہو بلبل شیدا
ہر ایک گل سے جو آتی ہے پنجتن کی بو

خط آگیا ترے چہرے پہ اے گل خندان
گئی مزاج سے ابتک نہ بانکے پن کی بو

جو بیٹھا آن کے محفل مین وہ مرا گلرو
گئی وہ مست اسی وقت انجمن کی بو

نشانی جب تری زلفون کی لیگئی ہے صبا
ختا سے جاتی رہی نافہ ختن کی بو

غزل نظیر

جدا کسی سے کسی کا غرض حبیب نہو
یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہو

جدا جو ہمکو کرے اس صنم کے کوچے سے
الٰہی راہ مین ایسا کوئی رقیب نہو

علاج کیا کرین حکما تپ جدائی کا
سوا اے وصل کے اسکا کوئی طبیب نہو

نظیر اپنا تو معشوق خوبصورت ہے
جو حسن اسمین ہے ایسا کوئی حبیب نہو

غزل یوسف

دیکھکر اسکے رخ خندان کو
گل نے پرزے کیا گریبان کو

اسکے ہونٹون کے آگے قدر نہین
لعل پھر جاوے گر بدخشان کو

آنکھ تیری شکار افگن ہے
کیون نہ بھاگے ہرن بیابان کو

گرم ہو کر نہ سوئے یار کے ساتھ — آگ لگ جاوے اس زمستان کو
یاد آتی ہے صورت یوسف — کھول کر دیکھتے ہین قرآن کو

غزل انشا

کوئی اس دام محبت مین گرفتار نہو — اے خدا یہ تو کسی بندے کو آزار نہو
کیجیے اقرار کچھ ایسا کہ پھر انکار نہو — یعنے آپس مین کسی ڈول کی تکرار نہو
غیر کو صحبت دلدار مین کیون بار نہو — یعنے کیا سنئے جہان گل ہو وہان خار نہو
دیکھ آئینہ مین منہ اپنا خریدار نہو — تاک چوٹی مین بس انشا بھی گرفتار نہو
اسکے ملنے سے گرانی ہی لب آجاتی ہے — نکہت گل کی طرح سے جو سبکسار نہو
کیا ہی خوش آیا یہ مقطع ہوا کل انکا کہنا — آدمی کیا کہ جسے بوجھ نہو بھار نہو
سیر تو ایک طرف لا کہ غنیمت کہ یہان — سانس لینے مین کوئی شخص گنہگار نہو
جام لے ساقی گلفام وہ کس کام بھلا — آدمی پی کے جسے خوب ہی سرشار نہو
سطر مسطور کے اوپر ہے ہوئی یہ تحریر — یعنے سردار نہین وہ جو سر دار نہو
نالہ مرغ چمن نے اسے بے خواب کیا — مجھے ڈر ہے کہ خفا مجھسے وہ دلدار نہو
ہے تو یہ قصد کہ چھیڑ دن اسے لیکن کیونکر — مین جو چھیڑون تو بھلا مجھسے وہ بیزار نہو
کھول دیتا ہون ترے کان ابھی سے اے گل — ایسی تقصیر کبھی پھیر خبردار نہو
آج ہے دھوم اسیران قفس آتے ہین — جا کے دیکھو تو کوئی تازہ گرفتار نہو
بخت بیدار اگر خواب مین مجکو یاد رہے — تو وہ پھر تا بقیامت کبھی بیدار نہو
کہہ غزل اور دعا یہ بھی دے انشا شاید — کوئی اس یوسف مصری کا خریدار نہو

غزل ذوق

اس بلندی پہ دیا عشق نے پہونچا ہمکو — کہ فلک آیا نظر خال سے چھوٹا ہمکو
ہم وہ مجنون ہین کہ دل اپنا ہے صحرا ہمکو — اور ہے جون خیمہ لیلی ہے سویدا ہمکو

رکھ مکدر بس اب اے چرخ نہ اتنا ہمکو / ہمنے جانا کہ کیا خاک سے پیدا ہمکو

ہو دیگا کشتی طوفان زدہ تابوت اپنا / آگیا اپنے اگر مرنے پہ ڈوبنا ہمکو

اور ہمدرد کہاں ہو نہو اے حضرت دل / درد اب تمکو ہمارا ہو تمہارا ہمکو

پھینک کر شیشۂ دل ہاتھ سے کہتا ہے وہ مست / کیا بنایا تھا ہتیلی کا پھپھولا ہمکو

نخل خرما کی طرح باغ محبت مین ملا / کثرت زخم سے اک خلعت زیبا ہمکو

تن سے کیا جان کہ دل اپنے نکلنے پائے / ہو بشرطے ترے آنے کا بھروسا ہمکو

آچکی ہے سر گرداب فنا کشتی عمر / ہر نفس باد مخالف کا ہے جھونکا ہمکو

ہم گئے جسکی طرف جون گل بازی اُسنے / پاس آنے نہ دیا دور ہی پھینکا ہمکو

رشک تھا اپنے نوشتے مین کہ اُس نوخط نے / خط لکھا غیر کو اور بھول کے بھیجا ہمکو

ایکدم عمر طبیعی ہے یہان مثل حباب / فکر امروز ہے نہ ہے غم فردا ہمکو

کیا ستم ہے کہ پئے قطع رہ عشق فلک / آرہ سان دیوے ہے دندان عوض پا ہمکو

دل مین ہین قطرۂ خون چند سو مانند حباب / نہ رہے وہ بھی جب الفت نے نچوڑا ہمکو

ہمتو کہتے تھے کہ ذوق انکی تو زلفونکو نہ چھیڑ / اب وہ برہم ہے تو ہے تجکو قلق یا ہمکو

غزل سودا

بہار باغ ہو مینا ہو جام صہبا ہو / ہوائے ابر ہو ساقی ہو اور دریا ہو

روا ہے کہ تو بھلا اے سپہر با انصاف / ریا و زہد چھپے راز عشق رسوا ہو

بھرا ہے اسقدر اے ابر دل ہمارا بھی / کہ ایک لہر مین روئے زمین دریا ہو

جو مہربان ہین سودا کو منعم جہان / سیاہی زاد دون سے ملتا ہو دیکھیے کیا ہو

غزل وحشت

زخم جدائی دل پہ لگا گہ اس پہلو گہ اُس پہلو / دل بھی مین تڑپتا ہے یار اگر اس پہلو گہ اُس پہلو

وہ خواب مین ہم آغوش ہوا اور کھل گئی آنکھ مری / پھر درد جگر یکبار اٹھا گہ اِس پہلو گہ اُس پہلو

ہیہات کہاں اب ہاتھ لگے وہ رشک پری ہیہر صنم — بالین تھا جسکے ہاتھ مرا گہہ اس پہلو گہہ اُس پہلو
تھا خواب عدم مین راحت سے اے عشق جگایا تونے مجھے — بے یار تڑپتا ہوں ہین پڑا گہہ اس پہلو گہہ اُس پہلو
پہلو سے لگا کر پہلو کو مجھ پاس نہ بیٹھا وحشت سے — اے یار یہ اشک خار رچا گہہ اس پہلو گہہ اُس پہلو

غزل سوز

یا در کوے صنم یا تہ مجھے پہونچا دو — یا الٰہی دلکو مرے پاس سے اُسکے لادو
رسم و آئین اسیری کے مجھے یاد نہین — تو گرفتار ہوں اے ہمقفسو سکھلادو
سانس لینے دو چھری نیچے شتابی کیا ہے — ذبح تو کرتے ہو ٹک صبر کرو جلاّدو
منعجو اور توقع تو نہین تمسے اب — آتش عشق تو دامن سے بھلا بھڑکا دو
درد اور سوز ہے دنیا مین غریبونکی بٹا — شاعری تمکو مبارک یہ رہے اُستادو

غزل میر تقی

منعقد کاش مجلس مل ہو — درمیان تو ہو سامنے گل ہو
گر سیان متصل رہین باہم — نہ تساہل ہو نا تغافل ہو
اب دھوان یون جگر سے اُٹھتا ہے — جیسے پر پیچ کوئی کاکل ہو
نہ تو طالع نہ جذب پھر دل کو — کس بھروسے پہ ٹک تحمل ہو
ٹک نہ چل اے نسیم باغ کہ مین — رہگیا ہون چراغ سا گل ہو
اُٹھ چلا لالہ سان رہا تو کیا — داغ بھی ہو تو کوئی بالکل ہو
طول رکھتا ہے درد دل میرا — لکھنے بیٹھون تو خط ترسل ہو
در رہنے کی جا نہین یہ چمن — بوے گل ہو صفیر بلبل ہو
ہو جو مجھ بادہ کش کے عرس مین تو — جب کہ قلقل کے شیشے کا قل ہو
مجھ دوانے کی مت ہلا زنجیر — کہین ایسا نہو کہ پھر غل ہو
منکشف ہو رہا ہے حال مرا — کاشش ٹک یار کو تامل ہو

غزل کنور

تم سبھون کا یار ہو محبوب ہو
ہر طرح اچھا ہو خوش اسلوب ہو

قتل کرتا ہے ہمین یا نہ وہ شوخ
دیکھیے کیا اُسکے تئین مرغوب ہو

ایک حالت پر نہین رہتا مزاج
شیخ جی تم ہو نہ ہو مجذوب ہو

شکر اللہ اُسکے پاس اسوقت شیخ
عاشقون مین تم بھی اک محبوب ہو

جان و دل تو کر چکا تم پر نثار
سر تلک بھی دون اگر مطلوب ہو

کیا برا ہے رسم شہر عشق کا
وصل دو دل ایک جا معیوب ہو

ہے کھڑا عاشق تمھارا وہ کنور
گر بلا لیجیے تو اُس کو خوب ہو

غزل انشا

چھیڑنے کا تو مزا تب ہے کہو اور سنو
بات مین تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو

تم کہو گے جسے کچھ کیون نہ کہے گا تمکو
چھوڑ دیوے گا بھلا دیکھ تو لو اور سنو

یہی انصاف ہے کچھ سوچ تو دلمین اپنے
تم تو سو کہلو مری اک نہ سنو اور سنو

اب تو کچھ اتنے خفا ہو گے کہو ہو مجھ سے
ہے قسم تمکو مرا نام تو لو اور سنو

عرض احوال مرا سنکے جھڑک کر بولے
جا دلے داد زبر رد ہو چلو اور سنو

چلکے دو ایک قدم دیکھتے ہو پھر یون کیون
گالیان سن تو چکے چاہتے ہو اور سنو

آپ ہی آپ مجھے چھیڑ دو رکو پھر آپ ہی
آپ ہی بات مین پھر رُو ٹھ اُٹھو اور سنو

آفرین ہے نہ یہی چاہیئے شاباش تمھین
دیکھ روتا مجھے یون ہنسنے لگو اور سنو

بات میری نہین سنتے جو اکیلے مل کے
ایسی ہی ڈھب سے سنا دُن کہ سنو اور سنو

شکوہ مند آپ سے انشا ہو سو اسکا کیا دخل
تم نہ مانو تو کہون چل کے چھپو اور سنو

غزل سودا

بلبلین سب رو چلی آئین باغبان رو دیکھیو
آنسو اور شبنم سنتی حوض و نہر بھر دیکھیو

یہ وصیت کرکے بلبل باغبان سے مرگئی — ق — لگ گئی مجکو جگہ تخت چمن پر دیجیو
بعد میرے دفن کے تو قل پڑھا چاہے اگر — کھود کر ہر بیخ گل کو صاف مٹی دیجیو
پھر قدم چالیس ہٹ کر آکے تربت پر مری — فاتحہ کی جاے پر تعریف گل کی کیجیو
یاد تھا مدت سے سودا کے تئین یہ ماجرا — آج کیون ظاہر نہین کچھ بھید اسکا لیجیو

غزل مومن خان

اسلئے وہ شکوے کرتے ہین اور کس ادا کے ساتھ — بے طاقتی کے طعنے ہین عذر جفا کے ساتھ
بہر عیادت آئے ولیکن قضا کے ساتھ — دم ہی نکل گیا مرا آواز پا کے ساتھ
بے پردہ غیر پاس اُسے بیٹھا نہ دیکھتے — اٹھ جاتے کاش ہم بھی جہان سے حیا کے ساتھ
شاید وہ لالہ رو گیا گلگشت باغ کو — کچھ رنگ و بوے گل کے عوض ہے صبا کے ساتھ
اسکی گلی کہان ہے یہ کچھ باغ خلد ہے — کس جاے مجکو چھوڑ گئی موت لا کے ساتھ
آتی ہے بوے داغ شب تار ہجر مین — سینہ ہی جاے ہو نہ گیا ہو فنا کے ساتھ
گھبرا نہ کسکا مشورۂ قتل ہو گیا — کچھ آئی بوے خون دہان کی ہوا کے ساتھ
تھے دعا سے پھر آنیکے خوش یہ خبر نہ تھی — ہے اپنی زندگانی اُسی بیوفا کے ساتھ
اللہ ری گمرہی بت و بتخانہ چھوڑ کر — مومن چلا ہے کعبہ کو اک پارسا کے ساتھ

نسخہ میخانہ

غزل ولی

سن تو دل کیون تو پڑا اُن بہت عیار کے ہاتھ — کوئی آتا ہے بھلا ایسے ستمگار کے ہاتھ
دام مین اُن کے صیاد سے بلبل نے کہا — بیچنا مجکو کسی آئینہ رخسار کے ہاتھ
بوسے اُن ہاتھون کے لیتا ہون مین ہر دم آہ ان — کیونکہ مدت سے رہے ہاتھون مین دلدار کے ہاتھ
جلد پھر اُسکو ملائے یا مجھے دور رکھے — ایسی ہی بات مرے حضرت غفار کے ہاتھ
حشر کا خوف ولی کو تو نہین ہے واللہ — ہے شفاعت یہ وہان احمد مختار کے ہاتھ

غزل میر تقی

عز و وقار گیا ہے کسی خود نما کے ہاتھ
ہے آبرو فقیر کی شاہ و لا کے ہاتھ

ٹھلا دیا فلک نے ہمین نقش پا کے رنگ
اٹھنا ہمارا خاک سے ہے اب خدا کے ہاتھ

آنکھون مین آشنا تھا مگر دیکھا تھا کہین
تو گل کل ایک دیکھا ہے مین نے صبا کے ہاتھ

دیکھ اسکو مجکو یارون نے حیران ہو کہا
کس ڈھب سے لگ گیا ہے یہ گوہر گدا کے ہاتھ

دل کی گرہ نہ ناخن تدبیر سے کھلی
عقدہ کھلے گا میر یہ مشکل کشا کے ہاتھ

غزل انشا

پرچھائین اپنی چال کی ٹک منہ کو موڑ دیکھ
گردن کی یہ لچک یہ کمر کی مروڑ دیکھ

پیکان تیر آہ ہے آلودہ زہر سے
باور نہو تجھے تو مرے دل کو توڑ دیکھ

مین نے کہا کہ عشق کو اب چھوڑتا ہون خیر
بولا کسے سناتے ہے اچھا نہ چھوڑ دیکھ

چوکھٹ پہ مین نے اُسکے جو ٹپکا یہ سر کہا
دروازہ کھولتا ہون سر اپنا نہ پھوڑ دیکھ

جوڑی جو اُسنے مجھسے تو توڑی رقیب نے
انشا تو اپنے یار کے یہ توڑ جوڑ دیکھ

غزل سودا

کہان وہ نور کا شمس و قمر مین ہے شعلہ
جو حسن یار کا اپنی نظر مین ہے شعلہ

فقط کر دوہ بنا گوش گوشوارون مین
کہ بحر حسن کے ہر ایک گہر مین ہے شعلہ

غضب جو ذرہ دل اسکے مین ہو تو کم مت جان
کہ سنگ مین ہی شرر اور شرر مین ہے شعلہ

شرر سے کم نہین آتا ہے گرم قطرۂ اشک
یہ عاشقون کی مگر چشم تر مین ہے شعلہ

سموم عشق کی تاثیر نے جلا مارا
ترے بھی اے نفس سرد تر مین ہے شعلہ

سدا تلاش مین یار و اُس آتشین خو کے
یہ رات دن مہ و خور کا سفر مین ہے شعلہ

نہ سے تو نالہ یہ تکلیف ہمصفیر مجھے
کہ نالہ یان نہین اس مشت پر مین ہے شعلہ

یہ تکمے کی ہے جھلک یار کے گریبان پر
کہ جیسے مہر کا جیب سحر مین ہے شعلہ

بتان کا عشق بھی سودا بڑا ہی شعبدہ باز
کہ دل کے سوختہ کو اس ہنر مین سے شعلہ

غزل صائب

گر مرا قتل ہے منظور چل آ بسم اللہ — تیغ موجود ہے حاضر ہے گلا بسم اللہ

ہم تو حاضر ہین نہ کرتے ہین ترا حکم عدول — خون دل تو جو پلاتا ہے پلا بسم اللہ

دیکھئے ابکی ملاقات مجھے کب ہو نصیب — ہجر مین تیرے مرا دل تو چلا بسم اللہ

اسطرح خوب نہین جان کا دینا بسمل — در ایوان پہ ٹک پڑھ تو بھلا بسم اللہ

گر تفقد ہے تجھے حال پہ صائب کے سجن — زخم دل کا تو اب آسکے نہ سلا بسم اللہ

غزل مشتاق

کیا بر مین تڑپتا دل بیتاب ہے واللہ — سیماب ہی سیماب ہی سیماب ہے واللہ

تاب رخ دلدار سے ہمتاب ہو خورشید — کیا تاب ہی کیا تاب ہی کیا تاب ہی واللہ

جون پنجۂ مژگان مین ترے گوہر اشکو — نایاب ہی نایاب ہی نایاب ہی واللہ

کہتا ہے وہ شمشیر دکھا تشنہ لبونکو — کیا آب ہی کیا آب ہی کیا آب ہی واللہ

مشتاق ہمین کرکے بھلے آئے جناب آپ — آداب ہی آداب ہی آداب ہی واللہ

غزل رمضان علی

تمکو مبارک ہووے ناز و ادا واہ واہ — سب تجھے ہو کیا خوب ہی تم نام خدا واہ واہ

فخر جہان ہو تمہین مقصد جان ہو تمھین — کیون نہ کہین تمکو سب شاہ و گدا واہ واہ

یوسف مصری کہان اور یہ خوبی کہان — دیکھ تمھین خلق مین شور اٹھا واہ واہ

اسلیئے آئے ہمین دیکھ کے جاوین کہین — بندہ نوازش تمھین جو ہو رضا واہ واہ

آکے گلی مین تری صبح کو اور شام کو — تیرے گدا کی میان یہ ہے صدا واہ واہ

کمترین رمضان کہین دیکھ کے جلوہ ترا — سر کو جھکا با ادب صل علے واہ واہ

غزل جرأت

اسشب کسی کاکل کی حکایات ہے واللہ — کیا رات ہی کیا رات ہی کیا رات ہی واللہ

دل چھین لیا اُسنے دکھا دست حنا ئی — کیا بات ہے کیا بات ہے کیا بات ہے واللہ
عالم ہے جوانی کا جو اُبھرا ہوا سینہ — کیا گات ہے کیا گات ہے کیا گات ہے واللہ
دشنام کا پایا جو مزا اُسکے لبون سے — صلوات ہے صلوات ہے صلوات ہے واللہ
جرأت کی غزل جسنے سنی اسنے کہا واہ — کیا بات ہے کیا بات ہے کیا بات ہے واللہ

غزل سودا

غیر پہ نت ہے کرم ہم پہ ستم واہ واہ — دیکھ لیا بس تمھین ہمنے صنم واہ واہ
مہر کرے یا جفا جسمین ہوا سکی رضا — اُسکی رضا مین سدا گذرے جو دم واہ واہ
سبز کیا کشت کو برس کے عالم مین تو — ٹک تو ادھر بھی کبھو ابر کرم واہ واہ
خانۂ مشرب کی دیکھ تازہ بنا کو مرے — کہتے ہین نت ساکن دیر و حرم واہ واہ
لکھنے لگے جو کوئی ریختہ سودا کی طرح — اسپہ زمین سے ہوتا لوح و قلم واہ واہ

غزل مظہر

اُسکو تو بھیجنا ہے مجھے خط صبا کے ہاتھ — اسواسطے لکھا ہے چمن مین ہوا کے ہاتھ
برگ حنا پہ لکھو ہون احوال دل مرا — شاید کبھی تو جا لگے اس دلربا کے ہاتھ
آزاد ہو رہا ہون دو عالم کی قید سے — مینا لگا ہے جب ستی مجھ بینوا کے ہاتھ
ڈرتا ہون میرزائی تری دیکھ ہر سحر — سورج کے ہاتھ جو پڑے دکھیا صبا کے ہاتھ
مظہر چھپا کے رکھ دل نازک اُسکی تئین — یہ شیشہ بیچنا ہے کسی میرزا کے ہاتھ

غزل درد

ہر طرح زمانے کے ہاتھون سے ستم دیدہ — گر دل ہو تو آزردہ خاطر ہو تو رنجیدہ
ہم گلشن دوران مین از خستگیے طالع — سرسبز تو ہون لیکن جون سبزۂ خوابیدہ
اے شور قیامت رہ ادھر ہی مین کہتا ہون — چونکے ہے تو بھی یان سے کوئی دل شوریدہ
اوروں سے تو ہنسنے ہو نظروں سے ملا نظرین — اید ھر کو نگہ کوئی پھینکی بھی تو دزدیدہ

بد خواہ بھی جو عالم کو ہووے تو ہو لیکن — یارب کسی کے ہون نہ دشمن یہ دل دیدہ
کرتا ہے جگہ دل مین جون ابروی پیوستہ — لے درد یہ تیرا ہے ہر مصرعہ چسپیدہ

غزل میر تقی

نظر آیا تھا صبح دور سے وہ — پھر چھپا خور سا اپنے نور سے وہ
جز برادر عزیز یوسف کو — نہین لکھتا کبھی غرور سے وہ
دیکھین عاشق کا جی بھی ہر کہ نہین — تنگ ہے جان ناصبور سے وہ
کیا تصور مین پھرتی ہے صورت — کہ سرکتا نہین حضور سے وہ
خوبی اس خوبی سے بشر مین کہان — خوب تر ہے پری و حور سے وہ
دل لیا جس غمین کا تو نے شوخ — لے گیا جی ہے اک سرور سے وہ
خوش ہین دیوانگی میر سے سب — کیا جنون کر گیا شعور سے وہ

تو مجھ سے لگا کہنے کہ چل ہٹ کے پرے بیٹھ — یون مجھ سے لگا شان جتانے نہ ارے بیٹھ
کیتک تو ڈراتا ہے پھرے ہاتھ مین لے تیغ — غصہ تو کہین جانے دے بس خیر پرے بیٹھ
تو دوڑ کے آتا ہے مجھے چھیڑنے شبکو — نادان یہ بھلا کون ہے سو چین اٹے بیٹھ
کیسا ہی ملا کیون نہ وہ بیٹھا ہو مرے پاس — کہتا ہون مین اس سے بھی کہ ٹک اور درے بیٹھ
انشا کہین ہنس بول مرا جی نہ کڑھا بس — مت ہاتھ کو اسطرح سے تو سر پہ دھرے بیٹھ

غزل ذوق

ترے کوچے کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھے — اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے
نگہ کیا اور مژہ کیا ہم تو دونون کو بلا سمجھے — اسے تیر قضا اسکو پر تیر قضا سمجھے
شہیدان محبت خوب آئین وفا سمجھے — بہا خون کو ہے قاتل مین اسیکو خون بہا سمجھے
ہر اک گردش مین تنہا آز ار ناز فتنہ زا سمجھے — فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے
وہی کچھ تلخکام اس زندگانی کا مزا سمجھے — کہ جو زہر آب تیغ یار کو آب بقا سمجھے

ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے — اور اس پر بھی نہ وہ سمجھے تو اُس بت سے خدا سمجھے

برائی ہیں ہمارے وہ اگر اپنا بھلا سمجھے — بُرا سمجھے بُرا سمجھے بُرا سمجھے بُرا سمجھے

تجھے اے سنگدل آرام جان و دلربا سمجھے — پڑیں پتھر سمجھ پر اپنی، ہم سمجھے تو کیا سمجھے

وہ ہمسے خاکساروں کو جب اپنا خاکپا سمجھے — ہم اپنی خاکساری اپنے حق میں کیمیا سمجھے

ترے کشتے جو یوں خواب عدم سے یک بیک چونکے — اگر شور قیامت کو تری آواز پا سمجھے

نسیم صبح گلشن میں اگرچہ ہو وم عیسے — ترا بیمار غم تجھ بن سموم جانگزا سمجھے

رواں ہوتا ہے اُس بستان سرا سے کاروان گل — چٹکنے کو صبا غنچہ کی آواز درا سمجھے

حساب اصلا نہ پوچھے مجھسے میرے دل کے زخموں کا — حساب دوستان در دل اگر وہ دلربا سمجھے

اگر دلکو نکالا چیر کر پیکان تو رہنے دو — کہ عاشق اپنے پہلو میں اسیکو دل کی جا سمجھے

کرے آہ رسا میری جو سیر عالم بالا — فلک کو بھی یوہیں اک آبلہ سا زیر پا سمجھے

ہنسے ہے زخم دل تدبیر پر جراح کی کہدو — اُنھیں ٹانکے نہ سمجھے خندۂ دندان نما سمجھے

محبت سے ذرا اگر موم ہو اُس دلشکن کا دل — دل بشکستہ میرا اپنے حق میں مومیا سمجھے

عدو آیا ہے بنکر نامہ بر لکھا نصیبوں کا — کرینگے لیکے خط کیا مدعی سے مدعا سمجھے

مجھے آتا ہے رشک اُس تشنہ آشام پر ساقی — نہ جو دع ما کدر جانے نہ جو خذ ما صفا سمجھے

نہ آیا ناک بھی رشتہ سمجھ میں عمر رفتہ کا — مگر سمجھے تو داغ معصیت کو نقش پا سمجھے

خبر سنتے ہی قاصد سے ہوئے ہم بیخبر بالکل — ترے پیغام کو گویا کہ پیغام قضا سمجھے

نحوست بھی سعادت ہوگئی زلفوں میں خوبونکی — گلیم تیرہ بختی سر پہ ہم ظل ہما سمجھے

کشاد کار ہے پنجہ تقدیر کو سونپا — خرد کے ناخنوں کو ناخن انگشت پا سمجھے

بلا اُس زلف کے مصرع میں ہے مضمون پیچیدہ — اُسی سے یہ کھلے جو معنی ناز و ادا سمجھے

ہوا نے زلف کو چھیڑا اور اپنا دل لرزتا ہے — کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

سمجھ ہی میں نہیں آتی ہے کوئی بات ذوق اپنی — کہیں ایسا نہ ہووے ہمسے دنیا کا ڈرا دا سمجھے

غزل مومن خان

کشتۂ حسرت دیدار ہین یارب کس کے
نخل تابوت ہین جو پھول لگے نرگس کے

وہ چلا جان چلی دوڑون یہان سے کیسے
اسکو تھا مون کہ اسے پاؤن پڑون کس کس کے

پاؤن تربت پہ مری دیکھ سنبھلکر رکھنا
چور ہے شیشۂ دل سنگ ستم سے پس کے

مجکو مارا یہ مرے حال تغیر نے کہ ہے
کچھ گمان اور ہے دھڑکے سے دل مونس کے

کس پریرو سے ستمگر سے ملا دل افسوس
کسپہ دیوانہ ہوا ہوش گئے ہین کس کے

بخت پروانے سے قربان عدو ہون اپنے
آگ بجھاے ہے وہ گرد پھرون ہون جسکے

نالۂ رشک نہو باعث دردسر مرگ
غیر کے سر پہ لگاتا ہے وہ صندل گھس کے

لذت مرگ سے ہجران کی دعا ہے کہ خدا
یہ مزا ہو نہ نصیبون مین کسی بےحس کے

کیون نہ ہم شمع کے مانند جلین دور کھڑے
جب عدو باعث گرمی ہون تری مجلس کے

یار مومن سے بھی ہین مدعی طبع روان
واہ انکا رتران اور مع یابس کے

غزل نصیر

جد مرود ماہ لقا صبح جلوہ گر ہو جاے
ذرا بھی جون گل خورشید منھ ادھر ہو جاے

کسی کا تشنۂ خون وہ نگار گر ہو جاے
تو اسکے آگے حنا ہاتھ باندھ کر ہو جاے

تصور اسکی ہے آنکھون کا روز و شب ہمکو
دل اپنا کیون نہ دو عالم سے بیخبر ہو جاے

شکر لبون کے قدون کا یہ ہے خیال مجھے
جو دل سے آہ بھی نکلے تو نیشکر ہو جاے

شتاب آسپہ کھلے ماجرا اے دل اپنا
سرشک چشم اگر تو پیامبر ہو جاے

الٰہی عشق مین جون جون رکھا ہے تیرے قدم
اسی قدم پہ مری زندگی بسر ہو جاے

وہ جام سے مین نہ کیون دیکھے عکس و ساقی
رگ سحاب جو مژگان چشم تر ہو جاے

ہمارے سر پہ یہ پانی چڑھا ہے سو تیرے
رگ سحاب جو مژگان چشم تر ہو جاے

ترے کرم سے محبت کا آہ سررشتہ
درست اس سے فدا ایا ہمین اگر ہو جاے

تو سو طرح سے مرا شغل رشتۂ تسبیح — یقین ہے مجکو کہ دلبن تبون کے گھر ہو جاے
خدا دکھاے کہین روز وصل نصیب — شب فراق شتابی سے کٹے سحر ہو جاے

غزل درد

ارض و سما کہان تری وسعت کو پا سکے — میرا ہی دل ہے یہ کہ جہان تو سما سکے
وحدت مین تیری حرف دوئی کا نہ آ سکے — آئینہ کیا مجال تجھے منہ دکھا سکے
مین وہ فتادہ ہون کہ بغیر از فنا مجھے — نقش قدم کی طرح نہ کوئی اٹھا سکے
قاصد نہین یہ کام ترا اپنی راہ لے — اسکا پیام دل کے سوا کون لا سکے
غافل خدا کی راہ پہ مت بھول زینہار — اپنے تئین بھلا دے اگر تو بھلا سکے
یا رب یہ کیسا ظلم ہے ادراک فہم یان — دوڑے ہزار آپ سے باہر نجا سکے
گو بحث کرکے بات بنائی تو کیا حصول — دل سے اٹھا غلاف اگر تو اٹھا سکے
اطفاء نار عشق نہو آپ سے کبھی — یہ آگ وہ نہین جسے پانی بجھا سکے
مست شراب عشق وہ بیخود ہے جسکو حشر — اے درد چاہے لاے بخود پھر نہ لا سکے

غزل میر تقی

پسند زلف کرے قیدی کمند کرے — پسند اسکی ہے وہ جس طرح پسند کرے
ہمیشہ چشم ہے نمناک ہاتھ دل پر ہے — خدا کسیکو نہ ہم سا بھی دردمند کرے
بڑے بڑون کو جھکاتے ہی سر بنے اسدم — پکڑ کے تیغ وہ اپنی اگر بلند کرے
بیان دل کے بھی جلنے کو کرے مجلس مین — اچھلنے کو دنے کو ترک گر پسند کرے
نہ مجکو راہ سے لیجاے مکر دنیا کا — ہزار رنگ یہ فرتوت کو چھند کرے
سواے اسکے بڑی داڑھی مین کیا اے شیخ — کہ جو کوئی تجھے دیکھے سو ریش خند کرے
دکھاوے آنکھ کبھو زلف کھولے منہ پہ کبھو — کبھو خرام سے رستے کے رستے بند کرے
اگرچہ سادہ ہے لیکن ربودن دل کو — ہزار پیچ کرے لاکھ لاکھ فند کرے

سخن یہی ہے جو کہتے ہیں شعر میر ہے سحر — زبان خلق کو کس طور کوئی بند کرے

غزل آتش

بہار آئی مراد چمن خدا نے دی — شگفتہ غنچے ہوئے بوئے گل صبا نے دی
دکھائے روے مخطط نے یار کے اعجاز — گلیم پوش کو پیغمبری خدا نے دی
گئی ہے دیر سے ابتک پھری نہیں شاید — در قبول کے اوپر ڈھئی دعا نے دی
عزیز داغ محبت کو رکھتے ہو آتش — نشانی اپنی یہ کس لالہ گون قبا نے دی

غزل ناسخ

نہ فقط یاد مجھے قامت دلدار کی تھی — مثل منصور زمانے میں ہوس دار کی تھی
ہر خریدار کو تھا مرتبہ موسائی — آتش طور سے گرمی ترے بازار کی تھی
جو ترا خستہ دیوار نظر آتا تھا — صاف تصویر مرے دیدۂ بیدار کی تھی
تھا مجھے بال ہما ہر پر کاہ دیوار — چھاؤں جسدم مرے سر پر تری دیوار کی تھی
آشنا تھا نہ کبھی پا مرے نگہ کانٹوں سے — رات دن دید مجھے گلشن بے خار کی تھی
جن دنوں گلشن رخسار ترا تھا بے خار — کون بلبل تھی کہ خواہش جسے گلزار کی تھی
تھا ترے نرگس میگون سے زمانہ بدمست — سند کسی رند کو کب خانۂ خمار کی تھی
چہرہ آتش کدہ ابرو تھے سو محراب حرم — گردن آگے ترے تم کافر و دیندار کی تھی
صلحنامہ جو لکھا ترے خط مشکین نے — نہ رہی جنگ جو کچھ میرے اور اغیار کی تھی
ہو گئی سبزہ خط اس کو شفا کی بوٹی — اس سوا اور دوا کیا دل بیمار کی تھی
تھی نہ امید رہائی کی دل ناسخ کو — لاکھ زنجیر ترے گیسوے خمدار کی تھی

غزل قطب

کس شان سے آتی ہے پہنا لاکھ بسنتی — اور پہنے ہوئے سرخ ہے پوشاک بسنتی
معلوم نہیں عشق میں ہے کسکے گرفتار — کیوں رکھتی ہے یہ سینہ کشی چاک بسنتی

ہم ہین ترے مشتاق ذرا آکے لپٹ جا — فرقت مین ترے ہو گئی بس خاک بسنتی
گل پھولے سماتے نہین گلشن مین خزیدہ — اور باد صبا جھاڑے ہے خاشاک بسنتی
کیونکر نہ قطب ہووے فدا جان و جگر سے — ہوتا ہے تصدق ترے افلاک بسنتی

غزل انشا

لگہ ہر اس پریکی سحر جیسون ایک آفت ہے — معاذ اللہ جو دیکھے اسطرف یہ کسکی طاقت ہے
چمن ہے جام صہبا ہے گھٹا ہے چاہ خلوت ہے — اگر ایسے مین آجاوے تو صاحب وقت فرصت ہے
رگڑنے دو مجھے تلوون سے ٹک تم اپنی آنکھین — تصدق مین تمہارے جاؤن اس سے مجکو راحت ہے
مبادا جھاڑ کر پنجہ جھپٹ جاوے کہین وحشت — پڑے تیور نظر آتے ہین اس سے مجکو وحشت ہے
بھلا کیونکر نہ غش ہون ہم کرو ہو ان وضع کی آئین — لطافت ہے ملاحت ہے نزاکت ہے صباحت ہے
ق مجھے کیون گالیان دیتے ہو سمجھے کر کے ناحق تم — ارے کمبخت لڑکو ین بھلا یہ کیا شرارت ہے
بھلا آخون جی صاحب کو آنے دو کہو نگا مین — کہ اے حضرت سلامت آپ سینے یہ حقیقت ہے
دیا ہے پاؤن شوخی مین یہ شاگردون نے صاحب کے — جہان چھٹی ملی انکو تو اک برپا قیامت ہے
کسی کا منہ چڑھا جانا کسیکو بے سبب کہنا — سدھارے آپ مسجد کو یہان ہوتی قیامت ہے
کتابون پر پڑی دیکھیے ہے تھاپ طبلون کی — اگر جھانک کے نظر کیجیے تو یان کچھ طرفہ صحبت ہے
مراتب غوث کا ملتا ہے اجزا ر گلستان کو — نہایت شیخ سعدی کی یہان ہوتی فضیحت ہے
وہ آئے ہین کہ نیلا کھیں اوڑھے سامنے جوجو — غرض تم صاحبونکی خوب اب ہوتی ضیافت ہے
نہین تو کچھ مجھے دینے کہو سب ملکے آپ بین — مزے سے کھیلو کودو لوٹو پوٹو یہ فراغت ہے
بدلکر قافیہ انشا غزل اب اور کوئی پڑھ — خدا کے فضل سے تجکو فصاحت ہے بلاغت ہے

غزل مومن

سینہ کوبی سے زمین ساری ہلا کے اٹھے — کیا علم دھوم سے تیرے شہدا کے اٹھے
آج اس بزم مین طوفان اٹھا کے اٹھے — یان تلک روئے کہ اسکو بھی رلا کے اٹھے

دل سے کیونکر نہ دھوان ساتھ ہوا کے اُٹھے
شعلہ ہاے تپ غم سینہ جلا کے اُٹھے

گر نہو دل مین خیال نگہ خواب آلود
درد کیا کیا اثر خفتہ جفا کے اُٹھے

شمع کے چور کا محفل مین جو مذکور ہوا
دل چرا بیٹھے تھے جب آنکھ چرا کے اُٹھے

گو کہ ہم صفحۂ ہستی پہ ہین اک حرف غلط
لیک اُٹھے بھی تو اک نقش بٹھا کے اُٹھے

ہو عذاب شب یلدا سے رہائی یارب
زلف منھ سے کہین اُس مہر لقا کے اُٹھے

اُف ری گرمی محبت کہ ترے سوختہ جان
جس جگہ بیٹھ گئے آگ لگا کے اُٹھے

ہین دکھاتا تھین تاثیر مگر ہاتھ مرے
ضعف کے ہاتھ سے کب تہمت دعا کے اُٹھے

سوزش دل سے ہوا کیا ہی مین پانی پانی
وہ جو پہلو سے پسینے مین نہا کے اُٹھے

ہی ہی مانند نشان کف پا بیٹھ گیا
پانون کیا کوچے سے اس ہوش ربا کے اُٹھے

شعر مومن کے پڑھے بیٹھکے اُسکے آگے
خوب احوال دل زار سنا کے اُٹھے

غزل سودا

گوہر کو جوہری اور صراف زر کو پرکھے
ایسا کوئی نہ دیکھا وہ جو بشر کو پرکھے

وہ شخص یار خاطر ہرگز نہو کسی کا
جسکا ندیم ہووے اُسکی نظر کو پرکھے

جوہر نہووے جسمین جوہر شناس کب ہے
جو صاحب ہنر ہے وہی ہنر کو پرکھے

درسخن کے خواہان وہ یار ہین جہان مین
جسمین نہ جھوٹے سچے کوئی گہر کو پرکھے

خاطر مین وہ نہ لاوے رکھتا ہے ابر نیسان
جو قطرہ ہاے اشک مژگان تر کو پرکھے

سمجھے کہ چشم عاشق یاقوت کا ہے معدن
ظالم اگر تو میرے لخت جگر کو پرکھے

درسخن کو اپنے پرکھاے کے آدمی سے
ہرگز نہ کہہ تو سودا ہر جانور کو پرکھے

غزل عارف

گرمین شوخی سے کہون ہے تری ہمسر بجلی
تو گرے مجھپہ ترے قد کے ہر ابر بجلی

کبھو ہنس ہنس کے وہ باتین جو کیا کرتے ہین
بذلہ گو کہتے ہین برساے ہے گوہر بجلی

تیرا دیدار ہے تسکین دہ مضطر جان
ہوئی بیتاب ترے کان کی کیونکر بجلی

لوٹنے لوٹنے مین فرق ہوا کرتا ہے
ایک دن دیکھ مرا تو دل مضطر بجلی

ہووے رونے سے سوا کیون نہ شرر ریزی آہ
جوش بارش مین چمکتی ہے فزون تر بجلی

چین یکدم نہین بیتابی دل سے عارف
کسنے رکھدی ہے مرے سینہ کے اندر بجلی

غزل انشا

سب ہے عاشق ہین ہم اے طفل پری زاد ترے
جیسے مکتب مین لگا پڑھنے الف بے تے ثے

یاد آتا ہے وہ حرفون کا اٹھانا مجکو
جیم کے پیٹ مین اک نقطہ ہے اور خالی حے

لے کی پھر شکل جو اصل کی سی آتی ہے نظر
نقطہ جو اسپہ لگا دیت تو ہوئی پھر وہ خے

دال کے کیڑے سے دانا کے مرے قد کی شبیہ
ہے سوا اک پانچ ہی بن بیٹھی ہے اور بن نقطے

ذال بھی چھوٹی بہت اسکی ہے جون آتو بھی
ایک پرکالہ سا ہے ساتھ ہی گھر مین اسکے

رے بھی خالی ہے ولے زے پہ بھی ہے یک نقطہ
کہ مشابہ ہے یہ تل سے مرے رخسار تلے

سین خالی ہے ترے شین پہ ہین نقطے تین
صاد اور ضاد مین بس فرق ہے اک نقطے سے

طوے بن نقطہ ہے اور ظوے پہ ہے یک نقطہ
عین بے عیب ہے اور کانے میان غین ہے

فے پہ اک نقطہ ہے اور قاف پہ ہین نقطے دو
کاف بھی خالی ہے اور لام بھی خالی ہے لے

میم بھی یو نہین ہے اور نون کے اندر نقطہ
مفلسا بیگ ہے یہ واؤ بھی اور چھوٹی ہے

کیا خلیفہ جی بھی ایسی پھبن سے نکلے
آگے چھٹی دو ابھی لام الف ہمزہ ہے

گالیان تیری ہی سنتا ہے یہ انشا ورنہ
کسکی طاقت ہے کہے کوئی جو یہ اسکو بے

غزل خاکسار

اسکے ملنے کی نہ سوجھی کوئی تدبیر مجھے
آہ دکھلاوے کی کیا دیکھیے تقدیر مجھے

دو جہان کو ہین کرون اسپہ تصدق پر ہین
اسکی دکھلاوے بھلا جو کوئی تصویر مجھے

ایک بوسے کے سوا کچھ نہین مانگا ہمنے
جسکا جی چاہے اگر دیکھیے تعذیر مجھے

ق

آج ہے عید ذرا عید منا لو پیارے
شرط اسلام کی ہے کیجے بغلگیر مجھے

تب تو جھنجھلا کے وہ بولا بت کافر مجھسے
آج یان عید مین کیون کرتے ہو دلگیر مجھے

خاکسارون کو نہین دولت و زر کی خواہش
خاکساری ہے بہت نسخۂ اکسیر مجھے

غزل آتش

چمنستان کی گئی نشو نما پھرتی ہے
رت بدلتی ہے کوئی دن مین ہوا پھرتی ہے

خال مشکین کو ترے کرتے ہین فتنے سجدے
عنبرین گیسوؤن کے گرد بلا پھرتی ہے

خاک چھنوا رہی ہے کوچۂ قاتل کی تلاش
ساتھ ساتھ اپنے خراب اپنی قضا پھرتی ہے

کج نگہ تو نے تو کی ہمسے کہے رکھتے ہین
آنکھ اپنی بھی صنم سوے خدا پھرتی ہے

ملتجی جو تری درگاہ کے ہین اے محبوب
پہنے تشریف قبول انکی دعا پھرتی ہے

نشۂ مے نے نقاب رخ زیبا الٹا
ٹھوکرین کھاتی ان آنکھونکی حیا پھرتی ہے

قتل کس کسکو کرے دیکھیے ہنگام خرام
یہ قدم سے جو لگی انکے حنا پھرتی ہے

پاؤن تک یار کے پہونچیگی لٹک کر سر سے
پھیرنے سے کوئی وہ زلف رسا پھرتی ہے

وہ جنون خیز ہے وہ مایۂ سودا ہے زلف
دیکھتی ہے جو پری برہنہ پا پھرتی ہے

اپنے جامے سے ہو یہان میکش مفلس باہر
رہن ہوتی ہوئی دستار و قبا پھرتی ہے

صبح محشر کے سوا صبح شب ہجر نہین
یہ بلا وہ نہین آتش جو بلا پھرتی ہے

غزل میر تقی

ہمنے جانا تھا سخن ہونگے زبان پر کتنے
پر قلم ہاتھ جو آئے لکھے دفتر کتنے

مین نے اس قطعۂ صناع سے سر کھینچا ہے
کہ ہر اک کوچے مین جسکے تھے ہنرور کتنے

کشور عشق کو آباد نہ دیکھا ہمنے
ہر گلی کوچے مین اجڑے پڑے تھے گھر کتنے

آہ نکلی ہے یہ جو کسکی ہوس سیر بہار
آتے ہین باغ مین آوارہ ہوئے پر کتنے

دیکھو یہ پنجۂ مژگان کی ٹک آتش دستی
ہر سحر خاک مین ملتے ہین در تر کتنے

کب تلک یہ دل صد پارہ نظر مین رکھتے
اسپر آنکھین ہی سدا رکھتے ہین دلبر کتنے

عمر گذری کہ نہین وردۂ آدم کوئی
جسطرح دیکھیے عرصہ مین ہین اب خر کتنے

تو ہے بیچارہ گدا امیر ترا کیا مذکور
ملگئے خاک مین یان صاحب افسر کتنے

غزل ذوق

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے
حورون پہ مر رہا ہے یہ شہوت پرست ہے

دل صاف ہو تو چاہیے معنی پرست ہو
آئینہ خاک صاف ہو صورت پرست ہو

درویش ہے وہی جو ریاضت مین چست ہو
تارک نہین فقیر بھی راحت پرست ہو

جز زلف سوجھتا نہین اے مردہ دل تجھے
خفاش تو نہین ہے کہ ظلمت پرست ہے

دولت کی رکھ نہ مار سر گنج سے امید
موذی وہ دیگا کیا کہ جو دولت پرست ہے

عنقا نے گم کیا ہے نشان نام کے لیے
گم گشتہ کون کہتا ہے شہرت پرست ہے

یہ ذوق مے پرست ہے یا ہے صنم پرست
کچھ ہی بلا سے لیک محبت پرست ہے

غزل ناسخ

آتش عشق وہ ہے جسمین سمندر جلجائے
اک شرر جائے جو پتھر مین تو پتھر جلجائے

پر پروانہ کیا شمع رخ جانان کو
گر فرشتہ بھی کوئی آئے تو شہپر جلجائے

تن بدن پھونک دیا ہے شب فرقت نے مرا
کیا عجب ہے جو مرے جسم سے بستر جلجائے

شمع سان شرح تپ غم سے ہو سوزان مکتوب
کیون نہ پروانے کے مانند کبوتر جلجائے

ہو ترا رشک جہان سوز اگر عکس فگن
ہے یقین خانۂ آئینہ سکندر جلجائے

شجر طور کے مانند عصائے موسئے
دیکھکر کاکل دلدار کا اژدر جلجائے

دوست کہتے ہین اسے ساتھ جو دے آفت مین
شمع کے جلنے سے پروانہ نہ کیونکر جلجائے

کھیل سمجھے وہ صنم جان کے آتشبازی
سوز غم سے جو کوئی عاشق مضطر جلجائے

جب تب نالۂ سوزان سے جلا خانۂ دل
نہوا یہ کہ کسی غیر کا بھی گھر جلجائے

ہے وہ پرکالۂ آتش قد موزون تیرا
دیکھیے اُس سے جو تشبیہ صنوبر جلجاے

آتشین چہرہ ہے ہر شاہد مضمون **ناسخ**
کیا عجب ہے مرے اشعار کا دفتر جلجاے

غزل نیاز

دکھلاے داغ دل نے گلستان نئے نئے
وحشت دکھا رہی ہے بیابان نئے نئے

جو ربتان سے مجھکو الٰہی بچا ئیو
پیدا ہوے ہین جان کے خواہان نئے نئے

میں کسطرح جنون ترے ہاتھون سے تنگ ہون (ان ذون)
لاؤن کہان سے روز گریبان نئے نئے

دیر و حرم مین کوئی نہین تیری راہ پر
کافر نئے نئے ہین مسلمان نئے نئے

کس طرح ہو گذر در جانان پہ اے **نیاز**
دربان نئے نئے ہین نگہبان نئے نئے

غزل طور

مین جی جاؤن اجل سے آپ جاوین اگر پہلے
یہ پیغام زبانی خط سے کہنا نامہ بر پہلے

شب وصل صنم مین صبح تک ہمنے دعا مانگی
الٰہی آج نکلے مہر تابان سے قمر پہلے

عوض بوسہ کے ہمنے گالیان دی تھین کہ صاحب
ذرا انصاف تو کیجے نکالا کسنے شر پہلے

ارے لے بیمروت تجھکو دل دینا نہین لازم
کوئی پیدا تو کر لیوے ہمارا سا جگر پہلے

شب وصل غریبان ہے تری گردن پہ خون ہوگا
نہ بول اُٹھنا کہین زاہد سے لے مرغ سحر پہلے

عجب سرکار ہے اللہ کی اے **طور** مین صدقے
ہنرمندون سے پوچھے جاتے ہین یان بے ہنر پہلے

غزل علی

جبریل امین جسکی سدا خاک قدم لے
گرتا تھا عجب کحل بصر عرش پہ دم لے

نام اُسکا لکھا حق نے ملا نام سے اپنے
نہ پایۂ افلاک پہ عزت کا قلم لے

کس شان سے جاویگی محمدؐ کی سواری
عرصات سے جنت مین سبھی فوج امم لے

فدوی کو ترے آتش دوزخ سے نہ ڈر ہے
گر کشور ہستی سے گیا راہ عدم لے

ثابت کیا معجز نے ترے فیض کا دعوے
انکار پہ کفار کے اقرار صنم لے

ہمسر نہ ترے حسن کے ہے یوسف کنعان — بیچا ہے جسے مصر مین مالک نے درم لے

آتی ہے عجب فوج ملک عرش برین سے — بس تحفۂ صلوات سدا سوے حرم لے

اے ساقی کوثر ہے ترا فیض عجب عام — دے اپنی محبت کی پلا جام کرم سے

محبوب خدا اور نہ محمد کے سوا ہے — اس بات کی اب مجھسے خدا ہی کی قسم لے

کرتے ہین ملک فرش سدا اپنے پر و بال — جس راہ مین چلتی ہے تری فوج علم لے

محروم نہو جاوے در فیض نبی سے — کیا فکر مین بیٹھا ہے علی گوشۂ غم لے

غزل آصف

یہ اشک چشمو نمین اب اچم لہے لہے نرہے — حباب بحر کوئی دم رہے رہے نرہے

تو اپنے شیوۂ جور و جفا سے مت گذرے — تری بلا سے مرا دم رہے رہے نرہے

قمر کو ہوتا ہے ہر ماہ مین کمال و زوال — ترے بھی حسن کا عالم رہے رہے نرہے

عرق ہے منہ پہ ترے خوشنما صنم لیکن — ہمیشہ گل پہ یہ شبنم رہے رہے نرہے

شتاب آکہ تری دید تک میسر ہو — یہ دم لبو نپہ ہر اب اقلم رہے رہے نرہے

جو وصل مین ہے جدائی تو کیا کرے آصف — یہ اتفاق ہے باہم رہے رہے نرہے

غزل عاقل

تری الفت مین ہوئے جان کے خواہان کتنے — تشنۂ خون ہین مرے گبر و مسلمان کتنے

ایک امید بھی تجھسے نہ بر آئی میری — رہگئے دلمین مرے حسرت و ارمان کتنے

نہین ملتا ترے ناقہ کا پتا اے لیلا — چھان ڈالے ترے مجنون نے بیابان کتنے

زلفو نکو کان کے بالے سے جھکایا تو وہ ہین — زلف پیچان کے پڑے پیچ ہین پیچان کتنے

جسنے دیکھی تری تصویر کہا صل علے — پڑھتے صلوات ہین آ آکے مسلمان کتنے

ایک تھا آئینہ وہ جسکے ہین حیران کتنے — پھرتے ہین زلف پریشان کے پریشان کتنے

اٹھکے صحرا سے چلا شہر کی جانب جب مین — لپٹے دامن سے مرے خار مغیلان کتنے

مصحف ارو مین کھنچی جاتی ہو اُسکی تصویر — ایک قرآن سے لکھے جاتے ہین قرآن کتنے
کوئی سمجھا ترے شعر کا رتبہ عاقل — یون تو ہین کہنے کو دنیا مین سخندان کتنے

غزل لطیف

داغ ہجران کا نہ جاویگا کبھو دل سے مرے — یہ نشانی تو ملی ہے مجھے قاتل سے مرے
وصف اس شوخ نگہ کا نہ زبان سے پوچھو — حال صیاد کا پوچھو دل بسمل سے مرے
حال کیا پوچھتے ہو ہجر کی بیماری کا — ظاہر آثار تو ہے یار شمائل سے مرے
شانہ و تعویذ پہ اسکے جو کیا دست دراز — بولا چل دور ہو کیا کام حمائل سے مرے
چاہا ہر چند کہ مین دامن لیلیٰ پکڑون — ہاتھ تو دور ہمیشہ رہے محمل سے مرے
قتل تو اُسنے کیا مجکو پہ تشہیر نہ کی — اتنی کوتاہی ہوئی صاحبو قاتل سے مرے
آگ لگجائے نہ دنیا مین مجھے ڈر ہی لطیف — آہ سوزان جو نکلتی ہو نہان دل سے مرے

غزل شہید

کہو اس برق وش سے آج لازم ساتھ جانا ہے — جنازے پر ہمارے ابر رحمت شامیانا ہے
چلون گا سر کے بل شوق شہادت دستگیری کر — جہان تلوار چلتی ہو اُسی کوچے مین جانا ہے
لیا جسنے ہمارا نام مارا ہے گنہ اُسکو — نشان جسنے بتایا ہو وہ تیر دل کا نشانا ہے
جو شرماؤ تو پیارے چھوڑ دو مژگان کی چلمن کو — تمہارے عین وعدے پر نہین آنکھین چھپانا ہے
گریبان پھاڑکے دست جنون سے کب ہوئی فرصت — ابھی تو دامن صحرا کے بھی پرزے اوڑانا ہے
جو بال اُسکے الجھتے ہین تو دل میرا الجھتا ہے — یہان ہے درد شانے مین وہان زلفون مین شانا ہے
نشان نقش پا لاکھون پڑے رہتے ہین سر یکجا — مگر قاتل ترا گنج شہیدان آستانہ ہے

غزل آبرو

تمہارا دل اگر ہمسے پھرا ہے — تو بہتر ہے ہمارا بھی خدا ہے
ہماری کچھ نہین تقصیر لیکن — سبھی تمکو کہین گے بیوفا ہے

ہوئے ہو اسقدر بیزار ہمسے — کہو ہمنے تمہارا کیا کیا ہے
دہ احمق ہے کہا ہے جسنے تمسے — ملو جس سے تمہارا دل ملا ہے
عبث بیدل کرو مت آبرو کو — مسافر ہے شکستہ ہے گدا ہے

غزل بخشش

تاثیر ترے عشق نے تجھپر ذری نہ کی — مین کیا کرون نصیب نے کچھ یاوری نہ کی
دلبر سمجھ کے دل مین دیا تیرے ہاتھ مین — دل لیگیا مرا مری کچھ دلبری نہ کی
اے رشک مشتری تری خوبی کے سامنے — خورشید نے بھی تجھسے ذرا ہمسری نہ کی
نزدیک تھا کہ پہونچے سکندر لب حیات — اے خضر وان تلک بھلا کیون رہبری کی
بخشش کے پاس گوہر دل تھا بساط مین — کچھ قیمت اسکی تونے تو اے جوہری نہ کی

غزل حاتم

کرون قربان جیکو اسگھڑی اسوقت اس پل کے — کہ جسدن جسگھڑی دلدار آوے گھر سے چل کے
جہان کے خوبصورت دیکھ تجھ مورت کو مجلس مین — رہے خاموش حیرت سے گویا پتلے ہین سب کل کے
نہ آوے کیونکہ مجکو خواب راحت بستر غم پر — تصور تیرے نقش پا کی گل تکیے ہین مخمل کے
یہ طور ہم ستی بدزیب گلرو یاد رکھنا تم — کہ اکدن شوق سے آثار ہو جاوینگے ہم گل کے
فدا ہونیکو آیا ایک جی کس کس کے اب چلکے — لبو تکیے پانکی مستی کے منھ کے تل کے کاجل سے
سجن حاتم کا جی ہر آن پر قربان جاتا ہے — تمہاری چال کے سجکے اڑکے زلف کے بل کے

غزل عنا

تصدق دمبدم ہوتا ہے جی میرا ستمگر کے — لڈاکے سج کے درج کے نظاق انکھون کے جوہر کے
پڑے مارے ہوے ہر سو گلی مین اس جفا جو کے — بھوون کے چشم کے پتلی پلک کے نوک خنجر کے
خبر لا شوخ کی جلدی کبوتر مین ہوا صدقے — زبان کے چرخ کے سر کے لبو تکیے بال کے پر کے
سوئے بیٹھے ہین سارے ایسے اس شوخ کے اوپر — ختن کے چین کے ایران کے سندھ کے ہند بندر کے

عنا اتنا نہ کر شور و فغان لرزا پڑا تن مین	سما کے شمس کے منہ کے زمین کے بحر کے بر کے

غزل حیرت

خاکبازی طفل کی ہین گھر بنے اور ٹوٹ جاے	اشک مژگان پہ جون گوہر بنے اور ٹوٹ جاے
یار تیری دوستی مجھ سے نہ ٹوٹی اس طرح	جس طرح سے فکر کچھ دلبر بنے اور ٹوٹ جاے
وہ دریکتا نہا کر گر نچوڑے سر کے بال	آتے آتے طشت تک گوہر بنے اور ٹوٹ جاے
اب تصور یار کا آنکھون مین یون پھرنے لگا	جسطرح افسون سے جون اژدر بنے اور ٹوٹ جاے
کب تجھے پروا ہی حیرت غیر ذات بوتراب	لعل و گوہر کا اگر افسر بنے اور ٹوٹ جاے

غزل مستان

عرق رخسار نمکین سے جو دریا مین ٹپک نکلے	یہانتک شور دریا ہو کہ ماہی تک نمک نکلے
اگر یوسف کی صورت گرم بازاری کرے ظاہر	خریداری کو آدم اور جن حور و ملک نکلے
مجھے کیون قطرہ قطرہ دیکے ترساتا ہے اے ساقی	یہانتک بھر پیالہ تا سرے گلگون چھلک نکلے
ید رنگین حنای سرخ کا دیکھے تو پھر خون مین	شفق ڈوبی ہوئی سے سر سے تا پا نون تلک نکلے
مثال خار رہ ہون حیف یہ کیا زندگانی ہے	لگو نہین جسکے دامن سے تو وہ دامن جھٹک نکلے
پڑی رخسار پر وہ زلف لہتی یون نظر آئی	کہ جون گلشن سے لہراتی ہوئی ناگن سٹک نکلے
تمھاری بزم مین حاصل ہی سبکو عیش رات و دن	ہمین جو غیر سے تھے سو تیری آنکھون مین کھٹک نکلے
پڑے جو عکس تیرے چین جبین کا آب دریا مین	تو ہر اک موج اسکے سر کو پتھر سے پٹک نکلے
تبسم دیکھکر اس غنچہ لب کا صحن گلشن مین	ہر اک جا غنچۂ گل جوش مین آکر چٹک نکلے
صبا تا موے جانان کی جھلک پہونچے جو گردون پر	تو بجلی پیرہن سے مضطرب ہو کر چمک نکلے
بس اے فلطوش ہو مستان ترا مضمون واہی ہی	کوئی سنکر ترے حق مین کہین ناحق نہ بک نکلے

غزل آتش

خوشا وہ دل کہ ہو جس دل مین آرزو تیری	خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری

یقین ہے اسکے گی جان اپنی آکے گرد نہین
سنا ہے جا ہے قریب رگ گلو تیری

وہ گل ہو نہین کہ ترا رنگ جس سے ظاہر ہے
وہ غنچہ ہون کہ بغل مین ہے جسکی بو تیری

پھرے ہین مشرق و مغرب سے تا جنوب و شمال
تلاش کی ہے صنم ہمنے چار سو تیری

شب فراق مین اکدم نہین قرار آیا
خدا گواہ ہے شاہد ہے آرزو تیری

دماغ اپنا بھی اے گلبدن معطر ہے
صبا ہی کے نہین حصے مین آئی بو تیری

پڑھا ہے ہمنے بھی قرآن قسم ہے قرآن کی
جواب ہی نہین رکھتی ہے گفتگو تیری

مری طرف سے صبا کہیو میرے یوسف سے
نکل چلی ہے بہت پیرہن سے بو تیری

فرشتہ بھی تجھے کہتے ہین پیشتر شاعر
یقین ہوا ملک الموت مین ہے خو تیری

یہ گردش فلک پیر سے ہوا ثابت
قوی ضعیف کو کرتی ہے جستجو تیری

شراب جام و صراحی حباب کھو دے گی
دکھائیگا ہمین کیفیتین سبو تیری

رہا نہ شبہ ہمین اسکے حلقہ ہونے سے
یہ عقدہ نان نے کھولا کمر ہے مو تیری

جو ہووے دسترس اسکا بھی پاے قاتل تک
حنا بھی لائیگا شوخی مرا لہو تیری

شب فراق مین اے روز وصل تادم صبح
چراغ ہاتھ مین ہے اور جستجو تیری

ہوا ابر گریہ کنان ہے تو برق خندہ زنان
کسی مین خو ہے ہماری کسی مین خو تیری

یہ چاک جیب کے حق مین دعا رجنون ہے
نہو وہ دن کہ درستی کرے رفو تیری

کسی طرف سے تو نکلے گا آخر اے شہ حسن
فقیر دیکھتے ہین راہ کو بہ کو تیری

چمن مین صبح کو جاکر نہ منھ دکھانا تھا
بیرنگ آئینہ حیران ہے آب جو تیری

زمانے مین کوئی ایسا نہین ہے سیف زبان
رہے جو معرکے مین آتش آبرو تیری

غزل ولی

دیکھ دستار بسنتی ساقی سرشار کی
کھل گئی ہین آج آنکھین نرگس بیمار کی

بات رہجاویگی قاصد وقت رہنے کا نہین
دل تڑپتا ہے شتابی لا خبر دلدار کی

بات کہنے کا کبھی جو وقت پاتا ہے غریب
بھول سب جاتا ہی وہ کچھ دیکھ صورت یار کی

معرکہ مین عشق کے ہر بوالہوس کا کام کیا
دیکھ حالت کیا ہوئی منصور سے سردار کی

اے ولی اُس بیوفا کی مہربانی پر نہ بھول
دل کا دشمن ہے مگر کرتا ہے باتین پیار کی

غزل ذوق

ہون یہ لاغر جھک گئے قامت ایک خس کے بوجھ سے
جون کیا وہ ہلتا ہے پاے مگس کے بوجھ سے

یہ اسیری مین گران خاطر ہون مین جاتا ہے ٹوٹ
آہنی قلاب بھی میری قفس کے بوجھ سے

زندہ تو دبے ہی اور تیرے ہی مردہ آپ مین
بوجھ شاید جسم کا ہے کم نفس کے بوجھ سے

مت لگا لے عشق دل کے آبلے پر نیش غم
ٹوٹ جاویگا یہ گنبد اس قفس کے بوجھ سے

باندھ دے ناقہ کی گردن مین دل نالان قیس
بوجھ کم ہو اسکا اے لیلی جرس کے بوجھ سے

نکلے دنیا سے کہان احمق اٹھا کر بار حرص
رہگیا یہ تو گدھا دلدل مین پھنسکے بوجھ سے

کیا ہوا دل نے لیا گر ایک کوہ غم اٹھا
یہ نہین اے ذوق دبتا ایسے دس کے بوجھ سے

غزل موج

ڈرتا ہون جدا مجھسے مرا یار نہو جاے
یہ زندگی میری کہین دشوار نہو جاے

دفنا یو ہرگز نہ مری لاش کو یار و
جبتک کہ جنازے پہ مرا یار نہو جاے

جلدی سے پلا ساقی مجھے وصل کی دارو
رخصت کہین دنیا سے یہ بیمار نہو جاے

ساقی تو اسے جان کے مست کیجیو مدہوش
ایسا تو نشا پی کہین سرشار نہو جاے

ڈرتا ہون تری شوخ شرارت سے پریرو
رسوا نہ کہین تو سر بازار نہو جاے

اے موج تجھے خوف نہین کیا دل وحشی
الفت مین کسی بت کے گرفتار نہو جاے

غزل دائم

عاشق کی یاد کیون نہ کرے دلبری پری
باتین تمھاری بھولی ہین جادو گری پری

سرسبز ہو نہ سبز پری تیرے سامنے
پوشاک سبز پہنکے بیٹھے ہری پری

جلجاوے غم کی آنچ سے آتش پری کا دل / جب دیکھے تیرے بر مین لباس زری پری

دیوانے ہین جو رہتے ہین تجھسے پرے مین ہم / آہن دلون سے اتنی نکر زرگری پری

شیشہ کے بیچ جبکہ اوتارینگے ہم تجھے / پیر دار کی رہیگی تری سب دھری پری

چوڑہ عالم کو چھوڑ کے دائم ترے سدا / دیوانہ بن کے وان بھی پکارا پری پری

غزل دلبر

مرتا ہون ترے عشق مین سرشار خبر لے / ٹک میرے دل زار کی اے یار خبر لے

اے باد تو ہی جا کے ذرا شوخ سے کہنا / مرتا ہے کوئی جا پس دیوار خبر لے

اللہ ہی بچاوے مجھے اس آتش غم سے / یا تو ہی مہر کھا کے مری یار خبر لے

کیون یار بھلایا ہے مرے دل کو تو یکبار / مرتا ہے ترا طالب دیدار خبر لے

کوچے مین ترے آنیکی طاقت نہین اے یار / مرتا ہے پڑا بر سر بازار خبر لے

یہ حال مرا دیکھ کے کہتے ہین طبیبان / بچتا ہے کہین عشق کا بیمار خبر لے

اے نازنین جو ناز اٹھاتے ترے دلبر / پوچھین گے کبھی کوچہ و بازار خبر لے

غزل سراج

خبر تحیر عشق سن نہ جنون رہا نہ پری رہی / نہ تو تو رہا نہ وہ مین رہا جو رہی سو بے خبری رہی

شہ بیخودی نے عطا کیا مجھے اب لباس برہنگی / نہ خرد کی بخیہ گری رہی جنون کی پردہ دری رہی

چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا / مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری رہی

نظر تغافل یار کا گلہ کس زبان سے بیان کرون / کہ شراب صد قدح آرزو خم دل مین تھی سو بھری رہی

وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخہ عشق کا / کہ کتاب عقل کی طاق مین جو دھری تھی یونہین دھری رہی

ترے جوش حیرت حسن کا اثر اسقدر سے یہان ہوا / نہ تو آئینہ مین جلا رہی نہ پری مین جلوہ گری رہا

کیا خاک آتش عشق نے دل بینوائے سراج کو / نہ حذر رہا نہ خطر رہا مگر ایک بے خبری رہی خدا رہی

غزل قلندر

بے نصیبی پہ دلا اپنی عبث روتا ہے | جو لکھا کاتب قدرت کا وہی ہوتا ہے
سفر ملک عدم تجکو ہے آخر درپیش | خواب غفلت سے تو بیدار ہو کیا سوتا ہے
نہین ممکن کہ مغیلان سے جو ہووے پیدا | پھل بھی کھاتا ہے وہی جو کوئی کچھ بوتا ہے
کرلے کچھ کام غنیمت ہین یہ ایام حیات | بازی و لعب مین کیون عمر کو تو کھوتا ہے
غم کی بیچش سے قلندر نکرو دلکو تنگ | عشق کا دام بلا ایسا ہی کچھ ہوتا ہے

غزل سودا

جون غنچہ تو چمن مین بند قبا کو کھولے | پھر گل سے لے پیارے بلبل کبھو نہ بولے
آ دیکھا وہ چمن مین تڑکے ہی میکشی کو | شبنم سے کہدے بلبل پیالے گلونکے دھولے
باغ جہان مین آکر کچھ ہمنے پھل نپایا | اکدل ملا کہ جسمین ہین سیکڑون پھپولے
ایسا ہی جاؤن جاؤن کرتے ہو تو سدھارو | اس لیہ کل جو ہونی سو آج ہی وہ ہولے
کم بولنا ادا ہے ہر چند پر نہ اتنا | سند جائین چشم عاشق تو بھی وہ لبنہ کھولے
چشم پر آب ہون مین جون آئینہ حبابی | اُڑ کر کے پڑگئے ہین چھاتی مین سب پھپولے
کون ایسا ہے کہ یہ سودا گلی مین آ سکی | اتجکو لے چلین ہم دل کھول کرکے رولے

غزل عشرت

شب فراق مین دلبر قلق ابھی سے ہے | سحر ہے دور مرا رنگ فق ابھی سے ہے
ابھی لکھا ہی نہین حال دل کا اے قاصد | ہوا ہے شوق مین اوڑتا ورق ابھی سے ہے
ہنوز دفن ہوا ہی نہین ترا بسمل | کہ زلزلہ مین زمین کا طبق ابھی سے ہے
ارادہ سیر کا کرتا ہے جبکہ وہ گلرو | یہ ناز کی کہ جبین پر عرق ابھی سے ہے
کسی نے شام کے آنیکو کیا کہا عشرت | یہ منہ پہ آپ کے پھولی شفق ابھی سے ہے

غزل حیدری

باغ محفل مین ترے کل تو عجب دھوم رہی | راہ پائی نہ کہین باد صبا گھوم رہی

موتیا اور چنبیلی گل نسرین و گلاب
کیتکی مست ہو ڈالی پہ صدا جھوم رہی

پانون تو قتل ہوے یار کے لب سے لگکر
بیکلی تھی سو حنا بر کف پا چوم رہی

قافیہ ٹھیک نتھا کیا کرے پر حیدری حال
عقل بینے کیطرح اپنے تئیکن توم رہی

غزل قدرت

ہمصفیران چمن ہمسے چمن چھوٹے ہے
ہا ے اے شام غریبان کہ وطن چھوٹے ہے

غمزۂ شوق سے دل دیکے مین ایسا بھاگا
جیسے صیاد کے ہاتھونسے ہرن چھوٹے ہے

ابتلک تیرے شہید ونکے بن ہر مو سے
لاکھ فوارۂ خون زیر کفن چھوٹے ہے

شب ہجران کی مصیبت مین لکھون کیا قدرت
تن سے جان چھوٹی ہو اور جانسے تن چھوٹے ہے

غزل بلہار

دل کو پالا ہے بہت ہمنے خبرداری سے
تاز برداری سے ہوشیاری سے غمخواری سے

حسن صاحب کی شرافت پہ نظر کر بیٹھے
جان گئے بوجھ گئے پہچان کے ہشیاری سے

ہمسے باطن مین خفا غیر و نپہ ظاہر مین خفا
یہ تو امید نہ تھی شرط وفاداری سے

سادگی پردہ ستمگار کے دھوکا پایا
اپنا ایمان لرزتا ہے یہ عیاری سے

شکر حق صبر کی دولت کہ شب ہجر کے دن
وصل حاصل ہوا طالع کی مددگاری سے

ناز و خط زلف ادا چشم و مژہ اور ابرو
سب کے سب دشمن قاتل ہین مری یاری سے

سو رہین آج لپٹ اپنے صنم سے بلہار
نیند آتی ہے شب ہجر کی بیداری سے

غزل شادان

معشوق کے آنے کی شتابی خبر آوے
اللہ کرے دل کی یہ امید بر آوے

خورشید خجل ہوکے چھپے ابر کے اندر
محفل مین اگر آج وہ رشک قمر آوے

کرتا ہے نثار اسپہ فلک خوشے پروین
کانون مین کرن پھول پہنکر اگر آوے

کس کام کا وہ نخل جسے پھول نہ پھل ہو
ہر شاخ وہی خوب کہ جسمین ثمر آوے

آتا نہیں دلدار نظر کس سے کہوں ہیں | ہیں منتظر آنکھیں کہ کوئی پل نظر آوے
شاداں تو خوشی اپنی سے کہہ مطلع ثانی | معشوق جو آغوش میں تیری اگر آوے

غزل جرأت

لے آئینہ نانگ اُسنے جو یکبار نکالی | ظلمات سے کیا راہ نمودار نکالی
وہ کشتۂ الفت کہ دم نزع میں جیتے | منھ سے نہ شکایت کبھو اے یار نکالی
سو آج ترے کوچے کے باشندوں نے ظالم | لاش اُس کی بلطا ہر سر بازار نکالی
نظارہ کا گر شوق نہ تھا اُسکو تو اُسنے | کیوں بام پہ کھڑکی سر بازار نکالی
ہمسایہ بجھانے لگے سب اپنے گھر ونکو | میں دل جو اک آہ شرربار نکالی

غزل رضا

جب شکر کے اپنے لب لعل سے سنائی گالی | مجھے میٹھی لگی خوش ہو کے میں کھائی گالی
کیا حلاوت تھی تری گالی میں اللہ اللہ | قند مصری سے گر تھی یہ بنائی گالی
چھیڑ کے تیرے تئیں آپ ہم کھاتے ہیں | عاشقوں کو تو ہے یہ دودھ ملائی گالی
ترش رو ہو کے شکر لب جو مجھے دیتا ہے | وصف رکھتی ہے کھٹائی میں مٹھائی گالی
اے رضا تیری زبان پر تو ہیں شیر و شکر | یہ نئی طرح کی اب تو نے بنائی گالی

غزل شاہ ظفر غفر اللہ ذنبہ

جلوہ جو اُسنے دکھایا مرا جی جانتا ہے | پھر خدا ہی نظر آیا مرا جی جانتا ہے
اُٹھ گئی میری زبان سے تو جہان کی لذت | جو مزا عشق میں پایا مرا جی جانتا ہے
میں خطاوار ہوں خط کیونکہ لکھوں اے صاحب | جیسا لوگوں نے سکھایا مرا جی جانتا ہے
کون کہتا ہے ترے عشق سے انجان رہا | جیتے جی تو نے جلایا مرا جی جانتا ہے
اے ظفر اُس گل خنداں کی محبت تجھکو | دمبدم اُسنے ستایا مرا جی جانتا ہے

غزل بیدار

کون اب بازار خوبی مین ترے ہم سنگ ہے — حسن کی میزان مین تیرے مہر و مہ پاسنگ ہے

سرمئی آنکھون کا تیرے جو کوئی بیمار ہے — ایک میل اُسکے تئین رکھنا قدم فرسنگ ہے

مین جو دیوانہ ہوا سرخیل ارباب جنون — ہاتھ مین پتھر لیے ہر طفل میرے سنگ ہے

جاے تکیہ عاشقون کا خانمان ہر وقت خواب — زیر سر کوچے مین تیرے خشت ہے یا سنگ ہے

سخت زاری ہے مجھے ظالم تری سنگین دلی — آہ مثل آسیا کے سنگ اوپر سنگ ہے

وہ سدا گرد [illegible] کرے ہے آسیا پھر پھر مدام — مشت گندم کے لیے چھاتی پہ پتھر سنگ ہے

اُس جواہر پوش کے دیکھین جو ہین یاقوت لب — اُسکی رنگینی کے آگے لعل بھی یا سنگ ہے

غزل نصیر دہلوی

دل کہین میرا گرفتار ہوا چاہتا ہے — پھر مجھے عشق کا آزار ہوا چاہتا ہے

دیکھ لینے دو مجھے اور بھی یار و اُس کو — بند اب روزن دیوار ہوا چاہتا ہے

باتین کرتا ہے رکاوٹ کی خدا خیر کرے — یار درپے ستم یار ہوا چاہتا ہے

روز گل کھاتا ہون فرقت سے ترے سینے مین — سینہ اب تختۂ گلزار ہوا چاہتا ہے

آج شب وصل کی خفتگی سے کٹی ہاے نصیر — دن جدائی کا نمودار ہوا چاہتا ہے

غزل قدرت اللہ

کسکی نیرنگی کی یہ برق دل مانوس ہے — جو شرر دل سے اُٹھا سر جلوۂ طاؤس ہے

حسن کو اپنے ہوا دارون سے کاوش ہر مدام — ہر طپش یان شمع کی برق دل فانوس ہے

ایک ہی پردے کی گر سمجھو تو یہ سب ہین الاپ — گر صداے بانگ ہے یا نغمۂ ناقوس ہے

کل ہوا اس طرح سے ترغیب دیتی تھے مجھے — ق — تھوڑا ملک روس ہے اور سرزمین طوس ہے

گر میسر ہو تو کیا عشرت سے کیجیے زندگی — اس طرف آواز طبل و دھر صدا کوس ہے

صبح سے تا شام چلتا ہوے گلگون کا دور — شب ہوئی تو ماہرویان سے کنار و بوس ہے

سنتے ہی عبرت یہ بولی ایک تماشا مین تجھے — چل دکھاؤن تو جو قید آز کا محبوس ہے

لیگئی یکبارگی گور غریبان کی طرف
جس جگہ جان تمنا سب طرح مایوس ہے

مرقدین دو تین بتلا کر لگی کہنے مجھے
یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے

پوچھ تو انسے کہ جاہ و حشمت و دنیا سے آج
کچھ بھی انکے ساتھ غیر از حسرت و افسوس ہے

کل تو قدرت پاسے خم رکھتے تھے تسبیح ریا
آج رہن جام سے ہین خرقۂ سالوس ہے

غزل مولائی

دل ہوا پاے بزنجیر خدا خیر کرے
دام ہے زلف گرہ گیر خدا خیر کرے

کسکی آمد ہے صبا آج جو گلشن کی طرف
کہتی ہے بلبل دلگیر خدا خیر کرے

سرخ پوشاک پہن بیٹھے ہو جا تخت اوپر
کسکی ہے قتل کی تدبیر خدا خیر کرے

شب کو بسمل سے مجھے بستر پہ تڑپتے دیکھا
ہنسکے بولا مہ تنویر خدا خیر کرے

کل عیادت کو جو آیا تو یون کہتے ہین طبیب
ہوئی مولائی کی تو قہر خدا خیر کرے

غزل قدوی

آہو بھی خجل ہوئے مصور ذرا دم لے
تصویر لکھی جاتی ہے نرگس کا قلم لے

دیکھا نہین تو احمد مختار کا لشکر
جبریل بھی جس فوج مین چلتا ہے علم لے

گرمی سے عرق ہوگئے جلتے ہوئے یہ اشک
اس سایۂ مژگان کے تلے بیٹھ کے دم لے

ہم دلکو گوان بیٹھے تصور مین اسی کے
اور پھر بھی تعقل سے چلے راہ عدم لے

اسبات کی پرسش کے لیے شیخ ہوئے تم
کعبے کو چلے نام خدا نام صنم لے

یہ بارگہ شیر خدا جاے ادب ہے
مجنون کو صدا پہونچی ہے تو اس سے رقم لے

ناحق کی یہ تہمت ہے مجھے غیر کی صاحب
گر تیرے سوا غیر کو چاہین تو قسم لے

راتون کے تئین چونک پڑے نیند مین رستم
گر خواب مین دیکھے اسد اللہ کے حملے

قدوی تو عبث اپنا گریبان ہے پکڑے
لیتا ہے تو دامان علی مستحکم لے

غزل فراق

چمن کوچۂ جانان سے صدا آتی ہے
ناز کرتی ہوئی جو باد صبا آتی ہے

کون بھرتا ہے دم سرد جو راتون کو مدام
ٹھنڈی ٹھنڈی ترے کوچے کی ہوا آتی ہے

کسکے مین دست حنائی کا ہون زخمی یارب
جو ہر اک زخم سے پھر بوے حنا آتی ہے

التجا یار کی رکھتا ہے سر شام سے دل
رات کیا آتی ہے اک سر پہ بلا آتی ہے

چھوڑ جاتا ہے جو وہ مجکو اکیلا گھر مین
در و دیوار سے رونے کی صدا آتی ہے

دوش سے تا بہ کمر اور کمر سے تا پا
جو نہین بل کھائی ہوئی زلف دوتا آتی ہے

جی مین آتا ہے مسیحا سے مین پوچھون جاکر
مرض عشق کی کچھ تمکو دوا آتی ہے

صبح کسطرح سے ہوگی شب تاریک فراق
نہ تو نیند آتی ہے مجکو نہ قضا آتی ہے

غزل وحشت

نگاہ یار ہمسے آج بے تقصیر پھرتی ہے
کسیکی کچھ نہین چلتی ہے جب تقدیر پھرتی ہے

کبھی تو کھینچ لاویگی اُسے گور غریبان تک
کہ مدت سے ہماری خاک دامنگیر پھرتی ہے

تری تلوار کا منھ ہمسے پھر جائے تو پھر جائے
ہماری آنکھ کب قاتل تہ شمشیر پھرتی ہے

مین اس لیلی کا دیوانہ ہون غافل جو ہی صحرا مین
بغل مین اپنے مجنون کی لیے تصویر پھرتی ہے

مقام عشق مین شاہ و گدا کا ایک رتبہ ہے
زلیخا ہر گلی کوچے مین سب لے تو فقیر پھرتی ہے

ترا دیوانہ جب سے اٹھ گیا صحرا کے وحشت مین
بگولے کی طرح سے ڈھونڈھتی زنجیر پھرتی ہے

غزل جرات

درد و غم عشق نے مارا مجھے
اب نہین دم لینے کا یارا مجھے

بات مین کس سے کرون اے مہربان
دھیان تو رہتا ہے تمہارا مجھے

ڈوب گیا پھر نہ وہ پایا یار
بحر محبت کا کنارا مجھے

چونک پڑا سنتے ہی آواز یار
مین یہی سمجھا کہ پکارا مجھے

ہجر کی شب دیکھیے اب کیا دکھائے
دن تو گیا روتے ہی سارا مجھے

اف نکردن نام کا جرأت ہو نہین		چیرے اگر عشق کا آرا مجھے	

غزل ایضاً

بال زلف یار کے رخسار تک آنے لگے
چشمۂ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے

آفتاب حسن کو مہتاب مینا دیکھکر
خانۂ خورشید مین ہم اشک ٹپکانے لگے

دیدیا سرمہ جرس کو کاروان کی شب آہ
جون بگولہ ہمرہان جنگل مین بھٹکانے لگے

عشق بھی سبقت کرے ہے تیغ خوب یار کو
جوکہ جوہر تھے نہان سب صاف دکھلانے لگے

غزل شاہ ظفر رحمۃ اللہ

مرغ دل مت رو یہان آنسو بہانا منع ہی
اس قفس کے قیدیون کو آب دانہ منع ہے

تیرے ہی دیوار سے اب ہمتو سر ٹپکا کرے
روزن دیوار تک آنکھین ملانا منع ہے

قتل کرکے مجکو اب سنگین دلون نے یون کہا
قتل ہوجانا ولیکن تڑپھڑانا منع ہے

مت تڑپنا دیکھنا خنجر تلے اے صید دل
عشق کے مقتل مین دست و پا ہلانا منع ہے

اے ظفر تمکو ہمیشہ چاہیے عشرت مدام
اب تمھین چالیس دن مہندی لگانا منع ہے

غزل دیگر

وہ صنم حال مرا کیا جانے
ہو نہین کس فکر مین خدا جانے

اسکے ملنے کی مجکو تہمت ہے
وہ کہان مین کہان خدا جانے

ہمتو روتے ہین ہنستے ہین اغیار
قدر بلبل کی زاغ کیا جانے

ہونٹھ چاٹا کرے وہ ساری عمر
لب شیرین کا جو مزا جانے

سنکے احوال میرا کہنے لگا
ایسا جھگڑا مری بلا جانے

ایسے سفاک سے ڈر دیارو
خون عاشق کا جو حنا جانے

بخدا اب کسی کے دوست نہین
انکو دشمن ہی جان کا جانے

غزل نظیر

ہم تو عاشق ہیں ترے ناز اٹھانے والے
تم سے کم دیکھے ہیں محبوب ستانے والے

بند کر قید محبت ہیں خبر لی نہ مری
دام میں جسکے پھنسے دام چھڑانے والے

کل شب وصل میں کیا جلد کٹیں تھیں گھڑیاں
آج کیا مر گئے گھڑیال بجانے والے

کل جو رستے میں ملاقات ہوئی تو یہ کہا
کہاں جاتے ہو طرحدار چلانے والے

گذری مدت کہ مرے ساتھ لپٹنے نہیں آئے
کیا ہوئے یار گلے ہمکو لگانے والے

یونہی اوقات گذرتی ہے مزیداری میں
نہ ملے چمن مزیدار دکھانے والے

اب کہ ملنا ہو نظیر یار سے کہنا جا کے
کیا بھلا ہم نہ رہے یار کو بلانے والے

غزل بادشاہ

یہ کس سمت کے آنیکی آرزو ہے
کہ ساقی لیے ساغر مشکبو ہے

بتاؤں میں کیا اپنا حال پریشان
عیان زلف دلدار کی موبمو ہے

چلو قبر فرہاد پر فاتحہ کو
اگر آب شیریں سے لازم وضو ہے

نکلجائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دلکی حسرت یہی آرزو ہے

گلستان میں جا کر ہر اک گل کو دیکھا
نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو ہے

ستایا ہے ناحق ہمیں تو نے ظالم
یہ انصاف اللہ کے روبرو ہے

کیا چاک وحشت نے ایسا گریبان
نہ سینے کے قابل نہ جائے رفو ہے

شفق بنکے گردون پہ ہوتا ہے ظاہر
یہ کس کشتۂ بے گنہ کا لہو ہے

عبث مجکو ہنس ہنسکے دیتے ہو گالی
زبان کو سنبھالو یہ کیا گفتگو ہے

اگر اب کی باری شب وصل بولا
چھری اور مرغ سحر کا گلو ہے

سمایا ہے جبسے تو آنکھوں میں میری
جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

ہے سایۂ پنجتن بادشاہ پر
خداوند عالم نگہبان تو ہے

غزل [illegible]

اسقدر ہین جو کردن یار بڑائی تیری
عقل حیران ہے مری دیکھ صفائی تیری

آفرین کیجیے میان تیرے مصور کے تئین
جسنے اس خوبی سے تصویر بنائی تیری

کیا کہون کس سے کہون کون کریگا آسان
سخت مشکل ہے مرے حق مین جدائی تیری

یہ جدائی جو جہان بیچ ہوتی پیدا
کیا خدا خالی بھی رہتی یہ خدائی تیری

روز محشر کے خدا پوچھیگا سختی سے مجھے
تو مین اسے دوست دلا دنگا دہائی تیری

یا محمد ترا در چھوڑ کہان جاے غریب
بادشاہی سے تو بہتر ہے گدائی تیری

غزل ٹ

مجکو چاہ ذقن دکھاتا ہے
تیرا یوسف کنوئین جھکاتا ہے

دیکھیے کسکی پیاس بجھتی ہے
خنجر آبدار لاتا ہے

ساتھ مینا شراب لیے ہے کے
ساقیا مجکو یاد آتا ہے

ترش ہوکر کے منھ پھراتا ہے
زہر قاتل مجھے پلاتا ہے

شب کو مہ رو جو وہ نہاتا ہے
چاند غیرت سے ڈوب جاتا ہے

دل مرا ہے مثال شیشہ کے
کس لیے خاک مین ملاتا ہے

شمع محفل کا مجکو سمجھا ہے
شاید اسواسطے جلاتا ہے

دیربازی سے چشم رکھتے نہین
لن ترانی کسے سناتا ہے

نہین ملتے تو خوش رہو پیارے
بندہ بھی تمسے ہاتھ اُٹھاتا ہے

غزل فیض

کردیے باغ کے در بند نگہبانون نے
آخرش کھول دیے آکے مہربانون نے

تاب آئی نہ مجھے بھر کے نظر دیکھے سے
کر شرے ہات پریزاد و دنپہ انسانون نے

دنکو ہے چین نہ مجھ راتکو آتی ہے نیند
تجھیہ گل کھائے پری بہے وفاداردن نے

طعنے سب دیتے ہین احباب و غمخوار دنھین
فیض کیا پاے یہان شمع سے پروانون نے

غزل طور

بزم مین رونے لگے یارون کے سمجھانے سے
راز دل چھپ نہ سکا اشکون کے بھر آنے سے

دل بیتاب شب تار مین کیا ہی اُلجھا
یہ ہی ؤ زلف کہ سلجھے نہ کبھو شانے سے

ہاتھ گر دل مین نہ ڈالو نہ ملو تم ہو وہی
جو خفا ہو گئے تھے غیرون کے بہکانے سے

محتسب جاوے الٰہی کہین میخانے سے
دلکو شیشے سے ملون آنکھون کو پیمانے سے

اے مسیحا ترے جانے سے مین مرجاتا ہون
جان آجاتی ہے تن مین ترے آجانے سے

طور مذہب ترا کیا ہے کہ تجھے کہتے ہین
کبھی مسجد سے ہے نکلے کبھی میخانے سے

لیلے کل تیر اور کمان تو نے
میری خاطر کیا نشان تو نے

کس سے رہتا ہے جو کو اکب سے
زرہ پہنی ہے آسمان تو نے

بال سا کر دیا میان رکن سے تے
او میان تو نے او میان تو نے

دل مین جان مین جگر مین لے الفت
آگ دی ہے کہان کہان تو نے

چشم پوشی مین اے تصور یار
کیا دکھا یا ہمین سمان تو نے

خاک کسواسطے نہ دی اے قیس
سگ لیلی کو اُستخوان تو نے

آکے سو مجکو اے حرارت عشق
کر دیا مثل زعفران تو نے

غزل سودا

گل پھینکے ہے اورون کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

کیا ضد ہے خدا جانیے مجھ ساتھ دگر نہ
کافی ہے تسلی کو مرے ایک نظر بھی

اے ابر قسم ہے تجھے رونے کی ہمارے
تجھ چشم سے ٹپکا تھا کبھو لخت جگر بھی

اے نالہ صد افسوس جوان مرنے پہ تیرے
پایا نہ تنک دیکھنے مین روے اثر بھی

کس ہستی موہوم پہ نازان ہے تو اے یار
کچھ اپنی شب و روز کی ہے تجکو خبر بھی

تنہا ترے ماتم مین نہین شام سیہ پوش
رہتا ہے سدا چاک گریبان سحر بھی

سودا تری فریاد سے آنکھون مین کٹی رات ۔ آئی ہے سحر ہونے کو ٹک تو کہین مر بھی

غزل درد

اے چشم مرے موتیون کا ہار نہ ٹوٹے ۔ سب اشک مسلسل رہین اور تار نہ ٹوٹے
ہم پا برہنہ چلے صحرا کو نکل کر ۔ ہر چوب پکاری کہ مرا خار نہ ٹوٹے
صیاد سے بلبل نے کہا رو کے قفس مین ۔ مین موئی بلا سے پہ یہ گلزار نہ ٹوٹے
کل رات صراحی نے لی میخانے مین ہچکی ۔ کہنے لگی پیالے ستی خمار نہ ٹوٹے
دل درد کی باتین نکر و ہم سے جی جانی ۔ یہ رشتہ ہے نازک ہے میان تار نہ ٹوٹے

غزل مصحفی

لاف خوبی تری عارض پہ جو گلشن مارے ۔ آتش رخ پہ صبا طیش سے دامن مارے
کیا غضب ہے جو تو غرفہ مین کھلے بال پھرے ۔ اور نظارہ ترا دیدۂ روزن مارے
ہے یہ خوش حال آنکھون کا جو ترے کوچے مین ۔ خاک بینڈے پہ سے بیٹھے ہین آسن مارے
دشمن و دوست کو الفت نے تری ایک کیا ۔ تجھ پہ ہاتھ نہ کیون شیخ و برہمن مارے
ہم ترے واسطے اے غیرت لیلی اب تک ۔ قیس کی طرح پڑے پھرتے ہین بن بن مارے
وہ جو آنکھین ہین تری رہزن و خونی کافر ۔ قافلے لوٹ لیے سیکڑون رہزن مارے
ضبط سے مصحفی اب کام مرا در گذرا ۔ کب تلک غم مین کسی کے کوئی تن من مارے

غزل نور

موا جاتا ہون ترے ہجر کے مارے آرے ۔ مرے جانی مرے دلبر مرے پیارے آرے
آرہ تو سر پہ چلا میرے و لیکن مین تو ۔ شوق مین تیرے کیے جاؤنگا آرے آرے
مدتین ہو چکین رہتے ہوئے اغیار کہین ۔ ایک دن رات کو مہمان ہمارے آرے
یاد کرکے وہ ترا چاند سا مکھڑا اے بے مہر ۔ بیٹھا گنتا ہون فلک کے ستارے آرے
نور بیتاب ہے از بسکہ جدائی سے تری ۔ رشک خورشید مرے ماہ کے پیارے آرے

غزل ؟

کسکو دکھلاؤن آبلے دل کے زخم آسے ہوئے ہین چھل چھل کے
اسکی نیرنگی پر فدا ہون مین گل بنائے ہین اسنے اس گل کے
زلف ناگن نے آپ کی صاحب دل لیا ہے ہمارا ہل ہل کے
تجھ سوا باغ کا یہ کیا احوال پھول کمھلا گئے ہین کھل کھل کے
اس خطا اپنی کی کرین توبہ رنج کھینچے ہین تمسے مل مل کے

غزل عاجز

عرق جب اس پری کے چہرۂ پرنور سے ٹپکے خجل ہو گل سے شبنم جون لہو ناسور سے ٹپکے
مری آنکھون سے خونی اشک یون گرتے ہین پلکون پر لہو سولی کے اوپر جون سر منصور سے ٹپکے
اگر کیفی سخن میرا نہال تاک کو پہونچے صراحی شاخ ہنجائے شراب انگور سے ٹپکے
اگر اس زلف مشک آمیز سے جبین مین بال آئے عجب کیا عطر و عنبر کا سہ فغفور سے ٹپکے
کرون فریاد در دربار کو جب یاد کر عاجز دم اسرافیل کا لہو ہو بانگ صور سے ٹپکے

غزل عاقل

اس رنگیلی نے جو ہاتھون کو لگائی مہندی کون سے باغ سے سج کیو منگائی مہندی
اشک گلگون سے ہوا اتفاق دتازہ جو درخت جسکی ڈالی سے سجن تمنے توڑائی مہندی
رشک عناب کہا دست حنائی کے تئین پور پور اپنی پہ جس وقت رچائی مہندی
اڑ گیا دیکھتے ہی رنگ شفق کا ناگاہ ایک ذرہ جو ہتھیلی کی دکھائی مہندی
ہاتھ مین سرخی نہ سمجھے کوئی عاقل اسکے کسی عشاق کا دل مٹھی مین لائی مہندی

غزل

دھر سے کب آتو رہ ہے شمشیر کسو کی پر قتل کے محضر پہ ہے تحریر کسو کی
بے رحم ہزار دنکو کیا قتل جو تونے ثابت نہ ہوئی ایک بھی تقصیر کسو کی

گل مین نے چمن مین جو لب غنچہ کو دیکھا
آنکھون کے تلے پھر گئی تصویر کسو کی

آتا ہے جو اس بیڑی کی جھنکار کا عالم
پر قید مین بھی ہل گئی زنجیر کسو کی

حاصل تجھے کیا ہے ارے سمجھانے سے اسکے
کب مانتا ہے وہ بت بے پیر کسو کی

دامان نسیم سحری وقت نشان ہے
شاید یہ کھلے زلف گرہ گیر کسو کی

غزل نظیر

تاب اسکی دیکھنے کی نہ لائے چلے گئے
کیا کیا جوان پری تھے جو آئے چلے گئے

دارا رہا نہ جم نہ سکندر سا بادشاہ
تخت زمین پہ سیکڑون آئے چلے گئے

آدم رہا نہ کوئی پیمبر رہا نہین
وہ بھی اسی زمین مین سمائے چلے گئے

عالم تھا یہ زلیخا کا یوسف کی چاہ مین
رقعے ہزار بیاہ کے آئے چلے گئے

دیکھا نظیر مین نے چمن مین جو آپ کو
مہندی بھرے جو ہاتھ دکھائے چلے گئے

غزل ؎

دردمندون سے نہ پوچھو کہ کدھر بیٹھ گئے
تیری مجلس مین غنیمت ہے جدھر بیٹھ گئے

ہے غرض دید بیان کام تکلف سے نہین
خواہ اودھر بیٹھ گئے خواہ ادھر بیٹھ گئے

مفت اُٹھنے کے نہین یار کے کوچے سے فقیر
ایک بوسہ کے لیے باندھ کمر بیٹھ گئے

پیر و مرشد کی قسم ہو کہ دہی لین گے وہی
جبکہ بستر پہ جمے کھول کمر بیٹھ گئے

کر گیا کام جو معشوق ستم نیزہ جھکا
سیکڑون مرغ ہوا باندھ کے پر بیٹھ گئے

غزل صبا

مرتے دم اے بیوفا دیکھا تجھے
ایک نظر دیکھا تو کیا دیکھا تجھے

اے پریرو مین دیوانہ کیون نہون
بال کھولے بارہا دیکھا تجھے

گریۂ بلبل پہ اسنے ہنس دیا
جسنے اے گلگون قبا دیکھا تجھے

مارے غیرت کے نہ نکلا آفتاب
بام پر جب مہ لقا دیکھا تجھے

دید مین ہرچند ہے نقصان جان — فائدہ اتنا ہوا دیکھا تجھے

بوے گلشن بھی نہ لائی تاقفس — بس ہوا ہو اے صبا دیکھا تجھے

غزل رضی

فندق پہ ترے دیکھی ہے جس شان کی سرخی — پہونچے نہ اُسے تجبہ مرجان کی سرخی

تعریف کرون چہرہ کی یا لب کی نزاکت — مسّی کی اددا ہٹ کہون یا پان کی سرخی

الماس نظر آتے ہین یاقوت کے مانند — پڑتی ہے کرن پہول پہ جبکان کی سرخی

قاتل مجھے ڈر ہے کوئی پہچان نہ لیوے — دہو ڈال ذرا گوشۂ دامان کی سرخی

گردن پہ ترے خون ہے فرہاد کا شیرین — دیتی ہے گواہی یہ گریبان کی سرخی

سنیے یہ غزل مجھ سی اب تازہ رضی کی — دکھلاؤن تمھین صاف گلستان کی سرخی

غزل ایضاً

قاصد لا دے خبر یار کے آجانے کی — جان جاتی ہے چلی ہجر مین دیوانے کی

آپ آئے نہ کبھی خط نہ کتابت بھیجی — سیکڑون راہ دکھائین ہمین ترسانے کی

چشم گریان ہے صدا سینہ بھی بریان ہے مدام — آرزو جی مین ہے بس جی سے گزر جانے کی

تو ملے غیر دنسے مین آنکھون سے اپنی دیکھون — حیف صد حیف کہ بس جاے ہے مرجانے کی

اے صبا بہر خدا کچھ مجھے تدبیر بتا — یا اُسے لاکے ملا یا مجھے لیجانے کی

گریہ زاری پہ مرے رحم نہین آئیگا — جب تلک چشم مری خون نہین برسانے کی

غزل ۴

اس قدر ہمبہ ناتوانی ہے — موے سر سے بھی سرگرانی ہے

میرے زخمون پہ مت رکھو مرہم — میرے قاتل کی یہ نشانی ہے

تلوے چھد چھد کے ہو گئے غربال — ہمنے صحرا کی خاک چھانی ہے

حال دل پوچھ لو طبیبون سے — کیون مرا رنگ زعفرانی ہے

چاہیئے زخم دل ہرے ہو جائین | پہنی پوشاک آسنے دہانی ہے

غزل سودا

ساونوں کے بادلون کیطرح جیسے بھرے ہوئے | یہ وہ نین ہین جس سے کہ جنگل ہرے ہوئے
اے دل یہ کس سے بگڑی کہ آتی ہی فوج اشک | لخت جگر کی نعش کو آگے دھرے ہوئے
پلکین تری کہان نہ صف آرا ہوئی کہ وان | افواج قاہرہ کے نہ برہم پرے ہوئے
آنکھون کو تیرے کیونکہ مین باندھون کہ یہ غزال | جاتے ہین میرے دلکی زراعت چرے ہوئے
بوندیکی جدھر دلن سے یہ پھرتے ہین یکدگر | اڑکے مجھ آنسودن کے نپٹ منگرے ہوئے
انصاف کسکو سونپیے اپنا بجز خدا | منصف جو بولتے ہین سو تجھسے ڈرے ہوئے
نزدیک اپنے رہنے سے مت کر ہمین تو منع | ہین لاکھ کوس جب ترے دلسے پرے ہوئے
مجلس مین چھوڑ کر کے جو تجھ لیبے شیخ جی | آئے تو پھر خدا نے کہا مسخرے ہوئے
سودا نکل نہ گھر سے کہ اب تجکو ڈھونڈھتے | لڑکے ہین پھرتے پتھرون سے جھولی بھرے ہوئے

غزل تابان

عشق کیا شے ہی کسی کامل سے پوچھا چاہیئے | کسطرح جاتا ہی دل بیدل سے پوچھا چاہیئے
کیا تڑپنے مین مزا ہے قتل ہو پیارے کے ہاتھ | اسکی لذت کو کسی بسمل سے پوچھا چاہیئے
جسنے اسکا زخم کھایا ہے اسے معلوم ہے | تیغ ابرو کی صفت گھائل سے پوچھا چاہیئے
یار کے ملنے کی ہم کوئی طرح پاتے نہین | طرح ملنے کی کسی واصل سے پوچھا چاہیئے
آہ و نالہ کی حقیقت دیکھتا ہون بیچ مین | کیا گذرتی ہوگی تابان دل سے پوچھا چاہیئے

غزل افسون

صدقے مین تیری زلف کے اور تار تار کے | دستار گل اُتار قبا بوٹے دار کے
بلبل نے وقت قید کے رو رو کے یون کہا | ق | صیاد واسطے ترے پروردگار کے
بیچو گے تو سہی ذرا اتنا تو کیجیو | دیکھ تو ہاتھون ہاتھ کسی نوبہار کے

یہ ہی وطن ہمارا ہے تم پوچھتے ہو کیا
ہم رہنے والے ہین اسی باغ و بہار کے

افسوس تو شاد رہیو زمانہ کریگا کیا
ہم ہین غلام اُس شہ دُلدُل سوار کے

غزل معین الدین

راضی ہین ہم اسی مین جو کچھ دلربا کرے
چاہے جفا و جور کرے یا وفا کرے

دل سا رفیق جسکا جدا ہوگیا ہو یار
وہ اپنی بیکسی پہ نہ روئے تو کیا کرے

جسنے ہمارے دوست کو ہمسے جُدا کیا
وہ بھی مراد اپنی نہ پائے خدا کرے

کہتا معین دین ہے تمھین میرے دوستان
آسان سبھون کی مشکلین مشکلکشا کرے

غزل نگین

تھے تو تم پردہ نشین خانہ نشین کیون نہوے
تھا تو پر دیکا مکان رستے لگے مکین کیون نہوے

وہ جو چلتا ہے زمین پر یہی آتی ہے ہوس
ہاے افسوس کہ ہم فرش زمین کیون نہوے

قبر عاشق پہ چلا وہ تو لگا یون کہنے
ہاے ہم آج کے دن زیر زمین کیون نہوے

آہ جس شخص پہ تم لطف و کرم کرتے تھے
حسرت آتی ہے کہ وہ شخص ہمین کیون نہوے

جیسے دیکھا تھا ترا نام نگین کے اوپر
خون ہوتا ہے یہ دل ہم وہ نگین کیون نہوے

غزل

چاک دامن کیے جانان ترے دیوانون نے
قید خانے کیے آباد پریشانون نے

نیم بسمل پہ تڑپتے مجھے دیکھا قاتل
شور عالم ہین کیا ہے ترے بیجانون نے

بل پہ اس کاکل مشکین کے شب تار ہین آ
دل دیے زلف پریشان کے پریشانون نے

فخر ان خاک کے پتلون کا نہو کیونکہ بھلا
ڈھونڈھا ہی عالم بالا ہین بھی انسانون نے

میرے دلدار پہ دلبر شب معراج کی رات
غش کیے حور و پری قدسی و غلمانون نے

غزل

ہین وہ نہین ہون کہ تجھ بت سے دل اپنا جاے
پھر دل مین سجھے تو تجھسے مرا خدا پھر جاے

یقین ہے کہ جدھر کو وہ دلربا پھر جاے
شال قبلہ نما دل وہین مرا پھر جاے

الٰہی وہ نہ پھرے جسکے غم مین مرتا ہون
بلا سے حلق پہ گو خنجر جفا پھر جاے

پھرے زمانہ پھرے آسمان ہوا پھر جاے
بتون سے ہم نہ پھرین ہمسے گر خدا پھر جاے

بکھیر دیوے جو بالون کو اپنے مکھڑے پر
تو کیا عجب ہے کہ آئی ہوئی گھٹا پھر جاے

غزل

دیوانہ کیا بزم مین شب آکے کسی نے
بیہوش کیا چہرے کو دکھلا کے کسی نے

تکرار جو کی بوسہ کے لینے مین بہت سی
دین گالیان آخر مجھے جھنجھلا کے کسی نے

کچھ دست درازی کا کیا قصد تو ہے ہے
جھٹکا کے مرے ہاتھ کو شرما کے کسی نے

رکھا ہاتھ مرے سینہ پہ گلدستہ نرگس
مارا مجھے دیدار سے ترسا کے کسی نے

سمجھا مجھے دیوانہ سا اُس شوخ نے اکبار
دل چھین لیا مفت مین بہلا کے کسی نے

غزل نیاز

صنم ہے گلبدن ہے مہ جبین ہے
بھلا کہیے وہ کیا کیا کچھ نہین ہے

وہ سب جا ہے وہ کس جاگہ نہین ہے
غرض اسکو جہان دیکھو وہین ہے

گیا اودھر کو پھر ادھر نہ آیا
عجب کوچے کی تیرے سرزمین ہے

مرے اشکون کا اور نالون کا شاید
زمین و آسمان عرش برین ہے

نہو جسکے مقابل حور و غلمان
صنم نام خدا وہ نازنین ہے

غزل خلیق

مرغان قفس کرتے ہین سب نغمہ سرائی
کیا فصل بہاری کی چمن سے خبر آئی

عاشق کو تو نرگس نے نہین آنکھ دکھائی
کر چاک گریبان نسیم سحر آئی

اُس یار کے ملنے کی جو امید مجھے تھی
کیا راہ گئی بھول قضا تو کدھر آئی

جس گھر مین ہم رہتے تھے مرتے ہم اور یار
خالی جو مکان دیکھا مری چشم بھر آئی

اب یار کی لے جلد خبر اپنے مسیحا ۔ کیا فائدہ جو اس سے اجل کام کر آئی
گلشن مین کسی شخص کا اک ڈھیر ہی بلبل ۔ منقار مین لیجا کے وہان پھول دھر آئی
ایسا کوئی رسوا نہوا ہو گا جہان مین ۔ آفت جو خلیق جگر افگار پر آئی

غزل ذوق

سر بوقت ذبح اپنا اُسکے زیر پاے ہے ۔ یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جاے ہے
رخصت اے زندان جنون زنجیر در کھڑکاے ہے ۔ مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلاے ہے
ہان مرد طاقت رکے ہی ضعف سے سینہ مین دم ۔ دیکھیے لب تک مجھے کیونکر خدا پہونچاے ہے
واہ واہ شور محبت خوب ہی چھڑکا نمک ۔ استخوان میرے ہما کس کس مزے سے کھاے ہے
بس کر اے سوز درون بھن جائینگے دل اور جگر ۔ رحم جوش گریہ چھاتی پھر ابھی بھر آئے ہے
بل بے استغنا کہ وہ آتے ہی آتے رہ گئے ۔ اُف ری بیتابی کہ یان تو دم ہی اکھڑا جاے ہے
ذوق کو تو نزع مین بھی ہیگا تیرا انتظار ۔ جانب در دیکھ لے ہے جبکہ ہوش آجائے ہے

غزل ناسخ

پھر بہار آئی چمن مین زخم دل آئے ہوئے ۔ پھر مرے داغ جگر آتش کے پر کالے ہوئے
پائے نازک جب رکھا اُسنے ہماری قبر پر ۔ پارہ ہاے سنگ مرمر روئی کے گالے ہوئے
سبحہ گردانی ہوئی اعمال شب مین اسقدر ۔ دانون کے مانند ہاتھون مین مرے چھالے ہوئے
اے پری پیکر اگر نرگس تری بیمار ہے ۔ باغ مین لانے کو اپنی زیست کے لالے ہوئے
جب شب تاریک مین ہم کوے جانان کو چلے ۔ آگے آگے جاے مشعل آتشین نالے ہوئے
کسطرح چھوڑون یکایک اُسکی زلفون کا خیال ۔ ایک مدت سے یہ کالے ناگ ہین پالے ہوئے
واہ کیا تاثیر ہے اس روے آتشناک کی ۔ شعلہ جوالہ اُسکے کان کے بالے ہوئے
یاد جب آیا چمن مین وہ نہال باغ حسن ۔ یک قلم لبریز اشکون سے ہے تھالے ہوئے
وہ پری پیکر کہا کرتا ہے اکثر فخر سے ۔ اب تو ناسخ بھی ہمارے چاہنے والے ہوئے

غزل رمز

ہمین منظور آج انکو بلانا ہے بلانا ہے
بلا کر داغ دل اپنا دکھانا ہے دکھانا ہے

ہجوم داغ دل کیا پوچھتے ہو میرے سینے مین
خزانہ ہے خزانہ ہے خزانہ ہے خزانہ ہے

جگر میرا ترے تیر نگہ کا ایک مدت سے
نشانا ہے نشانا ہے نشانا ہے نشانا ہے

کہین کیا اس پری سے وہ مجھے کہنے نہین دیتا
دیوانا ہے دیوانا ہے دیوانا ہے دیوانا ہے

ہنسو کیونکر نہ غیرون سے کہ منظور آپ کو میرا
رولانا ہے رولانا ہے رولانا ہے رولانا ہے

شہادت سے مری ابتک زبان تیغ قاتل پر
فسانا ہے فسانہ ہے فسانہ ہے فسانا ہے

نہ بھڑکے دلمین رمز آگ کیون آنسو جاری ہو
کہ شیوہ ان رقیبونکا لگانا ہے لگانا ہے

غزل حکیم

خفا ہے وہ سیمبر ہو گیا ہے
تو خوان غم سے دل اور جگر ہو گیا ہے

ملے ہے جو رک رک کے وہ مجھسے شاید
مری آہ کا کم اثر ہو گیا ہے

کرے ہے جو بلبل پہ گل ناز ایسا
خزان سے کہین بیخبر ہو گیا ہے

ذرا لے خبر او مسیحا کہ تیرا
مریض اب چراغ سحر ہو گیا ہے

کہے کون تیرا پیام آتشی سے
حکیم اس سے سبکو خطر ہو گیا ہے

غزل فانی

عشق ہے دام بلا زلف پریشان مت دے
راہ بھولا ہے یہ دل خضر بیابان مت دے

ہجر مین یار کے پھرنا ہی مجھے کوہ و دشت
پا برہنہ ہے مرا خار مغیلان مت دے

تیغ ابرو نے تری مجھکو کیا ہے گھائل
نیم بسمل نہ ہون خنجر مژگان مت دے

سرخ چہرے پہ جو کھا پان وہ قاتل آیا
خون کرنے کو مرے خاک شہیدان مت دے

جوش دیوانگی ہے مجھپہ سراپا فانی
ہاتھ سکنے مین نہین چاک گریبان مت دے

غزل علی

ہم دل سے ہوئے احمد مختار کے بردے
لیتے ہین سکندر کے اب اقبال کو زر دے

تعریف لکھی جاوے کب اس نور خدا کی
یوسف سے کئی بکتے ہین خرگاہ مین بردے

آیا ہون ترے در پہ اے محبوب خدا کے
مشکل مری حل پھر خدا آپ ہی کر دے

تو شافع امت ہی ہین ہون عاصی جہان مین
امید ترے سے ہی ہے ہر کار مدد دے

ہم دل سے ہین مشتاق در ختم رسالت
پروا نہین جنت کی ہے زاہد کو خبر دے

ہے کون سوا تیرے شفاعت سے جہانکو
آزاد کرے امن ایمان روز حشر دے

بس فیض ترا عام ہے اے ساقی کوثر
اک جام محبت کا طلبگار کو بھر دے

چھتا ہے اگر افسر اقبال علی تو
سر اپنا محبت سے اسی خاک پہ دھر دے

غزل راسخ

نگران کبھو یہ جانب رخ دلفریب پری رہی
مری چشم مندنے مندنے تک تری محو جلوہ گری رہی

پس مرگ جسم نزار کا لہو خشک ہو گیا سب ولے
وہی خون رہا دل خونشدہ وہی چشم کی یہ تری رہی

تمہین گل کی جسنے بنایا بو کہان ان نے مجکو صبا ہو تو
وہان تم تو پردہ نشین ہوئے یہان مجکو دربدری رہی

مرے پاس جنس ہنر تو تھی ولے بود و باش تھی میری وان
کہ متاع بیش بہا سدا جہان جنس بے ہنری رہی

نہین ہوش والون پہ کچھ حسد مجھے رشک تھا تو انھین پہ تھا
جنھین تیرے جلوے کے سامنے مری طرح بیخبری رہی

یہ جواب ہے آخر عاشقی کبھی بیہوش ہو کبھی رفتگی
نہ وہ گریۂ دل شب ہا نہ وہ زاری سحری رہی

جگر اور دل سبھی رکھتے تھے ولے ہو سکا نکوئی کہ [illegible]
ہدف لے سکے ناوک ظلم کی یہ مری ہی بیجگری رہی

تجھے سونپ کر غم ہجر کے ہوئے یون جدا کہ نہ پھر ملے
مرے دل مین تا دم واپسین وہ امانت انکی دھری رہی

نہ تھی چشم راسخ خستہ دل کبھو خالی اشک سے [illegible]
شب و روز جام پر آب کی روش آنسوؤن سے بھری رہی

غزل جوہر

کھلینگے شکوے جبکہ تمہارا ادھر ہمارے ادھر تمہارے
تو کیا کیا گذریگا آہ دلبر ادھر ہمارے ادھر تمہارے

زبان ہے نہ سینے مین دل یہ بات جانے دو ہان تو کہنا
نہین تو مذکور ہونگے گھر گھر ادھر ہمارے ادھر تمہارے

ہمارے دلپر ہے داغ حسرت تمہارے منہ پر ہی داغ چیچک
یہ دونون چمکینگے مثل اختر ادھر ہمارے ادھر تمہارے

تمہین اب اپنی قسم ہی جانان ملو تو ایسا ملو کہ جسمین
غم جدائی نہ آوے دلبرا ادھر ہمارے ادھر تمہارے

ملونہین کیونکر ہوا ہون حیران اگرچہ دونون ہی خواہش
پھرین ہین جاسوس یان تو گھر گھر ادھر ہمارے ادھر تمہارے

ستم کا تم کیا جواب دوگے بھلا جو پوچھیگا تمسے خالق
جو ہونگے منصف بروز محشر ادھر ہمارے ادھر تمہارے

شراب ہے یہ سمجھکے پینا خراب کہتا ہی اسکو عالم
کہین نشہ مین کھلین نہ جوہر ادھر ہمارے ادھر تمہارے

غزل شرر

کیا نکلے سخن عاشق دلگیر کے منہ سے
کوئی بات سنی ہوگی نہ تصویر کے منہ سے

کسکی نگہ چشم نے مارا ہے طمانچہ
بہتا ہے لہو خنجر و شمشیر کے منہ سے

یوسف کو کیا قید جو زندان مین خوش ہو
آتی ہے صدا کان مین زنجیر کے منہ سے

طفلی مین ترے حسن کا مین وصف کہون کیا
ہین منہ سے جوانون کے ہر اک پیر کے منہ سے

دیتا ہے دعا تجھکو ثنا خوان یہ شرر جب
آمین کی صدا نکلے ہے تاثیر کے منہ سے

غزل تاثیر

زلف سیہ فام گلوگیر ہے
وحشی دل کے لیے زنجیر ہے

دام تری زلف کا مین چھوڑ کر
جاؤن کہان کونسی جاگیر ہے

مونس جان اس دل بیتاب کا
حال مرا صورت تصویر ہے

مرنے سے ڈرتا نہین جینے سے آہ
عشق عجب کیا تری تاثیر ہے

غزل عشاق

سحر و اسقدر اپنے لب تقریر مین ہے
جو پری سحر بیان ہے وہی تسخیر مین ہے

شرر طور نہ کیونکر ہو عیان تجھ سے اب
عالم صاعقہ قاتل تری شمشیر مین ہے

یار کی زلف مسلسل کا تصور ہے ہمین
اپنا آئینہ دل خانہ زنجیر مین ہے

جیسے لگتے ہی اڑ جاتے ہین مرغ بسمل
کیا یہ اعجاز مسیحائی ترے تیر مین ہے

گرمی بمبئی کیونکر ہو موافق عشاق
خانۂ خلد مرا ثانی کشمیر مین ہے

غزل تسخیر

کچھ نہین درکار مجکو ہے نشانی آپکی
ایک بوسہ دیجیے ہو مہربانی آپکی

ہان کرون تعریف کس منھ سے مین جانی آپکی
خلق مین ہوگا نہ لیکن کوئی ثانی آپکی

جب سنہرے بال دیکھون ہون کسی کے گلبدن
یاد آجاتی ہے فورًا نوجوانی آپکی

بس نہین بھولینگے پیارے جبتلک ہے دم مین دم
ہر جگہ کہتے پھرین گے یہ کہانی آپکی

کیون سنے ہرجائی عبداللہ بیٹھے بھی رہو
دی خدا نے چاند سی تصویر جانی آپکی

مرحبا جوش جنون تسخیر کہتے ہین اسے
کھینچ لائی اسکو آخر جانفشانی آپکی

غزل اخلاص

یاد چہرے کی زبان صبح و مسا کرتی ہے
بس تری آنکھون مین تصویر پھرا کرتی ہے

فرق نزدیکی و دوری کا بھلا کیا ہو وہان
کار قاصد کا جہان باد صبا کرتی ہے

اس گل خوبی کا رہتا ہے تصور ہر دم
سیر گلزار کی اب میری بلا کرتی ہے

شکوہ تقدیر سے کیا کیجیے اپنی قسمت
ورنہ اس طور کسیکو بھی جدا کرتی ہے

حال تو رنج فراقی کا ہوا ہمکو نصیب
آگے تقدیر بھلا دیکھیے کیا کرتی ہے

حسن وہ ہے کہ پری دیکھ کے غش ہوتی ہے
سب ادا اپنی ترے آگے قضا کرتی ہے

کیون تو دیتا نہین تشبیہ ہمارے رخ سے
حور فردوس سے آ آکے کہا کرتی ہے

درد سر اسکو ہے کیا عود ہے کیا یہ صندل
مہ جبین آکے جبین در پہ رکھا کرتی ہے

ہوتی ہے تجکو تو اخلاص رسائی ہر دم
واہ کیا کام تری طبع رسا کرتی ہے

غزل اخلاص

آپ گر مہتاب ہو پھر تجکو تارا چاہیے
ہے پری تسخیر شیشہ مین اتارا چاہیے

قتل کرتی ہے جوانون کو نظر کے تیر سے
اب زبان تیغ سے اسکو بھی مارا چاہیے

وصل کا وعدہ کیا ہے آج رشک حور نے — مثل جنت کے مکان اپنا سنوارا چاہیے
عشق زلف عنبرین کالی بلا ظلمات ہے — بحر ہمت کے شناور کو کنارا چاہیے
بادشاہی تجکو بس پھبتی ہے ملک حسن مین — سکہ ہر دل پر درم کے اب تمھارا چاہیے
دفتر عالم سے رنگ اڑ جائے بس بہزاد کا — ایسی اک تصویر کا نقشہ اوتارا چاہیے
بوستان دہر مین ہونگے قدم اوگل مرے — بال سے مژگان کے رستہ کو جھاڑا چاہیے
دیکھکر چلمن سے کیون مجکو پکارا کرتے ہو — عاشقونکو تیری آنکھون کا اشارا چاہیے
آشنائی غیر کی تصویر سے لائق نہین — ہر طرح سے دیکھنا نقشہ تمھارا چاہیے
بس ترے در پر رسائی ہو سدا یہ چاہ ہے — اوج قیصر چاہیے نہ تخت دارا چاہیے
مشتری اخلاص کی جب ہو سخن کی مشتری — اب بھلا کیا اوج پر اس سے ستارا چاہیے

قصیدہ نعتیہ

حق نے بخشی ہر نبی کو دو جہان کی سروری — رمز معنی خدائی ظاہری پیغمبری
باعث ذات مقدس کا نہوتا گر عروج — خلعت پیغمبری کی کوئی نہ پاتا افسری
اوج گردون پر قمر لگا غلام داغدار — پھٹ گیا اک آن مین کرتے اشارہ سرسری
تاب کی گرمی نہو وے اس مبارک جسم مین — خوف سے خورشید خاور کے ہے تن مین تھرتھری
پیشتر دنیا مین آنے کے شجاعی داب سے — سرنگون تھے خاک ذلت مین بتان آزری
کل جماعت انبیا سے نور ذات پاک نے — منزل صغری سے اور کبری تلک کی رہبری
ابتدا سے حضرت آدم سے اپنے وقت تک — تھا ہویدا نور احمد جیون فلک پر مشتری
بعد آسکے نوح کے طوفان مین اکر کی مدد — بخشدی حفظ و امان کی آسکے تئین کشتی گری
اور موسی سے بصد اشفاق کوہ طور پر — پنبہ سا جلکر رہے جب آپ کی جلوہ گری
غارت فرعون و ہامم قتل بن عوج عنق — غرق قارون دو قبطیان وسحر سامری
حضرت داؤد کے ہاتھون سے ٹوٹا سخت کفر — قصہ ہا لوت اور جالوت مین کی داوری

ابن مریم حضرت عیسیٰ کے تئین ہتان مین
چرخ گردون پر بٹھا کر دی مقام برتری

نیم شب دولت سرا مین ام ہانی کے رسول
خواب مین بستر پہ آسودہ ہوے تھی اک گھڑی

یاسوار و قدسی براق زرین حلہ پوش
کر ادب ناموس اکبر نے وہان دی حاضری

چوما انگشت مبارک اپنے لب سے ہو سعید
اور منگا کر روبرو معراج کی خلعت دہری

ہو سوار اسوقت پھر جا پہونچے اقصیٰ کو ترت
کی امامت آپنے نبیون کی پیچھے صف کھڑی

طے منازل کر گئے ہے منتہا تک پاک ذات
قدسیون نے کی زیارت پہن کر کسوت ہری

رہ گئے اپنے مکان پر حضرت روح الامین
نور سے پھر آگئے انکے کو دنے رفرف لگی

لیگیا اعلیٰ مکان پر جس جگہ کوئی نتھا
نور رب العالمین دیکھے بچشم انوری

اٹھ گیا پردہ حجاب خاص کا حاصل مراد
عاقبت واللہ اعلم کیون کیا پردہ دری

اس نشانی پر کہین ہین قطب عالم مصرع ایک
خود خدائی کی خود ہی کی پیغمبری

گلشن اسلام کو اس روز سے آئی بہار
اور درخت کفر کو پہونچی ہوا سے پت جھڑی

صبحدم مسجد مین آ اصحاب مین ظاہر کیا
لیک ادنیٰ سے و اعلیٰ تک تمام سکری

حضرت صدیق نے سنکر کہا صدق رسول
مصطفیٰ کے تھے مقرر وہ صحاب اکبری

دومی فاروق عادل وزہ دار شرع تھے
گلشن اسلام پر جس ذات سے صیقل کری

جامع القرآن ذی النورین عثمان باحیا
ریش انور انکی تھی خون شہادت سے بھری

سر رب العالمین جان رسول بوتراب
کفر کو توڑا علم کر ذوالفقار حیدری

حضرت خاتون محشر اور دو نون نور عین
جنکے تئین پہونچا الٰہی سے خطاب صابری

نعت پیغمبر مین رکھتا ہے فقیہہ دولت عظیم
از مناقب سروری بہتر نہین ہے شاعری

مستزاد شاہ ظفر غفر اللہ ذنبہ

ہون مین عاشق مجھے غم کھانے سے انکار نہین
کہ ہے غم میری غذا

تو ہے معشوق تجھے غم سے سروکار نہین
کھائے غم تیری بلا

دل و دین تیرے حوالے کیے کرتے ہی طلب — اور جو کچھ کہا سب
پھر جو بیزار ہے تو مجکو بتا اس کا سبب — میری تقصیر ہے کیا
بھیجے خط سیکڑوں لکھکر تمھیں ہشیاری سے — بڑی دشواری سے
تم نے بھیجا نہ جواب ایک بھی عیاری سے — یہ ہے قسمت کا لکھا
طلب بوسہ پہ کیون اتنا بڑا مانتے ہو — ہمین پہچانتے ہو
دیکھو ہم ہین وہی جانباز ہمین جانتے ہو — کرتے ہین جان فدا
ہے حیاتِ ابدی گر ہو شہادت حاصل — تیرے ہاتھون قاتل
تیرے آب دم شمشیر کو تیرا بسمل — سمجھے ہے آب بقا
کیا کہون تیرے مین انداز و ادا کا عالم — ہے ستم ہائے ستم
دیکھکر ہوش رہین کیا کہ نکلجائے ہے دم — اے بُت ہوش رُبا
نہ تو تقریر سے ہو کام نہ تحریر سے ہو — اور نہ تدبیر سے ہو
ہم تو کہتے ہین ظفر جو کہ ہو تقدیر سے ہو — ہے یہی بات بجا

مستزاد معزز

مین نے اب تک تو ترا عشق نباہا آہا — کھاکے سو طرح کے غم
وائے افسوس مجھے تو نے نہ چاہا آہا — یانی ظلم و ستم
خود بخود شب کو یکایک مین کہون کیا تجھے — تیرے بن گذرا جو کچھ
دل پردرد یہ پہلو مین کراہا آہا — یاد کر تجھکو صنم
کاہے رس کھاے کے تم روس رہے ہو بیتم — اُدکر پاکر دجی ہائے ہائے
جائے ہے جان مری منتی کر آہا آہا — پاپ ہو جائے دھرم
سا تو کھائل کیتی تقصیر کتی کی تینڈی — ہنڈی تو جان لینڈی
جھنڈری جا دان مین تری ترچھی لگا ہا آہا — کچھ نہین بیہ[illegible] ندی

یوٹی بیوسلے ورسے ہن سم لٹل ویٹ ہیر — کسکو ما ئے ڈیئر
میںڈ گو اپنی ڈیر یو فنارا ہا ہا آہا — ہائی ہوس ایو رئے کم
اتنا گو اپم تا میرہ اسیندہ کو سیٹو — ایدی ایم آن بالم
نرہو کھٹ کٹی نے ملا تر کو نڈی کا آہا — سوسی تو میںڈ ہی کنم
ایسے کا سے چوک زہالی سانگ سکیاشئن — پیو تلا اتا چے ان
جان ددہن دوگو روسے فارا ہاہا آہا — بازور ان کا ظلم
زاردی زاری زدر خودی زور توی — دیکھ دسے داخلہ دل
دیکھ معشوق و شائستہ ادا ہا آہا — کچھ نہین بیش نہ کم
وقت مستی چو کشیدیم ترا در بر خویش — ہیچو امید وصال
دیدہ ام از تو صنم چند ادا ہا آہا — کشتۂ ناز توام
صرفت العمر فی الہجر لقا یا صنمی — ثم باللہ کہ سن
ثم ہا ثم ہا اے ثم اہا ہا آہا — لیس بے شل صنم
حیف صد حیف ہے افسوس صد افسوس صنم — آیا پیغام اجل
چھٹ گیا زخم جگر سے مرے پھاہا آہا — اب نکلجا ویگا دم
ہین معز ترے سب شعر مسلسل موزون — شک نہین ہمین ذرا
یہ غزل جیسنے سنی اسنے سراہا آہا — تازہ کر تازہ رقم

مستزاد دہاپون

جا پھنسا طائر دل میرا بصد شوق پری — تری کاکل پہ صنم
تو اب آزار کسی طور کا اسے دے نہ ذری — لطف کر اور کرم
ہجر کے جور کی اب تاب نہین ہے مجھ مین — سچ یہ کہتا ہون بھلا
دلبرا بہر خدا اب تو ذری کر تو ہری — جان من کر نہ ستم

تری مسی کی دھڑی پان کی سرخی نے میاں
قتل کر ڈالا مجھے
دیکھ تو خنجر مژگان نے کیا کیسا بری
آرہا ہونٹھ پہ دم
اے زلیخا مین تری چاہ مین بربا دھوا
یہ گلا کس سے کرون
مثل سیماب کے بیتاب ہون فرقت مین تری
تجکو یوسف کی قسم
دل و دین دونون دیئے دولت ایمان بھی ساتھ
اس ہمایون نے تجھے
دلبری اسپہ بھی تو نے نہ ذری اسکی کری
یہ ہے سینہ پہ الم

مستزاد اکبر

اس عشق نے یارو مجھے دنیا سے اٹھایا
دیوانہ بنا کے
زلفون مین پریرو کے گرفتار پھرایا
پھر شانہ بنا کے
پھر شوق کے شیشہ مین شراب عشق کی اپنے
بھر بھر کے پلایا
پھر میرا تماشا سارے عالم کو دکھایا
مستانہ بنا کے
یہ دختر رز لگتی ہے ہر ایک کے منہ سے
افسوس اے ساقی
کیا نام رہا تیرا کیا تو نے ملایا
میخانہ بنا کے
بیدل کیا دلبر نے عبث اسلئے مرا دل
کس مکر و ہنر سے
پھر اسنے لگا کان کے بالے مین جھکایا
دردانہ بنا کے
نزدیک رقیبون کے صنم رات کو بیٹھا
مجلس کیا روشن
پھر اپنے شمع رو کے اوپر مجھکو جلایا
پروانہ بنا کے
غیرون کو بلا کر وہ لگا پاس بٹھانے
مدت سے کے گویا دوست
ہم دوست یگانے کے تئین دور بٹھایا
بیگانہ بنا کے
اکبر کی یہی عرض ہے اب حق سے شب و روز
گر اپنا تو طالب
دنیا مین اگر رکھتا ہے تو رکھ مرے خدایا
مردانہ بنا کے

مستزاد موج

اس کا کل پیچان معنبر کا ترے یار
ہم سے نہ کھول گیا
خوشبو ستی بالون کی معطر ہوا گھر بار
جون غنچہ سمن کھل گیا
ہیگا دل رنجور تری زلفون مین جانان
مت کیجیو شانہ
بس گر ہی پڑیگا نہین سنبھلے گا وہ بیمار
گر بال کہین ہل گیا
نعرہ کرون جس وقت اگر کوہ کو پاؤن
اُسے جلسے ہلاؤن
بس دیکھ کے نازک بدنی حسن کے سردار
وہ آپ سیتی ٹل گیا
یہ زندگی لائی تھی عدم سے ہمین اُس جا
یان آکے جو دیکھا
سب قافلے کے قافلے ہین ادھر ہی کو تیار
بس دیکھکے جی چل گیا
در پر مجھے آ دیکھ کے دھر قبضہ اوپر ہاتھ
کہنے لگا یہ بات
گر خون مین لوٹے گا ترے حسن کا سردار
گر ہاتھ کبھی چل گیا
اک عرض ہے یہ موج کی اب شیر خدا سے
کہتا ہون لگا سے
حل کیجیو مشکل مری اے حیدر کرار
تجھ نام کے مین بل گیا

مستزاد سراج

تجھ زلف کی یہ باس گئی مشک ختن مین
اے ناقہ آہو
پر مشک خطا سے
ہر غنچۂ دل تنگ ہوا پھول چمن مین
اے شوخ سمن بو
تجھ نکہ کی ہوا سے
ہو خار سی ہے اس پلک تجھ کف پا کو
ہے تجھ مین نزاکت
از بسکہ سراپا
جس وقت رکھے پاؤن تو بلبل کے چمن مین
اے دلبر گل رو
اس ناز و ادا سے
اعراب خط و خال فقط چشم ہے مطلق
مصحف ہی ترا منھ
اے آیت خوبی
ہے سورۂ اخلاص کی خواہش مرے من مین
بسم اللہ ہے ابرو
اے بدر رسا سے
ایک روز کہا مین نے صنم سے ہی مناسب
عشاق کے اوپر
سن بات ہماری

بیتاب ہین تجھ غم سے موے بعد کفن مین — کر رحم اے خوشنخو — بولا کہ بلا سے
سوگند مرے اس حال پریشان کی موہن — مانو تو کہون مین — کیون زلف پسیٹی
جمعیت دل بند ہے ہر ایک شکن مین — کھولو خم گیسو — اب مہر و وفا سے
یکبار تلطف سے پلا شربت دیدار — اے شوخ شفا دے — بیمار ہون غم کا
ہے مجکو برہ درد جگر مین نہ بدن مین — حاجت نہین دارو — کیا کام دوا سے
رکھ شوق عبث دل مین ترے شعر کو سن لے — ہر آن سراج اب — آتے ہین پریرو
تو دیکھ مری طبع کو ہر ایک سخن مین — کرتا ہون مین جادو — کیا طبع رسا ہے

مستزاد انشاء اللہ خان

لینے جو بلائین لگے ہم آپ کی چٹ چٹ — تو بول اٹھے جھٹ
چل جا اب لے رے واو زیر رو ہو پرے ہٹ — ہے سب یہ بناوٹ
ان آنکھون مین اب حلقۂ زنجیر کرون گا — ایسا ہی بلا ہون
چھوڑون نہ کبھی آپکے دروازے کی چوکھٹ — جبتک نہ کھلین پٹ
مرجائین لہو چھانڑ نہ کو لگا ہو وہ کیونکر — جو شخص کہ دیکھے
سرخی تری آنکھونکی اور ابرو کی کھچاوٹ — سر نیکے کھلاوٹ
کیا پھبتی ہے اب نام خدا وا پھرے آہا — ہونٹو نپہ تمھارے
اک بوسے کے صدمے سے دھوان دھار لاہٹ — مسی کی اودا ہٹ
لے واے ری بالیدگی اور چنپئی رنگت — یہ گات یہ سج دھج
اور جامۂ شبنم کی وہ چولی کی بناوٹ — بازو کی گلاوٹ
مت چھیڑ بے مجھے دیکھو ابھی سے کہنے لگو گے — اچھا کیا تمنے
چولی مری ٹکڑے ہوئی دامن بھی گیا پھٹ — لگجاد لگی پھر رٹ
لے عشق ادھر آو مہاراجون کے راجا — ڈنڈوت ہے تکو

گر بیٹھے ہو تم لاکھون کروڑون ہی کے سرچٹا	اک آن مین جھٹ پٹ
وہ سیج پڑی پھولون کی مخمل کے وہ تکیے	کمخواب کی توشک
پردے وہ تمامی کے وہ سونے کا چھپرکھٹ	اور اُسکی سجاوٹ
پھرتا ہے سما آنکھون مین ابتک رہی انشا	ہے ظلم اے کیون
باہم جو لپٹ سونے مین آجاوے رکاوٹ	وہ پیار کی کروٹ

مستزاد حسین

سویا ہے گلے لگ کے جو وہ یار پلنگ پر	کیا ناز و ادا سے
آتی ہے لپٹ پھولون کی مہکار پلنگ پر	اس بند قبا سے
ہے سرخ جو پوشاک تو اُس گورے بدن پر	سجتی ہے سجاوٹ
رکھتا ہے عجب طرح کا گلزار پلنگ پر	آنچل کی جلا سے
ساقی مین ترے صدقے ذرا جام کو بھردے	جو شوق سوا ہو
جو ساتھ رہون یار کے سرشار پلنگ پہ	سرمست نشے سے
ہے آرزو دل کی جو وہ آغوش مین آوے	خواہش ہے مری یہ
سو جاوے تو جاون مین بلہار پلنگ پر	منت یہ خدا سے
رنگینی ترے شعر کی سن سن کے حسین اب	مشتاق ہوا دل
تو خوش رہے اور پاس ہو دلدار پلنگ پر	ہر روز رضا سے

مستزاد معلم

یہ عرض اور سنو یا شہ زمین و زمن	مجھسے عاجز کی بھلا
رکھو آفات و بلایون ستی مجکو بہ امن	بھرشہ کربلا
و دنیا و دین مین مری شرم و حیا رکھ لیجیو	اور عزت دیجیو
اور مکافات عمل سے مجھے رکھنا احسن	اے شہ روز جزا

الغرض میری جو ہر بات مین آسانی ہو
اور نہ حیرانی ہو

کھول دو کلمہ شہادت سیتی میرا یہ دہن
تم مرے ہو رہنما

قبر کے بیچ مین آوینگے وہ منکر ونکیر
نہ کرین مجکو ذلیل

گرز اُنکے سے بچالیجو مری جان و تن
یا امام الانبیا

جب کہ ہو جاوے سوال اور جواب
نکرین مجھپہ عذاب

فضل رب کے سیتی ہو جاوے مری گور چمن
یا محمد مصطفیٰ

جبکہ ہو روز حشر کیونکہ گران وقت ہے وہ
اور بہت سخت ہی وہ

یا نبی لیجو مجھے بہر حسینؓ اور حسنؓ
اُسکی آفت سے بچا

تمھاری آل کے صدقے یہ معلم ہے غلام
ہے غلامان غلام

حشر مین پاس بلالیجو یا تحت عدن
کیا کہون اسکے سوا

مستزاد سراج

ہر صبح ملک بر فلک عالم بالا
قدر دیکھ سجن کا

تسبیح کرین سلمہ اللہ تعالےٰ
منکا لیے من کا

تجھ چہرہ زرتار کے تارون کی جھلک کی
آنکھو نہین نہین تاب

شاید کہ نمودار ہوا جگ مین اوجالا
سورج کی کرن کا

اے سرو سہی داغ جدائی کی خبر لے
رکھ عزم تماشا

پھولا ہے عجائب یہ ہزارا گل لالہ
تجھ دل کے چمن کا

تجھ ابروے خونریز کی شمشیر کی اوجھڑ
ہے جسکے جگر پر

کہتے ہین اسے جگ کے جوانمرد جوالّا
تجھ عشق کے رن کا

بر جاہے اگر ہوش سے بیہوش ہوا ہون
اے ساقی گلرو

مجلس مین محبت کے ہوا نشہ دوبالا
تجھ جام نین کا

نسبت سے ترے حسن کی ہوئی پھول کی پنکھڑی
تجھ پلک کے نزاکت آنکھیں کس جھاڑ کا پالا
دیدار کی سمرن ہے مجھ آنکھوں میں سراج آج
انگلیوں سے پلک کے لئے ہین ہاتھ میں مالا

توسب میں ہنر ارا
ہے پات سمن زا
بس کیوں نہ پھراویں
آنسو کے رتن کا

مخمس در مدح حضرت سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم از شہیدی

بیاں اس روئے روشن کے ہو کیا انوار بحید کا
ہے شمع لم یزل کا پرتوہ جلوہ محمدؐ کا
سراپا نور تھا اسواسطے سایہ نہ تھا قد کا
طلوع روشنی جیسے نشاں ہو شہ کی آمد کا

نبی جاں تھرتھرائے خوف سے شیطاں بھی گھبرایا
ہوا سایہ جہاں کے کافروں میں تہلکہ برپا
تہ و بالا ہوئے کعبہ میں یکسر لات اور عزّا
عجم میں زلزلہ نوشیرواں کے قصر میں آیا

اسی کے فیض سے کل دفتر عالم ہوا پیدا
اسی کے نور کا پرتو عقول عشرہ میں دیکھا
نہیں جز مبدہ فیاض کوئی ناسبق اس کا
دبستان ازل میں وہ معلم عقل کل کا تھا

محمدؐ مصطفیٰ باعث ہوئے ایجاد عالم کے
تمامی انبیا کو اسکی خلقت سے ملے رتبے
بڑھے اس کے سبب سے نوح و اسمعیل کے درجے
شرف حاصل ہوا آدم و ابراہیم کو اس سے

چمن بند قضا نقاش اس کی بزم رنگین مین
تدارک بند ہے ہمتاش اس کی بزم رنگین مین
ہر اک عرشی ہے حاضر باش اسکی بزم رنگین مین
چمن پیرائے کن فراش اسکی بزم رنگین مین
بہار آفرینش ایک بوٹہ اس کی مسند کا

بہانہ اس کے آنیکا نزول وحی قرآن تھا
فرشتہ تھا مگر ظاہر میں بنا شکل انسان تھا
غلاموں کی طرح آٹھوں پہر دونوں پہ قربان تھا
شب و روز اسکے صاحبزادونکا گہوارہ جنبان تھا
عجب ڈھب یاد تھا روح الامین کو بھی خوشامد کا

نہ قا بو بلبل و گل پر ہوا صبا و گل چین کو
رکھا آباد و شاداں گلشن دنیا کو اور دین کو
بنا تھا جسم اطہر وہ جہانکی زیب و تزئین کو
وہ اس عالم میں رونق بخش تھا حوروں کی تسکین کو

وہ مقصود لیکر حق سے شاہ بحر و بر آیا
عجب دریا دلی سے جا کے بے خوف و خطر آیا
جو اُس کی ہمت عالی کا دریا موج پر آیا
شب معراج چڑھ کر عرش پر دم میں اُتر آیا

نہ جانو فرق اک نقطہ کا احمد کو احد سمجھو
سراپا مظہر حق ظاہر و باطن میں ہے وہ تو
وہ خود مفتاح ہے مفتاح کی کیا اُسکو حاجت ہو
کشود عقدہ باطن میں کافی نام حق اُسکو

جہاں پرواز کرنے سے پر جبریل جلتا ہو
بھلا ایسے محل میں دخل پھر شیطان کا کیا ہو
وہیں مارا پڑے گو سو طرح کا بھیس بدلا ہو
گر افعی بن کے جا نکلے اُدھر ابلیس اندھا ہو

خدا کا ذکر دل میں بخشش اُمت کے لب پہ مائل
معانی تو اُدھر کے پر تلفظ میں اِدھر مائل
اِدھر مشغول تھا حق سے اُدھر تھا وعظ میں شامل
اِدھر اللہ سے واصل اُدھر مخلوق میں شامل

خواص اُسمیں نسخ کبریٰ میں تھا حرف مشدد کا

مثلث کو مربع کسطرح لکھتا کوئی یار و
احد میں میم آکر چار ارکان ہو گئے دیکھو
نہ ممکن تھا کسی ترکیب سے مفرد مرکب ہو
گذر وحدت سے کثرت میں نہووے ذات مطلق کو

سمجھکر گوشہ ایمان یہ دامن تیرا پکڑا ہے
مجھے کونین میں تیرے سوا اب آسرا کیا ہے
مرا دونوں جہاں میں تو ہی بس ملجا و ماوا ہے
بھروسہ ہر کسی کو اک حصار عافیت کا ہے

مکان لامکاں سے ہی یہ برتر کچھ ترا ایوان
ہے ادنیٰ فرش پا انداز تیرا عرش عالیشان
ستارے ہیں ترے پابوس سے مہر و مہ تابان
تری پابوس سے ہفتم فلک پر منزل ایوان

ہمیں دونوں جہان میں رحمت و غصہ کا ڈر کیوں ہو
تجھے بھیجا خدا نے رحمۃ للعالمین ہے تو
ترے انعام بے پایاں کا کیا ہو شکر اے خوش خو
خدا میں مانگے کیا کیا نعمتیں دیتا ہے بندوں کو

جو عاشق ہیں وصال حق سے وہ ہوویں گے فرحت میں
جو عابد ہیں وہ حوران جناں سے ہوں گے خلوت میں
ترے قسمت کہ سب ہوویں گے کیا کیا ناز و نعمت میں
بٹھیں گے جب گھڑی عشرت کے سامان بزم جنت میں

کھلے گا حال اُمت کو ترے انعام بے حد کا

شفیع المذنبین جب یاد فرماوینگے امت کو
خوشی کے مارے ہم سب بھول جاوینگے مصیبت کو
جو روتے ہونگے ہنستے کھیلتے جاوینگے جنت کو
تب گوہر فشاں وا ہونگے جب عرض شفاعت کو

تری محراب ابرو کا ہے طاق کعبہ شیدائی
ترے خال سیہ کا سنگ اسود بھی ہے سودائی
ہے دلمیں اسکے داغ حسرت شوق جبیں سائی
رہا کعبہ میں تیرے روضہ کے ور پر نہ جا پائی

وعید کبریائی تا کہ صادق ہو قیامت میں
یہودی اور نصرانی رہے تیری عداوت میں
مجوسی کو ترے اقرار ہو تیری نبوت میں
عدو کو حشر تک انکار ہو تیری رسالت میں

تری خاطر سے خالق نے کئے ہیں خلق انس و جان
ہوا معمور تیرے نور سے یہ عالم امکان
کیا پیدا نہ پیدا ہو کبھی ایسا کوئی انسان
ہوا تجھسا نہ ہو سکتا ہے میرا ہے یہی ایمان

عجب کیا لال کر دیوے زبان ترکی تتاری
کہ شعر آبدار اپنا ہے رشک تیغ فولادی
کٹے اس تیغ ہندی سے نہ کیوں تیغ صفاہانی
تری تعریف سے میری زبان ہوئی ہے تیری
صفاہان تک مسخر ہوگا اس تیغ ہندی کا

یہاں ایک حرف موزون گر کوئی انصاف سے دیکھے
فصاحت اور بلاغت میں بہتر سو کتابوں سے
ردی ہو جائینگی صد ہا بیاضیں سیکڑوں نسخے
پھینکے مثل تقویم کہن دیوان ہزاروں کے

طبیان شوق زیارت میں ہے اسکی روح اور قالب
مرا ہادی ہے رہبر ہے علی ابن ابی طالب
جناب آسمان رفعت پہ پہونچوں گا یہ ہے غالب
ہوئی ہے ہمت عالی مری معراج کی طالب

کبھی یہ مردم دیدہ سواد یثربی دیکھیں
کبھی اس روضۂ قدس کے وہ قبے نظر آویں
کبھی درگاہ میں تیری کروں جاروب یہ پلکیں
کبھی نزدیک جا کر آستانے پر ملوں آنکھیں

ترے کوچے میں جا کر کب بھلا فردوس یاد آوے
کہ بہتر سدرۂ و طوبیٰ سے دیوار ونکے ہیں سائے
مجھے خلد بریں کی عیش و عشرت محو ہو جی سے
فراغ دل سے گو وان زندگی کا کوئی دم گذرے

الٰہی پہونچوں یثرب میں یہی مقصود ہے میرا
اگر مر جاؤں میں جا کر وہاں تو اس سے بہتر کیا
وہاں کے دشت میں ہو جاؤں میں طعمہ درندوں کا
مدینہ کی زمین کے گر نہ لائق ہو مرا لاشا
کسی صحرا میں وہاں کے میں خورش ہوں دام و دد کا

خرابی آشیانہ عنصری کی میری جب آوے
کبوتر بنکے روح پاک میری روضے مین پہنچے
جو ہو آزاد مرغ جان تو پائے شوق سے اڑکے
تمنا ہے درختون پر ترے روضے کے جا بیٹھے

نداق اس مسئلے کی ہی خبر ثابت روایت سے
کہ خالق نے درود افضل کیا ہے ہر عبادت سے
وہین حمل علی فرماکے بس لبہائے رحمت سے
خدا منہ چوم لیتا ہے شہیدی کس محبت سے

مخمس در نعت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از جرأت شاعر

تمام امت بھی اور مداح تھا ہارون بھائی کا
اور اک عالم کرے تھا وصف عیسیٰ کی دوائی کا
نبی موصوف گذرا ہے ہر اک نوحی خدائی کا
محمدؐ ہے نبی ممدوح ذات کبریائی کا

اسی کے نور سے جاتی رہی ہے کفر کی ظلمت
اسیکی شان مین نازل ہوئی شمس الضحیٰ آیت
اسی کی حق نے کی کونین مین ہر الدرجی خلقت
سپہر معرفت تھا ہے وہ مہر الوہیت
کہ جس کا دین روشن آئینہ ہے حق نمائی کا

اسی کی ذات ہے کون و مکان کی باعث خلقت
اسیکی شان مین لولاک نازل ہے بہر صورت
جب ایسی ذات بابرکات ہووے پھر تو بیدقت
منور کیون نہ اسکے نور سے ہو خانہ طاعت

مقرر جو کیے ہین اس نے اپنی شرع کے رستے
بغیر از اسکے کوئی منزل مقصود کو پہنچے
نہین ممکن فرشتہ ہووے وہ اور کیا ولی ہووے
بلند اسکا وہ ایوان مراتب ہے کہ ہین اس کے

اگرچہ لاکھ پیغمبر اسی کا آفریدہ ہے
موافق مرتبے اپنے کے ہر اک حق رسیدہ ہے
محمد مصطفےٰ لیکن باوصاف حمیدہ ہے
گروہ انبیا مین وہ ہی حق کا برگزیدہ ہے

سلیمان و سکندر اور کسریٰ کیقباد و جم
درخانہ مین اسکے بارکب پاتے ہین یہ ہر دم
فرشتہ بھی جہان ششدر رہے ہرگز نہ مارے دم
رکھے ہے منزلیت آستان سرور عالم

کیا کلمہ نے اس کے نفی اور اثبات سے محرم
وہی روز قیامت کو بنے گا شافع عالم
نصیحت تجھکو کرتا ہون رہے جبتک کہ دم مین دم
اسی کے عشق مین پابند الفت ہو ولا ہر دم
کہ ہوویگا وہی روز جزا موجب رہائی کا

فرشتے اور بشر سے ہے خطا نسبت جو اُسکو وہ
نہین خیر البشر ہے بلکہ فخر انبیا ہے وہ
بھلا بے میم احمد اور عرب بے عین ہووے جو
سراپا نور حق نام خدا کہیئے نہ کیون اُسکو

فرشتے اور بشر کی حق نے حق نے کی ہے اُنمین ایسے خلقت
وے خالق نے کی ہر جنس کی کونین مین کثرت
محمد مصطفےٰ اخلاق کی اک خاص ہے خلعت
دلیل اُسکی ہے یکتائی کی یہ لاریب بے جرأت

مخمس معروف بر غزل حضرت امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

عشوے سے ظاہر سر بسر ہے جلوۂ حور و پری
غمزے مین تیرے مو بمو پنہاں ہے فن جادوگری
جتنی کہ خوبی چاہیئے ہے تیری صورت مین بھری
اے چہرۂ زیبائے تو رشک بتان آذری

نقاش قدرت نے تجھے جس دم بنایا سر بسر
جتنے کہ اگلے نقش تھے بے روپ آئے ہے نظر
سارا مرقع دہر کا ہر چند دیکھا غور کر
ہر گز نیاید در نظر نقشے ز رویت خوب تر
شمسے ندانم یا قمر یا زہرہ و یا مشتری

مشق خرام ناز سے تو جلوہ کرتا ہے جہان
جون سایہ رہتے ہین پڑے عشاق بیتاب و تو ان
چاہین کہ اُٹھین خاک سے سو ہم مین طاقت کہان
اے راحت و آرام جان قد تو چون سرو روان

رہتی تھی عاشق سے تجھے یہ کسقدر بیگانگی
مانند نور و سایہ کے کچھ اور آمیزش نہ تھی
پر انتہائے عشق مین دیکھا کہ یہ صورت ہوئی
من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی

مانا کہ مانی آج ہے تیرا قلم حسن آفرین
کھینچے ہین تو نے عمر بھر نقش بتان نازنین
گو رنگ لاوے لاکھ تو پر ہم ترے قائل نہین
صورتگر زیبائے چین رو صورت یارم ببین

در پر جو اپنے دیکھکر مجھکو وہ دلبر مہ لقا
ہو کر غضب کھینچنے لگا تو کون ہی اُٹھ یان ہے جا
معروف مین نے رو دیا اور رو کے یہ مقطع پڑھا
خسرو غریب ست و گدا افتادہ در شہر شما

مخمس معروف بر غزل خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

نہ پوچھ مجھسے غم و درد صدمہ ہاے فراق
ازل سے مجھکو بنایا ہے آشناے فراق
لکھا نہیں مری تقدیر میں سواے فراق
مباد کس چو من خستہ مبتلاے فراق

غم فراق سے ازبسکہ ہون سدا بیدم
ہر ایکدم ہے مرا میرے حق مین تیغ دو دم
طرف فلک کے یہ کہتا ہون دیکھکر ہردم
کجا روم چہ کنم حال دل کرا گویم

بھرا ہے بسکہ دل و جان مین تیرے ہجر کا غم
بنا ہے چشمۂ خون جگر یہ دیدہ نم
جو بس چلے تو بتقریب انتقام الم
فراق را بفراق تو مبتلا سازم

کئے ہین ہجر نے ازبسکہ مجھ پہ جور و ستم
تو بن رہا ہے یہ غصہ سے اب مرا عالم
کہ دل ہی دل مین سوچا کرے ہون ہر دم
اگر بدست من افتد فراق را بکشم

تمام عمر رہا دوستو مین اُس سے جدا
اور اُس پہ کہتے ہو قسمت کا تو نہ کر شکوا
ذرا سمجھ کے کہو بات از براے خدا
من از کجا و فراق از کجا و غم ز کجا
مگر بزاد مرا مادر از براے فراق

اسیر بند بلا ہین یہ ناتوان شب و روز
سبب یہ ہے کہ وہ آنکھون سے ہین نہان شب و روز
سنا کیے ہین جو معروف کی فغان شب و روز
ازین سبب من حافظ چو بیدلان شب و روز

این مخمس از حیدر علی آتش است

بھڑک کے عشق سے سارے بدن مین آگ لگی
یہ شعلہ آہ کا نکلا دہن مین آگ لگی
ترے تو آتش رخ سے چمن مین آگ لگی
مرے تو جان و جگر اور تن مین آگ لگی

وہ کیا حنا تھی منگائی چمن سے شیرین نے
اور اُسکی خلق مین شہرت اُڑائی شیرین نے
اُدھر تو ہاتھون مین مہندی لگائی شیرین نے
اِدھر یہ سیر عجائب دکھائی شیرین نے

کیا علاج اطبا نے نارسائی سے
نہ آخرش ہوئی صحت کسی دوائی سے
یہ رنگ جسم کا ہے تیری آشنائی سے
جلے ہے لاش مری آتش جدائی سے
ہر دکو پہنچو صنم اب کفن مین آگ لگی

تمھاری چپ سے مری چپ زبان ہے بولو تو
لبوںکو دیکھ کے حیران جہان ہے بولو تو
مرے تو دلمیں کچھ اور ہی گمان ہے بولو تو
یہ مستی ہونٹوں پہ ہے یا دھوان ہے بولو تو

بھرے تھے قمقمے ہر ایک گل کی جھولی مین
گلوں نے گھیر لیا تھا اُسے ٹھٹھولی مین
چھڑکتے جاتے تھے ہنس ہنس کے رنگ چولی مین
گلال زلفوں مین اُنکی پڑا تھا ہولی مین

اگرچہ ہوتے ہین گلرخ ہزار غصے مین
مگر اسطرح کی نہ دیکھی بہار غصے مین
یہ وصف تجھ ہی مین دیکھا نگار غصے مین
ہوا جو سرخ ترا چہرہ یار غصے مین

ہوا اثر کشش دل کا دل مین تب اُس کے
تو خود بخود وہ لگا دوڑ کر گلے میرے
یہ سیر جس نے نہ دیکھی ہو آن کر دیکھے
طلب جو بوسہ کیا مین نے اُس بھبھوکے سے

ملا ہے نام خدا مجھکو اک صنم ایسا
کہ جسکے دیکھے سے ہوتے ہین [illegible]
مین بھولی باتون کا اُسکی بیان کرون کیا کیا
شفق کو دیکھ کے کہتا ہے نوجوان میرا
عجب تماشا ہے چرخ کہن مین آگ لگی

[illegible]

مخمس معروف بر غزل
محمد ابراہیم ذوق

جو کوئی عاشق بت سفاک پر ہو جائے ہے
خنجر بیداد سے آخر شہادت پائے ہے
لیکن ایسی موت کب ہر ایک کے ہاتھ آئے ہے
سر بوقت ذبح اپنا اُس کے زیر پائے ہے

مین پڑا ہون قید مین اور موسم گل آئے ہے
شوق کو موج صبا ہنستا بیان دکھلائے ہے
سخت تنگ آیا ہون بیٹھے بیٹھے جی گھبرائے ہے
رخصت اے زندان جنون زنجیر در کھڑکائے ہے

ضعف سے مشکل ہے اب مژگان کا بھی ہونا بہم
زور اگر چلتا تو مر جاتے کہین جلدی سے ہم
ناتوان ہین کسطرح طے کر سکین راہ عدم
ہان مدد طاقت مجھے کچھ ضعف سے سینہ مین دم

مرتے مرتے بھر چکا ہون زخم مین کتنا نمک
کیا عجب بنا گر خاک سے بھی میری [illegible]
[illegible] قاتل مین بھی ہے کیسا نمک
واہ وا شور محبت خوب ہی [illegible] نمک
استخوان میرے ہما کس کس فرے سے کھائے ہے

[illegible]

ہر نفس جھڑتے ہیں آہ گرم سے میری شرر
خونِ دل ہردم بہاتی ہے رگِ مژگانِ تر
کون ہے اسوقت میں پراچھے میری خبر
گرمیِ سوزِ دروں بھن جائینگے دل اور جگر

بسکہ دردِ حسرتِ دیدار سے تھا بے قرار
کھو دیا بیچارے نے ہستی کا ننگ اعتبار
کشمکش میں مرگ کے بیخود پڑا معروف زار
نزع میں بھی ذوق کو تیرا ہی بس ہے انتظار

مخمس از تالیف مرزا محمد سلطان صاحب فتح الملک ولیعہد بہادر شاہ دہلی المتخلص بہ رمز

پرتو پڑے جو اُسکے رخِ بے حجاب کا
پیدا ہو رنگ سنگ میں لعلِ خوش آب کا
پردے میں تو یہ جلوہ ہے اُس رخ کے تاب کا
جب پردہ رخ سے دور کرے وہ نقاب کا

شب بزم میں تھی اور تھے سب جمع آشنا
اک ندیم مے پرست نے مذکور یون کیا
یعنے عجیب نقل ہے اور طرفہ ماجرا
کل کے شیخ مجتہد عصر سا قیا
دینے لگا وہ رنج و تفکر مجھے بہ طنز
یعنی جتایا اپنا تفاخر مجھے بہ طنز
جب دیکھا خوب محو تحیر مجھے بہ طنز
کہنے لگا زراہ تجسّر مجھے بہ طنز

جب سب طرح سے پند و نصیحت وہ کر چکے
میں بیٹھا چپکا سنتا رہا وہ کہے گئے
جانا یہ میں نے یون تو یہ چپکے نہ ہووینگے
میں نے کہا کہ ہم بھی ہیں ہاں خوب جانتے

جو کچھ کہ آپ کہتے ہیں سب سچ ہی تو یون
لیکن تمھارا زہد ہے یہ مکر اور فسون
دعوی جو آپ کرتے ہیں ہی باطل و جنون
گستاخی ہو معاف تو اک عرض میں کرون

جو طعن مے کشوں پہ کرو تم بجا درست
ایسا ہی ظاہر آپ نے پیدا کیا درست
پر یہ صلاح و زہد کا دعوی ہے نادرست
تقوی ہمارے آگے ہو جب آپکا درست

جسدن کہ روز ابر ہوا اور سارے بادہ کش
پیاسے پکارین ہاتھ سے ساقی کے العطش
اُسدن یہ جلسہ سب ہو تو کر جاؤ تم بھی غش
مے اور کنج باغ ہو ساقی ہو ماہ وش

اور ہو نہ وان مخل کوئی باعث حجاب کا

مدہوش کر دے باتون مین تمکو لگا کے منہ
پھر دیکھین بیٹھتے ہو کدھر تم چھپا کے منہ
اور جب ز روے طنز ہنسے گا بنا کے منہ
کھینچے ہنسی سے اُس کو وہ منہ سے لگا کے منہ
[illegible]

اک مست ناز جور شمایل پری لقا
مستی مین جسکو پاس نہ ہو کچھ بھی شرم کا
از روے لطف بوسہ کرے یون تمھین عطا
گردن مین ہاتھ ڈالکے وہ شوخ بے حیا
[illegible]

پھر دیکھیں کیونکہ بنتی ہے بے دین دل چھوڑ کے
جب وہ حریف ہاتھ مین آ جام مے لیئے
گر تم نے مے کے پینے مین کچھ عذر بھی کیئے
منت سے یون کہے کہ ہمارا لہو پیئے
[illegible]

جسوقت اسطرح سر و سامان عیش ہو
اور مے پلانے والا بھی ایسا ہو خوبرو
اور بھی بضد وہ ہو کے کرے ایسی گفتگو
اُسوقت ہم سلام کرین قبلہ آپ کو
[illegible]

اور یون تو مین بھی جانتا ہون بادہ ہی حرام
اور آپ کو تو بادہ سے انکار ہے تمام
پر اعتقاد ہوگا اُسی وقت لا کلام
اور امتحان بغیر تو یہ آپ کا غلام
قایل نہین ہے قبلہ کسی شیخ و شاب کا

کرتے ہین مومنان کیلیے مومنان پاک
کیا کیا دعائین دل سے بوقت امید پاک
ہان رمز تو بھی کہدے بہ یک آہ دردناک
یارب غم حسین مین اختر ہو جبکہ خاک
[illegible]

مخمس معروف بر غزل میر نظام الدین المتخلص بہ ممنون

ہے داد خواہ تجھسے وفا و روفا سے ہم
راضی ہے ہم سے تیری جفا اور جفا سے ہم
کیا لگ چلی ہے تجھ سے ہوا اور ہوا سے ہم
نگہت کو مجھ سے رے ہے صبا اور صبا سے ہم
[illegible]

کرنی ہے ہم کو عمر بسر راہ عشق میں
ہے جس کو جان و تن کی خبر راہ عشق مین
یعنی گئے ہیں سر سے گذر راہ عشق مین
دینا ہر ایک گام پہ سر راہ عشق میں
[illegible]

رہتے ہیں روز رات کو روتے سحر تلک
ہچکی سی ایک لگتی ہے دو دو پہر تلک
پائی نہ پھر دعا کی رسائی اثر تلک
پہونچی نہ ایک بار اجابت کے در تلک
لگ آئی ہے اثر سے دعا اور دعا سے ہم

لازم ہے دوستون کو رہے دل ہی عمر بھر
احسانمند خوبی اخلاق نیک و گر
ہین ہم بھی فیض گلشن ہستی سے بہرہ ور
دامان بھر کے لیتے ہین نکہت سے ہر سحر

دل مین بھری ہین بس کہ محبت کی شوخیان
ہر غنچہ گل کا اپنے گمان مین ہے گلستان
نیرنگ کارخانہ دل کیا کرون بیان
ہر ایک تازہ رنگ ہے خون بدل نہان

راہ طلب مین کسکو میسر ہے بازگشت
یان ہر قدم ہے صورت خورشید تیغ و طشت
دیوانگان شوق سے مت پوچھ سرگذشت
سرگرم جستجو مین ترے بسکہ دشت دشت

یون اب کوئی بڑھاوے کسو سے ہزار ربط
پر بے مناسبت کا نہوا استوار ربط
ہوتا ہے اپنے جنس سے بے اختیار ربط
استغنا سے رکھے ہے سپہ روزگار ربط

احیا کا گرچہ معجزہ آرائے ہے مسیح
لیکن مریض عشق سے شرمائے ہے مسیح
معروف درد عشق کو کب پائے ہے مسیح
ممنون درد دیکھ کے فرمائے ہے مسیح
عاجز ہون اس مرض سے دوا اور دوا سے ہم

مخمس معروف بر غزل نواب اسد اللہ خان بہادر المتخلص بہ اسد ملقب بہ غالب

شرح درد دل افگار کہون یا نہ کہون
ہے مجھے رخصت گفتار کہون یا نہ کہون
کچھ تو کہہ اے بت عیار کہون یا نہ کہون
اپنا احوال دل زار کہون یا نہ کہون

آپ سے ہے دل وحشت زدہ کب سے باہر
تیر بھی مین نہین انداز کے ڈھب سے باہر
حرف بیجا نہین آتا مرے لب سے باہر
نہین کرنے کا مین تقریر ادب سے باہر

باب پنجم کی گلستان کی حکایت سمجھو
مرثیہ کی اسے یا کوئی روایت سمجھو
خیر جو سمجھو سو سمجھو یہ نہایت سمجھو
شکوہ سمجھا ہے یا کوئی شکایت سمجھو

دیکھ کر بیکسی عاشق و بے یاریٔ دل
ہے سویدا بھی سیہ پوش عزاداریٔ دل
ٹکڑے ہوتا ہے جگر دیکھ کے ناچاریٔ دل
اپنے دل ہی سے مین احوال گرفتاریٔ دل
جب نہ پاؤن کوئی غمخوار کہون یا نہ کہون

جو کوئی کرتا گلہ ہے جو کسو اپنے کا
لوگ باور نہیں کرتے ہیں پہر اسکو اصلا
ہے یہ مشکل کہ نہیں اور سے مجھکو شکوہ
دل کے ہاتھوں سے گلہ ہے کہ ہے دشمن اپنا
ہون اک آفت مین گرفتار کہون یا لکھون

یعنی پردے ہی مین اک ضبط کا نہان ہے غماز
اشک بیتابی و فریاد و فغان ہے غماز
پہلے تو عاشق غمگین کی زبان ہے غماز
مین تو دیوانہ ہون اور ایک جہان ہے غماز
گو مین اب ریش دل زار کہون یا لکھون

ہے سخن واقعہ ہی دل کی مجھے معروف ۔۔
ہون بزندان سخن صورت قفل ابجد
دل مین باتین ہین بھری بسکہ زیادہ از حد
آپ سے میرا وہ احوال نپوچھے تو اسد
حسب حال اپنے پھر اشعار کہون یا لکھون

مخمس شاعر بے عدیل معروف
بر غزل حافظ احسان صاحب

نالہ ہاے بے اثر بے فائدہ
زاری شام و سحر بے فائدہ
کیجیے کیوں جی کا ضرر بے فائدہ
گریہ ام اے سیمبر بے فائدہ
رنگ زرد ہمچو زر بے فائدہ

نے تو نقش مدعا کی ہے نشست
نے صف غم ہی کو ملتی ہے شکست
خوب دیکھا او دل الفت پرست
نالۂ من سربسر بے حاصل ست
گریۂ من سربسر بے فائدہ

رد کرے جو ایک بوسہ کا سوال
وہ کرے کیا خاک عاشق کو نہال
کب بر آتی ہے تمناے وصال
اے صنم اے سرو بستان جمال
از تو امید ثمر بے فائدہ

نزع کی حالت مین کیا ہوتا اگر
دیکھ جاتا جو مجھے تو اک نظر
واے حسرت اے بت بیدادگر
جاں بلب دارم نمی داری خبر
بے تو مردن بے خبر بے فائدہ

ہر گھڑی تو یہ جو کرتا ہے بیان
دل لگانا اس مین ہے جی کا زیان
تو کوئی قاضی ہے تجھ کو کیا میان
ناصحا من دانم و عشق بتان
فائدہ گر هست در بے فائدہ

کہتے ہین معروف ہی کو کیا زبون
میر کو بھی کہتے ہین مرد فنون
کرتے ہین سودا تلک ثابت جنون
قدر شعر احسان کہ میداند کنون
میخورم خون جگر بے فائدہ

مخمس مرزا بر غزل محمد ابراہیم صاحب المتخلص بذوق

جوش مین طوفان کو لانا کوئی ہم سے سیکھ جاے
اضطراب دل دکھانا کوئی ہم سے سیکھ جاے
خاک مین گوہر ملانا کوئی ہم سے سیکھ جاے
ابر تر آنسو بہانا کوئی ہم سے سیکھ جاے
برق مضطر تلملانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

تھا یقین ہمکو کہ بس بیٹھے ہین کوئی دم کو قتل
کر نا مشکل ہے کرنا عاشق پر غم کو قتل
کر چکا ہے تو اسی انداز سے عالم کو قتل
ہم نے پہلے ہی کہا تھا تو کریگا ہم کو قتل
تیور یونکا تاڑ جانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

یہ تو ظاہر ہے کہ دشمن کو ہے جبتک مجھسے بیر
کھینچ کیا ہوے بیٹھے دیکھتے ہین ہم بھی سیر
یار ہو اُس کے ہی کہتے ہین تو ہے یہ بھی بخیر
جو سکھایا اپنی قسمت نے وگرنہ اُسکو غیر
کیا سکھائیگا سکھانا کوئی ہم سے سیکھ جاے

کیا ہی چھپاتے ہین اپنے دیکھ کر دل کا یہ حال
سچ کہا ہے قدر نعمت ہوتی ہے بعد از زوال
سینہ کاوی سے حقیقت مین ہوا نقصان کمال
تیر و پیکان جتنے تھے دل مین دے سینہ نکال
اپنے ہاتھون گھر لٹانا کوئی ہم سے سیکھ جاے

شور الفت کا بیان احوال مین کس سے کرون
آہ اور بھرنے لگا تازہ ہر اک زخم درون
کیا خوشی کا ذکر یان سے عشق کا ہے یہ فسون
دیکھ کر قاتل کو بھر لائی ہے خواہش دل خون
سچ تو یون ہے مسکرانا کوئی ہم سے سیکھ جاے

خوب ہے گر تو نجائے ایسے جانے سے وہان
یعنی کچھ حاصل نہین ہے سر کٹانے سے وہان
ہے سوا ظلم و ستم سارے زمانے سے وہان
کہدو قاصد سے کہ جاوے کچھ بہانے سے وہان
گر نہین آتا بہانا کوئی ہم سے سیکھ جاے

ایسے غم مین گر جئے ہے کام یہ ہے مرد کا
حال لکھتا کیون کہ انکو رنگ روے زرد کا
قصہ سنواتے ہین اُن کو اپنی آہ سرد کا
خط مین لکھوا کر انھین بھیجا تو مطلع درد کا
درد دل اپنا جتانا کوئی ہم سے سیکھ جاے

کر دیا گردون کو اُس کے سامنے خم آپ سے
اسطرح واشہ دے ہے کوئی سر کم آپ سے
خوش ہوا ہی چاہے وہ آشوب عالم آپ سے
تیغ تو اوچھی پڑی تھی گر پڑے ہم آپ سے
دلکو قاتل کے بڑھانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

کا ہے کو کچھ منہ سے کہتا جانتا مین یہ اگر
اسطرحکا نکتہ چین وہ ہو گیا ہے کینہ ور
باتون باتون مین کیا کیون جان کا اپنی ضرر
جب کہا مرتا ہون وہ بولے مرا سر کاٹ کر
جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ہم سے سیکھ جاے

گو نہ کھینچی ظاہر اُس دشمن عالم نے تیغ
ہاتھ مین دی پر خیال ابروِ پرخم نے تیغ
آپ اپنے پر لگائی عاشق پر غم نے تیغ
وان ہلے ابرو یہان گردن پہ پھیری ہمنے تیغ
[illegible]

اُنکو جب پاتے ہین تیغ اپنے کو کب پاتے ہین ہم
ساتھ اپنے شوق کے ہمدم تو اُڑ جاتے ہین ہم
شوق کی نیرنگ سازی اُن کو دکھلاتے ہین ہم
سن کے آمد اُن کی از خود رفتہ ہوجاتے ہین ہم
[illegible]

گو سیہ کاری سے ہے اے رمز حال دل تباہ
یہ ملی ہے لیکن اس کے دل مین گھر کرنے کی راہ
رہنمائے راہ اُلفت ہوگئے اپنے گناہ
کیا ہوا اے ذوق ہین جو مرو مکٹے سیاہ
[illegible]

مخمس شاہ دہلی المتخلص بہ ظفر غفر اللہ لہ بر غزل رمز

تمھاری وضع سے صاحب بیان کیا تھا ہوا کیا ہے
ہمین تم سے محبت کا گمان کیا تھا ہوا کیا ہے
تمھارا قول ہم سے میری جان کیا تھا ہوا کیا ہے
کیا وہ آپ نے ہم سے بیان کیا تھا ہوا کیا ہے
کرو تم یاد اقرار زبان کیا تھا ہوا کیا ہے

محبت ہوتے ہی پہلے تو کی مہر و وفا تو نے
ستم پھر جو کرتا ہے وہ کیا دیکھی خطا تو نے
ہمارا لے گئے دل بے مہر آخر کی دغا تو نے
یہ جانا تھا کریگا تو وفا پر کی جفا تو نے
[illegible]

ہمیشہ سے ترا جان حزین کو یہ مقولہ تھا
کہ اس قالب مین بن تیرے نہین رہنے کی مین اصلا
وہ پہونچا اپنے گھر اور تو یہین کرتی ہے واویلا
تجھے تھا ساتھ جانا وہ گیا تو رہ گئی تنہا
[illegible]

جو عہدہ قاصدی کا لے وہ مرنے پر کمر باندھے
کہ خط کو ہاتھ مین لیکر ہتھیلی پر وہ سر رکھے
ہوا کیا اور خیال افسوس تیرے دل مین کیا کیا ہے
تمنا تھی جواب خط کی قاصد کے ہوئے پرزے
[illegible]

زمانہ دوستدار رنج یا ہو دشمن شادی
فلک کے ظلم سے خاموش کوئی ہو کہ فریادی
اُسے کیا کام جسکو قید دنیا سے ہو آزادی
ملا تھا خاک مین کون اور اب ہے کس کی بربادی
[illegible]

سراسیمہ یہ کیا اب دیکھتا ہے چار سو اے دل
نہ یارائے خموشی اور نہ تاب گفتگو اے دل
ہمین معلوم ہے احوال تیرا مو بمو اے دل
کیا وہ مکر کس فکر مین گم ہے تو اے دل
کہان تھا کون تھا کیا تھا میان کیا تھا ہوا کیا ہے

کرے جکو فدا دل نے جو کوئی چارہ گر اُس کو
نصیبوں سے لے گر آسکے شاد نکتہ ور اُس کو
سنائین حسب حال اے رمز اپنا شعر گر اُس کو
اگر ہم جانتے ایسا نہ دیتے دل ظفر اُس کو
کہین کیا ہمنے تمسے جاؤن کیا تھا ہوا کیا ہے

مخمس معروف بر غزل عبدالرحمن خان المتخلص بہ احسان

بنی ہے چشمۂ خون چشم اشکبار دریغ
بچا نہ قطرۂ خون جگر فگار دریغ
ہزار حسرت و صد حیف و صد ہزار دریغ
ہوا ہے زرد مرا غم سے جسم زار دریغ
بسنت پھولی ہے لیکن نہین ہے یار دریغ

ملا جو تجھ سے سر راہ مین بیابان گرد
تو دیکھ دیکھ مرا حال زار چہرہ زرد
ہنسا نہ زیر لب اک بھر کے ناز سے دم سرد
کڑھا ہے دیکھ کے تو اسطرح دم بیدرد
نشان زبان پہ ہے الحمد آشکار دریغ

بچھے ہین پھول گلستان کے شہ نشین مین
ہر ایک جا پہ ہے مرغان باغ شیون مین
بھرے ہین لخت جگر غنچۂ گل کے دامن مین
گذر ہوا تھا یہ کس رشک گل کا گلشن مین
کہ بلبلاتی ہین یون بلبلین ہزار دریغ

نہین کوئی مرا دلدار آشنا فی الحال
پر ایک تیرا جو چھلا ہے یادگار وصال
اُسی کو سینہ پہ دھرتا ہون خوب کر کے لال
جو گل ہین کھاے لکھون کسطرح تجھے احوال
نہین ہے پاس کبوتر بھی لے نگار دریغ

کرم ہے تو نے جو مقتل مین جلوہ فرمایا
زبسکہ مجھ کو تمناے مرگ مین پایا
تو سبکو قتل کیا اور مجھ کو ترسایا
گلوے تشنہ پہ سیرے نہ تجھ کو رحم آیا
دریغ تو نے رکھی تیغ آبدار دریغ

نہ آپ مین ہے یہ معروف بے سروسامان
نہ پاس شرم و حیا ہے نہ ضبط آہ و فغان
ہمارا زرو نے سے ہووے یہ دیدۂ گریان
نہ دل کو تاب ہے فرقت مین کیا کرون احسان
نہ چین دیتی ہے جان کو یہ اضطرار دریغ

مخمس مرزا رفیع السودا بر مصرع یقین

اُس شوخ سے اس دل کے لگجانے کو کیا کہیے
ناحق کی اذیت سے دکھ پانے کو کیا کہیے
احوال مرا یا نتک پہونچانے کو کیا کہیے
یون مفت مین اس جی کے پھنس جانے کو کیا کہیے
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیے

اس دلیسے مین کہتا تھا وہ تجھکو لبھاتا ہے
کیون اس لب شیرین کی باتو نپہ تو جاتا ہے
گو زہر تو ہو میٹھا لیکن کوئی کھاتا ہے
یون دیدہ و دانستہ جی کوئی کھپاتا ہے

نہ زر کہ آسے دیجیئے نہ زور کی ہے طاقت
نہ عجز سے کچھ حاصل نہ کام کرے منت
کسطرح سے کاٹو نمین کٹتی نہین یہ زحمت
کیا فکر کرون یارو لاحول ولا قوت

اس جینے سے بہتر ہے اب موت پہ دل دھریے
جل بجھیے کہین جاکر یا ڈوب کہین مریے
کس طور کٹین راتین کسطرح سے دن بھریے
کچھ بن نہین آتی ہے حیران ہون کیا کریے

مصرع کو یقین تیرے سودائے سنا تھا کل
روتا ہے وہ تب سے یون برسے ہے گویا بادل
ہے رعد نمط نالان بجلی کی طرح بے کل
پھر پھر کے وہ پڑھتا ہے ہاتھوں کے تئین بلمل
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیے

ہذا المخمس از
عشرت است

غم فراق سے سینہ تو شق ابھی سے ہے
سپید چہرہ برنگ افق ابھی سے ہے
جو جاؤن جاؤنگا تجھکو سبق ابھی سے ہے
شب فراق مین دل پر قلق ابھی سے ہے

دماغ دوستو میرے جو کجکلاہ کا ہے
نہ حور کا نہ پری کا نہ بادشاہ کا ہے
ہراس دل مین سمایا جو اسکی راہ کا ہے
چلا نہین یہ ارادہ تو سیر ماہ کا ہے

روان ہو جیسے کہ نیسان کا قطرہ سوئے صدف
کمان سے جون ہو گریزندہ تیر سمت ہدف
کہ جیسے پرچہ کاغذ پہ ہووے خالی کف
مین لکھ چکا ہی نہین حال دل کا اُسکی طرف

نگاہ تیری نے جسکے تئین کیا گھائل
وہ آج مرگیا ظالم اُٹھا کے صدمۂ دل
خدا کے واسطے چل دیکھ تو ارے قاتل
ہنوز دفن ہوا ہی نہیں ترا بسمل

ہوئے ہم اسکے جو مائل تو دکھ سہا عشرت
ہمارے آنکھ سے دن رات خون بہا عشرت
صبح سے شام تلک تو وہ خوش رہا عشرت
کسی نے شام کے آنیکو کیا کہا عشرت
کہ پھولی آپ کے منہ پر شفق ابھی سے ہے

ہذا المخمس از ارشاد است

اس گردش افلاک سے حق آپ ہی سنبھالے
دنیا کی محبت سے مرے دل کو نکالے
یہ قوم دغا باز جفا جو سے رزالے
کرتے ہیں ہر اک بات پہ کیا حیلے حوالے
[illegible]

افسوس عجب طرح کا آیا ہے زمانہ
جو دل سے یگانہ تھا ہوا ہے وہ بگانہ
جاتا ہوں ہر اک کام کو میں خانہ بخانہ
کوئی مجھکو نہ پوچھے کہ یہ ہے کون فلانہ
[illegible]

پوچھے ہیں اُسے جو کہ ہو زردار تو انگر
مفلس کو نہ پوچھے وہ اگر ہووے برادر
آثار محبت کا نہیں روے زمین پر
کیا غیر زمانہ ہے یہ اللہ اکبر
[illegible]

جو کچھ کہ بزرگون نے کہا ہے سو بجا ہے
دل کو نہ لگائے جو کسی سے تو بھلا ہے
دنیا میں ذرا چشم مروت نہ حیا ہے
جو تجھکو ملا اپنی غرض کا ہی ملا ہے
سچ ہے کہ خدا کچھ کسی سے کام نہ ڈالے

اسوقت توقع نہیں مادر و پدر سے
احمق ہیں جو امید رکھیں اپنے پسر سے
یہ مصرع عجب کسنے لکھا خون جگر سے
لائق ہے جو ہم اسکو لکھیں آب گہر سے
ع: بابا ہے اور بیٹا کسی کا نہیں کوئی

ارشاد تو عاقل ہے پر اک خوف خدا کر
جو دوست نظر آوے دل و جان تو فدا کر
مقدور سے اپنے نہ کبھی کام روا کر
کوئی طعنہ نہ مارے تجھے یہ مصرع سنا کر
[illegible]

ہذا المخمس از کنور است

سودائے یار سے ہے نپٹ بیقرار دل
مدت سے اک نگاہ کا ہے انتظار دل
شوق وصال یار ہوا خار خار دل
کیا کہیے کسقدر رہے سدا اضطرار دل
[illegible]

آشفتگی سے دل کو نپٹ اور پیچ و تاب
آزردگی و خستگی رہتی ہے بے حساب
بیطرح روز و شب ہے ملے آہ اضطراب
ہے قید زلف یار دل خستہ کو عذاب
چاہ زقن میں پھنسکے ہے اب شرمسار دل

سنگ جفا سے شیشۂ دل چور ہو گیا — زخمون سے سینہ خانۂ زنبور ہو گیا

کر عشق ہر طرح سے مین مجبور ہو گیا — دیوانگی مین نام ہی مشہور ہو گیا

بارِ گراں سے عشق کے ہے زیر بار دل

چاہت نے اے کنور مجھے ناتوان کیا — بار الم سے پشت دوتا جون کمان کیا

ہر طرح اس جہان سے مجھے خستہ جان کیا — لے لے کے دل کو قید پے زلف بتان کیا

تڑپے ہے سینہ مین مرے بے اختیار دل

مثلث از خان عالی شان فصاحت بیان حکیم محمد مومن خان سلمہ الرحمن

لذت فزاست در دل شبہا گریستن — خوش در خوراست حسرت طوبیٰ گریستن

پنہان ملول بودن و پیدا گریستن

مت بیحجاب ہو تو نہ یون جھانک چار سو — اے دیدہ دار پاس کہ مقبول عشق کو

رسوا نگاہ کردن و رسوا گریستن

منظور ہے کچھ اور کہ اشک آنکھ سے چلے — من کیستم کہ گریہ بجا لم کند و سے

می زیبدت بہ نرگس شہلا گریستن

ہین خونفشانیان عبث اے چشم اشکبار — گر کام دل بگریہ میسر شدے وصال

صد سال میتوان بہ تمنا گریستن

حیران ہون دیکھ ربط گل و شبنم اے ہزار — بیدردرا بہ صحبت ارباب دل چہ کار

خندیدن آشنا نبود با گریستن

اسطرف ہائے روتے ہین کس کو تو نے خوشنا — عمرم بگریہ ہائے ہوس صرف شد کنون

عمرم بتازه بایدم و واگریستن

اے شیخ میر بند و خلد برین پرست | گاہے بیا و سرو قدے گریہم خوش ست

تا کے بشوق سدره و طوبے گریستن

لاکھوں تباه حال ہیں اور اشکبار ایک | ہر کس که ہست گریہ بحالش رواست لیک

نتوان بحال من تن تنہا گریستن

مومن یہ کہدے جا کے کہ ہے گرچہ دل اشتیاق | عرفی زگریہ دست نداری که در فراق

در دوست نزول بلی بر والا گریستن

مسدس قدوی

سنیو ذرا یہ گفتگو شب کو بروے آبجو
مشغل ہم بھی رو برو ہم تھے و یار خوبرو
پیتے تھے مے سبو سبو ملکے صنم سے دو بدو
لیک ہوئے وہ سب تو آخر شبانہ من نه او

صبح دمید شب گذشت ماه شبینہ خانہ رفت
روے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

ہمنے کیے تھے واہ وا شکوے مزے عجب عجب
سینہ بسینہ لب بلب یوہنہیں کٹی تمام شب
بزم شراب راگ و رنگ اور بغل میں غنچہ لب
عین خوشی میں کیا ہوا دیکھو تو یار روبہ غضب

صبح دمید شب گذشت ماه شبینہ خانہ رفت
روے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

یار نے کی تھی روشنی صحن چمن میں ہر طرف
اب روان و میکشی بانگ نے دی صدائے دف
نہرو نکلے لب کے وار پار چنکے چراغ صف بہ صف
کیا یہ سماں بندھا ہوا تھا مفت گیا مرے ز کف

صبح دمید شب گذشت ماه شبینہ خانہ رفت
روے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

شام سے لیکے تا سحر جشن رہا ہمارے گھر
ہم تھے نشہ میں بیخبر آیا کہیں سے سیمبر

سروقد قمری سے بے صبر و تحمل ہم ہیں
گل نظاره رخ کا کاکل نگار کا بلبل ہم ہیں

گوش نہ زنہار ترے نام نہ تھا غنچہ دہن کا
اپنے یا بالکل بھی پیغام نہ تھا غنچہ دہن کا
گرد جامہ سحر و شام نہ تھا غنچہ دہن کا
خلوت و بزم میں پیچھا کام نہ تھا غنچہ دہن کا

وا ہیں پاک سے اک دو گھڑی آگاہ نہ تھی
ہم ہیں گردو کی طبیعت میں زینت زادہ تھی

دل کی پانی کھنچی زینتی کی نظر ... بیت
اکبرم ... ساقی ... دست
دشمن سے سطر ... بیت
جو غضب ... ہاں

تنگ گرفتمش بہ بروست بزلف دو دکمر	شوق تو دل مین تیز وقت گیا وے گذر

صبح دمید و شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

لذت عیش و زندگی ٹھاٹھ یہ تھا چاندنی تلک	بزم و شراب و اگر ورنگ بادہ کباب او گزک
سوتے تھے ہم پلنگ پر ملکے صنم سے بیدھڑک	نیند سے آنکھ کھل گئی دیکھون کیا کہ یک بیک

صبح دمید شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

شکوہ شوخ دلربا صبر کی لے گیا متاع	عشق مین اسکے فتر اسکے سخن مین اختراع
قدوی نے اس سے اک ذرہ پایا نہ کچھ بھی انتفاع	باتون مین شب گذر گئی اور پکارے الوداع

صبح دمید شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

ہذا مخمس از کلام فصاحت و بلاغت شعار حکیم محمد مومن خان سلمہ الغفار

اے چارہ گر آ جلد کہ دم چار گھڑی ہے	مین جان سے مرتا ہون تجھے بے خبری ہے
کیون پہلے سے درمان مین اثر بے اثری ہے	اپنی سی تو کر دیکھ عجب نسخہ وری ہے
ہو جاؤن مین جانبر تو تری ناموری ہے	لیکن دعوی بے ہنر تو بیہودہ سری ہے

گر ہم سے مریضون کی دوا ہوئے تو جانین
بیمار محبت کو شفا ہوئے تو جانین

ہر چند کہ درمان نہین عشق بتان کا	زخم دل مجروح پہ لگتا نہین ٹانکا
مرنا قلق ہجر مین بجا ہے یہان کا	پر مشکل ہوا سہل علاج اپنی تو جانکا
وہ حال نہین ہے دل بے تاب و توان کا	تھمتا نظر آتا ہے لہو زخم نہان کا

تاثیر دوا اب تری کر جائے تو کر جائے
ہر چند کہ ناسور ہے بھر جائے تو بھر جائے

یعنی کہ دل اس دشمن جانی سے پھرا اب
بیطاقتی جان نہین آزار قضا اب
وہ عشق کی خاطر ہے نہ وہ پاس وفا اب
گر تھا مرض الموت پہ ممکن ہے شفا اب
سینہ سے مرے ہاتھ جدا ہونے لگا اب
وہ فتنہ کی الفت ہے نہ وہ شوق لقا اب

کچھ کام نہین پیچ و خم زلف دوتا سے
کھایا کرے بل سیکڑون اب میری بلا سے

اک عمر تلک زیست سے بیزار رہا ہین
معشوق کے پرہیز سے بیمار رہا ہین
کیا کیا نہ مصیبت مین گرفتار رہا ہین
سر مشق غم و وقف صد آزار رہا ہین
بیجرم سزاؤن کا سزاوار رہا ہین
افسردہ دل گرمی اغیار رہا ہین

آخر طپش اس آتش خاموش مین آئی
جان گرمی غیرت سے غضب جوش مین آئی

ل گھر مین وہ بیٹھے تھے سراسیمہ و حیران
غصہ کے سبب چھپ نہ سکی رنجش پنہان
انصاف کرو صبر کرے کب تلک انسان
اس حال کے دیکھے سے ہوا حال پریشان
سمجھا مین کہ یون بھی تو ہے مایوسی حرمان
ناچار کہا طعن سے مین نے کہ مری جان

کس سوچ مین بیٹھے ہو ذرا سر کو اٹھاؤ
گو دل نہین ملتا ہے پر آنکھین تو ملاؤ

دیکھو تو ادھر کو کہ کبھی یار تھے ہم بھی
منظور نظر صورت اغیار تھے ہم بھی
غیرونکی طرح محرم اسرار تھے ہم بھی
اس چشم عنایت کے سزاوار تھے ہم بھی

یون شربت دیدار سے ہم آسیر نہین تھا
کچھ نرگسی بیمار کو پرہیز نہین تھا

کہیے تو یہ کیا بات ہے قربان تمھارے
ہے ناز نہ ایما نہ ادائیں نہ اشارے
آئے کبھی برسوں میں تو آتے ہی سدھارے
کچھ طور نظر آتے ہیں بدلے ہوئے سارے
اب کس لیے رہتے نہیں تم گھر میں ہمارے
بیٹھے بھی اگر پاس تو چپ شرم کے مارے

پھر کس لیے گھونگھٹ رخ روشن پہ لیا ہے
پھر کیوں نئے سر سے وہی پہلی سی حیا ہے

وہی تو ہوں میں ہمدم و دمساز تمھارا
وہ جس کے سوا صرف سب انداز تمھارا
وہ محرم ہر غمزۂ غماز تمھارا
مد نظر چشم نظر باز تمھارا
اک عمر تلک جس پہ رہا ناز تمھارا
پوشیدہ نہ تھا جس سے کوئی راز تمھارا

حسن آئینۂ دیدۂ دیدار طلب تھا
سر حلقۂ عشاق وفادار لقب تھا

وہ پھر وہ الفت وہ محبت ہی نہیں ہے
بھوں وہ سدا ابروئے خمدار میں چین ہے
آتے ہی یہاں بس چلے جائیں گے یقین ہے
یا طبع میں الطاف تھے یا بر سر کین ہے
بے وجہ شب و روز شکن زیب جبین ہے
اب ہوش کہاں آپ کہیں دھیان کہیں ہے

فرق آہ پڑا طرز ملاقات میں کیسا
غصہ ہی چلا آتا ہے ہر بات میں کیسا

وہ پیچ و خم طرۂ طرار کہاں ہے
وہ نازکی نرگس بیمار کہاں ہے
وہ بوئے تن رشک سمن زار کہاں ہے
وہ کشمکش کاکل خمدار کہاں ہے
وہ تازگی و رونق رخسار کہاں ہے
وہ رنگ رخ غیرت گلزار کہاں ہے

گلگونہ سے چہرے پہ کدورت ہی نہیں ہے
بدلے گئے کچھ تم تو وہ صورت ہی نہیں ہے

ہے طبع میں ہر روز فزوں رنج فزائی
اپنے میں سماتے نہیں کیا دل میں سمائی

یہ تندی خو تو نہین کچھ گرم ادائی
ہر ایک سے ہر بات پہ ہوتی ہے لڑائی

اس شعلہ مزاجی نے مری جان جلائی
کیون خصلت مذموم پسند آپکو آئی

کس واسطے بیوجہ غضبناک ہوئے ہو
کچھ شرم مین تھا عیب کہ بیباک ہوئے ہو

تم گھر مین کہان آئے کہ گویا غضب آیا
کچھ خیر تو ہے ایسا کہان کا غضب آیا
سمجھو تو ذرا بات کہ بیجا غضب آیا

کوئی ہو جہان سامنے آیا غضب آیا
پھر لڑکے چلے جاتے ہو یہ کیا غضب آیا
گھر والے کہان جائین یہ کیسا غضب آیا

بیوجہ عداوت کا سزاوار تو مین ہون
اوروں پہ ہے کیون ظلم گنہگار تو مین ہون

ہر اک سے بگڑ کر مرے دم پر نہ بناؤ
کیون ہاتھ سے جاتے ہو تم اتنا بھی نہ آؤ
دل سرد ہوا تم سے مزاجی نہ جلاؤ

دنرات جہان رہتے ہو اب بھی وہین جاؤ
جو تم کو سنایا کرین تم اُن کو سناؤ
اس گرمی اُلفت کو لب لب آگ لگاؤ

کبتک جلے کوئی یہ طپش خاک مین ملجائے
ٹھنڈا ہو کلیجہ جو کہین سوزش دل جائے

افسوس مرے غم نے نہ کی تجھ مین سرایت
آئی وہی دیرینہ جو تھی عشق کی غایت
بھولے سے جو ملجاتے ہو یہ بھی ہے عنایت

بیفائدہ سے آئے نظر حرف و حکایت
بیجا ہین گلے سب ترے بیہودہ شکایت
یعنی ہون سبب پوچھ کے شرمندہ نہایت

ہے رنج بجا بات یہ بھائی مرے جی کو
سچ کہتے ہے دل مین نے دیا اور کسی کو

مین ہی تو رہا ہون کہین شکوہ تو نہ خورم
میرے ہی نظر سے عیان تینہ کا عالم

مین نے ہی تو کی بادہ کشی غیر سے باہم
آتی ہے جمائی یہ جمائی مجھے ہر دم

[illegible]

انگڑائیان لیتا ہون پڑا مین ہی تو ہیم
میرے ہی تو گرون مین پڑا جاگے ہے کچھ خم

میری ہی تو آنکھون مین غضب نیند بھری ہے
میری ہی جبین پر جو یہ گٹھنے یہ دھری ہے

مین ہی تو کہین رات کو بیدار رہا ہون
مین ہی تو مے وصل سے سرشار رہا ہون
ملک ہوس تازہ خریدار رہا ہون
مین ہی تو ہم آغوش طلب گار رہا ہون
مین ہی تو کف غیر سے میخوار رہا ہون
لذت دہ اوباش ہوس کار رہا ہون

پٹ

بدمستیان میری ہی تو آنکھون سے عیان ہین
میرے ہی تو ہونٹون پہ یہ دانتون کے نشان ہین

کوئی نہ کہے یہ کہ سکھایا ہے کسی نے
بیجرم یہ طوفان اٹھایا ہے کسی نے
یہ جھوٹ نہین سچ ہے جتایا ہے کسی نے
تجھکو مری جانب سے لگایا ہے کسی نے
ایسا مجھے دیوانہ بنایا ہے کسی نے
کیا کیا نہین آنکھون سے دکھایا ہے کسی نے

یون مان لے ایسا کوئی نادان نہین ہے
تم غیر سے ملتے ہو یہ طوفان نہین ہے

کیون لوگ لگے آپ پہ بہتان لگانے
مین نے تمھیں جانا کوئی جانے کہ جانے
کچھ خیر ہے مجھسے بھی لگے باتین بنانے
یہ بات تم اُس سے کہو جو بات کو مانے
سب عذر ہین بیفائدہ بیہودہ بہانے
معلوم ہین سارے مجھے جتنے ہین ٹھکانے

گر کہیے تو ایک ایک کا مین نام بتاؤن
یہ پردۂ ناموس کہ بے چاک اُٹھاؤن

یہ بات تو ہے آپ کی گفتار سے ظاہر
اقرار ہے صاف آپ کے انکار سے ظاہر
عالم ہے خزان کا گل رخسار سے ظاہر
یہ حال تو ہے آپکی رفتار سے ظاہر
ہے مستی شب نرگس میخوار سے ظاہر
بیطوری دوشینہ ہے اطوار سے ظاہر

کیا شکل بگاڑی ہے بس اب منہ نہ بناؤ
آئینہ دکھاویں تو صورت نہ دکھاؤ

کیا قہر ہے کیونکر نہ اُٹھے درد جگر مین
اک آن بھی مجھ سے نہ ملو آٹھ پہر مین
سنتا ہون شب و روز تمھین بزم دگر مین

میری تو بغل خالی ہے آپ اور کے بر مین
گھر چھوڑ کے اپنا رہو یوں اور کے گھر مین
کیونکر نہو تاریک جہان میری نظر مین

ہر روز تو اے مہر درخشان ہے کہین اور
ہر رات تو اے شمع شبستان ہے کہین اور

ہے وقت اگر دل مین سمجھ جاؤ تو بہتر
بیباکی بیصرف سے شرماؤ تو بہتر
اغیار کے ملنے کی قسم کھاؤ تو بہتر

اندیشۂ انجام سے پچتاؤ تو بہتر
جو دل مین ٹھہرتی نہین ٹھہراؤ تو بہتر
اب بھی جوان اطوار سے باز آؤ تو بہتر

پھر ورنہ مری طرح سے پچتاؤ گے دیکھو
اپنے کئے کی تم بھی سزا پاؤ گے دیکھو

کچھ تم ہی تو دلبر نہین اے یار جہان مین
باقی ہین ابھی دل کے طلبگار جہان مین
نکلین گے بہت آپ کے اغیار جہان مین

تم سے تو زیادہ ہین طرحدار جہان مین
اس جنس کی ہے گرمی بازار جہان مین
میرے بھی ہزارون ہین خریدار جہان مین

معشوق سمجھے گر تمھین عشاق بہت ہین
یہ یاد رہے میرے بھی مشتاق بہت ہین

کیا ایسی بنی مجھ پہ کہ پامال وفا ہون
تم چھوڑ دو یون اور مین پابند وفا ہون
یہ چاہیئے مجھکو بھی کہ اب اور کو چاہون

تم اتنے بگڑ جاؤ مین اس پر بھی بنا ہون
تمسے نہ ہون آزردہ مین گو جی سے خفا ہون
ایسے کسی معشوقۂ دلجو پہ فدا ہون

ہر دم جو سوے عاشق مضطر نگران ہو

فکر ستم اُسکے دل نازک پہ گران ہو

یون وشکن عاشق جانباز نہووے
ہرنا کس وکس محرم ہمراز نہووے
بار فلک تفرقہ انداز نہووے

جون دور زمان حادثہ پرداز نہووے
ان بوالہوسون سے کبھی دمساز نہووے
بیصرفہ اداؤن سے کوئی ناز نہووے

کیا ذکر ہنسے بولے وہ بے طور کسی سے
کچھ بات سے ہے وہ بات کرے اور کسی سے

لازم ہے کہ ضد سی تری ہر بزم مین جاؤن
ہر ایک کو افسانۂ دلچسپ سناؤن
اس شعلہ زبانی سے مین کیا کیا ہی جلاؤن

دیکھے کہ نہ دیکھے کوئی احوال دکھاؤن
یہ تیری جفا اُسکی وفا سبکو جتاؤن
شاعر ہی تو ہو شکوہ شکایت پہ جو آؤن

مشہور اُسے اور تجھے بدنام کرون مین
بدنام تجھے اور اُسے خودکام کرون مین

غیرون کو ملامت سے تری عذر نہ آوے
یون غیر کی بن آئی تو کیا کیا نہ بن آوے
تو بیٹھ رہی شرم سے اور وہ نہ ملاوے

ہر کوئی بہانہ سے مرا قصہ سناوے
طعنے تجھے دے دیکے جو دم ناک مین آوے
پروا نکرے کچھ بھی تو جاوے کہ نہ جاوے

گر سبب ترک ملاقات نہ پوچھے
لگجاوے سے تجھے چپ پہ کوئی بات نہ پوچھے

یہ نالہ ہو لب پر کہ خداوند دو عالم
کس جرم کی تعزیر مین یون خوار ہوئے ہم
وہ عیش جو یاد آئین تو کیا کیا نہو ماتم

ہم بھی کبھی رہتے تھے جہا مین خوش و خرم
جتنی کہ ہوئی تھی خوشی اتنا ہی ہوا غم
دلمین ہے سو حسرت و افسوس سے ہر دم

جلتا ہون تو مین انجمن افروز کہان ہے
دل داغ ہے تو اے مرے دلسوز کہان ہے

ہوئی ان حرکاتوں سے ندامت مجھے کیا کیا
قسمت ہی بری ہو تو کرے کوئی بھلا کیا
ہر وقت ہوا افسوس کہ یہ ہی یہ کیا کیا
رہ رہ کے خیال آئے کہ یہ مین نے کیا کیا
الزام دون کیونکر اُسے مین اُسکی خطا کیا
عاشق نہ رہا کوئی تو معشوق رہا کیا

ہر اک سے کہے بیٹھے تدبیر بتا دو
اس وحشی رم خوردہ کی تسخیر بتا دو

ہر ایک بہانہ سے مجھے جلوہ دکھا جائے
ہر لحظہ مرے سامنے سے ہنسکے چلا جائے
ہر شوخ شرارت سے مرے دلکو لٹا جائے
ہر آن نئی آن سے وہ رو برو آجائے
ہر وقت شرارت سے نئی آگ لگا جائے
یہ شعر سدا میرے سنانیکو پڑھا جائے

کیا کیجے ہمین ناز اٹھایا نہین جاتا
روٹھے کو مناتے یہ منایا نہین جاتا

پھر دل نہ ٹلے بات سے گو بات کو ٹالون
ناچار ہو پھر آپ سے مین تجھکو منالون
پھر دلکے نئے سرسے سب ارمان نکالون
پھر جاؤں نہ سنبھلے مری ہر چند سنبھالون
بیتاب ہے پیس دوڑکے چھاتی سے لگالون
تجھکو بھی مین اپنا سا وفادار بنا لون

ہے نام جو پھر تابع فرمان کرون مین
مومن ہون تو تجھکو بھی مسلمان کرون مین

واسوخت میان قلندر بخش صاحب المتخلص بہ جرات

یارب نہ وہ جدائی سے تو مرنا بہتر
بحر الفت مین قدم کا نہین دھرنا بہتر
گزرے غم جی سے تو بس جی سے گزرنا بہتر
ہم کنارہ بھی اب اس چاہ سے کرنا بہتر

رفتہ رفتہ ہوئے اب کہ آفت مین غریق
موج زن دلمین رہا جسکے یہ دریائے عمیق

قیس و فرہاد سے اس بحر مین اُلکہوتیراک
بہ گئے آہ خدا جانے کہان جون خاشاک

آشنا مثل صدف ہو کوئی مجھسے کیا خاک
حاصل ربط یہی ہی کہ جگر ہووے چاک

تجھسے جون موج روان جسکا پڑا اوہ بچھڑا
نہ ملا پر نہ ملا اُسکو کہین تھل بیڑا

دلکو ہر چند مین سمجھا یا کہ او خانہ خراب
جان لے ہستی موہوم کو تو نقش برآب

جی لگا کر کسی بیرحم سے مت ہو بیتاب
اب جو دیکھا تو دم آنکھونمین ہی مانند حباب

کوئی دم کا جو یہ مہمان نظر آتا ہے
ایک دریا مری آنکھون سے بہا جاتا ہے

جس ستمگر نے کیا آہ یہ حال دل زار
جی مین آتا ہی کہ رنجش ہو نہین اس سے یکبار

اور کہو صاف کہ اب سن تو ذرا ظلم شعار
دقت اس رات سے ہی ایک سے لے تا بہ ہزار

محو نظارہ ترا تا کہ یہ دل تھا نہ مرا
تازگی پر گل رخسار کب ایسا تھا ترا

آئینہ دیدۂ حیران نے دکھایا تجھکو
جس سے آگاہ نہ تھا تو وہ جتایا تجھکو

دلکی بیتابی نے کیا کیا نہ ببہا یا تجھکو
اپنی وحشت مین پر نیرا دہنایا تجھکو

آنکھ ہر ایک سے ورنہ تری شرماتی تھی
کل کی سے ہے بات تجھے بات نہ کر آتی تھی

تجھمین یہ خوبی گفتار کہان تھی توبہ
ایسی اٹھکیلی کی رفتار کہان تھی توبہ

طبع عالم کی طلبگار کہان تھی توبہ
اسقدر گرمی بازار کہان تھی توبہ

اپنے ہی چاہنے سے تو یہ نمودار ہوا
کہ ترے حسن کا ہر ایک طلبگار ہوا

آشنا آنکھ نہ غمزے سے ذرا تھی واللہ
دلبری کی نہ کچھ انداز سے تھا تو آگاہ

[illegible]

تھا نہ یہ ناز و کرشمہ نہ یہ شوخی کی نگاہ
مین تو حیران ہون تجھے دیکھکے سبحان اللہ

بیوفا ایسے بھی ہوتے ہین جہان مین محبوب
اپنی اس خوبی پہ مغرور ہوا تو کیا خوب

جامہ زیبی سے کہان زیب بدن تھا یہ لباس
آئی محفل سے بدن تھی یہ کب گل کی باس
گفتگو غیر محل تھی تری چتون تھی اداس
پاس ان سبکا ہوا بیٹھنے سے اپنے پاس

اب تو کچھ اور بنا تو تو ہین تجھسا غیر
گر یہی بات ترے دلمین سمائی ہے تو خیر

مل نہ مل پاس مرے بیٹھ نہ بیٹھ آ کہ نہ آ
تجھکو بہکایا جنھون نے انھین گھر اپنے بلا
میرے ملنے سے اٹھا ہاتھ انھین پاس بٹھا
پر یہ تو دیکھیو کیا اسکا مزا دیکھے گا

ایسے محبوب سے دل اپنا لگاؤ ن مین بھی
کہ جو کچھ تو نے دکھایا سو دکھاؤ ن مین بھی

چشم پوشی نے تری اتنو سو جھایا ہے جی
کہ لگاؤ ن کسی اب ایسے ہی محبوب سے جی
چار سو دھوم ہو خوبان جہا نہین جسکی
ناز بیجا سے جو آزردہ کرے دل نہ کبھی

قد قیامت ہو رخ آفت ہو بلا زلف سیاہ
چتون مین یہ شرارت ہو کہ اللہ اللہ

سر سے لے پانون تلک لی کہو ایسی جا
حسن خوبی کے سبب سر نہ کہین جسکو برا
ہو اک حسن کی تصویر کھنچی سرتاپا
جلبے دل جسپہ کہ نقاش ازل کا بھی کھنچا

جبکہ ہنس بول کے وہ مجھ سے مقابل ہوئے
سو جگر دلمین تو کچھ اسنے کیے کو ردوسے

بال بکھرے سے آنکھ پر گیٔے جو اسکا مکھڑا
جی بکھرنے لگے ہو حال پریشان تیرا
اور نہ آئے کبھو اس ماہ جبین کا ماتھا
عقل و دین کھو کے تو سر کو وہین سجدے مین جھکا

[illegible]

تیغ ابرو کی جو دریافت کرے برّانی — پڑے تو ایسا ہی لاڑکہ نہ مانگے پانی

آنکھیں وہ جادو بھری تجکو اگر آئیں نظر — شکل نرگس ہے آنکھوں میں کچھ نور بصر
اور رخسار بھرے ایسے ہی ہوں رشک قمر — جان دے دیکھ جنھیں یاسمن تو ٹھنڈی بھر بھر
ترے جو سامنے اُس غیرت خورشید کو لائے — تو خجالت سے کبھی منھ نہ کسی کو دکھلائے

کان وہ کان ملاحت ہوں کہ دیکھے تو اگر — صورت گل نہ سننے کچھ نہ رہے اپنی خبر
رنگ رو یہ ہو بھبھوکا سا ترا جب جلکر — سبکو رخ آئے ترا جوں گل پژمردہ نظر
ہو ہیں بالے کی ایسی ہی کہ جو دیکھے تو — غم خدا جانے ہو کتنا ترے بالے جی کو

ہیں ایسی ہو کہ دیکھے تو یہ ہو حال ترا — لوگ کیا جانیے لالا کے سونگھا دیں کیا کیا
تسبیہ تھنوں کی پھڑک سے یہ ہو حالت برپا — کہ تجھ پر آئے سے بھی جائے نہ دل کا دھڑکا
اسکی بو باس ہیں لیں لخلخہ وہ بدن سونگھے مرا — تجھکو دکھلاؤں نہیں ورنہ ناک میں دم لا دیں گا

غبغب اور چاہ ذقن اسکی نظر تجکو جو آئے — غوطہ تو بحر تفکر میں پڑا لاکھوں کھائے
گردن ایسی کہ صفا اسکی کوئی کیا پائے — دیکھکر جسکی صفا صبح کی پو پھٹ جائے
حق تو یہ ہے کہ گلا تجکو دکھا دے دیوے — خون نا حق کوئی گردن پہ جو اپنی لیوے

دیکھ گا اُسکے تجھے کہنے لگے اہل نظر — دیکھتا کیا ہی کہ یکساں ہیں یہ دونوں گہر
سوزش حسن سے خورشید بھی اکھڑ لیوے — آہ کا دیکھتے ہی رشک سے پھٹ جائے جگر
بوسے دیدے کیے مجھے تجکو وہ پامال کرے — مارے غیرت کے طمانچوں سے تو منھ لال کرے

ساعد و بازو بھی ایسے ہی ہوں وہ نازک دست — شاخ گل جھومیں سبھی جسکے ہوا میں جوں مست
ہو نرانگشت نگارین کا یہ عالم تا دست — جوش سے پنجہ مژگاں ہو جسے دیکھ لے پست
سیر تب ہو کہ جو گلشن میں وہ دست نگار — ہاتھ میں اپنے ہوا در رہا تھ ملے بیٹھا تو

سخت ابھری ہوئی ایسی ہوں وہ کافر پستان — نکلیں جس شکل ہم ہو دو انار صفہاں
ہوں تم بیچ چمن حسن بھی انپر حیران — دیکھکر دست بداغ جنھیں خوبان جہان

پھیر کر ہاتھ مزے انکے جو بندہ لوٹے
مارے حسرت کے تو بیٹھا ہوا چھاتی کوٹے

شکم اک میدے کی لوئی سا ہوا ایسا شفاف
لوح سیمین کوئی جس طور بنا لاوے صاف
دیکھیے غور سے اسکو جو بچشم انصاف
صورت چشمہ سنبے دیکھنے کو اسکی ناف

گورا گورا وہ شکم دیکھے جو مہتاب سا تو
پیٹ پکڑے ہوئے پھرتا پھرے بیتاب سا تو

وہ کمر جس سے کہ وابستہ رہے تار نفس
ہو سرین گول بھری انین ہون ایسی ہی کہ بس
دیدۂ حسن کو بھی دید کی جنکی ہو ہوس
ساق پا ہو یہ بلورین جو انھین کیجے مس

بیٹھکر دست محبت کو دبا دون کیا کیا
تجھکو دکھلا کے مین جون شمع جلا دون کیا کیا

پانوٗن وہ پانوٗن ہون ایسے کہ جب انکو پاؤن
کبھی سہلاؤن کف پا کبھی آنکھون سے لگاؤن
اور جو ہاتھون مین اٹھاؤن تو عجب لطف اٹھاؤن
پھیر وہ لطف اٹھانا تجھے بٹھلا کے دکھاؤن

حسرت وصل کھائے تجھے دل لیسے کرے
جنکے ہی نام سنے انکے تو آپا نون پڑے

گفتگو ایسی کہ ہر بات پہ اسکے اعجاز
گرمیِ عشوۂ و انداز و ادا ہو اور ناز
گہ گہی دیکھے سے دلمین ہو بدن ہو یہ گداز
ہو سکے اک حسن کی تصویر پہ کھنچی خوش انداز

گا ہے وہ ستا مے حسن سے مدہوش کرے
اپنے کھٹراگ کو تو صاف فراموش کرے

اس سے ہو گرم سخن تجکو جلاؤن ظالم
ظلم جو تونے دکھایا ہے دکھاؤن ظالم
اپنا دل شاد کرون تجھکو کڑھاؤن ظالم
چاہیے اب تجھے ایسا ہی بھلاؤن ظالم

کہ مری یاد مین دن رات تو فریاد کرے
ایسی یاد اپنی دلاؤن کہ بہت یاد کرے

سارے عالم سے ترے واسطے منھ موڑا ہے
رشتۂ ربط ہر اک شخص سے مین توڑا ہے
تجھ سوا اور کسی سے نہ کبھی گٹھ جوڑا ہے
تونے ناحق کا دیا مجکو یہ نک توڑا ہے

کیا کہون دل نے مرے کوفت اٹھائی کیسی
ہٹ ترے تفرقہ پرداز کی ایسی تیسی

تونے سمجھا کہ بڑا مجھسے ہے اس شخص کو کام
جملہ خوبان جہان جسکے ہین مشتاق مدام
حوریان خلد سے کرتی ہین جسے جھک کے سلام
بیوفائی کے اس آغاز کا بد ہے انجام

ظاہر تو تو نہین صبر دل شیدا ہو
چاہیے چاہنے والا کوئی اب پیدا ہو

دل سے سب محو کیے تو نے جو تھے قول و قرار
بھولے اے عہد شکن تجھکو وہ کل دار و مدار
یہ غم درد جدائی مین ہو نہین زار و نزار
تیری نظرون مین نہین گرچہ مرا عز و وقار

نظرون پر نظرون تجھسے محبت مین بھی
تو ہے مغرور تو ہون نام کا جرات مین بھی

واسوخت شیخ ولی محمد اکبر آبادی المتخلص بہ نظیر ادام اللہ فیضہ

مجھے اے دوست تیرا ہجر اب ایسا ستاتا ہے
کہ دشمن بھی مرے اب حال پر آنسو بہاتا ہے
یہ بیتابی یہ بیخوابی یہ بے چینی دکھاتا ہے
نہ گھر مین دل ہی لگتا ہے نہ صحرا مجکو بھاتا ہے
اگر کچھ منھ سے کہتا ہون مزا الفت کا جاتا ہے
دگر چپکا مین رہتا ہون کلیجہ منھ کو آتا ہے

عجب دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
دگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد
جو مین ایسا جانتی کہ پیت کیے دکھ ہوے
نگر ڈھنڈورا پھیرتی کہ پیت کرے نہ کوے

نہ تھا معلوم الفت مین کہ غم کھانا بھی ہوتا ہے
جگر کی بیکلی اور دل کا گھبرانا بھی ہوتا ہے
سسکنا آہ کرنا اشک بھر لانا بھی ہوتا ہے
تڑپنا لوٹنا بیتاب ہو جانا بھی ہوتا ہے
کیے پر اپنے آخر کو یہ غم کھانا بھی ہوتا ہے
کف افسوس کو مل مل کے پچھتانا بھی ہوتا ہے

اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را
نمی کردم بدل روشن چراغ آشنائی را
کوک کرون تو جگ ہنسے اور چپکے لاگے گھاو
ایسی کٹھن سنیہ کو کہو بدھ کرون ادپاؤ

صبح سے شام تک صحرا مین پھرتا ولکو مین ملے
لگا کے شام سے تا صبح گنتا رات کے تارے
بھونپر آہ ولبر داغ جون آتش کے انگارے
جسے دل چاہتا ہے اسکو پروا کچھ نہین بارے
جو اسکی ہے یہی مرضی تو ہم نا چار ہین پیارے
اگر اسکے تصور مین یہی کٹتے ہین یان آرے

زحال من چگویم چون زمن داری خبر یا نہ
دل من سوخت اے خوبان شما در دل اثر یا نہ
آہ دئی کیسی بھئی ان چاہت کے سنگ
دیپک کے بھاوین نہین جل جل مرے پتنگ

غضب ہے ایک تو دل تنگ ہوا اور جی بھی گھبراوے
نہ ہووین دل کے کیون ٹکڑے نہ جی کسطرح دکھہ پاوے
لگی ہو آگ دلمین پھر وہ بجھنے کس طرح پاوے
تس اوپر ہر گھڑی اُس دلربا کی شکل یاد آوے
در و دیوار سے کیونکر نہ سر اپنے کو ٹکراوے
مگر جسنے لگائی ہو وہی آکر بجھا جاوے

چو در دل آتش ہجران فتد او را کہ بنشاند
مگر آنکس کہ آتش زدہ ہمون آبی بفشاند

ہرے اندر دون لگی تو دھوان پرگھٹ ہوے
جا تن لاگے سو جانے دوجا جانے نا کوے

کبھی ہو کر گریبان چاک صحرا کو نکلتا ہون
لگی ہے آگ دلمین شمع سان جلکر پگھلتا ہون
بدن مین دیکھکر شعلے بھڑکتے ہاتھ ملتا ہون
کبھی گھبرا کے پھر گھر کیطرف لاچار چلتا ہون
دھوان اُٹھتا ہے آہون کا برنگ موم جلتا ہون
پھپھولے تن مین اُٹھتے ہین ستی کی طرح جلتا ہون

ز تاب آتش دوری کہ میسوزد دل جانرا
نمودہ نبض من ہر آبلہ دست طبیبان را

برہ کی آگ تن مین لگی جلین لگو سب گات
ناری چھوت بید کی پڑے پھپھولے ہاتھ

کہانتک کھاؤن اُس غم کو کہ کھایا نہین جاتا
قدم رکھتا ہون جس جا پر تو سرکا یا نہین جاتا
جو چاہون بھاگ جاؤن بھاگ بھی جا یا نہین جاتا
دل بیتاب کو باتون سے سمجھایا نہین جاتا
جہان پر بیٹھتا ہون وان سے اُٹھ آیا نہین جاتا
اور آہو دشت مین رستہ کہین پایا نہین جاتا

مکان یار دور و من ندارم طاقتے در دل
عجب در مشکل افتادم چسان طی سازم این منزل

کہا کہون کاسے کہون دیس پیا کا دور
اڑ نہ سکون گر گر پڑون ہون ٹھور کی ٹھور

ادھر دل مجھسے کہتا ہے کہ چل تو یار کے ڈیرے
جو کہنا دل کا سنتا ہون تو وہ رہتا ہے گھر تیرے
نہ دل مانے نہ تن مانے ہر اک اپنی طرف پھیرے
ادھر تن مجھکو کہتا ہے کہ تو دکھ مجھکو مت دے رے
اگر تن کی سنون باتین تو پھر دکھ دے وہ بہتیرے
کرون کیا اے نظیر ایسی جو مشکل آن کر گھیرے

دلم دلداری جوید تنم آرام مے خواہد
عجائب کشمکش دارم کہ جانم مفت میکاہد

دل چاہے دلدار کو من چاہے آرام
دو بدھا مین دو وؤ گئے نا مایا ملی نہ رام

ترجیع بند حکیم محمد مومن خان سلمہ الرحمان

جاے عبرت ہے مرا حال پریشان یارو ۔ اس تو ڑسے ہے یہ مایوسی و حرمان یارو
دل لگا کر ہوا مین سخت پریشان یارو ۔ ہاے افسوس نہ نکلا کوئی ارمان یارو
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی ۔ ایک بھی اس سے ملاقات نہونے پائی

دل ندیتے اگر اسکو تو نہ ہوتے بدنام ۔ کیا خبر تھی کہ اس آغاز کا کیا ہے انجام
رنج بھی ہوتے ہین الفت مین یہ بعد از آرام ۔ کبھی دنیا مین نہو گا کوئی ہمسا ناکام
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی ۔ ایک بھی اس سے ملاقات نہونے پائی

جذبۂ عشق اسے کھینچ کے لایا نہ کبھی ۔ اثر اس نالۂ دلکش مین بھی پایا نہ کبھی
ماجراے الم و درد سنایا نہ کبھی ۔ سخن شوق غرض لب تلک آیا نہ کبھی
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی ۔ ایک بھی اس سے ملاقات نہونے پائی

ایک دم صحبت دلدار میسر نہ ہوئی ۔ نظر لطف و عنایت کبھی ہمپر نہ ہوئی
عشرت و عیش سے وصلت اسے دم بھر نہ ہوئی ۔ اپنے ملنے کو کوئی جاے مقرر نہ ہوئی
جی کی جی ہی مین رہی بات نہوتے پائی ۔ ایک بھی اس سے ملاقات نہونے پائی

ایک دم صحبت اعدا سے کنارا نہ ہوا ۔ یہ مقرب ہوے کچھ پاس ہمارا نہ ہوا
غرض ہمکو تعلق در رنج کا یارا نہ ہوا ۔ ہاے اس بزم تلک اک بار گذارا نہ ہوا
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی ۔ ایک بھی اس سے ملاقات نہونے پائی

گیا سیہ روز ہین یارب مرے آرام و شکیب ۔ کر رہے جلوہ گہ یار سر بزم رقیب
میرے گھر آینگی پھر کبھی نہ پائی تقریب ۔ ایک دن بھی نہ ہوئی ہاے شب وصل نصیب
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی ۔ ایک بھی اس سے ملاقات نہونے پائی

تیرہ روزی کی رہی جلوہ فزائی ہے ہے ۔ نہوئی صبح کبھی شام جدائی ہے ہے
کہون کیا اپنے نصیبون کی برائی ہے ہے ۔ طالع بد کی یہ خوبی نظر آئی ہے ہے
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی ۔ ایک بھی اس سے ملاقاتنہونے پائی

کھو دیا مفت مین دل چین لیکے دکھ ہے پایا
پردہ پر غیر نہ ملایون ہین مجھے ترسایا
قلق ہجر نے کیا کیا نہ مجھے گھبرایا
نہ وہان مجھکو بلایا نہ یہان آپ آیا
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

یان نہ آیا وہ عیادت کو بھی یکبار افسوس
کرسکا ولولۂ شوق نہ اظہار افسوس
مرتے مرتے نہ گئی حسرت دیدار افسوس
نہوئے نزع تلک الب گفتار افسوس
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

نہوا عشق مین اُس شوخ سے آرام کبھی
لب شیرین سے سنا ایک نہ دشنام کبھی
نہ لیے دست نگارین سے مجھے جام کبھی
نہ ملی لذت عارض سے ہوس کام کبھی
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

مین بھی حاضر تھا ہوئے جب طرف کعبہ روان
بے ادب ہنستے تھے کیا لوگ تھے بیہودہ گمان
حضرت مومن تقوی روش شیخ زمان
پڑھ کے یہ درد سے مطلع جو ہوئے اشک فشان
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

افصح الفصحا اشعر الشعرا ابلغ البلغا سخنور عالیمقام محمد تقی نام متخلص بہ میر

عمر گذری ہو چکا آسودگی کار روزگار
رنج و محنت کے تئین آرام ہے یہ ننگ و عار
معرکہ ہے یک طرف دونون ہوئے ہین سامنے
زخم دل کی یہ ہنسی وہ گریۂ بے اختیار
مجہلہ ہے کٹ پڑے ہین یک طرف کتنے میوہ
صبر سے بیطاقتی دل ور درد سے بے شمار
عاشقی جب کی تھی مین نے تب نہ تھین یہ خواریان
کیا کہون کیا کچھ دکھاتا ہے مجھے اب ہجر یار
سینہ دیکھو چاک منہ ناخن سے سب نوچا ہوا
آنکھین ڈوبی خون مین اور جیکو دیکھو بیقرار

ایکہ گفتی عشق را درمان و ہجران کردہ اند
کاش می گفتی کہ ہجران را بہ درمان کردہ اند

اک کنارے دی تو جو ہین گے زبین کے زیریان
خاک پر بسمل پڑے ہین کیسے کیسے شیریان
دو قدم پر ہے یہ ہنگامہ ترے کوچے کے بیچ
آشنائی کچھ نہین لگتی کہ تجھکو دیریان
منھ پہ کھانے والے تلوارونکو ہوتے گے موت سے
سیکڑون کیا ہین جینے سے جو تھے سیریان
دھڑ نہین سر ہی پڑا سر جو نہین تو دھڑ ہی ہے
ہین زیارت کردنی صد کشتہ شمشیریان
عمر مُرے بے خانمان بیوارثے بیکس غریب
زخمون کے دامن لیے منھ پہ ہو رہے ہین دھجیان

گو تو ہم آئے لبے طوف شہیدان دور نیست
گر بیسے آید در نیجا راہ چندان دور نیست

لے لپیٹ اک آن مین وحشت سے یہ سارا جہان
خاک اڑا ہر ایکدم مین کاروان در کاروان
تیرہ گر عالم کو دوسرا یہ گرد و غبار
چشم ما روشن تو ہو آوازہ کون و مکان
بین بخشی سے لے کیا گر نازنین تیرے تئین
کھینچ ڈالے سر کا مبارک ہو تجھے تا آسمان
لیکن اتنا ہی برآشفتہ نہ ہو جانا کہین
بیشتر در رکھتے ہین سارے خاطر واماندگان
سو خدا نا کردہ ہم سکتے نہین اس راہ سے
کوئی دم وقفہ کرے یا دیر ہوئے تجکو یان
یک قدم اے گرد باد دامن صحرا بایست
در قفا ماندست مشت خاک ما تنہا بایست

گرچہ ہجران مین ترے جی میرا جاتا تھا جلا
پر یہ تھا دل مین کہ شاید دیوے تو داد وفا
وصل خاطر خواہ تو معلوم تھا میرے تئین
آگ دلکو لگ رہی تھی جبتلک تھا مین جدا
گاہ باشد رحم کو بھی رحم فرمادے وہ شوخ
دیکھ مجھ ناکام کو یکدم کرے ترک دغا
ایک ساعت بیٹھے درد دل اگر میرا سنے
کرکے غمخواری کہے یہ تیرے تئین کیا ہوگیا
سو تو یہ سب ہو چکا ہے کاشکے ملتا نہ تو
اتنے آجانے کا تیرے کون یان مشتاق تھا
آمدی و حسرت وصل از دلم برداشتی
حسرتی بود از وصال آنہم بمن بگذاشتی

ہے خرابی آج جیسے کل یہ لوگون سے ہین گھر
مت بنائے خانہ مین منعم رہا کر اس قدر
طاق کسری کو سنا ہوگا کہ کیا تھا محل
اب کہین اس طاق کسری کے بھی پیدا ہین اثر

گھر کا صاحب تو اُڑا اکر کے یکسان خاک ہے — اینٹ مارے اینٹ سے یہ کچھ ہوا اس گھر اوپر
خط باطل سے لکھا ہے صفحہ پر کون و مکان — کیون دماغ اتنا جلاتا ہے سے اپنا تو کدھر
کیسے کیسے خانزادے خاک مین یان ملگئے — جلسے عبرت ہے یہ معمورہ جہان کا بے خبر

ہر کجا افتادہ بینی خشت در ویرانہ — ہست فرد دفتر احوال صاحب خانہ

کم بہت سننے مین آتا ہے کوئی رنجور ہے — یا کسی مجروح کا زخم جگر ناسور ہے
روشنی آنکھون کی ہے منظور ساری خلق کو — قوت دل کا جدھر دیکھو تدھر مذکور ہے
ہم کئے بھی تھے یہ دو آتش کے پرکالے کبھو — ایسی ہم ایذا جو کھینچی ہے کسے مقدور ہے
ایک نے مارا چھڑک کر جی سے ہمکو آب داغ — ایک نے ایسا جلایا اب تلک مشہور ہے
ہمکو حیرانی ہے اسمین جسکو سنتے ہین آ سے — ان ہی دونون آتشون کی پرورش منظور ہے

ما سرشک گرم و آہ آتشین دیدیم و بس — بہرہ گر چشم و دل دیدیم این دیدیم بس

دل نہین تجکو ملا یہ کوئی جی کا ہے وبال — گفتنی ہو تو کہون ملے میرے مین کچھ اسکا حال
خود بخود جاتا ہے کہتا آرزو ہے کیا اوسے — چاہتا ہے سیم و زر یا کوئی دلبر خوش جمال
یاد ہین میرے ہوا ہو کچھ سبب تو ہے بجا — عشقبازی مفلسی آزردگی رنج و ملال
تا کسو کے گیسو و کاکل کا وابستہ ہو نہین — نے کسی کے چاند سے مکھڑے کا تجکو ہے وبال
کیا کرون ایذا ہے مجکو جب غرض تجھسے بیان — نے غم درد جدائی ہے نہ اندوہ وصال

میشم عاشق نظارا ہر یکی کا ہر دم
عمر بگذشت و نمیدانم چہ می خواہد دلم

مثنوی در صنعت حور از حضرت مولانا رؤف احمد صاحب نور اللہ مرقدہ المتخلص بہ رافت

وہ سب تھین گل اندام اور مہ جبین — پری جنکو دیکھ اپنے جی مین چھپین
ہین ان مین سے لکھتا ہون حال ایک کا — قیاس آپ پہ کر سبکو تو رافتا

وہ اسکا تبسم وہ اسکی ادا
وہ اسکا تکلم وہ انداز پا

وہ غمزہ وہ عشوہ وہ ناز و غرور
وہ آن و کرشمہ وہ حسن اور نور

وہ چھپنا اکڑ وہ چلن اور وہ سج
ہر ایک بات مین جان لینے کی دھج

وہ ماتھے کا خط تھا کہ تھا داغ ماہ
وہ تھی مانگ یا کہکشان کی تھی راہ

غضب اسمین موتی پروئے ہوئے
ستارے تھے نور اُسکے کھوئے ہوئے

وہ چوٹی چھٹی تا کمر تک بلا
نہ لینے کو جان تھی مگر یک بلا

پڑا اسمین موباف زرین تھا یون
ستارہ ہو دنبالہ دار ایک جون

نہ چوٹی تھی بل ایک کوڑا تھا وہ
کہ چمکائے تھا حسن کے رخش کو

وہ زلفین جو بالائے رخسار تھین
وہ کافر بلائین نمودار تھین

جو جاتے بکھر رخ پہ بال اُسکے آہ
تو تھا زیر ابر اک درخشندہ ماہ

وہ عالم کسیکو جو پڑتا نظر
تو سو غم سے جی اوسکا جاتا بکھر

وہ بالون مین سر کے پروئے گہر
ستارے نمودار جون چرخ پر

وہ آنکھین کہ آہو پہ جادو چلائین
نہ آہو پہ جادو پہ جادو چلائین

وہ نرگس کے گل سے تھے بگلزار حسن
زبس جلوہ گر جیسے انوار حسن

وہ چپکے اشارے حیا اُنکے ساتھ
لگا ہو نہین دل چاہتا جنکی بات

وہ آنکھین جو ظاہر مین بادام تھین
وہ باطن مین الفت کے دو جام تھین

خماری وہ آنکھون کا عالم عجب
نگاہین وہ کیفی غضب پر غضب

وہ ابرو کمان اور مژہ تیر دار
کرے مرغ جان کو نہ کیونکر شکار

وہ عارض کہ جو مطلع حسن تھے
اون آنکھون نے دو صاد اُنپر کیے

وہ بینی کہ آوے نہ ادراک مین
دم اک خلق کا جسکے ہو ناک مین

دہن ذرہ اور اُسمین دندان گہر
ہوئے ششدر جہان عقل اہل ہنر

وہ دانتون مین کافر کے مسّی دھڑی ۔ اُودا ہٹ گہر پہ طلسم پری
خطون کا عجب عالم اک آہ تھا ۔ نمودار اللہ اللہ تھا
لب لعل وہ رشک یاقوت تھے ۔ پئے جان عشاق یاقوت تھے
وہ پانون کا لاکھا وہ رنگ مسی ۔ شفق تھا نمودار سیہ رات تھی
ولب شیرین تھے جنکے آگے نبات ۔ خجل اسقدر ہو کہ آوے نہ بات
تکلم غضب اور تبسّم بلا ۔ وہ باتین تفہم مین پھر آئین کیا
وہ چاہ زنخدان کہ ہو سکے چاہ ۔ وہ غبغب درخشان کہ جون مہر و ماہ
وہ گردن کا موتی صراحی کی شکل ۔ چھٹے جسکے نظارہ سے شرب و اکل
وہ سرخی سفیدی باین آب و تاب ۔ کہ جون ظرف بلور مین ہو شہاب
وہ بازو وہ ساعد نزاکت بھرے ۔ وہ ہاتھون کا عالم کہ جی خوش کرے
حنا سے وہ ہاتھون مین رنگت رچی ۔ کہ مرجان کے پنجے کے جو رشک تھی
وہ ہاتھ ایسے پیارے کہ جو آئین ہاتھ ۔ لگا لیا چھتے بس محبت کے ساتھ
کف پا وہ گلبرگ سے نرم تر ۔ نزاکت سے عالم ہر انگشت پر
وہ قامت قیامت وہ گفتار تھر ۔ وہ چھب یک بلا اور وہ رفتار تھر
وہ رفتار ہو کبک جس سے خجل ۔ وہ گفتار جو بات مین لیوے دل
بدن ایسا نازک کہ ہو لال لال ۔ اگر مس کا ہو اُسکے دل مین خیال
سراپا کا عالم کہون اُسکے کیا ۔ سراپا تھا نقشہ وہ تصویر کا
ہو حیرت زدہ بلکہ تصویر بھی ۔ ہو بے مغز مانی کی تحریر بھی

مناجات نتائج افکار مولانا رؤف احمد صاحب قدس سرہ المتخلص بہ رافت

الٰہی بحق رسول انام ۔ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام
بآل و باصحاب ختم رسل ۔ مجھے دے مرادین مری جزو کل

دعا میری کر میرے مولی قبول / بفضل رسول اور طفیل بتول
بصدق ابوبکر شاہ درا / کہ بعد از نبی سب کے ہین پیشوا
بعدل عمر جو ہین کرار جنگ / ہوا شرع کا اُنسے ظاہر ہے رنگ
بحلم غنی یعنے عثمان امام / کہ کان حیا تھے سراپا تمام
بعلم علی وو لی شاہ دین / امام جہان وارث مرسلین
بجود حسن اور بکرم حسین / مجھے دو جہانین دے امن اور چین
مجھے دین و دنیا مین عزت سے رکھ / یہان اور وہان عیش و عشرت سے رکھ
شراب محبت پلا دے مجھے / تو مستانہ اپنا بنا دے مجھے
الٰہی مین تیرا گنہگار ہون / بہت تجھسے شرمندہ ہون کیا کہون
کوئی دم کوئی پل کوئی لمحہ آہ / نہین میرا کٹتا بغیر از گناہ
جو اقسام ہین جرم و عصیان کے / وہ سب ورثیان ہین مری جان کے
کبیرون صغیرون مین مین ہون پھنسا / چھپے اور ظاہر گنہ مین بھرا
خطا و عمد مین گرفتار ہون / غرض ہر طرح سے گنہگار ہون
گنہ بخش سب میرے میرے کریم / کبیرے صغیرے جدید اور قدیم
گنہ باطنی میرے اور ظاہری / خطا اولی اور جرم آخری
کرم سے تو کر عفو مولا مرے / وہ کر حق مین جو ہوئے اولا مرے
تو مالک ہے غفار ہے اور رحیم / تو رب ہے کریم اور رؤف الرحیم
گناہون پہ میرے نہ فرما نظر / تفضل سے اپنے تو سب محو کر
پلا دے مے عشق کا اپنے جام / بحق محمد علیہ السلام
جیون اور مرون اور اُٹھون عشق مین / بہر حال تیرے رہون عشق مین
جہان مین ہے جبتک مری زندگی / رہون تیرا بھرتا دم بندگی

گر دن جب سفر میں یہان سے تو ہو
شہود و تجلی حق روح کو

ترے جلوے کو دیکھکر جان و دن
مروں تو ترے فضل سے یون مروں

رہوں گور میں بھی دوانا ترا
نہ موقوف ہو منہ دکھانا ترا

اٹھوں تو ترے دھیان میں پھر اٹھوں
غرض عشق میں میں جیوں اور مروں

میں رافت ہوں بندہ ترا اے خدا
مرا اور سب اہل اسلام کا

کر ایمان و اسلام پر خاتمہ
طفیل نبی و نبی فاطمہ رضہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
پیمبر پہ نازل تو فرما مدام

پھر آل اور اصحاب پر آپ کے
پھر ازواج و احباب پر آپ کے

رباعیات نعتیہ

الحمد للہ الذی بلغ العلیٰ بکمالہ
اے تارک فعل بدی حسنت جمیع خصالہ
احکام فضل یزدی کشف الدجیٰ بجمالہ
انعام فیض احمدی صلوا علیہ و آلہ

حضرت سے چلے معراج کو بلغ العلیٰ بکمالہ
انکے خصائل نیک سے حسنت جمیع خصالہ
سب جگ میں آگیا للہ کو کشف الدجیٰ بجمالہ
حور و ملک سب یون کہیں صلوا علیہ و آلہ

معراج کی شب عرش پہ کیا دھوم مچی رہی تھی
لولاک لما خلق کہا شان میں جنکے
حضرت پہ خدا کی تو سبھی جھوم رہی تھی
تقدیر بھی ہاتھ اپنے کے تئیں چوم رہی تھی

اللہ کیا جگر تھا دعا میں حسین کا
اس تشنہ لب کا عرش سے برتر ہے مرتبہ
جی ہی گیا تدان رضا میں حسین کا
خون تھا سبیل راہ خدا میں حسین کا

لبوں پر جان عبث ہے منتظر وہ شوخ کب آیا
تامل کیجیو ذوق طپیدن دیکھیے کیا ہو
اگر جہلم کو کبھی آیا تو ہم جانیں گے اب آیا
کہ اب تک ذبح کرنیکا نہیں قاتل کو ڈھب آیا

جستجو میں وسکے بہلانیکی جی کھونا پڑا
نقد دل دینا لگا یوں جرأت اسکی مفت ہاتھ
وہ ہنسی کی بات تھی سو اسکا اب رونا پڑا
راہ چلنے جسطرح پاوے کوئی سوتا پڑا

صاف کرتا ہا کل مجھے وہ تلوار کے ہاتھ — آہ نا پکڑے کسی نے مرے خونخوار کے ہاتھ
لوگ مانع ہوئے تو کہنے لگا کون ہو تم — شوق سے باندھیں گے ہم ایسے گنہگار کے ہاتھ

گرچہ بیزار بھی ہے پر اسے کچھ پیار بھی ہے — ساتھ انکار کے پردے میں کچھ اقرار بھی ہے
دل بھلا ایسے کو لے ڈر دو نہ دیجے کیونکر — ایک تو یار بھی ہے تسپہ طرحدار بھی ہے

چمن کے تخت پر جسدن شہ گل کا تجمل تھا — ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اور شور تھا غل تھا
خزاں کے دن جو دیکھا کچھ نتھا جز خار گلشن میں — بتاتا باغبان رو رو یہاں غنچہ یہاں گل تھا

قسمت کی اپنی خوبی سے حاتم بھی شوم ہو — گر تخم بھی جو بو دن تو پیدا زقوم ہو
اس پر اثر کون نصیب کی تعریف کیا کہوں — جسکو ہما سے سمجھوں تو پہلو سے بوم ہو

ہیں زخم مرے کاری اس سینے سے کیا ہوگا — اب مرتا ہی تو بہتر اس جینے سے کیا ہوگا
اس کم لگی سے کب بجھتی ہے عطش دل کی — ساقی مجھے اتنی ہی مے پینے سے کیا ہوگا

جان کو زلف دوتا مانگے ہے — مانگ کیا جانیے کیا مانگے ہے
اوسکے پنجے سے ملا کر پنجہ — خون بہا اپنا حنا مانگے ہے

جا اٹھائے مرے مدفن پہ جو تکبیر کے ہاتھ — چوم لوں اس بت رعنا کے کفن چیر کے ہاتھ
کھینچکر نقشے میں مانی بت بے پیر کے ہاتھ — چومتا تھا کبھی اپنے کبھی تصویر کے ہاتھ

صنم کے ہاتھ کی پہونچی — اگر پہونچی کہ نہ پہونچی
جو پہونچی ہو تو لکھ بھیجو — مرے پہونچے میں ہو پہونچی

عبث میں صبح تلک اُسکا انتظار کیا — قرار کرکے مجھے اُسنے بیقرار کیا
کہاں رہی تری غیرت بھلا بتا تو سہی — ترے شکار کو جب اور نے شکار کیا

تھا عین نماز میں کہ ساقی آیا — وہ ساغر مے میرے مقابل لایا
میں اُسکو اشارے سے کہا تائب ہوں — بولا کہ شتاب پی پیا سو پایا

برسات کی جھڑی ہو سبزہ ہو اور جو جو — مطرب ہو اور مے ہو ساقی ہو اور تو ہو

یک گوشہ عافیت ہو اور دست در گلو ہو		کافر ہو پھر کسیکو جو کچھ اور آرزو ہو
آہ رے آہ کیا کیا ہمنے		ایسے نادان کو دل دیا ہمنے
پھنس گئے دام مین ترے آکر		ہو خوشی خون دل پیا ہمنے
اے درد بہت کیا پر لکھا ہمنے		دیکھا تو عجب طرح کا لکھا ہمنے
جب چشم نہ تھی تو دیکھتے تھے سب کچھ		جب چشم کھلی تو کچھ نہ دیکھا ہمنے
آج گلشن مین کیا مزا ہوگا		مینہ برستا ہے گل کھلا ہوگا
باغ مین بو کباب آتی ہے		کسی بلبل کا دل جلا ہوگا
اے ستمگر زیردستو پر ستمگاری نکر		ظلم کے اقلیم کی ہرچند سرداری نکر
توڑ مسجد پھاڑ مصحف کر زنا اور پی شراب		جو تو کرتا ہے سو کر پر مردم آزاری نکر
لعنت جو کوئی زن کا سخن گوش کرے		ہمدم ہو اُسی ساتھ نمک نوش کرے
صد سال کی نعمت کو وہ یکساعت مین		غیرون کے تلے پڑ کے فراموش کرے
کبھو ناشاد کبھو شاد ہوئے آخر ہیچ		گر تعلق سےتی برباد ہوئے آخر ہیچ
عمر بھر علم مین حاصل کیا شیطان کی راہ		گو فرشتون کے بھی اُستاد ہوئے آخر ہیچ
ایوان عدالت مین تمھارے اے شاہ		کیا ظلم کو ہے دخل عیاذاً باللہ
شیشہ کا جو وان طاق پہ سرکے پایون		پتھر سے نکلتی ہے صدا بسم اللہ
موت سے ہی کچھ علاج درد فرقت ہو تو ہو	ذوق	غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو
کہتے ہین شور قیامت جسکو وہ اے چشم یار		تیرے مستو کی نفیر خواب غفلت ہو تو ہو
مومن نہین زنار سے میرے آگاہ		اس رشتہ کو ہے سبحہ اسلام مین راہ
اُس سبحہ کا برہمن ہون ہی شیخی اور شیخ		کہتے ہین جسے دیکھ کے اللہ اللہ
جو لے قاصد رہا پیچھے میر کبھی ادھر کو چلتا تھا	میر	تو کبھو جب چلا ہو نہین تب آہ سکا جی نکلتا تھا
کمال افسوس بیتابی سے تھا کل تک مین میرے		تڑپتا تھا ادھر مین یار ادھر کو ہاتھ ملتا تھا

چوری چوری مرے لگ جاؤ گلے آکے کہین | ورنہ دل بر سے نکل جائیگا گھبرا کے کہین
جرات
ضبط وحشت ہے تجھے لے دل دیوانہ ضرور | اتنا آنا بھی نہ وہ چھوڑ دے جھنجھلا کے کہین

باہر و چہرے پہ تیرے جب سے خط آنے لگا | تب سے قاصد کو مری باتوں سے بہلانے لگا
جبتلک تھا صاف تو قاصد کو جواب صاف تھا | اب تو خط آنے لگا شاید کہ خط آنے لگا

ہے کون جسنے عہد کو اپنے وفا کیا | کہیے جو اسنے حمد کو اسکی ادا کیا
فیاض
فیاض کچھ زبان جو ہوئی شمع کی نمود | گلگیر نے دہن کو دہن اپنے ادا کیا

کھانے کے لیے جسنے رگ پان کو چیرا | لاکھون دل مجنون نے گریبان کو چیرا
ہاتھ اسکے قلم کیون نہون اے گوہر نایاب | موتی کے لیے جسنے ترے کان کو چیرا

غم تو دنیا مین سبھی ہین عشق کا غم اور ہے | ہے اسی عالم مین لیکن اسکا عالم اور ہے
یہ نہ اچھا ہوگا جراحون سے بھی زخم جگر | اسکا ٹانکا اسکا پھاہا اسکا مرہم اور ہے

کبھو کبھو جو کرم کی نگاہ کرتے ہو | غرض کہ دلمین مرے جان [illegible] کرتے ہو
ادھر تو عاشق بسمل تمھارے تڑپے ہین | ادھر کھڑے ہوے تم واہ واہ کرتے ہو

اگرچہ تجھ مین تخم الفت کا اے ستمگر ہم اپنا بوتے | تو تھا یقینا کہ اسکے سایہ کے نیچے اک دم کبھی تو سوتے
جو تیری خاطر لگی ہم کرین ہین نالہ پھرین ہین روتے | جرات خستہ ذلیل و رسوا نہ تجھسے ملتے نہ ایسے ہوتے

مقطعات

کل پانوں ایک کاسہ سر پر جو آگیا | یک سر وہ استخوان شکستہ سے چور تھا
کہنے لگا کہ دیکھ کے چل راہ بیخبر | مین بھی کبھو کسو کا سر پر غرور تھا
تھا وہ تو رشک حور بہشتی یہ ہم بھی میر | سمجھے نہ ہم تو فہم کا اپنے قصور تھا

جب بلبلیش کو نہ ملی بوسہ سے تجھ لب کی خبر | تب فقیر دن کی طرح شعر یہ پڑھتا وہ چلا
بینوا ہم ہین نہین زور کسی پر پیارے | دیوے اسکا بھی بھلا اور نہ دے اسکا بھی بھلا
بلبلین پالی مین کہتی نہین کہ ہوتا کاشکے | اک مزہ دار تنگ قراری اُس چمن کا آشنا

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
گر گل و لالہ کہان سنبل سمن ہم نسترن		خاک سے یکسان ہوئے ہین ہائے کیا کیا آشنا
اشک تر قطرہ خون لخت جگر پارہ دل	میر تقی	ایک سے ایک عدد آنکھ سے بہتر نکلا
کنج کاوی جو کی سینے کی غم ہجران نے		اس دفینے مین سے اقسام جواہر نکلا
ہمنے جانا تھا لکھیگا تو کوئی حرف اے میر		پر ترا نامہ تو اک شوق کا دفتر نکلا
شور سنکر ہمنوا یون کا الٹتا ہے یہ دل	سودا	رخصت اے نالہ کہ اے صیاد جاتی ہے بہار
اب خدا حافظ ہے سودا کا مجھے آتا ہے رحم		ایک تو تھا ہی دیوانہ تسپر آتی ہے بہار
مین بھی سمجھاؤن جو مانے بات تو پردہ نشین		ہے بدلنا ہی اگر منظور اپنا گھر تجھے
جاے نظارہ بھی ہے گوشہ بھی ہے پردہ بھی ہے		آ مری آنکھو مین رہ یہ عین ہے بہتر تجھے
جب سے سرکار عشق مین عارف	عارف	ہم ملازم ہوئے یہ بندی ہے
کہ خوشی کا نہ لیجو نام کبھو		غم سے ہی تجھکو بہرہ مندی ہے
کیونکہ شادی کو پھر پھٹکنے دون		نوکری ہے کہ بھائی بندی ہے
غیر دن سے خوش لپٹے ہے تو رہو سے دستگین	"	عارف بری ہے آہ دل بیقرار کی
آہن دلی کا اسکے دکھا دیوین گے مزا		سو دن سنار کی ہے تو اک دن لہار کی
سب سے بیغرض رہو تم عارف	"	گو کہ دم دوستی کا بھرتے ہین
یہ وہ ہین لوگ کھاتے ہین جسمین		اسی ہانڈی مین چھید کرتے ہین
مشکل ہے عمر کاٹنے تلوار کے تلے	میر	سر مین خیال گو کہ رکھین یار عشق کا
ان رستمون کے دعوی کو دیکھا ہے ہوتے قطع		پورا جہان لگا ہے کوئی دار عشق کا
کہکشان مانگ ہے ہلال بھوین	ایضاً	مہر طلعت ہے ماہ سیما ہے
لب مسیحا ہے لب پہ رنگ مسی		سایہ قامت مسیحا ہے
اس مہمان سرا مین عارف قیام کبتلک	عارف	سنتے غفلت پہ آپ اپنی ہم دنگ رہگئے ہین
بچھڑے دن ہے اپنا میزان زندگی مین		دھڑیان تو تل گئی ہین پاسنگ رہ گئی ہین

رباعیات عیدین

عید رجب باد میمون و خجستہ مر ترا
از بنا سے مولدش صد تجنے ولشگفت او
آمد اندر لبطن مادر مظہر نور خدا
گشت گلشن گلخن و پر نور شد ہر دو سرا

عید رجب مین سرور کونین
ہے حدیث نبی عرب بے عین
صلب سے آ گئے شکم مین چین
ہے یہ مولو د سید الثقلین

لیلۃ القدر نے کیا ہے ظہور
بطفیل رسول اکرم کے
سے برستا سبھو نپہ حق کا نور
لے خدا نے سبھونکو جنت دحور

لیلۃ القدر کی ہے یار وجہان مین نت دھوم
سورۃ القدر سے ہی شان مین جسکے مرقوم
آسمانون سے زمین پر ہے فرشتونکا ہجوم
جسکے ہر حرف کی آیت ہی یہ لازم ملزوم

دن عید ہو اور رات ہے شب برات
صوم وصلواۃ اور نوافل مین
نیکیون مین گذار و تم اوقات
رہو مشغول تا کہ ہووے نجات

شب برات آئی ہے مسلما نو
نیکیون مین رہو سدا شامل
بدعتون سے بچو مری مانو
اور نہین تو تمھاری تم جانو

آئی ہے شب برات جہان پر بہار ہے
چھٹنے لگے انار و مہتاب و پھلجھڑی
بازار اور کوچہ گویا گلعذار ہے
دیکھو مین ہر طرف تو پٹاخونکی مار ہے

عید رمضان آمدہ بشری لکم یا مومنین
ماتزہ صوم وصلواۃ آمد بصابکم از کریم
گفت در جنات رضوان فادخلوہا خالدین
افطروا یا صائمین واللہ خیر الرازقین

عید رمضان رسید خرم و شاد
اے پدر مہربان بدہ عیدی
برہمہ مومنان مبارکباد
تا بیابم ز علم گنج مراد

جاد و فر یا و ن ہلال عید سے اب ہو ...
عشوہ کا بردہ دکھا دے ہو ن کوئی خورشید رو

آن رے ماہ تو تری شوخی کہ بام چرخ سے		خاک سے تو ساتھ اشارے کرے ہے گفتگو
عید قربان آمدہ قربان کنم حاجیان اندر طواف کعبہ اند	سلیمی	جان فدا اے حضرت رحمان کنم ما باستادان خود احسان کنم
عید قربان در رسید اندر جہان با غرو شان خوش خمار اند عاشقان اندر شراب شوق دل	ر	جان و دل قربان کنید اندر رہ حق دوستان ذبح نفس امارہ کردہ شوید بزمرہ عارفان

رباعیات دعوت محفل محبانہ و دوستانہ

محفل ہے شاہ دین کی سعادت کرد حصول بعد از عشا کے لائیے تشریف دوستو		جس بزم گہ میں رحمت حق ہوئے ہی نزول لطف و کرم سے کیجیے دعوت مری قبول
محبو دوستو از راہ شفقت کرم فرماؤ بندے کے مکان پر	احمد	قبولو دلسے اس مخلص کی دعوت جمعہ کی شبکو بعد از ہشت ساعت
دوستو نکی انجمن کے نونہال لطف سے محفل منور کیجیے	سلیمی	گلبن اخلاص کے ثمر کمال مخلصون کو اپنا دکھلا کر جمال
گلستان خوبی کے سرو روان شب جمعہ کی ہشت ساعت کو یار	ر	نہال چمن دوستی کے نشان رہو شامل عیش و بزم جوان
محبت چا چمن ہے نخل پر بار شب آدینہ چا آتے ہے صاحب	کونی	سخن چا شاخ ہے بلبل گھر بار قدم رنجہ کر آ اے رشک گلزار
رفیقان ور کرون شفقت ذرا یا جمعہ راتی ہے ٹاک تکلیف کہیون	سلیمی	صحبت بیٹھون نکو ایسا گھر آیا منور فرد ہے ہے مجلس کرایا

ابیات مفردات

شمہ بھر اسکو جسنے دکھا کر لمعہ اپنی قدرت کا	عرش پر لا چکایا قدم لمحہ میں ہمارے حضرت کا

حوصلہ اسکی تجلی مین کسے تقریر کا
جو زبان شمع نکلے منہ کھلا گلگیر کا

چمن مین کونسا وہ رونق گلزار آیا ہے
کہ پابوسی کو ہر اک شاخ گل نے سر جھکایا ہے

جبین پہ قشقہ قشقہ پہ ٹیکا ٹیکے پہ موتی ہے یم کا
نخل پہ شاخ اور شاخ پہ گل ہے گل پہ قطرہ شبنم کا — نظیر

جو ٹیکا صندل لگا جبین پر تو پاس ابرو کے خال بھی ہے
سپہر خوبی پہ بدر بھی ہے سہیل بھی ہے ہلال بھی ہے

لام نستعلیق کا ہے اس بت خوشخط کی زلف
ہم تو کافر ہون اگر تابع نہ ہون اس لام کے

لگا ہے تیر دل پر آہ کس کافر کی مژگان کا
نشان سوفار کا معلوم ہوتا ہے نہ پیکان کا

عنایت سبز رنگ اس اپنے کشتے پر قرار رکھنا
کہ بعد از دفن مدفن پر کوئی پتی ہری رکھنا

سرو نے دعوی ترے قد سے کیا کیا پھل ملا
گلشن ہستی مین آخر بے ثمر پیدا ہوا — ایم

اللہ رے شوق اپنی جبین کو خبر نہین
اس بت کے آستانہ کا پتھر رگڑ گیا

مین کس کس شعلہ رو کو سینہ صد چاک دکھلاؤن
رکھا تھا ایکدل سو جل گیا کیا خاک دکھلاؤن

غفلت مین فرق اپنی تجھ بن کبھو نہ آیا
ہم آپ مین نہ آئے جبتک کہ تو نہ آیا

ہم کوے مغان مین تھے ماہ رمضان آیا
صد شکر کہ مستی مین جانا نہ کہان آیا

ایسا بلند آہ کا اپنی دھوان ہوا
چرخ کہن کے نیچے نیا آسمان ہوا

یہ میری آہ کا کیسا دھوان ہے
کہ نیچے آسمان کے آسمان ہے — انشا

کیا ہنسی آتی ہے مجھکو حضرت انسان پر
فعل بد تو انسے ہو لعنت کرین شیطان پر

اپنی تو وہ صورت ہے کہ جون بلبل تصویر
پرواز کی طاقت نہین اور پاس چمن ہے

کیون چھپا ظلمت مین گر اس لب سے شرمندہ نتھا
جان کچھ باقی مری ہے چشمۂ حیوان کے بیچ

مانگ اس کافر کی سیدھی راہ ہے ظلمات کی
خضر کو بھی ہے مسافت ایکدن دو رات کی

روز رخسار کے لیتا ہے مزے خوبون کے
بہتر اس شغل سے حجام ہنر کیا ہوگا

سنگدل کو سنگ لیکر سنگدل کے گھر گئے
رنگ تھا اسکا زمرد جسکے سنگ مرمر کے

رات دن جاری ہے عالم مین مرا فیض سخن
گو کہ ہون محتاج پر حاتم ہون ہندوستان کے بیچ

ترے کراے رقیب فرعونی — آہ میری عصائے موسیٰ ہے
دیے سے جگ مین ہیگی روشنائی — اگر خوبی طلب ہے تو دیا کر

وہ منھ زلفون سے دکھلاتے ہین تو ہم آنسو بہاتے ہین — وہ دنکو رات کہتے ہین تو ہم تارے دکھاتے ہین
مصحفی رخ سے جو زلف اٹھا دیتا ہے — مصحفی کھول والیل کو والشمس دکھا دیتا ہے

یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہے — آتش زمین جسکی چہارم آسمان ہے
جستجو کرتی ہر اک امر مین نادانی ہے — ناسخ جو کہ پیشانی مین لکھا ہے وہ پیش آئی ہے

یہ دنیا شیشۂ ساعت کی ہے ریت — گھٹی جاتی ہے ہر دم چیت رے چیت
دریا امنگ کے موج سے آیا تھا ہٹ گیا — موتی لگا تھا ہاتھ نصیبا الٹ گیا
دیکھ دریا کی طرف دلکو یہ لہر آتی ہے — کشتی عمر کی افسوس بہی جاتی ہے
نہ تو دریا نہ سمندر نہ ترا پاٹ لگے — کشتی عمر کی اب دیکھئے کس گھاٹ لگے
صنم کے واسطے بے آبرو ہوئے تو ہوئے — طلا تو ہاتھ لگا زرد رو ہوئے تو ہوئے
ہے زلف حلقہ زن رخ دلبر کے آس پاس — یا آ رہا ہے فوج سکندر کے آس پاس

خدا کے واسطے اسکو نہ ٹوکو — مظہر یہی اک شہر مین قاتل رہا ہے
شجر سوختۂ شمع سے کر گل نکلے — کیا عجب بیضۂ فانوس سے بلبل نکلے
عارض یار پہ کیا زلف دراز آئی ہے — شام یان صبح کی پڑھنے کو نماز آئی ہے

اُٹھ کے دالان سے پردے مین جو وہ حور چھپی — میرے آغوش مین چھپنا تھا بہت دور چھپی
چشم سے ہے قہر بلا زلف قیامت قامت — اسلیے لوگ تمھین آفت جان کہتے ہین
حیرت افزائی نے یہ صورت مری کی دوستو — بزم مین تصویر گویا میری تھی اور مین نہ تھا
ہر صبح وہ ڈھونڈتے ہے کوئی تازہ خریدار — صورت مری ہر روز بدل جاے تو اچھا
دیکھون تو لے ہے جان ملک الموت کسطرح — تم وقت مرگ پاس سے اٹھنا نہین ذرا
جبتک مری بالین پہ وہ دلدار نہ آئے — کہدو ملک الموت خبردار نہ آئے

ہے خراش ناخن غم دن بھی کیا پایندگی — جو ہلال غرہ تھا سو ماہ کامل ہوگیا

مر کر بھی ہمارا دل بیتاب نہ ٹھہرا — کشتہ بھی ہوا تو بھی یہ سیماب نہ ٹھہرا

چرخ سے کہدو کہ کشتی تھم سکے تو تھام لے — آج ہے طوفان سرشک چشم دریا بار کا

سنئے کیونکر کہ ہے سب کار الٹا — ہم الٹے بات الٹی یار الٹا

چشم پوشی ترے مذہب میں ہی کیا عین صواب — ہمسے یوں پرہیز تجھکو اور ہم بیمار ہیں

پھیلائے کیا کوئی مرے پروردگار ہاتھ — بندے کا ایک ہاتھ ہے تیرے ہزار ہاتھ

آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اٹھ بھی کھڑے ہوئے — میں جاہی ڈھونڈھتا تری محفل میں رہ گیا

سخن آہستہ کر کہ ہے شب وصل — چارپائی بھی کان رکھتی ہے

چہرہ کچھ ان دنوں غم پنہاں سے زرد ہے — ظاہر میں کچھ مرض نہیں پر دلمیں درد ہے

مت ملو لیکن کرم فرما رہو — خوش رہو جیتے رہو جس جا رہو

مر گئے سو حق ہوئے اور جیتے ہیں حق کا دم — حق تعالی آپ ہی حق ہے موئے کا کیا ہے غم

ایسی جو سردی پڑی ہر اک ستارا جم گیا — کاسۂ چرخ بریں سارا کا سارا جم گیا

آ بجز رسے برف کے انشا کو سمجھے آپ نے — اسکا یہ مطلب ہے نقشہ تھا را جم گیا

این غزلها بعد از طبع کتاب دستیاب شدند

غزل علی

جب نور نبی عرش کے ایوان پہ چمکا — کرسی نے لیا چوم غبار اسکے قدم کا

جب نام محمد کا لکھا عرش بریں پر — پرنور ہوا تارک اقبال قلم کا

سایہ نہ ترے جسم کا دیکھا ہے کسی نے — تا حشر میں ہو جائے بجز فرق الم کا

پر نور ہوئے ایسے عجب دیدۂ افلاک — کیا کحل ہوا ہے یہ غبار اسکے قدم کا

معمور تری ذات سے ہے کشور ہستی — جاری ہے عجب فیض ترے خوان کرم کا

پائی ہے تری ذات سے موسیٰ نے کرامت — کیا طور تجلی سے ترے نور سے چمکا

آور پہ ترے جسنے رکھا فرق ارادت	ہو مجھے یہ طلبگار کبھو افسر جم کا
رکھا حق نے ترے سر پہ عجب افسر لولاک	سالار کیا تمکو عرب اور عجم کا
یہ عرض علمی کی ہی ترے خاک قدم سے	محتاج نکر مجکو کسی اور کے دم کا

غزل علمی

گرچہ ہی قند و شہد نبات و شکر لذیذ	ہر چیز سے حدیث پیمبر ہے پر لذیذ
وہ پیاری پیاری باتین خدا کو او مو لذیذ	ارشاد ایک ایک جہانکو ادھر لذیذ
دلکو ہی ذکر نعت نبی سے مزا حصول	جانکو ہی فکر مدحت خیر البشر لذیذ
احمد کہے سے ہوتا ہی شیرین دہان خلق	نام نبی ہے نام خدا کس قدر لذیذ
پر ذائقہ ہی میوہ ہیچ سارے جہان کے	شہر مدینہ کا ہی جو رطب و ثمر لذیذ
عین مریض کو ہے شفا اس قدم کی خاک	ہو مردمان چشم کو کحل البصر لذیذ
ہر مجرم و اثیم کو بخشا سینگے وہی	ہے گوش عاصیون کو بہت یہ خبر لذیذ
شیرین ہی اسم حق نمکین نام مصطفےٰ	یہ ایک پر لذیذ تو وہ ایک پر لذیذ
کوثر سے وہ پلا دینگے امت کو آب سرد	جنت کے نخل سے وہ کھلا دین ثمر لذیذ
صلوا علی النبی و علی اہل بیت	ورد اپنا یہ عجیب ہے وقت سحر لذیذ
مطلع اک اور پڑھکے لکھون مقطع غزل	وہ خوشگوار دلکو ہے آٹھون پہر لذیذ
حمد خدا و نعت نبی یکدگر لذیذ	اصحاب و آل کی ہی ثنا سر بسر لذیذ
تجھکو بھی انکے صدقے سے علمی بہشت مین	نعمت ملیگی ایک سے اک خوبتر لذیذ

غزل ترقی

دنیا کے جو مزے ہین ہرگز وہ کم نہونگے	چرچے یہی رہین گے افسوس ہم نہونگے
آغاز عشق ہی مین شکوہ ستم کا ایدل	تک صبر کر ابھی تو کیا کیا ستم نہونگے
جلدی سے یار مجکو پیوند خاک کردو	سنتا ہون مرگئے پر رنج و الم نہونگے

[illegible]

احوال پر ہمارے روؤ نہ مل کے باہم
اب کیا کرین ہم اور وہ بازو بہم نہونگے

دشوار ہے پلک سے لگنا پلک عزیزو
آنکھونپہ میرے جبتک اُسکے قدم نہونگے

مضمون شوق اُسکا ہرگز نہ ختم ہوگا
دس بیس بند کاغذ جبتک رقم نہونگے

دم دیکے تم تو شبکو محفل سے اُٹھ چلے ہو
کوئی دم کو عاشقون کے سینے مین دم نہونگے

بلبل کے درد دل کا ممکن نہین مداوا
گلچین کے ہاتھ دونون جبتک قلم نہونگے

سنتے ہین بعد اپنے ہے دخل غیر کا بھی
تم سے علیحدہ ہم اب ایک دم نہونگے

سنبل کو کچھ نہین ہے زلفون سے اُسکی نسبت
جب چاہو دیکھ لو تم یہ پیچ و خم نہونگے

یاران رفتگان پر کیا روئیے ترقی
کیا ہم روانہ سوے ملک عدم نہونگے

غزل احمد

نام خدا وہ شوخ ہے مانند حور کے
ٹپکے ہین اُسکے چہرے سے اب قطرے نور کے

اللہ ری نازکی وہ پریوش کو دیکھنے
آتے ہین شاہدان ادا دور دور کے

گر اک کلام وہ لب اعجاز سے کرے
دیوے جلا وہ آن مین مردے قبور کے

گر لحمہ ایک اُس سے بغلگیر ہو کوئی
کھلجاوے اُسپہ باب ہی عیش و سرور کے

جرأت ہے کسکی تا کرے اُس شوخ کا خیال
اور جاوین ہوش اُسکے ہی فخر و غرور کے

کیجے ہمارے حال پہ ٹک مہر کی نظر
واللہ دلسے ہمتو ہین عاشق حضور کے

احمدؔ تو اُسکے عشق مین ہو محو سر بسر
تا تجھپہ کھل ہی جاوینگے عالم ظہور کے

غزل شیدا

دیکھ دل زلفون کو مت جائیو گردن پیچھے
چوٹی پیچھے سے پڑی جیسے ہو ناگن پیچھے

پر زلیخا نے کیا عشق مین یوسف سے سلوک
کھینچا زندان مین اُسے پھاڑ کے دامن پیچھے

گر رقت رشک چمن سے جو مین مرجاؤن تو پھر
مجھکو دفنائیو دفنائیو گلشن پیچھے

فصل گل مین رکھا صیاد نے در قید قفس
پھر لٹکا لاتو لٹکا لا مجھے چھپا گن پیچھے

پہلے مجنون کیطرح عشق مین شیدا تو بھٹک — پھر ترا کوے بتان ہو ویگا مسکن پیچھے

غزل دلکش

یار کے ہاتھ سے مشاطہ نے پایا بیڑا — طاقت و ہوش کی رخصت کا یہ آیا بیڑا

دل سوے معنی رنگین گزرتے ہین آج — کہ عوض بوسے کے انعام مین پایا بیڑا

زلف و رخسار تو ہین آفت جان پر میرے — خون کا اُس لب خندان نے اُٹھایا بیڑا

جان سپاری نکرین کیونکہ اب اس ذوق سے ہم — لبکہ چترائی سے کافر نے نبایا بیڑا

خون بہا اپنا کیا مین تو گنہگار تو ہون — پاندان سے ترے کل مین نے چرایا بیڑا

سرخرو مجھکو کیا اُسنے جو ہچشمون مین — کہ مرے ہاتھ سے کل مجھکو دلایا بیڑا

کیونکہ اُس رشک سے دل خون کیا کافر نے — غیر کے ہاتھ سے کل مجھکو دلایا بیڑا

غزل ولی

لامکان پر جو بنا احمد جو بنا پھیلایا — تب ملائک نے وہین صلوا علیکم گایا

حور و غلمان نے تر اسنے سے وہ نغمہ بولے — قاب قوسین کا نوشہ تو ہے سبکو بھایا

تھے براتی وہان آدم سے لگا تا احمد — اور جبریل امین گوندھ کے سہرا لایا

حق نے لولاک لما حق مین محمد کے کہا — آن سوا کونسے مرسل نے یہ رتبہ پایا

مغفرت تیری ولی سہل بلاریب ہے کیون — نام احمد کا جو لب پر ترے ہر دم آیا

غزل ثابت

مین اپنے سب مطالب سید ابرار کو سونپا — مطالع دین و دنیا احمد مختار کو سونپا

خدا عالم سے ہے اسپر شک جو رکھتا ہو سو کافر ہو — حشر کا معاملہ مین حیدر کرار کو سونپا

خدا نے کر دیا تا سو مین خاتون جنت کے — مین اپنا خاندان بھی فاطمہؑ اطہار کو سونپا

مرے اس کام کے مالک ہین جو چاہین سو کر دیوین — علی مشکل کشا کے دونون برخوردار کو سونپا

مری یہ ناتوانی بیکسی اور بے لبسی جو ہے — شہید کربلا کے عابد بیمار کو سونپا

مرے جو آشنا ثابت ہین مولا اُنکا ضامن ہی
سر دشمن اسد اللہ کی تلوار کو سونپا

غزل عالم

وہ اک دن دیکھیے بیشک جہان روز جزا ہوگا
گنہگارونکی بخشش کو وہان فضل خدا ہوگا

صراط المستقیم اوپر وسیلہ ہے پیمبر کا
شفاعت کو قیامت مین محمد مصطفا ہوگا

یہی ہی جام کوثر کا مجھے دینگے تلطف سے
کہ جسدن ساقی کوثر علی مشکل کشا ہوگا

کرینگی خون کا دعوی وہ جب خیر النسا آکر
حسن بخشش کو امت کے شہید کربلا ہوگا

ہین باقر جعفر و کاظم ہمیشہ رہنما سب کے
سبھونکی پیشوائی کو علی موسی رضا ہوگا

تقی ہی اور نقی ہے اور محمد عسکری ہادی
قتل کرنیکو کفار دن کے مہدی ہوا ہوگا

تزلزل حشر کے دن بسطرح ہووےگا سن ڈرکر
کرو سامان آخر کا مدد سب کا خدا ہوگا

عرض یہ اب جناب کبریائی مین ہی عالم کی
کہ جاوے درد عالم کا غزل کا یہ صلا ہوگا

غزل

آج پھر اُس کوچۂ جانان مین جانا چاہیئے
اک دفعہ قسمت کے تئین پھر آزمانا چاہیئے

سب بہار آخر ہوئی باقی رہا جوش جنون
دھجیان دامان صحرا کی اڑانا چاہیئے

آ رہینگے او باغبان گلشن مین دروقت سحر
آب شبنم سے گلون کا منھ دھلانا چاہیئے

مین کہا عاشق ہون تیرا وہ لگا کہنے کہ ہان
تو ہے دیوانہ سخن تیرا نہ مانا چاہیئے

کسطرح لپٹون سے تجھے اور لون بغل مین نازنین
وصل کی شبکو فقط پھولون کا گہنا چاہیئے

غزل

اا ااک دلبر پہ پہ پہ پیارا ہمن کا
نہ نہ نہ نکلتا گھر سے کہ کہ کر عزم چمن کا

فہ فہ فہ فارسی غزل لین جہ جہ جہ جاتا تھا کہنے
لہ لہ لہ لالہ جو کرتا سہ سہ سہ سرو چمن کا

شہ شہ شہ شبنمی جامہ جہ جہ جہ جسپر تھا قطعہ
پہ پہ پہ پیرہن کیا تھا جہ جہ جہ رنگ سمن کا

چہ چہ چہ چہرہ یکدم تھ تھ تھا چیز عجب کچھ
وہ وہ وہ وصف کہون کیا غہ غہ غنچہ دہن کا

کھ کھ کھ کھینچی تھی جدھر وہ وہ وحشت خیز بی | سہہ سہہ مارے وحشت ضنہ ضنہ ضرب گھن کا

ریختی جان صاحب لکھنوی

چھوٹی خانم کا مجھے دیگیا بھائی انگیا | منجھلی کیا پہنون بڑی وہ تو نہ بھائی انگیا

چھوٹا کپڑا بھی بڑے لطف کی پر چیز ہے | سالے جوڑے ہین تو بندی کو خوش آئی انگیا

حسن جاتا رہے پر چھاتیون کا روپ دکھا | صدقے اس عقل کے جسنے یہ بنائی انگیا

تیری چھاتی تھی مری سوت کا کپڑا پہنا | سارے کنبے کی کرے گی یہ صفائی انگیا

کس سے سلوا لئی تھی اری لے کے بھٹنی | باندی بیہوش کہان بھو کے تو آئی انگیا

کیون نہ جامے سے مین باہر ہون بھلا مغلانی | ادھڑی دو بار مگر ٹھیک نہ آئی انگیا

دم بدم ٹوٹ گئے ہین اس سے ستارے جھڑ کے | اے بی مہتاب بنی گویا ہوائی انگیا

کوڑھ آن چھاتیون سے ٹپکے آسے جو پہنے | مین تو کو سونگی مری جسنے چرائی انگیا

اب بھلی بانسین کیا پہنین جو پہنا بین انہین | اپنی جورو کو موے کنجڑے قصائی انگیا

جان صاحب کوئی کیا آج بلا یا مجھ م | عطر فتنے کا ملا خوب بسائی انگیا

ریختی انشا

جھبی ہے یہ تو نگوڑی سے بھاری انگیا | کوئی سادی سی مرے واسطے لا ری انگیا

گوکھرو لہر بنت ٹانک ستارے کیا چیز | اس سے ہو جاتی ہے کمبخت گنواری انگیا

بی بی مغلانی جو سی لائی تھی آئی نہ پسند | بیگما جی نے دہ سر آن کے ماری انگیا

دھینگا مشتی ارجی اب کس سے ہوئی تھی یہ کہو | پھٹ گئی آپ کی جو ساری کی ساری انگیا

تھی عجب کوئی سگھڑ جسنے یہ کاٹے بوٹے | وا پھر سے ٹنگی اک پھولون کی کیاری انگیا

ہاتھ انشا کا کہین تجھ کو جو گیا تو بھر لین | تیرا مقدور کہ تو چھیڑے ہماری انگیا

ریختی رنگین

کہین وہ بھی آئی اوڑھنے کی بنارسی کل کی اوڑھنی | باجی سے مجھے منگا دے جھلا مخمل کی اوڑھنی

برسات جسکو کہتے ہین جی جس بہار مین
سر پر ہوا کے ہوتی ہے بادل کی اوڑھنی

گرمی کے مارے ناک مین آئی ہے میری جان
تہ کرکے رکھ پٹارے مین آنچل کی اوڑھنی

آئی لچک کمر مین مرے لوگو دوڑیو
گھٹنے تلک تو سر سے مرے ڈھلکی اوڑھنی

بھاری بنت منگاوے تو نگین لگاوینگے
نے ٹھہرتی ہے سر پہ مرے ہلکی اوڑھنی

غزل ماہ لقا

اجل کے ساتھ مئے رستم گیا سو پھر نہ پھرا
ہمارے دشمنون سے جو کم گیا سو پھر نہ پھرا

لڑا ئی کرتی ہین چہرے پہ دونون زلف سیاہ
جو گلعذار کا موسم گیا سو پھر نہ پھرا

بھروسہ مت کرے ظالم یہ اپنی ہستی کے
یہ جسکی ہستی کا عالم گیا سو پھر نہ پھرا

عجب وہ منزل و مسکن ہے مجھکو حیرت ہے
جہان سے جو کوئی ہمدم گیا سو پھر نہ پھرا

اداس ہو کے صنم صبح کو گیا افسوس
بہار رونق شبنم گیا سو پھر نہ پھرا

اوسے نہ شیخ سے مطلب نہ برہمن سے کام
جو راہ عشق مین آدم گیا سو پھر نہ پھرا

غرور مت کرے تو حسن پر اے ماہ لقا
عدم کی سیر کو آدم گیا سو پھر نہ پھرا

نواب آصف الدولہ بہادر

ساقیا مے سے چھکا دے کہ بہکتے جائین
برق کی طرح جدھر جائین چمکتے جائین

جہان مین جہان تک جگہ پایئے
عمارت بناتے چلے جایئے

دولھن بیگم صاحبہ

ایسے کمظرف نہین ہم جو بہکتے جاوین
مثل گل جاوین جدھر کو مہکتے جاوین

مت کرو فکر عمارت کی کوئی زیر فلک
خانۂ دل جو گرا ہو اُسے تعمیر کرو

جینیا بیگم

روٹھنے کا عبث بہانہ تھا
مدعا تمکو یان تک آنا تھا

ڈبڈبائی آنکھ آنسو تھم رہے
کاسۂ نرگس مین جون شبنم رہے

دل جس سے لگایا وہ ہوا دشمن جانی
کچھ دلکا لگانا ہی ہمین راس نہین ہے

یاالٰہی یہ کس سے کام پڑا
دل تڑپتا ہے صبح و شام پڑا

آیا نہ کبھی خواب مین بھی وصل میسر
کیا جانیے کس ساعت بد آنکھ لگی تھی

جس طرح لگی دل کو مرے چاہ کسو کی
اوس طرح نہ لگیو مرے اللہ کسو کی

جی تک بھی اگر چاہو تو دون اب نہین ہے
کچھ اور جو ڈھونڈھو تو مرے پاس نہین ہے

یار پردے مین ہے اور عیش سے مایوسی ہے
نقش پا تک بھی مرے در پے جاسوسی ہے

شمع کی طرح کون رو جانے
جسکے جی کو لگی ہو سو جانے

شب مہتاب مین تا صبح زینت
خیال ماہرو ہے اور ہم ہین

یوسف نے میرے کھوے ہین جامے اپنے بند
تہ کر رکھو نسیم سے کہہ دو قبائے گل

میرے دلکی طپش تو کیا جانے
مین ہی جانون دیا خدا جانے

کیون نہ مین قربان ہون جب وہ کہے ناز سے
مجھکو جفا کا ہے شوق اہل وفا کون ہے

بے منصفی اور اسے بیت بید اد گر ایسی
چاہت تری غیرون کو بھی ہوگی مگر ایسی

ہم بزمیِ دشمن کو چھپانا ہی تھا قاصد
کہتا ہے کسی سے کوئی نادان خبر ایسی

دل ہمین دو چار دن گر اپنا تم دو مستعار
اسکو سکھلادین وفا ایسی کہ ہوئے بیقرار

دلبر مجھے اسواسطے کہتی ہے یہ سب خلق
تا مجھکو تو دلبر ہی سمجھکر کبھی آدے

ہے چوکھٹ آپ کی اور سر ہمارا
قیامت تک یہین ٹکرائین گے ہم

قسمت مین ہمارے نہوا ہائے صد افسوس
اک روز لپیٹ کر شب مہتاب مین سونا

اپنے آنے کی جو سناتے ہو
شیخی ناحق یہ تم جتاتے ہو

اسپہ قسمین جو تم کھلاتے ہو
مدعا یہ کہ دل بڑھاتے ہو

حال جان بازی کا مین کس سے کہون | جس سے کہتا ہون وہی سنتا نہین
ماہ کا ہیدہ ہنوا جاتا ہے ابرو دیکھکر | دیکھ بوبن کر کے نکلا آج او شکل ہلال
جان و دل بیچتے ہین ہم اپنا | ایک بوسے کو لے سے ستا ہے

مناجات

الٰہی بحق رسول انام | محمد علیہ الصلوۃ وسلام
بآل و باصحاب ختم رسل | مجھے دے مرادین مری جز وکل
مجھے دین و دنیا مین عزت سے رکھ | یہان اور وہان عیش و عشرت سے رکھ
شراب محبت پلا دے سبھے | تو مستانہ اپنا بنا دے سبھے
کرایمان اسلام پر خاتمہ | طفیل نبی و بنی فاطمہ
الٰہی ہزارون درود اور سلام | پیمبر پہ نازل تو فرما مدام

تواریخات متقدمین

مظہر

مظہر کا ہوا قاتل جو یک مرتد شوم | اور اُسکی شہادت کی خبر ہوئی جو معلوم
تاریخ وفات اُسکی کہی از ردے ورع | سودا نے کہا کہ ہاے جان جانان مظلوم

آہ مرزا رفیع دنیا سے | جا کے جنت مین جب مقیم ہوا
درد فرقت سے اُسکے مثل قلم | اہل معنی کا دل دو نیم ہوا
گل سے تا خار اُس چمن مین تھا | خاک بر سر وہ جون نسیم ہوا
سال تاریخ کی تھی مجھکو تلاش | کیونکہ بس حادثہ عظیم ہوا
اسمین پیر خرد نے از سر ہوش | یہ کہا اب سخن یتیم ہوا

میان مظہر

میان مظہر جو ذاکر حق تھے | رات دن نام حق رٹا کرتے
گر یہ موت نے جو آدابا | مضطرب ہو کے ادر گھرا کے

چو پنج مین داب کر سر کلھیا — کچھ نہ بولے سوا ے ٹے ٹے

ازمولانا فخرالدین صاحب حسب فرمائش فریزر صاحب بہادر

آج آختہ بند ھا طویلے مین — اکھی خانہ انگریز گرجا

تاریخ از نتائج افکار عالی مقدار سخن سنج کلام شناس بلبل شاخسار حدیقۃ الاحباب در آبدار بحرالانجاب کشاف دقائق خفی وجلی جناب فضیلت مآب غلام علی صاحب مہری سکنۂ بمبئی

کیون شرمگین نہووے بھی باغ از بہار نظم — طرفہ کھلا ہے ابر فلک شعلہ زار نظم
مجموعۂ طلسم ہے رنگین بیاض شعر — محسود گل ہے ہر ورق زر نگار نظم
موسٹی سے انتخاب ہے گلدستہ بہار — ہر بیت شاہ بیت ہے آئینہ دار نظم
ہر اک غزل ہے رشک غزال سواد چین — مرغوب بلبل چمن جو ئبار نظم
دکھلائے ہی نقاب اٹھا رخ سے ہر گھڑی — ہر لفظ حسن شاہد سیمین عذار نظم
اشعار آبدار و مضامین نئے نئے — پیہم رواں ہین قافلہ سان از دیار نظم
گویا نظیر عقد ثریا ہین زیر چرخ — در سلک انتخاب در شاہوار نظم
پھر گرم آس سے محفل عشاق ہے سدا — مستون کے بزم مین ہو دوبالا خمار نظم
نکلے ہے اب اسکے طرفہ مزامیر سے صدا — سر باندھا آسکا اہل طرب نے تبار نظم
سودا نظیر و جرأت وانشا کی ہر غزل — ہے زیب بخش کشور دار الوقار نظم
شہباز فکر اہل دلان مر باج ہے — کیون مرغ دل نہووے ہے اسدم شکار نظم
از بہر سال بلبل طبع علی نے اب — باندھا آشیان اوج سر شاخسار نظم
چاہا رقم ہو ہر ورق گل بنوک کلک — آئی ہے غیب سے یہ ندا لالہ زار نظم

این مادہ تاریخ از جناب قاضی غلام علی صاحب مہری بسلک نظم آوردہ بودند

زہے شورش فزاے بزم ابرار
ہے بہر عندلیبان نو چمن زار
یہ طرفہ مجمع اشعار عشاق
کہ جسمین چیدہ چیدہ گل ہین بیخار
کرے ہے محفل عشاق کو گرم
نئے انداز سے دکھلا رخ یار
ہوا ہے طبع دیوان جلوہ آرا
بتان چین جو ہین نقش دیوار
بہار گلشن اشعار کو دیکھ
رہے ہے شرگین ہو حسن گلزار
نوادر بوستان عشق ہے یہ
طرب افزا چشم ہر خریدار
الٰہی یہ بیاض شعر رنگین
ہو منت نور سواد چشم اخیار
کوئی تاریخ موسٰی سے رقم ہو
رہے تا یادگار از عاشق زار
کہا ہے اس طرح پیر خرد نے
کہ لاثانی ہوا ہے جنگ اشعار

۱۰۰۰ ۹۰ ۸۰ ۷۰ ۶۰ ۵۰ ۴۰ ۳۰ ۲۰ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱
ا ب ج د ہ و ز ح ط ی ک ل م ن س ع ف ص ق ر ش ت ث خ ذ ض ظ غ

ایضاً

ہوا ہے یہ جب طبع دیوان تمام
کہ درج اسمین ہر اک ہو رنگین کلام
ہوئی چاہ موسے کو تاریخ کی
رقم طرفہ تر یادگار دوام
یہ دی ہاتف غیب نے تب ندا
رہے یہ گلستان خوبی مدام

ایضاً

مجمع الاشعار نسخہ ہے عجیب
چاہیے تاریخ اسکی برملا
مین نے پوچھا تو خرد نے مجھسے یون
طرفۃ الاشعار آ آ دہ کہا

این چند مادہ تاریخات بندۂ درگاہ کریم محمد حسین ابن محمد سلیم فراہم آوردہ اگرچہ قابل اشتہار نیست اما بپاس خاطر عزیز با تمیز مؤلف کتاب محمد ابراہیم صاحب موسٰی بر ورق پشت نمودہ است تا ناظرین از سعی و عرق ریزی او حظ دریابند و نیز التماس بخدمت ارباب سخن بلند ہمت والا قدر آن دارم کہ نظر بر سہو و خطا نہ نمایند العفو عند کرام الناس مامول

اس چمن کی رقم ہو گیا تاریخ	بہر تاریخ ہے بنا تاریخ

ہمہ مجموعہ از شعر دل آرا	مرتب شد ز مولی آشکارا
بسالش فی البدیہہ گفت ہاتف	جزاک اللہ فی الدارین خیرا
برو این شعلہ زار عالم عشق	نور از مہر تابش از مریخ
طرفہ بشگفت شعر رنگینش	گفت مظلوم باگل تاریخ

ایضاً

مجمع جو مرتب چمن نو بہار	یعنے کتاب شعرائے کبار
تازہ تر از برگ درختان سبز	نور فزائے نظر ہوشیار
طرفہ سرو شئے کہ بجواب خرد	گفت بگو معرفت کردگار
ز آفات این گلشن بیخزان	نگہدار یا خالق عاشقان
طرفہ ہوا مرتب گلشن ہنر ورون کا	بیقدر جسکے آگے مجمع ہے ساحرون کا
ہاتف سے گوش زد ہے تاریخ تعمیہ آج	کیا بے بہا ہوا ہے تحفہ یہ شاعرون کا
غیب سے ہاتف نے یہ مژدہ دیا	باغ اردو بے بہا اب یہ ہوا
کہا پیر خرد نے فی الحقیقت	بجا ہے آج گلدستہ طریقت
شعر نہین بلکہ بگوش جہان	عقد ثریا ہین یہ آویختہ
لکھا ہم سال بھی مظلوم نے	کہہ غزل ورق گل ریختہ
مجموعہ یہ ہوا ہے ملوز شعر استاد	کہہ سال ناز مشحون بازار عاشق آباد
دیکھ مجموعہ کہا ہاتف نے	چھاپے ہین اشعار نکاست

فہرست مجمع اشعار دیوان فارسی موسوم بمرات العاشقین

فہرست مجمع الاشعار دیوان ہندی موسوم بہ چمن بے نظیر

خاتمۃ الطبع

ثنا وصفت کے لائق وہ باغبان گلزار دوجہان ہے کہ جسکی آبیاری قدرت کاملہ سے گلستان عالم سرسبز وریان ہے اور گلدستہ نعت سزاوار ہدیۂ انجمن اُس گل سرسبد خاتم الرسالت ہے کہ جنکے فیض ہدایت نے اثر باد خزان کفر وضلالت کو یکقلم دنیا سے مٹایا ہے اور رائحہ ابتسام گلہاے رنگا رنگ ایمان سے اہل جہان کو تردماغ وعطرآگین بنایا ہے من بعد گلگ چمنان شگفتہ طبع کو آمد نوبہار کی خوشخبری ہو کہ اندنون ایک مجموعۂ متشگرف گلدستہ کلام رنگین از کلام اردو فارسی زبان آوران روے زمین جو دو شعبے پر متفرع ہے اول مین اشعار غزلیات ومستزاد ورباعیات وقطعات اور انواع انواع قسم کے لغز وچیستان از کلام بلاغت نظام حضرت سعدی ۔ حافظ ۔ جامی ۔ نظامی ۔ صائب قدسی ۔ حزین خاقانی واله ہروی ۔ مرزا بیدل ۔ امیر خسرو وغیرہ اکثر اساتذہ سابقین کے مجمع ہین جس کا نام مرآت العاشقین ہے اور دوسرے شعبے مین بڑے بڑے نامی گرامی شعراے مسلم الثبوت

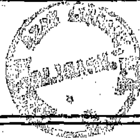
کی غزلیات۔ مثنویات۔ رباعیات وقطعات مشہور ومعرکہ آرا اُردو زبان مین نتیجہ طبائع نُمرا فیع السودا
میر تقی۔ جرأت۔ مصحفی۔ انشاء اللہ خان۔ ناسخ۔ آتش۔ ظفر۔ مومن خان وغیرہ عمدہ عمدہ و
جملہ اساتذہ قدیم وجدید کا کلام شامل ہے جسکا نام **چمن بے نظیر** ہے مدون ومؤلف
اسکے سخن دان شیرین زبان محمد ابراہیم **صاحب** بن شہاب الدین ہین جنھون نے
بفرط شوق ومزید لیاقت باتفاق رائے محمد حسین صاحب اس مجموعہ کو بطرز شائستہ فراہم
کیا مقبول عالم ہوا سب نے پسند فرمایا خواہش خریداران سے بکثرت چھپنے کا رنگ دکھایا
المختصر یہ مجموعۂ نایاب روزگار رسد ابہار مطبع منشی نول کشور واقع لکھنؤ مین بسرپرستی
عالیجناب معلی القاب منشی بشن نرائن صاحب بھارگو دام اقبالہ مالک مطبع سجاد نومبر
۱۹۲۷ء بار دہم زیور طبع سے آراستہ وپیراستہ ہوا

قطعۂ تاریخ طبع از مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل سابق ایجنٹ مطبع کانپور

دیکھ کے ہر اہلِ نظر نے کہا	خوب چھپا کیا چمنِ بے نظیر
مصرعۂ تاریخ یہ عاقل لکھو	بے بدل اچھا چمنِ بے نظیر ۲۳ ۱۳ ھ

قطعۂ تاریخ طبع از مولانا محمد حامد علیخان صاحب حامد سابق افسر مصحح مطبع کانپور

دیکھ کے ہر فرد بشر نے کہا	بسکہ ہے یکتا چمنِ بے نظیر
تم بھی تاریخ یہ حامد لکھدو	کیا ہی چھپا چمنِ بے نظیر ۲۳ ۱۳ ھ



نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
شرح یوسفی۔ دیوان حافظ	۶ر	دیوان سخن۔ دہلوی کاغذ رسمی	۱۲ر
دیوان نعت سروری۔ نعتیہ دیوان	۰۵ر	دیوان شہیدی۔ ازمولوی کرامت علیخان شہیدی	۴ر
دیوان جرّار۔ مرزا حسین صاحب جرّار	۵ر	گلدستہ حفیظ اللہ خان متفرق شعرا کا کلام	[illegible]
دیوان عاشق۔ پنڈت کنہیالال عاشق	۰۲ر	شرح مترجم قصاید عرفی	۸ر
دیوان ضامن۔ صوفیانہ کلام	۰۲ر	ترجمہ شرح قصاید عرفی ازمولوی عبدالمجید صاحب	زیر طبع
دفتر حسرت۔ المعروف بہ دیوان انجم صاحب عالم		دیوان سحر سامری	۰۶ر
مرزا آسمان جاہ بہادر متخلص بہ انجم کا کلام	۱۲ر	دیوان نعتیہ۔ ازمولوی احمد علی صاحب	[illegible]
دیوان اختر از ایشری پرشاد صاحب اختر	۶ر	بہار سخن۔ مطبع ہذا میں ایک مشاعرہ ہوا تھا	
مجموعہ سخن حصہ دوم۔ اکثر شعرائے متقدمین		اسکی غزلیں	۵ر
کی نایاب غزلیں۔	۳ر	دیوان مناقب خیر البشر۔ از منشی منور حسین	۲ر
کلیات شادان۔ مہاراجہ کشن پرشاد شاد کا		دولسانین مجمع البحرین	[illegible]
کلام بلاغت نظام۔	[illegible]	معرکہ حکلبست۔ یعنی مباحثہ گلزار نسیم	[illegible]
صنمخانہ عشق۔ منشی امیر احمد مینائی کا دیوان		ثمرہ فصاحت۔ از حضرت فصاحت لکھنوی	[illegible]
دوم مطبوعہ مطبع غیر	[illegible]	**دواوین شعرائے فارسی**	
مثنوی فریاد داغ	۴ر	دیوان شمس تبریز حضرت شمس تبریز کا عارفانہ کلام	
دیوان حمد ایزدی	۴ر	جو تصوف اور حقیقت کی جان ہے جدید الطبع	[illegible]
دیوان گویا	۴ر	کلیات عراقی۔ عراقی ایران کا ایک مشہور و معروف	
مظہر عشق۔ معروف بہ دیوان قلق	۸ر	شاعر ہے۔	۱۲ر
دیوان چمنستان جوش احمد حسین صاحب		دیوان حافظ محشی جلی قلم کندہ منشی شمس الدین مرحوم	[illegible]
جوش	[illegible]	دیوان حافظ منشی جوالا پرشاد	[illegible]
مجمع الاشعار۔ چیدہ چیدہ اشعار	۵ر	دیوان نعمت خان عالی۔	[illegible]
گلدستۂ امانت	۱ر	کلیات جامی۔ ازمولانا عبدالرحمن جامی	[illegible]
دیوان سخن۔ دہلوی گندہ	[illegible]	کلیات نظم غالب فارسی یعنی کلام مرزا غالب	

نام کتاب	قیمت
فارسی جسمین اونکا تمام مایہ ناز کلام موجود ہے	عہ۵ر
منتخب مجموعہ دواوین خسرو	عہ۴ر
کلیات صائب عہد اکبری کے نہایت مشہور	
ومعروف شاعر مرزا صائب کا کلام	عہ۱۲ر
کلیات حزین - از محمد علی حزین اصفہانی	۱۲ر
دیوان حضرت خواجہ بختیار کاکی	۱۰ر
کلیات حضرت شمس تبریز حضرت شمس تبریز	
کا تمام کلام رطب ویابس اسمین موجود ہے اور	
آسانی کے لیئے ہر غزل پر بحور مروجہ کا نام بھی	
درج کر دیا گیا ہے۔	۷ر
دیوان عنصری - عرصہ سے یہ دیوان نایاب تھا	
اب مطبع نے نہایت صحت سے شائع کرایا ہے	۱۴ر
قصاید ظہیر فاریابی	۹ر
کلیات ظہیر فاریابی	۱۴ر
دیوان ظہیر فاریابی	۵ر
طیبات مذاقیہ سعدی - از حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ	۱۱ر
دیوان حضرت احمد جام زندہ پیل	۲ر
دیوان خواجہ معین الدین اجمیری	۳ر
دیوان حضرت غوث الاعظم رح	۲ر
رباعیات حضرت عمر خیام	۵ر
دیوان غنی کشمیری	۶ر
دیوان ناصر علی سرہندی	۴ر
دیوان ہلالی - دیسی مکاتب کے درس مین ہے	۶ر

نام کتاب	قیمت
گلشن تعشق از مظفر علی صاحب اسیر	۹
دیوان نویدی - بچون کے لئے مفید	.
دیوان رسوا - از احمد حسین رسوا	۶
دیوان امیر - از سید امیر الدین صاحب متخلص بہ	
امیر - یہ ایک چھوٹا سا اور مختصر دیوان ہے	
مگر نہایت عمدہ ہے	۲
قصاید عرفی محشی	،
شرح قصاید عرفی از مولوی قطب الدین فارغ	۶
قصاید بدر چاچ	۷
ساقی نامہ ملا ظہوری - یہ ساقی نامہ اتنا	
بے مثل ہے کہ باوجود کوششون کے شعراء مین کسی نے	
اب تک اسکا جواب نہین لکھا ہے۔	۸
قصاید مدحیہ نظام قصاید نعتیہ	ع
سرور العباد شرح قصیدہ بانت سعاد یہ قصیدہ	
عربی کا ایک نہایت مشہور ومعروف قصیدہ	
ہے اسکی عام فہم شرح مولوی محمد نذیر صاحب	
نے لکھی ہے۔	۲
دیوان ملا نورالدین ظہوری - ہمپایہ کلام	
عرفی وفیضی ونظیری وغیرہ	عہ
کلیات مرزا اجلال اسیر	عہ

المشتہر

منیجر مطبع نولکشور صیغہ بکڈپو لکھنؤ

DUE DATE

Date	No.	Date	No.